بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُحَمَّدٌ — اَحْمَدٌ — حَامِدٌ — مَحْمُوْدٌ — قَاسِمٌ

عَاقِبٌ — فَاتِحٌ — شَاهِدٌ — حَاشِرٌ — رَشِيْدٌ — مَشْهُوْدٌ — بَشِيْرٌ — نَذِيْرٌ

دَاعٍ — شَافٍ — هَادٍ — مَهْدٍ — مَاحٍ — مُنْجٍ — نَاهٍ — رَسُوْلٌ

نَبِيٌّ — اُمِّيٌّ — تِهَامِيٌّ — هَاشِمِيٌّ — اَبْطَحِيٌّ — عَزِيْزٌ — حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ — رَءُوْفٌ

رَحِيْمٌ — طٰهٰ — مُجْتَبٰى — طٰسٓ — مُرْتَضٰى — حٰمٓ — مُصْطَفٰى — يٰسٓ

اَوْلٰى — مُزَّمِّلٌ — وَلِيٌّ — مُدَّثِّرٌ — مَتِيْنٌ — مُصَدِّقٌ

مُحَمَّد صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

طَيِّبٌ — نَاصِرٌ — مَنْصُوْرٌ — مِصْبَاحٌ

اٰمِرٌ — حِجَازِيٌّ — نِزَارِيٌّ — قُرَشِيٌّ

مُضَرِيٌّ — نَبِيُّ التَّوْبَةِ — حَافِظٌ — كَامِلٌ

صَادِقٌ — اَمِيْنٌ — عَبْدُ اللّٰهِ — كَلِيْمُ اللّٰهِ — حَبِيْبُ اللّٰهِ — نَجِيُّ اللّٰهِ

صَفِيُّ اللّٰهِ — خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ — حَسِيْبٌ — مُجِيْبٌ — شَكُوْرٌ — مُقْتَصِدٌ — رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ — قَوِيٌّ

حَفِيٌّ — مَاْمُوْنٌ — مَعْلُوْمٌ — حَقٌّ — مُبِيْنٌ — مُطِيْعٌ — رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ — اَوَّلٌ

اٰخِرٌ — ظَاهِرٌ — بَاطِنٌ — نَبِيُّ الرَّحْمَةِ — يَتِيْمٌ — كَرِيْمٌ — حَكِيْمٌ — خَاتَمُ الرُّسُلِ

سَيِّدٌ — سِرَاجٌ — مُنِيْرٌ — مُحَرَّمٌ — مُكَرَّمٌ — مُبَشِّرٌ — مُذَكِّرٌ — مُطَهَّرٌ

قَرِيْبٌ — خَلِيْلٌ — مَدْعُوٌّ — جَوَّادٌ — خَاتِمٌ — عَادِلٌ — شَهِيْرٌ — شَهِيْدٌ

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سیرت سرور کونین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جلد یازدہم

معجزاتِ رسول کریم خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بالحاظ حروف تہجی "غ تا ی"

رانا محمد سرور خاں

رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز
A-103 کینال ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور (پاکستان)

سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشاعت اول ---- 27 رمضان المبارک 1428ھ
(10 اکتوبر 2007ء)
مؤلف ---- رانا محمد سرور خاں
ناشر ---- رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز
تعداد ---- 1100
مطبع ---- شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ہدیہ (مکمل سیٹ) ---- 8800 روپے

ISBN 9789699116-13-1 Vol. 11

حسنِ ترتیب

غ

غزوات النبی میں آمد ملائکہ

غزوۂ اُحد میں آمد ملائکہ

امام بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرمایا: میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دائیں اور بائیں طرف دو آدمیوں کو دیکھا، تو سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا زبردست دفاع کر رہے تھے، میں نے انہیں اس سے پہلے نہیں دیکھا نہ اسکے بعد دیکھا، وہ جبریل اور میکائیل تھے۔

بیہقی نے مجاہد سے نقل کیا، کہ فرشتوں نے غزوہ بدر کے علاوہ کسی اور غزوہ میں قتال نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف سے نہیں لڑے جس وقت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نافرمانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم پر قائم نہ رہے۔ بعض علماء سورۃ آل عمران آیت 120 وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے صبر نہ کیا اور متعین مقام سے ہٹ گئے، لہٰذا ان کی فرشتوں کے ساتھ مدد نہ کی گئی۔

امام بیہقی حضرت عروہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کے ساتھ تقویٰ اور صبر کی صورت میں وعدہ تھا کہ وہ ان کی پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا اور وہ اس وعدہ کو ایفاء کرنے ہی والا تھا مگر جب مسلمانوں کے درہ پر متعین دستے نے حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نافرمانی کی اور صف بندی چھوڑ کر طالب دنیا بنے، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد اٹھالی۔

ابن سعد بحوالہ واقدی ان کے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے، تو درّے کے نیزہ باز جا کر لوٹ مار میں شامل ہو گئے، تو مشرکین نے لوٹ کر ان پر حملہ بول دیا، ان کی صفیں درہم برہم کر دیں تو اس وقت ابلیس نے پکار کر کہا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) (معاذ اللہ) قتل ہو گئے ہیں پس مسلمان گتھم گتھا ہو گئے اور بغیر پہچان کے قتل وغارت کرنے لگے اور جلدی اور دہشت میں بے سمجھے ایک دوسرے پر وار کرنے لگے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے، تو ایک فرشتے نے مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روپ میں علم اٹھا لیا، اس دن فرشتے جنگ میں موجود تھے، مگر انہوں نے لڑائی نہیں کی۔

ابن سعد محمد بن شرجیل العبدری سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن جھنڈا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا، تو ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا، انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ سے تھام لیا وہ اس وقت کہہ رہے

تھے۔ (سورۃ آل عمران آیت 144)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

پھر ان کا بایاں ہاتھ کٹ گیا، تو انہوں نے جھک کر کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ جھنڈا اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا، اس وقت بھی ان کی زبان پر یہ آیت کریمہ تھی، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ پھر وہ شہید ہو گئے، تو جھنڈا نیچے گر گیا۔

ابن سعد بروایت عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جھنڈا مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا: پھر مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے، تو ایک فرشتہ نے مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روپ میں جھنڈا لے لیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرمانے لگے ''اے مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آگے بڑھو'' تو فرشتے نے لوٹ کر کہا میں مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو معلوم ہو گیا کہ وہ فرشتہ تھا جس کے ذریعے آپ علیہ السلام کی مدد ہوئی۔

محمد بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غزوۂ اُحد کے دن فرمایا: ''مصعب آگے بڑھو'' تو عبدالرحمٰن نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا مصعب شہید نہیں ہو گئے ہیں؟ فرمایا: ''ہاں۔! مگر ایک فرشتہ ان کی جگہ پر آ گیا ہے جو ان کے نام سے موسوم ہے''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن جب میں تیر اندازی کرتا، تو ایک گورے رنگ کا آدمی، جسے میں جانتا نہیں تھا، مجھے تیر اٹھا اٹھا کر دیتا، یہاں تک کہ بعد میں مجھے گمان گزرا کہ یہ تو فرشتہ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، ان کے گھر والوں سے ان کا یہ معاملہ پوچھو تو میں نے ان کی بیوی سے پوچھا، اس نے بتایا کہ جب طبل جنگ بجایا گیا، تو وہ حالت جنابت ہی میں نکل پڑے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اسی لیے، تو فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے''

ابن سعد نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے والد کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان بارش کے پانی اور چاندی کے برتنوں کے ساتھ حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔

ابو نعیم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کے بعد

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس تیزی کے ساتھ نکلے کہ کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ مڑ کر نہ دیکھتا، چادر گر جاتی تو لوٹ کر نہ دیکھتا اور کوئی کسی کی پرواہ نہ کرتا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ علیہ السلام تو ہمیں تھکا کر عاجز کر دینے والے تھے، فرمایا" مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں فرشتے سعد کے غسل میں ہم سے آگے نہ نکل جائیں جیسا کہ وہ حنظلہ کے غسل میں ہم سے آگے بڑھ گئے تھے"۔

امام بخاری و مسلم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ اُحد کی جنگ میں میرے باپ شہید ہوئے، تو میری پھوپھی رونے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا" کہ ان پر مت روؤ، کیونکہ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کناں رہیں گے یہاں تک کہ تم انہیں اٹھاؤ گے"

ماخذِ کُتب

1۔ بخاری شریف۔ حضرت امام محمد بن اسماعیلؒ بخاری۔
2۔ صحیح مسلم۔ امام مسلم بن حجاج۔
3۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔
4۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔
5۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد۔

غزوہ خندق (احزاب) میں آمد ملائکہ

ابن سعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن جبریل امین بادصرصر کے ہمراہ تشریف لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں دیکھ کر تین بار فرمایا" لوگو! بشارت ہو" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر بادصرصر بھیجی، جس نے ان کے خیموں کی طنابیں اکھیڑ دیں، کھانے کی دیگیں چولہوں پر الٹ دیں، لشکری مٹی کے غبار تلے دب گئے اور جانوروں کی کھونٹیاں ٹوٹ گئیں جس کی وجہ سے لوگ اس بھگدڑ میں نکلے کہ کوئی کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتا تھا، اللہ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ سورۃ الاحزاب آیت 9۔

إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا

ترجمہ:۔ "جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔"

امام بیہقی امام مجاہد سے آیت فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ یعنی ایسے لشکر جو تمہیں نظر نہ آئے، وہ فرشتے تھے، البتہ اس روز فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں رات کے وقت دشمن کے حالات کا پتہ کرنے کے لیے بھیجا، تو وہ دشمن کی فوج میں گھس گئے اس وقت لوگ کہہ رہے تھے الرحیل الرحیل چلو کوچ کرو، ٹھہرو نہیں، اس وقت باد صرصر صرف دشمن کی فوج تک محدود تھی، اس سے ایک ہاتھ تک تجاوز نہ کر رہی تھی، بخدا! مجھے اس کے پڑاؤ اور بچھونوں پر پڑنے کی آواز آرہی تھی جو تیز ہوا ان پر برسا رہی تھی، پھر میں لوٹ آیا جب میں نے نصف راستہ طے کیا، تو اچانک تقریباً بیس عمامہ پوش سواروں سے سامنا ہو گیا۔ انہوں نے کہا: کہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کرو کہ اللہ نے دشمن کی فوج سے نبٹ لیا ہے، چنانچہ میں واپس آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ کلام نازل فرمایا: سورۃ الاحزاب آیت 9

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرًا ﴿٩﴾

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے“۔

ماخذِ کُتب

1۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔
2۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد۔
3۔ تفسیر مجاھد بن زبیر۔ مجاھد بن زبیر۔

غزوہ بنو قریظہ میں امداد ملائکہ

اہل سیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خندق سے لوٹے اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل فرمایا: کہ اسی اثناء میں جبریل امین تشریف لائے اور عرض کیا ”آپ علیہ السلام نے تو ہتھیار کھول کر رکھ دیئے ہیں جبکہ ہم نے نہیں اتارے چلیے“ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ”کدھر“ تو جبریل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اس طرف“ پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف نکلے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: مجھے اب بھی بنی غنم کے راستوں سے غبار اٹھتا ہوا معلوم ہوتا ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے، تو جبریل امین بھی سوار ہوئے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما تھے، کہ ایک شخص نے آ کر ہمیں السلام علیکم کہا، ہم اس وقت گھر میں تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یک دم اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے اٹھ کھڑی ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ

دحیہ کلبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" یہ جبریل امین ہیں جو مجھے بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے، کہ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے ہیں مگر ہم نے نہیں کھولے، ہم تو مشرکین کی طلب میں حمراء الاسد تک گئے ہیں" یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ہم غزوۂ خندق سے واپس لوٹے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے گئے اور بنو قریظہ کے درمیان منعقدہ مجلسوں کے پاس سے گزرے، تو ان سے پوچھا" کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا ہے؟" انہوں نے کہا: ہاں دحیہ کلبی شہباء خچر پر گزرے ہیں، ان کے نیچے دیباج کا ٹکڑا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" کہ وہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبریل امین تھے جنہیں اللہ نے بنی قریظہ کو جھنجھوڑنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لیے بھیجا ہے"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے جبریل امین علیہ السلام کو بنی قریظہ کے دن دیکھا ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

ابن سعد حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور قبیلہ بنی قریظہ کے درمیان معاہدہ تھا مگر جب عرب کے متحدہ لشکروں نے مدینہ شریف پر حملہ کیا، تو قریظہ نے وعدہ شکنی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقابلہ میں مشرکین کی امداد کی، تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی کے ساتھ غیبی لشکر بھیجے جس کی وجہ سے مشرکین اور بنی قریظہ کے یہودی بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ بنو قریظہ قلعہ بند ہو گئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صحابہ کرام نے ہتھیار کھول دیئے۔ اسی اثناء میں جبریل امین آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کی طرف باہر نکلے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تاکہ ہم بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" میرے ساتھی تھک چکے ہیں اگر آپ انہیں چند روز کی مہلت دیدیں۔ جبریل نے فرمایا؛ آؤ ہم چلیں میں اپنا یہ گھوڑا ان کے قلعوں میں داخل کر دوں گا اور انہیں پامال کر دوں گا، چنانچہ جبریل علیہ السلام پیٹھ دیکر چل دیئے۔ ان کے ہمراہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی یہاں تک کہ انصار کے قبیلے بنو غنم کے راستوں میں غبار اٹھنے لگا۔ اس غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رگ اکحل میں تیر لگ گیا تھا اور زخم جاری ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے دعا کی کہ اللہ کرے انہیں موت نہ آئے جب تک کہ وہ بنو قریظہ سے اپنے سینے کو شفایاب نہ کرلیں، چنانچہ طویل محاصرہ کے بعد سخت پریشانی میں بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم مان لیا، جنہوں نے حکم دیا کہ ان کے جنگ میں حصہ لینے والے یہودیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے۔

ماخذِ کتب

1۔ فتح الباری۔ امام حجر عسقلانی۔
2۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری۔
3۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔

غزوۂ مریسیع میں فرشتوں کی آمد

بیہقی اور ابو نعیم واقدی کے حوالے سے اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ہم مریسیع کے چشمہ پر تھے، تو میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

وہ بیان کرتی ہیں کہ میں دیکھ رہی تھی کہ لوگ، گھوڑے اور اسلحہ اتنی بڑی تعداد میں ہے، کہ ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔ پس جب میں اسلام لے آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ میری شادی ہوگئی اور ہم واپس لوٹے، تو میں نے مسلمانوں کو دیکھنا شروع کیا وہ اس وقت اتنے نہ تھے جتنے کہ پہلے نظر آئے تھے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہشت تھی جو وہ مشرکین کے دلوں میں ڈالتا ہے، اسی قبیلہ کے ایک مسلمان ہونے والے شخص نے کہا: ہمیں ایسے مرد نظر آ رہے تھے جو چت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ اس سے پہلے کہیں دیکھے گئے نہ اس کے بعد نظر آئے۔

ماخذِ کُتب

1۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ
2۔ اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردی
3۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی

غزوۂ حنین میں امداد ملائکہ

بیہقی اور ابن عساکر عبدالرحمٰن مولی ابن پرش سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایسے شخص نے بتایا جو غزوہ حنین میں مشرکین کے ساتھ شامل تھا کہ جب ہماری اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مڈبھیڑ ہوئی تو وہ ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہ ٹھہر سکے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے، ہم انہیں پیچھے دھکیل کر لے جا رہے تھے، کہ ہمارا ایک سفید دراز گوش پر سوار شخص سے سامنا ہوا، وہ شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے، چنانچہ ہمارا ان کے اردگرد خوبصورت گورے رنگ کے جانبازوں کے ساتھ ٹکراؤ ہوا جو ہم سے کہہ رہے تھے۔ شاھت الوجوہ "لوٹ جاؤ" تو ہم لوٹ آئے، پھر وہ ہم پر چڑھ دوڑے۔

بیہقی اور ابو نعیم سے دلائل النبوت میں امیہ بن عبداللہ سے منقول ہے، کہ مالک بن عوف نے کچھ جاسوس بھیجے جب وہ حالات کی خبر لے کر اس کے پاس آئے، تو تھر تھر کانپ رہے تھے۔ اس نے پوچھا تمہارا برا ہو تمہیں کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس گورے رنگ کے آدمی چت کبرے گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے ہیں، بخدا! ہم تو ان کو دیکھ کر گھبرا گئے ہیں اور ہماری یہ حالت ہے۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

غزوۂ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور لوگ باہم قتال میں مصروف تھے، کہ میری نظر آسمان سے اترنے والی ایک ایسی چیز پر پڑی جو سیاہ چادر کی مانند تھی یہاں تک کہ وہ ہمارے اور دشمن کی فوج کے درمیان اتر پڑی وہ پھیلی ہوئی چیونٹیاں تھیں جنہوں نے وادی کو بھر دیا اور اسکے بعد دشمن کو شکست ہونے میں دیر نہ لگی، ہمیں قطعی یقین تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت مصعب بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد شیبہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شامل ہوا۔ اسلام کے لئے نہیں بلکہ اس کدورت کے ساتھ کہ بنی ہوازن قریش پر غالب آجائیں۔ بخدا! میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کھڑا تھا کہ میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے چت کبرے گھوڑے نظر آرہے ہیں فرمایا ''شیبہ! وہ تو صرف کافروں کو نظر آتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ضرب لگا کر دعا کی اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمل تین بار کیا۔ تیسری بار آپ علیہ السلام نے ابھی میرے سینے سے ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا کہ میں نے محسوس کیا، کہ آپ علیہ السلام ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہو چکے ہیں اس کے بعد مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوئی ان میں سے کچھ شہید ہوئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکاب تھام رکھی تھی۔ تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز میں ندا کی۔ سورہ بقرہ والے کہاں ہیں؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی طرف رخ انور کیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے۔

''اَنَا النَّبِیُّ لاَ کَذِبُ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبُ''

پھر مسلمان بھی دشمن کے سامنے صف آرا ہو گئے اور ان سے تلواریں ٹکرانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اب خوب میدان جنگ گرم ہوا ہے''

طبرانی اور ابونعیم حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں فرمایا: ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ دشمن سے آمنا سامنا ہوا۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے ''اے روز جزا کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے خواستگار ہیں'' پھر میں نے دیکھا کہ لوگ گر رہے ہیں اور فرشتے انہیں مار رہے ہیں۔

ماخذِ کتب

1۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔
2۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔
3۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی۔
4۔ سیرۃ ابن ھشام۔ ابن ھشام

غزوہ بدر میں فرشتوں کی نصرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے ابوبکر! مبارک ہو، یہ جبریل ہیں زرد عمامہ باندھے ہوئے، زمین اور آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں، جب زمین پر اترے تو کچھ دیر میری نظروں سے اوجھل رہے، پھر نمودار ہوئے اور ان کے گھوڑے کے اگلے پاؤں غبار آلود ہیں اور کہہ رہے ہیں آپ نے پکارا ہے، تو اللہ کی طرف سے نصرت وامداد پہنچ چکی ہے''

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غزوۂ بدر کے روز فرمایا ''یہ جبریل امین ہیں گھوڑے کا سر تھامے ہوئے، آپ ساز وسامان حرب سے لیس ہیں''

حاکم اور بیہقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا ''میں قلیب بدر کے پاس چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا کہ ناگہاں ایک انتہائی تیز آندھی آئی کہ اسکی مثل پہلے میں نے تیز ہوا نہیں دیکھی یہ گزر گئی دوبارہ ایسا ہی ایک تند و تیز جھونکا آیا، پھر تیسری بار بھی ایک شدید جھونکا گزرا، پہلی تیز ہوا میں حضرت جبریل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ اترے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ دوسرے جھونکے میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دائیں کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی جانب تھے اور تیسرے جھونکے میں اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے جلو میں حضور کے میسرہ پر آ گئے اور میں بھی میسرہ میں ہی تھا''

احمد، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ''غزوۂ بدر کے روز مجھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا گیا کہ آپ میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہے یہ عظیم فرشتہ قتال میں موجود رہے گا مگر جنگ نہیں کرے گا البتہ صف میں رہے گا''

حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے روز ہم دیکھتے تھے، کہ ہم میں سے کوئی اپنی تلوار کے ساتھ کسی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا، تو وار پڑنے سے قبل اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا۔

واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں جب کبھی میں کسی مشرک کا تعاقب کرتا تا کہ اس کی گردن ماروں تو اس کا سر میری تلوار کے لگنے سے پہلے ہی گر جاتا، تو مجھے معلوم ہوتا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو درداہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے بنو سعد بن بکر کے ایک شخص نے بتایا کہ میں روز غزوۂ بدر شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہا تھا کہ مجھے اپنے آگے ایک اور ہزیمت خوردہ شخص نظر پڑا۔ میں نے کہا: چل

اس سے مل کر انس حاصل کر، پھر وہ مقام جرف سے اترا، تو میں اس سے جاملا، کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اس کا سر کٹ کر زمین پر آ گرا حالانکہ اس کے قریب مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔

ابن سعد حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن کسی کا سر کٹ کر گرتا اور معلوم نہ ہوتا کہ کس نے وار کیا ہے؟ کسی کا ہاتھ اڑتا اور پتہ نہ چلتا کہ کس کی ضرب پڑی ہے۔

بیہقی حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں، لوگ جانتے تھے، کہ فرشتوں کے ہاتھوں کون کون قتل ہوئے ہیں جنہیں گردنوں کے اوپر اور انگلیوں پر وار پڑے ہیں۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے، جن کے شملے انہوں نے پشتوں پر چھوڑ رکھے تھے، غزوۂ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے اور سوائے غزوۂ بدر کے انہوں نے کسی غزوۂ میں قتال نہیں کیا دیگر جنگوں میں فقط امداد کے لئے اور حوصلہ افزائی کے لئے اترے۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت سہیل بن عمرو سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے روز غزوۂ بدر گورے رنگ کے آدمیوں کو چت کبرے گھوڑوں پر جو کہ نشان زدہ تھے، آسمان و زمین کے درمیان دیکھا، وہ کفار کو قتل کرتے تھے اور انہیں قیدی بناتے تھے۔

واقدی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے غزوۂ بدر کے روز دو آدمیوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا نہیں تھا، ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف تھا، وہ دونوں شدید قتال میں مصروف تھے، پھر ایک تیسرا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیچھے آ گیا بعدازاں چوتھا شخص آپ علیہ السلام کے سامنے سے قتال کرنے لگا۔

ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی غزوۂ بدر میں شریک تھے اور ابھی اپنے شرکیہ عقیدے پر قائم تھے میں پہاڑ پر اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ ابھی کسی کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑے گا، تو ہم لوٹ مار کریں گے، ناگہاں ایک بادل آیا اور جب پہاڑ کے قریب پہنچا، تو اس میں ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی، ہم نے سنا کہ ایک گھوڑ سوار کہہ رہا تھا "اقدم حیزوم" "اے حیزوم! آگے بڑھ" یہ سن کر میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اسی جگہ پر مر گیا اور میری ہلاکت بھی قریب تھی مگر میں گرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔

ابن اسحاق، ابن راہویہ اپنی مسند میں، ابن جریر، بیہقی اور ابونعیم حضرت ابواسید الساعدی سے بیان کرتے ہیں کہ آخری عمر میں نابینا ہونے کے بعد وہ کہا کرتے تھے اگر میں آج تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری بینائی صحیح سالم ہوتی تو میں تم کو وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نمودار ہوئے تھے مجھے اسکے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن ایک ہزار فرشتے نازل فرمائے یہ فرشتے نشان زدہ تھے۔

واقدی اور بیہقی سائب ابن ابی حبیش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کیا کرتے تھے، بخدا! غزوۂ بدر میں مجھے کسی انسان نے گرفتار نہیں کیا، ان سے دریافت کیا گیا، پھر آپ کو کس نے قیدی بنایا؟ وہ کہتے ہیں جب قریش شکست سے دوچار ہوئے، تو میں ان کیساتھ تھا، پھر مجھے گورے رنگ کے ایک دراز قد شخص نے جو کہ زمین وآسمان کے درمیان سفید گھوڑے پر سوار تھا، پکڑ کر باندھ دیا، ادھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، تو مجھے بندھا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر میں آواز دی کہ اسے کس نے باندھا ہے؟ وہ یہی صدا لگاتے ہوئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے پوچھا ''تجھے کس نے گرفتار کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا میں اسے جانتا نہیں، دراصل مجھے پسند نہ تھا کہ میں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بتاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تجھے ایک فرشتے نے گرفتار کیا ہے''

واقدی، حاکم اور بیہقی، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر میں دیکھا کہ آسمان سے ایک دھاری دار چادر اتر رہی ہے جس نے آسمان کے ایک افق کو ڈھانپ لیا ہے، اور وادی میں پانی بہہ رہا ہے یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ یہ آسمانی مدد ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تائید کی گئی ہے۔ بس اس کے بعد کفار شکست سے دوچار ہوگئے۔ دراصل یہ فرشتے تھے۔

ابن راہویہ، بیہقی اور ابونعیم حسن سند سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ فریقین غزوہ بدر میں برسرپیکار تھے میں نے کفار کی شکست سے قبل ایک سیاہ چادر دیکھی جو آسمان سے اتر رہی تھی، سیاہ چیونٹی کی مانند، یہاں تک کہ وادی بھر گئی مجھے یقین تھا کہ یہ فرشتے ہیں، پھر کفار کی شکست میں دیر نہ ہوئی۔

بیہقی اور ابونعیم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرمایا: غزوۂ بدر کے دن ایک انصاری بنوہاشم کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا تو اس شخص نے کہا: بخدا! مجھے اس شخص نے قید نہیں کیا ہے، بلکہ ایک خوبصورت شخص نے، جس کے سر کے بال گرے ہوئے تھے اور جو گھوڑے پر سوار تھا، گرفتار کیا ہے، وہ اس وقت مجھے یہاں نظر نہیں آرہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سن کر فرمایا: ''وہ ایک معزز فرشتہ تھا۔''

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کیا تھا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو تھا، کعب بن عمرو کمزور جسم کا مالک تھا جبکہ عباس بھاری بھرکم تھے، لہٰذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''ابوالیسر! تم نے عباس کو کس طرح قید کیا'' عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کی گرفتاری میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی جسے میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، نہ اسے اس کے بعد دیکھا اور اس کا حلیہ یہ تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہاری ایک فرشتے نے اس

گرفتاری میں اعانت کی ہے"

ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے، تو جبریل امین سرخ گھوڑی پر سوار ہو کر حاضر خدمت ہوئے، ان کی درع گھوڑی پر رکھی تھی اور ان کے پاس ان کا نیزہ تھا، انہوں نے کہا" اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ نے مجھے آپ علیہ السلام کے پاس بھیجا ہے، اور حکم دیا ہے، کہ میں آپ علیہ السلام سے جدا نہ ہوں یہاں تک آپ علیہ السلام راضی ہو جائیں کیا آپ علیہ السلام راضی ہیں؟" فرمایا" ہاں! میں راضی ہوں" اس کے بعد جبریل علیہ السلام لوٹ گئے۔

ابویعلی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مسکرا پڑے، جب نماز پوری کی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ علیہ السلام کو مسکراتے دیکھا ہے، فرمایا" ہاں! میکائیل میرے پاس سے گزرے ان کے پر غبار آلود تھے اور وہ کفار کے تعاقب سے لوٹ رہے تھے تو مجھے دیکھ کر ہنسے، لہذا میں بھی مسکرا پڑا"

بیہقی اور ابونعیم بہ طریق موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب زہری اور از طریق عروۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو کارزار میں پچھڑا ہوا پایا، اسکے سر پر خود تھی اور اسکی تلوار اس کی ران پر پڑی تھی، اسے کوئی زخم نہ تھا مگر اسکے باوجود وہ کوئی عضو ہلا نہیں سکتا تھا اور منہ کے بل پڑا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی پیٹھ کی طرف سے ضرب لگائی، پھر اس کا اسلحہ وغیرہ چھین لیا، اسے کوئی زخم نہ تھا، البتہ اس کی گردن پر خراش تھی اور ہاتھ اور پہلوؤں پر کوڑوں کے نشانات تھے، اس بات کی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" یہ فرشتوں کی مار تھی"

ابن اسحاق، ابن سعد، ابن جریر، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم آل عباس اسلام میں داخل ہو چکے تھے، مگر ہم اپنا اسلام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے، میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جب قریش روز غزوۂ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ آزما ہونے کے لیے گئے، تو ہم جنگ سے متعلق خبروں کا انتظار کرنے لگے، پس الحیسمان بن عبداللہ خزاعی ہمارے پاس خبر لیکر آیا، تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح سے خوشی ہوئی اور اپنے اندر قوت محسوس کی، بخدا! میں اس وقت زمزم کے کنارے پر بیٹھا تھا اور میرے پاس اُم الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیٹھی تھیں کہ اسی اثناء میں ابولہب خبیث پاؤں گھسیٹتا ہوا آیا اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کی فتح مندی کی خبر سے ذلیل و رسوا کیا تھا، وہ آ کر حجرہ کی طناب پر بیٹھ گیا، لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ ابوسفیان بن حرب آ گیا ہے، پھر لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ابولہب نے اس سے کہا میرے پاس آؤ، کیونکہ تمہارے پاس کفار کی شکست کی اطلاع ہے، چنانچہ وہ آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہا بخدا! مڈ بھیڑ ہوئی ہی تھی کہ وہ ہمارے کندھوں پر حاوی ہو گئے جہاں چاہتے اپنا اسلحہ رکھ دیتے، اللہ کی قسم! میں اسکے باوجود

لوگوں کو ملامت نہیں کرتا، کیونکہ ہماری جنگ ان سفید رنگ کے لوگوں سے ہوئی جو فضا میں چت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور جو کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے، ابورافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے طناب اٹھا کر کہا: بخدا! یہ تو فرشتے تھے، ابولہب یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور پاؤں گھسیٹتا ہوا ذلت کی حالت میں چلتا بنا، اللہ نے اسکو عدسہ کے مرض میں مبتلا کیا اور وہ سات دن کے اندر واصل جہنم ہوا، موت کے بعد تین دن تک اس کے بیٹوں نے اسے دفن نہ کیا یہاں تک کہ اس سے بدبو آنے لگی قریش عدسہ کو طاعون کی طرح متعدی مرض سمجھ کر اس سے بچنے لگے یہاں تک کہ کسی قریشی نے اس کے بیٹوں سے کہا: تمہیں شرم نہیں آتی تمہارے باپ کی لاش تین دن سے گھر میں متعفن ہو رہی ہے۔ اس کو دفن کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے کہا: ہمیں اس سے متعدی مرض کا اندیشہ ہے اسنے کہا: لو میں تمہاری اسکے دفن کے سلسلہ میں مدد کرتا ہوں، بخدا! انہوں نے اسے غسل نہ دیا، بلکہ دور سے اس پر پانی چھڑک دیا اور قریب نہ آئے، پھر اسے اٹھا کر بالائی مکہ میں لے گئے اور ایک دیوار کیساتھ کھڑا کر کے اس پر پتھر ڈال دیئے۔

ماخذِ کُتب

1۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری۔
2۔ فتح الباری۔ علامہ حجر عسقلانی۔
3۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی۔
4۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔
5۔ سیرت ابن ھشام۔ ابن ھشام۔
6۔ صحیح مسلم۔ امام مسلم ابن حجاج۔
7۔ دلائل النبوت۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی۔
8۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد۔

غزواتِ نبوی

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض غزوات سے متعلق پیشین گوئیاں

غزوہ بدر

مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں ان مرنے والے کفار کی جو اس جنگ میں مارے گئے۔ مرنے کی جگہ ہم کو بتا دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ ''فلاں منکر یہاں مارا جائے گا۔ انشا اللہ اور فلاں انشا اللہ یہاں قتل ہوگا''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس

ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا ہے۔ غزوۂ بدر کے دن اسی طرح اور ہر مرنے والے کی مرنے کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بتائی تھی وہ اسی جگہ قتل ہوا اور اس جگہ سے سر مو تجاوز نہ کر سکا۔

غزوۂ اُحد

بیہقی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی ابن خلف سے فرمایا تھا کہ ''تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اور تجھ کو میں قتل کروں گا'' چنانچہ ابی بن خلف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسی زخم میں مر گیا۔ ابی ابن خلف ایک مشہور اور سخت متعصب دشمن تھا جب کبھی مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتا تو کہتا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں نے تمہارے لئے ایک گھوڑا پال رکھا ہے۔ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب میں فرماتے ''انشاء اللہ تو ہی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا''۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں وہ کم بخت گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور کہتا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہے اس کو میرے مقابلہ میں بھیجو۔ جاں نثاران نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس بد بخت کو روکنا چاہتے تھے مگر وہ خیمے کی طرف بڑھا چلا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس کو آنے دو'' جب وہ قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے گلے کے قریب ایک نیزہ مارا چونکہ وہ جگہ زرہ سے خالی تھی اور تمام مقامات پر لوہے کی زرہ تھی وہ تھوڑا سا حصہ نظر آتا تھا اگرچہ نیزہ معمولی قوت سے مارا اور اس سے گلے پر معمولی سی خراش آئی مگر وہ ہیبت محمدی کی وجہ سے گھوڑے پر سے گر پڑا اور اٹھ کر بھاگا اور قریش کے لشکر میں جا گھسا۔ لوگوں نے اس سے کہا گھبرانے کی بات کیا ہے خراش بہت معمولی ہے خون بھی نہیں نکلا مگر اس نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی خراش ہے میں اس سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واپسی میں یہ میدان رابغ پر پہنچ کر مر گیا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ تھوڑی رات گئے اس میدان سے گزرا تو میں ایک جگہ آگ روشن دیکھ کر گیا تو میں نے دیکھا ایک شخص زنجیروں سے بندھا ہوا ہے اور اس کو عذاب دیا جا رہا ہے وہ اس آگ سے نکل کر بھاگنا چاہتا ہے اور چلاتا ہے کہ میں پیاسا ہوں۔ کوئی دوسرا شخص کہتا ہے اس کو پانی نہ دینا یہ ابی بن خلف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔

غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب)

سلیمان بن صرو سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق سے جب مشرکین کا لشکر بھاگ گیا اور مدینہ منورہ کا محاصرہ ہٹ گیا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اب وہ دشمن ہم پر چڑھائی نہ کر سکے گا اور ہم ان پر لشکر کشی کریں گے''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ غزوہ احزاب کے بعد کفار مکہ مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہو سکے بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر لشکر کشی فرمائی اور مکہ معظّمہ پر فتح پائی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق کے دور میں جہاں اور لوگ خندق کھودنے میں مشغول تھے وہاں حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خندق کھودرہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان خندق کھودنے والوں کے پاس سے گزرے تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ''اے سمیہ کے بیٹے تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ، جو صفین میں واقع ہوئی تھی اور جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ہوئی تھی اس میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے ہاتھ سے 91 برس کی عمر میں شہید ہوئے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرف داروں میں سے تھے۔عمار کی والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور وہ شہدائے اسلام میں پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے نام پر شہید کی گئیں۔ابو جہل نے نہایت وحشیانہ طریقے پر نیزہ سے شہید کیا۔

غزوۂ فتح مکہ (فتح اعظم)

طبقات ابن سعد میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن طلحہ کہتے ہیں ہم ایامِ جاہلیت میں کعبہ کا دروازہ ہفتہ میں دو دن یعنی پیر اور جمعرات کو کھولا کرتے تھے اور دنوں میں کعبہ کا دروازہ بند رہتا تھا۔ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر کعبہ میں داخل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت کلامی اور ترش روئی کا برتاؤ کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ضبط اور حلم کا ثبوت دیا اور فرمایا ''اے عثمان ایک دن تو اس کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں دیکھے گا، کہ میں جسے چاہوں اس کو دے دوں''۔میں نے کہا کیا اس دن قریش مر جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے کہ اس دروازے کی کنجی تمہارے ہاتھ میں چلی جائے گی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں اس دن قریش کو اور زیادہ عزت حاصل ہوگی'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نے میرے دل میں ایسا اثر کیا اور میں سمجھا کہ ایک دن یہ بات ضرور ہونے والی ہے۔پھر فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے کی کنجی مجھ سے منگوائی۔میں نے خدمت میں حاضر کر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کنجی پھر مجھے ہی واپس کر دی اور فرمایا ''یہ کنجی لو یہ قیامت تک تمہارے ہی خاندان میں رہے گی تم سے سوائے ظالم اور جابر کے کوئی نہیں چھینے گا''۔جب میں واپس چلنے لگا تو پھر مجھ کو بلا کر فرمایا ''وہ اس دن کی بات بھی یاد ہے جو میں نے تم سے کہی تھی کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا دوں گا'' میں نے عرض کیا یقیناً جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہی ہوا۔میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو پیشین گوئیاں تھیں جو پوری ہوئیں ایک یہ کہ ''اس کی کنجی میرے ہاتھ میں ہو

گی"۔ دوسری یہ کہ "قیامت تک اب یہ کنجی تیرے ہی خاندان میں رہے گی"۔ پہلی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے فرمائی تھی اور دوسری فتح مکہ کے دن ارشاد فرمائی تھی جس دن کنجی منگا کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمائی اور آج تک کعبہ کی کنجی ان کے خاندان میں ہے اور وہی کعبے کے دروازے کو کھولتے اور بند کرتے ہیں۔

غزوۂ حنین اور غزوۂ اُحد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ ہم غزوۂ اُحد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہمارے ہمراہیوں میں ایک شخص جو اسلام کا مدعی تھا اور جس کا نام قزمان تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قزمان کے متعلق کہا کہ "یہ دوزخی ہے" چنانچہ وہ شخص جنگ میں شریک ہوا اور کفار سے اس نے خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ زخموں سے چُور ہو گیا۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوزخی فرمایا تھا وہ تو خوب جنگ کر رہا ہے اور زخمی بھی ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ وہ دوزخی ہے" تھوڑی دیر کے بعد وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا۔ اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔ اس بات پر کچھ مسلمان دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات حق ثابت ہوئی اور اس شخص نے خودکشی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنِّی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ. "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں"۔ کہتے ہیں کہ یہ قزمان منافق تھا۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

ابو داؤد نے سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ایک سوار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تھا میں نے دیکھا قبیلہ ہوازن کے تمام لوگ اپنے ساز و سامان کے ساتھ اپنے اونٹوں اور اسلحہ وغیرہ کو لے کر حنین میں آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "وہ کل انشاء اللہ سب مسلمانوں کی غنیمت اور ان کا مال ہو گا"۔ اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائی کے فتح ہونے اور مسلمانوں کو غنیمت ملنے اور مویشی وغیرہ ہاتھ آنے کی پیشین گوئی فرمائی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دوسرے دن مسلمانوں کو فتح ہوئی اور تمام مویشی اور بہت سا ساز و سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

غزوہ تبوک

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو (400) سوار دے کر اکیدر کی جانب روانہ کیا۔ یہ دومۃ الجندل کا حاکم اور سرکش تھا آپ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''اکیدر نیل گائے کا شکار کھیلنے کے لئے رات کو نکلے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے''

بخاری و مسلم میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ'' آج رات کو بہت سخت تیز ہوا چلے گی۔ اس ہوا میں کوئی شخص تم میں سے اٹھے نہیں اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کو مضبوط باندھ دے''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا رات کو بہت تیز ہوا چلی اور سخت آندھی آئی۔ ایک شخص اس ہوا میں اٹھا تو اس کو ہوا اڑا لے گئی اور قبیلہ طے کے پہاڑوں میں لے جا پھینکا۔

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جماعت کو ابو رافع پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت سوتے میں ابو رافع کے گھر گئے اور اپنی تلوار ابو رافع کے شکم میں پوری دھنسا دی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ یقین ہو گیا کہ ابو رافع کو مار ڈالا تو میں دروازہ کھول کر نکلا نکلتے وقت میرے پاؤں نے خطا کی اور غلط جگہ پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے میں گر گیا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی باندھ لی اور وہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حال بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنا پیر ذرا پھیلاؤ''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ کی برکت سے میرا پاؤں ایسا تندرست ہو گیا۔ جیسے اس میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

غزوہ خیبر

بخاری میں یزید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زخم غزوہ خیبر کی لڑائی میں آیا تھا اور اتنا سخت زخم تھا کہ لوگوں نے مشہور کر دیا تھا کہ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گیا کیونکہ اس کاری زخم سے بچنے کی امید ہی نہ تھی۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس زخم پر تین بار دم کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ زخم بالکل اچھا ہو گیا۔

نابینا کی آنکھ روشن

ترمذی نسائی، حاکم اور بیہقی نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک اندھا آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ دُعا فرمائیں کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اٹھ کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور یوں دُعا کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ تَکْشِفُ عَنْ بَصَرِی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ.

ترجمہ:: ''اے اللہ تیرے رحمت والے نبی کے واسطے سے دُعا کرتا ہوں اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرے وسیلے سے تیرے رب کی طرف یہ درخواست لے جاتا ہوں کہ میری آنکھ کا مرض دور ہو جائے اور میری بینائی کھل جائے اور میری آنکھوں سے پردہ ہٹ جائے''

اس اندھے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کیا وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر الفاظ مذکورہ کے ساتھ دُعا کی چنانچہ اس نابینا کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

شفا

ابونعیم اور واقدی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابن ملاعب الاسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُستقاء کی بیماری ہو گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر اپنا لعاب دہن مٹی میں لگا دیا اور قاصد کو مٹی دے دی۔ قاصد نے مٹی لیتے وقت یہ سمجھا کہ شاید حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح (ہنسی) فرما رہے ہیں مگر جب مٹی لے کر ابن ملاعب کے پاس گیا تو اس وقت مریض مرنے کے قریب تھا۔ مٹی پانی میں گھول کر ابن ملاعب کو پلایا گیا تو اسی وقت اچھا ہو گیا۔

آنکھیں بینا ہو گئیں

بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حبیب بن حذیف کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑ گئی جس سے وہ بالکل اندھے ہو گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر دم کیا اسی وقت آنکھیں روشن ہو گئیں راوی کا بیان ہے ان کی بینائی اتنی تیز اور پائیدار ہو گئی کہ اسی (80) برس کی عمر میں سوئی میں دھاگا پرولیا کرتے تھے۔

شفا

طبرانی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں چوٹ آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن رواحہ اور چند دوسرے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بشیر بن سلام کے پاس بھیجا تھا۔ یہ شخص قبیلہ غطفان سے تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لئے ایک لشکر جمع کر رکھا تھا ابن انیس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جا کر بشیر کو سمجھایا کہ تم اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہاری عزت کریں گے سمجھانے بجھانے کے بعد بشیر ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہو لیا اور ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے اپنے اونٹ پر بٹھالیا جاتے جاتے خیبر کے قریب پہنچے تو بشیر پچھتایا کہ میں ان کے ساتھ نہ آتا تو اچھا تھا۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بے اطمینانی سمجھ گئے چنانچہ ایک تلوار ماری جس سے ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں چوٹ آئی چنانچہ اسی چوٹ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا تھا وہ اچھا ہو گیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رزین نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک دن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رو کر کہا کہ کاش میری زندگی کے سارے اعمال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کی برابر ہو جاتے رات سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ رات مراد ہے جس رات ہجرت کر کے راستے کی ایک غار میں رات بسر کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس غار کے پاس پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار کے باہر رہیں میں اندر جا کر صاف کر لوں تا کہ جو کچھ غار میں تکلیف دینے والی چیز ہو اس کے صدمے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ رہیں اور جو صدمہ پہنچے مجھ کو پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے گزند سے محفوظ و مامون رہیں چنانچہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں اتر گئے اور جھاڑ دی تمام سوراخوں کو اپنا تہمند پھاڑ کر بند کر دیا آخر میں ایک سوراخ باقی رہ گیا اس کو اپنے دونوں پیروں کے انگوٹھے سے بند کر دیا اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار میں بلایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سو گئے اچانک ایک سوراخ سے سانپ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں کاٹ لیا اس کے باوجود اس ڈر سے کہ میری حرکت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند میں خلل نہ پڑے بالکل نہ ہلے لیکن زہر کی تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ آنسو جاری ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ٹپکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ گئے پوچھنے پر حال معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک زخم پر لگا دیا جس سے زہر کا اثر فوراً جاتا رہا۔

غزوہ خندق (احزاب)

ابوالقاسم بغوی نے معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا۔ خندق کی دیوار سے ٹکرا کر میرے بھائی کا پاؤں سخت زخمی ہو گیا جب میرے بھائی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابھی گھوڑے پر سوار ہی تھے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخمی پیر پر ہاتھ پھیر کر بسم اللہ کہا فوراً وہ چوٹ اچھی ہو گئی اور ذرا سی تکلیف بھی باقی نہ رہی۔

غزوۂ بدر

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ غزوہ بدر کے دن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یساف کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں دشمن کی تلوار اس زور سے لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی وقت ان کے لٹکے ہوئے حصے ملا کر دم کر دیا تو وہ اتنا اچھا ہو گیا کہ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لڑائی میں اپنے زخمی کرنے والے دشمن کو مار ڈالا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اس وقت میں اتنا سخت بیمار تھا کہ دُعا کرتا تھا یا اللہ اگر میری موت آ گئی ہے تو جلد آ جائے تا کہ بیماری کی تکلیف سے نجات مل جائے اور زندگی باقی ہے تو اس مرض سے شفا دے۔ اور اگر یہ بیماری جانچ کے لئے ہے تو مجھے صبر دے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دُعا سن کر علی کو پاؤں سے مارا اور فرمایا ''کیا کہتے تھے ذرا پھر کہنا''۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی دعا پھر پڑھی تو آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ ان کو شفا دے'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اسی دن اچھا ہو گیا اور اسی دن سے وہ درد پھر کبھی نہیں ابھرا۔

معذوری دور ہو گئی

ابن ابی شیبہ نے ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک لڑکے کو لے کر آئی وہ لڑکا بات کرنے سے معذور تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس لڑکے کے منہ پر کلی کی اور اپنے دونوں ہاتھ دھو کر وہ پانی یہ کہہ کر عورت کو دیا کہ یہ پانی لڑکے کو پلا دے اور اس کی دونوں آنکھوں میں بھی لگا دے عورت نے جب اس پر عمل کیا تو وہ لڑکا فوراً باتیں کرنے لگا اور اتنا عقلمند ہو گیا کہ دوسرے لوگوں کی عقل پر اس کی عقل فائق تھی۔

غزوۂ اُحد

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ غزوہ اُحد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا جس سے آنکھ بہہ کر رُخسار پر آ گئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''اگر چاہو کہ یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں اس کو اس کی جگہ پر رکھ دوں اچھی ہو جائے گی اور اگر چاہتے ہو کہ جنت ملے تو صبر

کرو'' قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنت تو بڑا اچھا انعام ہے لیکن مجھے کانا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور جنت کے لئے بھی میرے واسطے دعا فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا اٹھا کر اس کو اسکے حلقے میں رکھ دیا اور وہ اتنی روشن ہوگئی کہ دوسری آنکھ سے بھی روشنی تیز ہوگئی اور ان کے لئے جنت کی بھی دعا فرمائی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ بہت مشہور ہے اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو فخر تھا کہ ان کے بزرگ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے اچھی ہوئی تھی چنانچہ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے زمانہ خلافت (99ھ-101ھ) میں آئے تو عربی کے اشعار پڑھتے تھے۔

اَنَا ابْنُ الَّذِی سَالَت عَلَی الْخَدِّ عِنَہُ فَرَدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَیَّمَا رَدِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِھَا نِیَا حُسْنَ مَا عَیْنَ وَ یَا حُسْنَ مَارَدِّ

ترجمہ: میں ان ہی کا پوتا ہوں جن کی آنکھ لڑائی میں رخسار پر بہہ کر آ گئی تھی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے دوبارہ اتنی اچھی ہوگئی تھی کہ پہلے سے زیادہ روشن تھی مبارک ہے وہ آنکھ اور مبارک ہے وہ ہاتھ جس نے دوبارہ آنکھ لوٹا دی۔

غزوۂ ذی قرد

ترمذی اور بیہقی کی روایت ہے کہ غزوۂ قرد میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر سے زخمی ہوگئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن مل دیا جس سے زخم بالکل جاتا رہا۔

بچے کی گواہی

بیہقی نے سمی بن عُطیّہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جوان لڑکا لایا گیا یہ لڑکا پیدائشی گونگا تھا اس نے بات نہ کی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ ''میں کون ہوں'' تو اس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول (علیہ السلام) ہیں۔

غزوات میں ظاہر ہونے والے معجزات

غزوہ بدر

بیہقی اور ابونعیم بطریق ابوطلحہ حضرت عبداللہ بن عباس اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ مکرمہ کا تجارتی قافلہ شام سے لوٹ رہا تھا۔ اہل مدینہ منورہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں قافلے پر حملہ آور ہونے کیلئے روانہ ہوئے جب اہل مکہ کو پتہ چلا تو وہ قافلے کی حفاظت کیلئے برق رفتاری سے بڑھے

تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے جاں نثار ساتھی قافلے پر غالب نہ آجائیں اور مال ومتاع پر قابض نہ ہو جائیں۔ یوں اہل قافلہ نبی کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی نکل گئے چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالی نے دوگروہوں میں سے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مڈبھیڑ کا وعدہ دیا تھا جوان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ آسانی سے مغلوب ہونے والا اور مال غنیمت سے لیس ہوگا جب یہ قافلہ ہاتھ سے نکل گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے ہمراہ ان کفار کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوئے جو ابوجہل کی قیادت میں تجارتی قافلہ کی حفاظت کیلئے آئے تھے۔ بعض مسلمانوں کو دشمن کی کثرت تعداد اور شوکت کی وجہ سے ناگواری ہوئی لشکر اسلام نے بدر کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، ادھر لشکر کفار بھی ابوجہل کی زیر قیادت بدر کے میدان میں اترا۔ پانی کے چشمے اور مسلمانوں کے درمیان ریت کا ٹیلہ تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید تکلیف اور کمزوری کا سامنا کرنا پڑا۔ شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ اندازی کی کہ تم تو اپنے آپ کو اللہ کے دوست سمجھتے تھے اور تم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود ہیں اس کے باوجود مشرکین چشمے پر قابض ہو چکے ہیں اور تم اس ناگفتہ بہ حالت میں ہو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زبردست بارش عطا فرمائی جس کے باعث مسلمانوں نے سیراب ہو کر پانی پیا اور نہائے دھوئے نیز اللہ تعالی نے ان کے دلوں سے شیطان کی وسوسہ اندازی اور شرارت کا ازالہ کیا، بارش کی وجہ سے ریت ہموار ہوگئی جس پر چل کر لشکر اسلام دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلا اور اللہ تعالی نے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ اپنے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی امداد فرمائی۔ ایک بازو پر جبریل امین پانچ سو فرشتوں کی قیادت کر رہے تھے اور دوسرے بازو پر میکائیل پانچ سو فرشتوں کی کمان کر رہے تھے جبکہ شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں اپنے شیطانوں کے ہمراہ جو کہ بنی مدلج کے مردوں کے روپ میں تھے، کفار کی مدد کیلئے آیا۔ اس نے مشرکین سے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا کیونکہ میں تمہارا محافظ اور مددگار ہوں جب صف بندی ہوئی تو ابوجہل نے کہا اے اللہ! ہم سے جو حق کے زیادہ قریب ہے اس کی امداد فرما، ادھر رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے مبارک ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تھلِکْ ھٰذِہِ الْعَصَابَۃَ الْیَوْمَ لاَ تَعْبُدُ

ترجمہ: ''اے پروردگار! اگر تو اس (حق کے امین گروہ) کو ہلاک کردے گا تو، پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی،،

اسی وقت سدرۃ المنتہیٰ کے مکین نے صدادی! اے حبیب! ایک مشت خاک لے کر دشمن کی طرف پھینکئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مشت ان کی طرف پھینکی جو ہر مشرک کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ میں پڑی جس کی وجہ سے وہ پشت دے کر بھاگے۔

بیہقیؒ کی ایک اور روایت ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے موسلا دھار بارش کی جو مشرکوں کے لئے سخت مصیبت کا باعث بن گئی اور انہیں چلنے سے روک دیا جبکہ مسلمانوں کے لئے رحمت کی بارش برسی جس سے چلنے اور خیمہ

زن ہونے میں آسانی ہوگئی، اس شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کل انشاء اللہ ان جگہوں پر دشمن کے لاشے تڑپ رہے ہوں گے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمان اس روز نیند سے اونگھ رہے تھے اور ان کا پڑاؤ ریت کے ٹیلے پر تھا۔ رات کے وقت بارش ہوگئی جس کی وجہ سے ٹیلہ صاف چٹان کی مانند ہوگیا اور مسلمانوں کا اس پر چلنا انتہائی آسان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ پر یہ کلام نازل فرمایا۔ سورۃ الانفال آیت 11

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم
مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

ترجمہ:۔ "جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر لیا تو اس کی طرف سے چین تھی۔ اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے"

ابن سعد، ابن راہویہ، ابن منیع اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے روز کفار ہمیں کم تعداد میں دکھائے گئے یہاں تک کہ میں نے ساتھ کے آدمی سے پوچھا کیا تمہیں وہ ستر (70) نظر آرہے ہیں؟ اس نے جواب دیا، مجھے سو (100) دکھائی دیتے ہیں بعد میں ہم نے کفار کے ایک شخص کو گرفتار کیا اور اس سے دریافت کیا تمہاری تعداد کتنی تھی؟ تو اس نے بتایا ہم ایک ہزار تھے۔

بیہقی بطریق موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے روز آرام کیلئے لیٹے، آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا "میری اجازت کے بغیر تم جنگ نہیں کرو گے" پھر آپ علیہ السلام پر نیند کا غلبہ ہوا جب سونے کے بعد بیدار ہوئے تو فرمایا "اللہ نے خواب میں مجھ کو کفار کی تعداد بہت کم دکھائی ہے" "اسی طرح مسلمانوں کی تعداد بھی کافروں کو قلیل نظر آئی، تاکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل لڑنے کی خواہش کریں"۔

طبرانی و مسند احمد میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم غزوۂ بدر کے روز دشمن سے بچنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا اور پناہ لیتے تھے۔ آپ علیہ السلام بڑے جنگجو اور بہادر تھے اور حالت جنگ میں سب سے زیادہ دشمن کی قریب ہوتے تھے۔

امام بیہقی از طریق عروہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مشرکین کی طرف پھینکی، اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں کو اتنا عظیم الشان بنا دیا کہ انہوں نے کوئی ایسا مشرک نہیں چھوڑا جس کی آنکھوں میں یہ کنکریاں نہ پڑی ہوں وہ جدھر رخ کرتے یہ کنکریاں ان کا استقبال کرتیں اور اس خاک سے آنکھوں کو بچانے کی کوئی صورت نہیں بنتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر کے روز ان کنکریوں کی آسمان سے اترنے کی آواز سنی جیسے وہ کسی تھال میں گری ہوں، پھر جب دونوں لشکر صف آراء ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کنکریاں دست اقدس میں لے کر مشرکین کی طرف پھینکیں، اسی واقعہ کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے۔ سورۃ الانفال آیت 17

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ:۔ ”تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔“

واقدی اور بیہقی کے دلائل میں نوفل بن معاویہ دیلمی کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر میں جب ہم ہزیمت سے دوچار ہوئے اس وقت ہمیں ایسی آواز سنائی دے رہی تھی، گویا کنکریاں تھال میں گر رہی ہوں۔ اس سے ہم پر اور رعب طاری ہوا۔

بیہقی صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے روز ایک تباہ کن آندھی نے کفار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

بیہقی دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ثعلبہ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے روز ابوجہل نے فتح کی دعا کرتے ہوئے کہا الٰہی! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رشتہ داری کے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں اور وہ ہمارے پاس وہ دین لے کر آئے جس سے ہم آگاہ نہ تھے، انہیں کل اپنے مقاصد میں ناکام کر، چنانچہ اس دعا کے کچھ دیر بعد وہ خود قتل ہو گیا، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الانفال آیت 19

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ:۔ ”اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آ چکا اور اگر باز آؤ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سورۃ المزمل آیت 11

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾

ترجمہ:۔ ”اور مجھ پر چھوڑ وان جھٹلانے والے مالداروں اور انہیں تھوڑی مہلت دو“

اس آیت کریمہ کے نزول کے تھوڑا عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کو غزوہ بدر کی آزمائش میں ڈال دیا۔

بیہقی اور ابن ابی الدنیا، امام شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں بدر کے مقام سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے جسے دوسرا شخص گرزوں سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے وہ پھر زمین سے نکلتا ہے تو دوسرا شخص اس کا وہی حشر کرتا ہے۔ میں نے یہ منظر کئی بار دیکھا، یہ سن کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ ابوجہل ہے جسے قیامت تک یہ سزا ملتی رہے گی''

ابن ابی الدنیا اور طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا، اس کے گلے میں زنجیر پڑی تھی۔ اس نے پکار کر کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلایئے، معلوم نہیں وہ میرا نام جانتا تھا یا اس نے عربوں کے طرز خطاب پر پکارا تھا۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص اسی گڑھے سے برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں درہ تھا، اس نے آواز دے کر کہا اسے پانی نہ پلایئے یہ کافر ہے، پھر اسے درہ سے مارنا شروع کیا حتّٰی کہ اسے پھر گڑھے میں واپس لے گیا، اس کے بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا ''کیا تم نے واقعی اسے دیکھا ہے'' میں نے عرض کیا، ''ہاں'' فرمایا ''وہ اللہ کا دشمن ابوجہل ہے، جسے قیامت تک ایسا عذاب ہوتا رہے گا''

امام بیہقی، موسیٰ بن عقبہ اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے نتیجہ میں مشرکین اور منافقین کو ذلیل و رسوا کیا، مدینہ منورہ میں کوئی منافق اور یہودی ایسا نہیں رہا جس نے غزوہ بدر کی شاندار فتح کو تسلیم نہ کیا ہو، کیونکہ یہ معرکہ حق و باطل تھا اس روز اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان واضح فرق ظاہر کر دیا، یہودی بڑے یقین سے کہنے لگے یہ وہی نبی ہیں جن کے اوصاف تورات میں ہیں، آج کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جھنڈا بھی بلند فرمائیں گے وہ فتح و کامرانی کا نشان ہوگا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے روز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''لوگو! اس جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقین کیلئے تیار کی گئی ہے'' یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے، واہ واہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واہ واہ کرنے کا سبب پوچھا تو عرض کیا، مجھے جنتی ہونے کی امید پیدا ہوگئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم واقعی اہل جنت میں سے ہو'' یہ مژدہ سن کر انہوں نے اپنی کھجوریں منہ میں ڈال لیں اور جلدی جلدی چبانے لگے، بعد ازاں کہنے لگے واللہ! اگر زندہ رہا تو کھجوریں کھانے کیلئے کافی وقت ہوگا، چنانچہ انہیں پھینک کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور زبردست قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

دلائل النبوۃ میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیران بدر جن کی تعداد ستر (70) تھی۔ کے بارے میں ارشاد فرمایا ''اگر چاہو توان کو قتل کر دو چاہو تو فدیہ لے کر آزاد کر دو اور مال فدیہ سے فائدہ اٹھاؤ نیز انہیں اپنی فتح مندی کے گواہ بنالو' تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فدیہ کو ترجیح دی، ان ستر قیدیوں میں آخری ثابت بن قیس تھے جو جنگ یمامہ میں قتل ہوئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں اسیران بدر کے بارے میں گفتگو کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا، آپ علیہ السلام اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں نے سنا آپ علیہ السلام پڑھ رہے تھے۔ سورۃ الطّور آیات 8,7۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ۝

ترجمہ:۔''بے شک تیرے پروردگار کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں''

یہ سن کر میری یہ حالت تھی گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کی لئے سرفروشان اسلام کو حکم دیا تو فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا نام لیکر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں''

ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا ''اے دشمنان دین حق! تم نے راہ نجات اختیار نہ کی، اور ایسے لوگوں کو مارنے اور مٹانے آگئے جو ہر انسان کی بھلائی کے لئے حریص ہیں، خیر! اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے''

خاتم الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 9۔ رمضان المبارک 2ھ مطابق 5 مارچ 624ء کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''وادی زفران'' میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لئے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے''۔

آیت وعدہ۔ سورۃ الانفال آیت 7

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں (قافلہ یا لشکر قریش) میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم کو جو حکم ہو تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیوں کہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی وہ یہ تھی ''اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے،، یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب ہماری طرف ہے۔ اللہ جانتا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلا خوف سمندر میں کود پڑیں''

ان کا یہ بہترین جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خوشی ہوئی حاضرین نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ، معرکہ غزوہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب کے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہوگئے اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اترنے کا حکم فرمایا۔

حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا ''یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے، مشورے اور چون وچرا کی گنجائش نہیں، یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ خود میری رائے ہے''

حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں۔ بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کے لشکر گاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کرلیں اور اپنے لئے حوض بھر کر اردگرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تا کہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر۔ اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں۔ ایک قطرہ آب نہ پا سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تجویز کو سراہا اور پھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں

جس میں نسلِ انسانی کا سب سے محترم اور باعظمت قافلہ فروکش ہوا۔ اسی میں ایک جانب صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے ایک سائبان بنایا گیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جان نثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

غزوہ اُحد

امام حاکم مستدرک میں مسلم شریف کی سند سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں جب لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہو گئے تو میں نے کہا میں اپنی جان دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کروں گا یا تو جامِ شہادت نوش کرلوں گا یا پھر لڑتے بھڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاؤں گا۔ اس دوران ایک نقاب پوش شخص سامنے سے گزرا، معلوم نہیں وہ کون تھا؟ اسے دیکھ کر مشرکین اس پر ٹوٹ پڑے تو اس نے کنکریوں کی ایک مشت لے کر ان کی چہروں کی طرف پھینکی جس کی وجہ سے وہ الٹے قدم بھاگے یہاں تک کہ انہوں نے پہاڑ کے پاس دم لیا، اس شخص نے ایسا کئی بار کیا، میرے اور اس کے درمیان حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حائل تھے، میں حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از خود کہا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تمہیں بلا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہاں ہیں؟ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف چلا یوں محسوس ہوتا تھا گویا مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سامنے بٹھالیا، اس کے بعد میں نے تیر اندازی شروع کی، میں کہہ رہا تھا اے اللہ ان تیروں کو نشانے پر لگا، اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دعا فرما رہے تھے ''اے مولیٰ! سعد کی دعا قبول فرما اور ان کے تیر نشانے پر لگا'' اس کے بعد سعد جو دعا مانگتے تھے، قبول ہوتی تھی۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''سعد! ان مشرکوں کو پسپا کرو'' حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر کفار میں سے ایک شخص کی طرف پھینکا اور اسے قتل کر دیا، پھر ترکش سے ایک اور تیر نکالا جو بالکل وہی تیر معلوم ہوا جسے پہلے پھینک چکا تھا میں نے اسے ایک اور شخص کی طرف پھینک کر قتل کر دیا یونہی تیسرے شخص کو واصل جہنم کیا، اس طرح کفار اس جگہ سے ہٹ گئے میں نے کہا یہ تو بڑا بابرکت تیر ہے اس کے بعد میں اس تیر کو اپنے ترکش میں رکھتا تھا،

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ تیر ان کے بیٹوں کے ہاں رہا۔

ابن اسحاق بحوالہ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ سپاہی پہاڑ پر چڑھ آئے تو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "الٰہی! انہیں ہم پر بلندی اور فوقیت حاصل نہ ہو" چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کے ایک گروہ نے ان کے ساتھ قتال کر کے انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔

ابوسفیان جنگ اُحد سے فارغ ہو کر آیا تو اس کے پاس سے عبدالقیس کی ایک جماعت کا گزر ہوا جو مدینہ طیبہ کا قصد رکھتی تھی۔ ابوسفیان نے ان سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ ہم نے لوٹ کر آنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جب وہ قافلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ علیہ السلام اس وقت صحابہ کرام کے ہمراہ ابوسفیان کے لشکر کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچ چکے تھے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور ہے تو انہوں نے ابوسفیان کا پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۃ آل عمران آیت 173

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

ترجمہ:۔ (اللہ ہمیں کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔

سورۃ آل عمران آیت 173

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾

ترجمہ:۔ "وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز"

بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا۔

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ پڑ گئی اور تیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں، ہوا حائل ہو گئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی، ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر اپنے ہی کو قتل کرنے لگے جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لشکر اسلام کی علمبردار تھے اس جنگ و جدال میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں علَم کو پکڑ لیا، اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

طبرانی وابن مندہ اور ابن عساکر نے بطریق محمود بن لبید روایت کی انہوں نے کہا کہ حارث بن صِمّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا، اس وقت حضور علیہ السلام ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں''۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری المتوفی 31ھ مدینہ منورہ) کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (مشرکوں کی) سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو اور فتح مندی عطا کرے کہا ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بقایا کو اس نے قتل کیا ہے جس کو میں نے نہیں دیکھا! یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔

ابن سعد نے محمد بن شرجیل بمندری سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد میں حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی القرشی) علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں عَلَم لے لیا اس وقت وَمَا مُحَمَّد'' اِلَّا رَسُوْل'' قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ '(سورۃ آل عمران آیت 144) ان کی زبان پر تھا، ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے ان دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے، پرچم اسلام کو سینہ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

نسائی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کلمہ ''آہ'' ان کی زبان سے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں گم ہو جاتے''

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عون سے انہوں نے عمیر بن اسحاق سے روایت کی کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑے ہوئے تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا جب کوئی تیر ان کی طرف آتا تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر پھینکو! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا۔ اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ زہری رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خدایا! انہیں سزاوار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں'' اس کے بعد

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقاتلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی۔

ابو یعلیٰ، بزار، حاکم اور ابونعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اظہارِ فخر کر رہے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

''ہم میں چار افراد ایسے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جمع قرآن کا کام انجام دیا۔ یعنی حضرت معاذ، زید، ابی، اور ابو زید،،

اوس کے لوگوں نے مقابلے میں کہا:

''ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کے لئے عرش جنبش میں آ گیا۔ اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور ایک وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا۔ اور وہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت ہیں۔ اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی ہے۔ اور وہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت ہیں۔ اور ہم میں ایک صاحب ہیں جو غسیل ملائکہ ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت جُنب غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے''

محدثین رحمہما اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد کے دن جب میرے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان کے لئے نہ روؤ'' یا پھر فرمایا کہ ''ان کے لئے کیوں روتی ہو، فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا''

ابونعیم نے بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید سے انہوں نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم غزوۂ اُحد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر رخساروں پر آ گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح (روشن) ہوگئی۔

طبرانی، ابونعیم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ یوم اُحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھینکا گیا، میں حضور کو تیروں سے بچا رہا تھا تو یہ تیر میری آنکھ پر پڑا اور ڈھیلا حدقہ سے باہر آ گیا جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا جب حضور علیہ السلام نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمانِ اَقدس نم ہوگئیں اور فرمایا ''الٰہی! قتادہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو دوسری

آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنادے''۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا، میں ان کو شہدائے اُحد میں تلاش کرتا ہوا، ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، تلوار اور نیزوں کے ستر (70) زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے انتہا کرب اور تشنگی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا۔

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لئے آرہی ہیں''۔ ''اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی ہوگئی تو اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں کوئی عذر نہ چلے گا''۔ یہ پیغامات دینے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کرگئی۔

بیہقی نے کہا کہ واقدی نے خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ ''انہوں نے غزوۂ اُحد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ افسوس کہ میں غزوۂ بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا باوجودیکہ میں شرکت بدر کے لئے بہت حریص تھا۔ آپ علیہ السلام نے میرے لڑکے کی غزوۂ بدر میں شرکت کے لئے قرعہ اندازی فرمائی اور اس کا نام نکل آیا وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل گشت ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا والد محترم! میرے پاس آجایئے، ہم دونوں ان آرائش گاہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پالیا جن کی خبر مجھ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ملی تھی''

تو اے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کے لئے دعا فرمادیجے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ غزوۂ اُحد کے روز شہید ہوئے۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی۔ والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب) نے غزوۂ اُحد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا:

''اے اللہ! کل وادی اُحد میں جب معرکہ کارزار گرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے بھڑا دیجو، وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، پیٹ چاک کردے، میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے''

دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا۔ اوران کے اعضا کا مثلہ کیا گیا۔

بیہقی نے حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے تو ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو، تو انہوں نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا، اس کی بعد وہ لڑنے میں مصروف ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک کو دیکھ لے"۔ پھر وہ شہید ہوگئے۔

بیہقی نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا ان میں سے ایک ابوعزہ جمحی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ اُحد میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اسکی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ اُحد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابوعزہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قتل کرادیا۔

بیہقی نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ (23ھ تا 94ھ) سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن ارشاد فرمایا کہ "آج کے بعد مشرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے"

ابن سعد نے واقدی سے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اس دن (یعنی یوم اُحد) کے بعد مشرکین ہم سے بازی (یعنی غلبہ) نہ لے سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے"۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد میں جب سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھیں ڈھونڈنے نکلیں۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کی دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی الاسدی۔ والدہ کا نام حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے المتوفی 36ھ) ملے، ان حضرات سے دریافت کیا "حمزہ کہاں ہیں؟" ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں۔ پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی۔ تو انہوں نے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

حاکم و ابن سعد اور بیہقی نے عوف بن محمد سے حدیث بیان کی کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ غزوۂ اُحدُ میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قابو پایا تو ان کا جگر نکال کر چباؤں گی۔ تو اس نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی تو اس نے اگل دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو کبھی جلائے''

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہ زمانہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا۔ تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد کے شہدا پر ایک مرتبہ اور نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر کھدوائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا، تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی جیسی کہ غزوۂ اُحد کے روز دفن کے وقت تھی۔ نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بہ طریق واقدی ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا۔ ہاتھ کو پھر وہیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں۔ اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی 40ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہدائے اُحد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت شُہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو ان کے ''احیاء'' کے بارے میں، اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے اُحد کے بارے میں فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں ہیں، تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو قسم ہے

اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے"

حاکم اور بیہقی نے ابی فردہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن قبور شہداء کی زیارت کی اور فرمایا ''اَللّٰھُمَّ انّ عبدک ونبیّک یشھدُ انّ ھٰؤُ لآء شھد انّہٗ مِن زارھُم اَوسلھُم عَلیھِمْ اِلٰی یَومَ الْقِیٰمَۃِ رَدّوا عَلَیْہِ''۔

عطاف کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے اُحد کے مقابر کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے صاحبان قبور شہداء کو سلام کیا، میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی۔ ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

بیہقی، واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ خزاعیہ نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمِّ رَسُوْلُ اللہِ''، تو میں نے اس کے جواب میں سنا ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامَ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ''۔

ابن مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے اس مال کے پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو جنگل میں تھا تو مجھے رات نے آلیا اور میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن حزام کی قبر کے پاس پناہ لے لی۔ اور میں نے قبر سے قرأت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قرأت کرنے والے عبد اللہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے۔ پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے۔ رات بھر کے لئے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں''۔

معجزہ حمراء الاسد (حمراء الاسد 8 میل از مدینہ منورہ)

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبد القیس کے ان سواروں کے قافلہ سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتا دینا کہ ہم ان پر پلٹ کر آنے والے ہیں تا کہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں۔ جب وہ سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔ ''حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ'' ۔ تو اسکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے حضور علیہ السلام کا یہی ارشاد دہرایا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، جب سیدنا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"، اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں کلمات کو پڑھا۔

غزوۂ خندق یعنی احزاب

ابویعلی اور ابن عساکر نے بہ طریق عبید اللہ بن علی، حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ابورافع مجھے بازو دیدو"۔ میں نے دیدیا اس کے بعد پھر فرمایا۔ "بازو دے دو"۔ اور میں نے دیدیا۔ تیسری بار پھر فرمایا۔ "بکری کا بازو دیدو" میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بکری کے بازو دو (2) ہی ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر تم یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم برابر دیتے رہتے"۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے، سورۃ الاحزاب آیت 9

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو جب تمہارے اوپر فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے"

سورۃ الاحزاب آیت 25

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾

ترجمہ:۔ "اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی اور اللہ زبردست حکمت والا ہے"

اس غزوہ میں کل چھ مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں ایک حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس انصار بھی ہیں۔ ان کی رگ اکحل میں ایک تیر آکر لگا تھا اس سے خون کا اخراج رہتا تھا۔ بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد آپ نے اسی زخم سے وفات پائی۔ مشرکین کے کشتوں کی تعداد تین تھی۔ اس کی بعد قریش کے دو نامور سردار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ آکر اسلام لائے۔ اہل عرب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف کبھی منظم ہو کر حملہ آور نہ ہو سکے۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کے لئے تشریف لے گئے کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ''یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کے لئے مفتوح کرے گا''۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا ''یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کے لئے مفتوح کرائے گا''۔ پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا ''یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو معین و مددگار بنائے گا''۔

ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ ابن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، غزوہ احزب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا تو ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا۔ آپ کی امت ان کو فتح کرے گی۔ اور دوسری مرتبہ کی ضرب میں روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کر لیں گے۔ تو اے پرستاران حق! تم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کی یہ بشارت ہے''

منافقین نے کہا۔ مسلمانوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خبری دیتے ہیں کہ وہ یثرب سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو اور اتنی قوت بھی تمھارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کر سکو۔ تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سورۃ الاحزاب آیت 12۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢﴾

ترجمہ:۔ ''اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض فریب ہی کا وعدہ کر رکھا ہے''

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرانے کے لئے ایڑ لگائی اور اتنی جست نہ

لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا اس کو ہمیں ہی دید یجئے ہم اس کی دِیَت ادا کئے دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ البقرآیت 214

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ۝۲۱۴

ترجمہ:۔ ''کیا اس گمان میں ہو کہ جنّت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی، پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ والے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے''

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف اٹھتے دیکھا اور ہر طرف سے مصیبت کے سایے ان کی جانب بڑھنے لگے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اس کا سامان، اور یہ ہے وہ ''زلزلوا'' کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں، اور ''نصر اللہ'' کے ہم منتظر ہیں۔

محدثین رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''صَبَا،، سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عاد کو ''دبور'' سے ہلاک کیا گیا۔

بیہقی نے مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے سورۃ الاحزاب آیت 9۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا کی تفسیر میں روایت کی کہ اس رِیح یعنی ہوا کی نوعیت ''صَبَا،، تھی جو غزوہ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سالن کے دیگ چولہوں پر سے اڑ گئے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور وہ پتنگ کی طرح ہواؤں میں لہرانے لگے سورۃ الاحزاب آیت 9

وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

کے بارے میں فرمایا۔ وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کو قتال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

محدثین کرام نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احزاب کے لئے بددعا کی کہ:

''اے خدا! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں تعجیل فرمانے والے! تو احزاب کو ہزیمت دے ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار''

ابن سعد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ خندق کی محصوری کے آخری دنوں میں

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے، ان کی آمد کے ساتھ ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''البشر واالمومنین'' ''مسلمانو خوش ہو جاؤ''۔ تین بار فرمایا۔ پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور ڈیروں کو اکھاڑ پھینکا، دیگوں کو الٹ دیا، طنابوں کو توڑ دیا، ان کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ وادی کے پڑاؤ سے اس طرح سدھارے کہ ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

ابن سعد نے بہ طریق واقدی انکے مشائخ سے رِوایت کی کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز گھوڑے کو مہمیز لگا کر کھائی کو پار کر لیا اور کہا:

''کوئی تم میں مرنے کا خواہشمند ہو تو وہ میرے سامنے آ جائے، بیشک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی تلوار اور عمامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی کہ ''اے اللہ! اس مغرور پر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد فرما''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی اور بے تابی سے اس کی طرف بڑھتے گئے حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی پر زور آواز سے تکبیر کہی کہ عمرو کا دل کانپ گیا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح گرا کہ اس کا سر گھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا۔

بیہقی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ اور سورۃ الاحزاب کی مندرجہ ذیل آیات غزوۂ احزاب کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔ سورۃ البقرآیت 214

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ
لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ
الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ
قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾

ترجمہ:۔ ''کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی، پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے'' نیز اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب آیت 22 میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَاَ
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ
صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾

ترجمہ:۔ ''جب اہل ایمان نے کافروں کے احزاب (لشکروں) کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس

کے رسول نے ہم سے وعدہ فرمایا اور سچ فرمایا اللہ اور اُس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا''

ابونعیم اور ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ احزاب کی رات شمالی ہوا نے جنوبی ہوا سے کہا ''اللہ اور اس کے رسول کی مدد کر'' تو جنوبی ہوا نے کہا حرہ رات کے وقت نہیں چلتی، تو اللہ تعالیٰ نے کفار پر بادِ صبا بھیجی جس نے ان کی آگ بجھا دی اور خیموں کی طنابیں توڑ ڈالیں، یہ منظر دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری مدد صبا کے ذریعے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور (تیز ہوا) کے ذریعے برباد کیا گیا''

ابونعیم نے بطریق عروہ اور امام زہری رحمہما اللہ نقل کیا کہ نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ لشکر قریش میں گروہ بندی ہو گئی ہے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا یہاں قیام و محاصرہ طویل ہو گیا ہے اور سامان رسد بھی ختم ہو گیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ جلد از جلد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب سے دو دو ہاتھ کر لیں اور ان سے جان چھڑا لیں۔ یہ سن کر بنو قریظہ نے پیغام بھیجا کہ ٹھیک ہے جس طرح تمہاری مرضی ہو، البتہ! جب تم حملہ کا لائحہ عمل بناؤ تو اپنے سردار بطور ضمانت گروی اور زیرِ حراست رکھنے کیلئے ہمارے پاس بھیج دینا اس سے تم راہ فرار اختیار کرنے سے محفوظ رہو گے۔

یہ سن کر سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ بنو قریظہ نے مجھے بھی اس شرط پر صلح کا پیغام بھیجا ہے کہ میں بنی نضیر کو واپس ان کی آبادی اور مال و متاع میں آنے کی اجازت عطا کر دوں۔ اس کے بعد نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو غطفان کے پاس گئے اور ان سے کہا میں تمہارا بہت خیر خواہ ہوں مجھے یہود کی غداری کی اطلاع ملی ہے، یہ یاد رکھو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میں نے خود ان کی زبان سے سنا ہے کہ بنو قریظہ نے انہیں اس شرط پر صلح کا پیغام بھیجا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنو قریظہ کے برادر قبیلہ بنو نضیر کو واپس اپنے دیار و اموال میں آنے کی اجازت دے دیں تو بنی قریظہ قریش کی امداد سے دست بردار ہو جائیں گے۔

ابونعیم کہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اور کافر اچھی طرح جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی راست گو ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ خندق میں سورج روک دیا جب کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز عصر پڑھنے کی فرصت نہ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے پلٹا دیا حتی کہ رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج کی روشنی میں عصر کی نماز ادا کی۔ امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ثعلبہ اور اسد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ابن سعد بروایت ثعلبہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ اور اسید پسران سعید اور اسد بن عبید نے کہا اے معشر بنوقریظہ! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کئے ہیں، دیکھئے یہ حیی بن اخطب صف اول کا یہودی پیشوا ہے، اس نے رسالت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہے۔ ابن الھیان ہے جو ہمارے نزدیک انتہائی راست گو ہے، اس نے بھی اپنی موت کے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف رسالت بیان کئے ہیں۔ یہودیوں نے ان کے جواب میں کہا ٹھیک ہے مگر ہم تورات کے احکام نہیں چھوڑ سکتے، پس ثعلبہ، اسید اور اسد تینوں نے جب یہودیوں کی طرف سے کھلا ہوا انکار دیکھا تو اسی شب قلعے سے اتر کر اسلام قبول کر لیا جس کی صبح بنوقریظہ مجبوراً نیچے اترے۔

غزوہ بنی قریظہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ یزید بن رومان اور عاصم بن عمرو وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بنوقریظہ کے قلعے میں نزول اجلال فرمایا تو کعب بن اسد سردار بنوقریظہ نے اپنے گروہ سے کہا اے گروہ یہود! اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار کر لو، بخدا! یہ نبی ہیں، تمہارے لئے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ نبی ہیں۔ وہی نبی جن کا ذکر تمہیں تورات میں ملتا ہے اور تم پڑھتے رہے ہو اور موسیٰ علیہ السلام نے جن کے بارے میں بشارت دی ہے تم اچھی طرح ان کے اوصاف سے آگاہ ہو، انہوں نے جواب دیا، بلاشبہ وہی نبی ہیں مگر ہم تورات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

محدثین کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہتھیار اُتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "کس طرف؟" کہا وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

ابن جریر نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کرایا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے۔ ایک روز آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا۔ ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنوقریظہ اور بنونضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتحیاب کیا اور ہم باری تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

غزوہ خیبر

حاکم اور بیہقی، شداد بن ہاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صحراء نشین نے ایمان لا کر ہجرت کی جب غزوۂ خیبر وقوع پذیر ہوا اور رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں ہاتھ آنے والا مال غنیمت تقسیم کیا تو اس بدو کو بھی عطا فرمایا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے مال ومتاع کے لئے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اس لئے آپ علیہ السلام کی غلامی اور پیروی اختیار کی ہے کہ یہاں یعنی گلے پر تیر لگے اور درجہ شہادت پر فائز ہو جاؤں اور پھر جنت میں داخل ہو جاؤں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ روح پرور بات سنی تو فرمایا ''اگر تم نے اللہ کے ساتھ یہ تعلق سچا کر دکھایا تو اللہ تمہاری خواہش ضرور پوری کرے گا''۔

اس کی بعد مجاہدین دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہوئے تو اس بدو کے ایک تیر وہیں حلق میں آ کر پیوست ہوا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی شہادت پر فرمایا ''اس سرفروش نے اللہ کے ساتھ اپنا وعدہ سچا ثابت کر دیا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ اپنا قول پورا کرے گا اور اسے جنت کی بہار ابد میں رکھے گا''۔

ابن قانع، بغوی اور ابونعیم ''صحابہ،، میں سعید بن شیم سہمی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ وہ اس لشکر میں شامل تھا جو عیینہ ابن حصن کی زیر قیادت خیبر کے یہودیوں کی مدد کیلئے آیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ہم نے لشکر میں ایک آواز سنی اے لوگو! تمہارے گھر والے تو تمہارے مخالف ہو چکے ہیں، سب نے لوٹ کر دیکھا مگر انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا، ہم سب نے اس سے یہی سمجھا کہ یہ آواز آسمان سے آئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو روانگی کے وقت صبح سویرے منہ اندھیرے نماز پڑھی، پھر سوار ہو کر فرمایا ''خیبر برباد ہو گیا،،

''اِنَّا اِذَا نَزَّلْنَابَسَا حَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ''

ترجمہ:۔ جب ہم کسی قوم کے ہاں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ابوشیم مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور ان کے اسلام میں پختگی پیدا ہو گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عیینہ بن حصن کے ہمراہ اپنے قبیلے کے لوگوں کی طرف نکلے جب ہم خیبر کے پاس پہنچے تو رات آ گئی، ہم سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو گئے تو عیینہ نے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خیبر کا بلند پہاڑ ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ بخدا! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا ہے، جب ہم خیبر میں داخل ہوئے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے۔ عیینہ نے آگے بڑھ کر مطالبہ کیا اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حلیفوں سے جو مالِ غنیمت آپ علیہ السلام کو ملا ہے اس میں سے میرا حصہ مجھے عطا کیجئے کیونکہ میں نے آپ علیہ السلام کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم نے غلط بیانی کی ہے، تم تو اپنے قبیلے کی چیخ وپکار سن کر دوڑے ہو'' اس نے کہا مجھے بدلہ دیجئے، فرمایا ''تمہارے لئے ذوالرقبۃ ہے،

اس نے کہاذوالرقبہ کیا؟ فرمایا ''وہ پہاڑ جوتم نے خواب میں دیکھا اوراس پر تم نے قبضہ کیا'' یہ سن کرعیینہ اپنے قبیلے کی طرف لوٹ گیا، اس کے بعد حارث بن عوف نے آ کر کہا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم نے غلط اقدام کیا ہے۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرق ومغرب پر غالب ہوکر رہیں گے۔ یہودی علماء اس بات کی ہمیں خبر دیا کرتے تھے میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ابورافع، سلام بن ابی الحقیق کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت کے معاملہ میں اس لئے حسد کرتے ہیں کہ نبوت آل ہارون (علیہ السلام) سے نکل گئی ہے ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں، مگر یہودی میری بات نہیں مانتے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ہماری دوبار خونریزی ہوگی ایک یثرب میں اور دوسری خیبر کے مقام پر۔

حارث کہتے ہیں میں نے سلام سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری زمین پر قبضہ کرلیں گے تو اس نے تورات کی قسم کھا کر کہا ''ہاں''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خیبر سے لوٹے، تو رات کے اندھیرے میں سفر جاری رکھا یہاں تک کہ ہم پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتر کر رات گزاری، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تم پہرہ دو اور ہمیں صبح کی نماز کے وقت بیدار کردینا'' مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیند کے غلبہ کے باعث اونٹ کے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوسکے نہ کوئی صحابی صبح کے وقت جاگ سکا، یہاں تک کہ سورج کی کرنیں ان کے چہروں پر پڑنے لگیں۔

بیہقی اس حدیث کو بطریق مالک روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قصہ کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا کہ ''رات شیطان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ اس وقت نماز میں مشغول تھے، تو وہ انہیں بچے کی طرح تھپکی دیکر سہلانے لگا حتی کہ ان کی آنکھ لگ گئی'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہی تفصیل بیان فرمائی جو آپ علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تھی یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان محمد بن سہل ابن ابی حثمہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب غزوہ خیبر میں اہل شق سے جنگ کی تو وہ قلعہ ''بری'' میں قلعہ بند ہوگئے اور قلعے کی زبردست حفاظت کی یہاں تک کہ ایک تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں آلگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مشت لے کر قلعے کی طرف پھینکی جس کی وجہ سے وہ لرز اٹھا، پھر زمین میں دھنسنے لگا، اس کے بعد مسلمانوں نے آ کر اہل قلعہ کو گرفتار کرلیا۔

بیہقی نے بہ طریق عاصم الاحول، ابو عثمان ہندی وابی قلابہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انھیں بخار ہو گیا جب آنحضرت علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور طریقہ علاج فرمایا کہ ''خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بطفیل رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت یاب ہو گئے۔

واقدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوہ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کھجوروں کو پانی میں بھگو دو پھر وہ پانی پلاؤ''۔ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

ابونعیم نے بہ طریق علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع حاجت کے لئے ارادہ فرمایا اور کہا ''اے عبداللہ! دیکھو، کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟'' میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر عرض کر دیا۔ فرمایا ''اور غور سے دیکھو''۔ میں نے بہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ''۔ میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لائے، ان دونوں درختوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردے میں لے لیا اسکے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

محدثین کرام نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت ہی گھمسان کا رن پڑا۔ مجاہدین اسلام میں ایک مرد شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو پچھاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا اس کو زندہ نہ چھوڑا۔ اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کئے بغیر نہ لوٹا۔ خاتمہ جنگ کے بعد غازیانِ اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کہا کہ:

''آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں''۔ یہ بات سن کر آپ نے فرمایا ''وہ شخص تو دوزخی ہے''

مجلس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا۔ جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکیں گے۔

ایک صحابی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ''میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا''

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خود کشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کی انی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

بیہقی نے زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا ''تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو''۔ یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے'' تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا، جس کی حیثیت دو درہم بھی نہ ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا۔ چنانچہ سب یہودی حاضر ہو گئے تو ان سے فرمایا ''میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا تم ان کے جوابات نفی یا اثبات، انکار یا اقرار میں دینا''۔

یہود نے کہا ''بہت اچھا''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''تمہارا باپ کون ہے؟''

یہود نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم نے جھوٹ کہا، تمہارا باپ وہ نہیں، بلکہ فلاں ہے''

یہود نے کہا بلاشبہ، آپ (علیہ السلام) نے صحیح فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟''

یہود نے اثبات میں جواب دیا کہا: ''ہاں کیا تھا''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا: ''تمہیں اس کام پر ابھارنے کا کیا سبب ہوا''۔

یہود نے کہا ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹے مدعی نبوت ہیں، تو آپ علیہ السلام کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا آپ علیہ السلام اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ علیہ السلام سے نجات پا لیں گے۔ اور اگر آپ علیہ السلام واقعی سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہیں، تو پھر ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان نہ ہوگا۔

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا ہی لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا کہ:

''میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہلاک کر دوں، اور اس ارادے کی تکمیل کے لئے میں نے یہ زہر خوانی کا طریقہ اختیار کیا''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تیرے غلط ارادے کی زد سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچا لیا''

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق عروہ اور بطریق موسیٰ بن عقبہ حضرت شہاب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر (6ھ) جن میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اُسیر بن زارم یہودی کی طرف بھیجا۔ اُسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔

حضرت ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے اُس گہرے اور بڑے زخم پر لعابِ دہن لگا دیا جس سے وہ مُندمل ہو گیا۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غالب لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی ملوح پر تاخت کیلئے روانہ فرمانا

ابن سعد نے جندب بن مکیث جہنی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنوملوح پر تاخت کے لئے کدید روانہ فرمایا۔ راوی حدیث جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت مجاہدین میں شامل تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انھوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کے لئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لئے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہر حال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہئے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے۔ ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آلِ ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت واستعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

ابو رافع کا قتل

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا جب سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا ''اپنا پاؤں پھیلاؤ!'' تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہوگئی جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

سفیان بن نبیح ہذلی کا قتل

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن انیس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا ''مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو''

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تا کہ شناخت کرسکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس کی شناخت یہ ہے کہ جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزنے اور کانپنے لگے گا'' میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کانپنے لگا۔ پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کر لیا کہ میں اس پر قابو پاسکتا ہوں، تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''خدا تمہیں سرخ رو کرے'' میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا ''تم نے ٹھیک کیا'' اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ ''اسے پاس رکھو''

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا ''یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی'' تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

غزوہ بنی مصطلق

واقدی نے کہا مجھ سے سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دادی سے جو اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحارث سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دل عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے۔ یہ کہتے سنا ''ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں جن سے نمٹنے کی ہم میں تو طاقت نہیں''

باوجودیکہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور بہ غور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہوگئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے، پھر جب میرے باپ کو شکست ہوگئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان کی ہر ادا میں۔ ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی تعداد کم وبیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم نیز واقدی نے بھی اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث بیان کی کہ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند یثرب سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ، خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

سریہ دومتہ الجندل

ابن سعد نے بہ طریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں بنوکلب کی طرف، دومتہ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ ''اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا''

وہ روانہ ہوگئے۔ تین روز قیام کیا اور ان کو دعوت اسلام دی۔ جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بنوکلب کے بیشتر لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تماضر بنت اصبغ سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔ ابن عساکر نے بطریق واقدی اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرا دے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا''

فتح مکہ (فتح اعظم)

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق تین واسطوں سے مسوّر بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کرنا چاہے، تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنوخزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور معاہد ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنوبکر، بنوخزاعہ پر پانی کے قضیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنوبکر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوں گے، اس لئے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا، ان کی ساز و سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنوبکر کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرو تمہاری مدد کی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجوہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہو گی، راز میں رکھا۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی طرف روانگی کے لئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک مکتوب لکھا کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر حملہ کرنے کے لئے لشکر اسلامی کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا ہے''۔

حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط لکھ کر مزینہ کی ایک عورت سے اجرت طے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ جیسے کہ عورتیں بناتی ہیں، بنالی اور روانہ ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لیا تھا۔

محدثین کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے،

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص نخلستان خاخ میں پہنچو گے تو وہاں کجاوے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی، اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے، تم اس خط پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ ہم روانہ ہو گئے، اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پا لیا۔ اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو میرے پاس کوئی خط نہیں۔

ہم نے کہا ''تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لئے بہتر ہو گا کہ ازخود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہو گا''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ بہت رد و کد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا۔ جس کو لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ خط حاطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا۔ جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''حاطب! ایسا کیوں کیا؟''

انہوں نے جواب میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمایئے''

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور اصحاب ''بدر'' میں سے تھے۔ اُن کی یہ حرکت یقیناً سب کے لئے باعث حیرت بن گئی۔ بعض کو سخت غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں،، (مفصل واقعہ پہلے ہی تحریر کیا جا چکا ہے)

فتح مکہ (فتح اعظم)

بیہقی، ابن اسحاق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور مرالظہر ان کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ اس وقت یہ صورت حال تھی کہ نہ تو قریش کی جنگی تیاریوں کی خبر لشکر اسلام کو مل رہی تھی نہ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کارروائی کی اطلاع تھی نہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرنے والے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ جب رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو وہاں صحن حرم میں تین سو ساٹھ بت نصب دیکھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بت کی طرف عصائے مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا: سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 81

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ:۔ ''اور فرماؤ کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا''

آپ علیہ السلام جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ چھوئے بغیر زمین بوس ہو جاتا۔ ابونعیم کی روایت کے الفاظ ہیں کہ بیت اللہ شریف کے آس پاس تین سو ساٹھ بت پڑے تھے جنہیں شیطانوں نے پیتل اور تانبے کے ساتھ چسپاں کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ کیا تو وہ منہ کے بل گر گئے۔ بیہقی اور ابونعیم نے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا اور اسی بارے میں تمیم بن اسد خزاعی کا یہ شعر ہے۔

وَفِی الْاَصَنَامِ مُعْتَبرُ وَعَلَم'' لِمَنْ یَّرْجُو الثَّوَابَ اَوِ الْعِقَابَا

ترجمہ:۔ بتوں کے زمین بوس ہونے میں ثواب یا عتاب کے طلبگاروں کیلئے مقام عبرت ہے اور صدق رسالت کی دلیل ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے لیکر بیت اللہ شریف میں تشریف لائے اور فرمایا ''بیٹھو'' تو میں بیت اللہ شریف کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ علیہ السلام میرے کندھوں پر سوار ہوئے، پھر فرمایا ''اٹھو'' پس میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر میری ناتوانی دیکھ کر فرمایا ''ٹھہرو میں بیٹھتا ہوں تم میری کاندھوں پر سوار ہو جاؤ'' چنانچہ میں رسول کریم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شانوں پر سوار ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے لے کر اٹھے، مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ اگر چاہوں تو آسمان کے افق چھو سکتا ہوں اس کے بعد میں بیت اللہ شریف یعنی کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور حضور علیہ السلام نیچے سے ہٹ گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''قریش کے اس بڑے بت کو نیچے گرا دو، اس دوران رسول کریم سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھتے رہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 81

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ:۔ ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا''

میں اس دیو پیکر بت کو مسلسل ہلاتا رہا تا آنکہ اسے اکھیڑ کر زمین پر دے مارا جس سے اس کے ٹکڑے ہو گئے۔ طبرانی اوسط میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا ''اسی دن کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورت نصر کی تلاوت فرمائی۔ سورۃ النصر آیات 1، 2، 3

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

ترجمہ:۔ ''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے''

بیہقی ابن ابزی سے نقل کرتے ہیں کہ جب سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا ایک بڑھیا حبشی عورت چہرہ پیٹتی اور بددعائیں دیتی ہوئی آئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے ایک حبشی بوڑھی عورت دیکھی ہے جو چہرہ پیٹ رہی تھی اور برا بھلا کہہ رہی تھی۔

فَقَالَ تِلْکَ نَائِلَۃ" اَیِسَت اَنْ تُعْبَدَ بِبَلْدِکُمْ ھٰذَا اَبَدًا

ترجمہ:۔ فرمایا "یہ نائلہ (ایک مونث بت کا نام) تھی جو تمہارے اس ملک میں ہمیشہ کیلئے اپنی پرستش سے مایوس ہوگئی ہے"

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک دھواں سا نمودار ہوا جو اس آیت کریمہ کا مصداق معلوم ہوتا ہے۔ سورۃ الدخان آیت 10

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿۱۰﴾

ترجمہ:۔ "تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا"

بیہقی اور ابونعیم حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا۔ اس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا، وہاں عزیٰ کا مشہور بت تھا جو تین آہنی میخوں پر نصب تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر آہنی میخوں کو کاٹ دیا اور بت خانے کو مسمار کر دیا، پھر رسول کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر روداد پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابھی کام مکمل نہیں ہوا" چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ گئے جب پجاریوں اور پروہتوں نے انہیں دیکھا تو پہاڑ میں جا کر چھپ گئے اور واویلا کرنے لگے اے عزیٰ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عقل وذہانت چھین لے، اے عزیٰ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منصوبے ناکام بنادے ورنہ تیری ذلت اور رسوائی آ پہنچی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اچانک میں نے ایک برہنہ، پراگندہ بال عورت دیکھی جس نے سر میں خاک ڈال رکھی تھی، پھر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے وار سے اس عورت کو قتل کر دیا اور واپس آ کر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہی تو عزیٰ تھی"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزیٰ کا بت کدہ مسمار کرنے کیلئے بھیجا، ان کے ہمراہ تیس سوار تھے جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت کدے پر ضرب لگائی تو اس وقت یہ شعر کہا:

یَاعِزُّ! کُفْرَانَکَ لَا سُبْحَانَکَ اِنِّی رَاَیْتُ اللہَ قَدْ اَھَانَکَ

ترجمہ:۔ "اے عزیٰ! تیرا انکار کرتے ہیں تجھے اللہ نہیں سمجھتے۔ میں نے دیکھا کہ اللہ نے تجھے رسوا کیا ہے"

ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید

اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منات، کا بت توڑنے کیلئے بھیجا جو کہ مشال کے مقام پر تھا وہ بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ منات کے پاس پہنچے، اس پر ایک پروہت مقرر تھا، اس نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہم منات کو توڑنے کیلئے آئے ہیں۔ اس نے کہا تم جانو اور وہ جانے۔ یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بت کی طرف بڑھے معاً ایک برہنہ بدن، بدصورت پراگندہ سر عورت سامنے آئی۔ وہ سینہ کوبی اور نوحہ خوانی کر رہی تھی۔ ادھر پروہت نے پکار کر کہا اے منات! اپنے قہر وغضب سے ان کو تباہ کر دے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر اس عورت کو تلوار سے قتل کیا پھر بت کی طرف رخ کیا اور اسے توڑ پھوڑ ڈالا۔

بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق عبداللہ بن دینار حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ (سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 81)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ:۔ ”حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا“۔

ان کو آپ علیہ السلام اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

ابن عساکر نے عطاء سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ چکے تھے، فرمایا ”قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں“۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا ”وہ (1) عتاب بن اسید، (2) جبیر بن مطعم (3) حکیم بن حزام اور (4) سہیل بن عمرو ہیں“۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا ”بیٹھ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا“۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا ”کھڑے ہو جاؤ تو میں کھڑا ہو گیا“ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا ”بیٹھ جاؤ“۔ تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا ”اے علی! تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ“ تو میں نے ایسا ہی کیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھولوں۔ تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ”قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو“ یہ بت تانبے کا اور بڑا جسیم تھا، لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

رسول اللہ نور مجسم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو“ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا میں حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کریمہ کو

پڑھتا رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

ابن سعد نے بہ طریق عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں کہ کہاں ہیں؟''

میں نے عرض کیا مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہیں۔

فرمایا: ''اچھا، ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ''

میں سوار ہو کر مقام عرنہ میں ان کی پاس پہنچا اور ان دونوں کو رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی، جس کو انہوں نے خوش دلی اور بہ رضا قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملتزم تک آئے دونوں کے لئے دعا کی، پھر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش دیکھ رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے اپنے رب سے ان دونوں چچا زادوں کو مانگا تھا پس پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا'' (عتبہ نے اسلام لاکر بڑے جوش وخروش سے خدمت کی)۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا۔ سورۃ نصر آیات 1، 2، 3

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

ترجمہ:۔ ''جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل) ہوگئی اور آپ لوگوں کو دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی ثناء کرتے ہوئے اسکی پاکی بولو اور اس سے (ان کے لئے) مغفرت مانگئے بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے''

بیہقی وابونعیم نے ابوالطفیل سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خانہ عزیٰ کو توڑنے اور انہدام کے لئے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام نخلہ روانہ فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے اور آپ نے عزیٰ کو تین آہنی میخوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تعمیل کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کام مکمل نہیں کیا۔ لہٰذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ''

ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے درمیان قدید میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ بیس سوار ان کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا ''بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو''

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ منات کے قریب پہنچے تو مجاور پروہتوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیسے زحمت کی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا۔ ہم منات کو توڑنے آئے ہیں۔ پروہتوں نے کہا ''تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معاً ایک کریہہ صورت، کالی رنگت، تُند خصلت، اور برہنہ حالت میں ایک عورت نکلی، آہ وبکا اور شور وشیون کرتی ہوئی، سب سے بڑے پروہت نے کہا ''اے صاحب اختیار دیوتا منات! تو صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے، تو اپنے غیظ وغضب سے اپنے مٹانے والے کو مٹا دے''

جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو تلوار کا ہاتھ مارا، وہ دو ٹکڑے ہو کر تڑپی پھر جہنم رسید ہوئی بعدازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

محدثین کرام نے ابوالشریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا ''مکہ اللہ کا حرم ہے۔ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے، آیندہ کبھی بھی اس کے لئے لائق نہیں ہے کہ حرم کے حدود میں جنگ وقتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لئے بھی ہے کیوں کہ فتح کے دن میرے لئے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی''

ابن سعد نے کہا کہ چند واسطوں سے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہمیں پہنچی، انہوں نے بیان کیا کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا حیرت ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کرلوں گا۔ آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیا دین قبول کرلوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لئے کھولا جاتا تھا۔ ان دنوں کے علاوہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ علیہ السلام نے تحمل وبرداشت سے کام لیا اور فرمایا:

''اے عثمان! یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا اس کو تولیت کے ساتھ چابی عطا فرماؤں گا''

میں نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کر لیں گے۔

آپ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا تھا ''عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی''۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ یعنی بیت اللہ شریف میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ علیہ السلام کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔ فتح مکہ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی۔ میں نے چابی دی۔ اور آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ میں لیکر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔ ابھی تک یہ چابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کی نسل میں برقرار ہے اور کعبہ کی تولیت کو مسلمانوں نے ان ہی کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی، میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا:

''عثمان! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی''۔ فوراً مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمانا یاد آ گیا جو بات آپ علیہ السلام نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمائی تھی، یہ سن کر میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔

غزوہ حنین

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا تم لوگ غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوازن بڑی ماہر تیرانداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے ہم پر سامنے سے تیراندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی لگام ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر تھا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِب

ترجمہ:۔ ''میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں''۔

بخاری نے تاریخ میں اور ابن سعد و حاکم اور بیہقی نے حضرت عیاض بن حارث نضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حنین میں مٹھی بھر کنکریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

فتح مکہ کے بعد بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل جو مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیانی علاقوں میں آباد تھے، یہ نہایت جنگجو اور سرکش قوم تھی مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو کر آئے۔ مالک بن عوف ایک نامور شجاع ان کا سپہ سالار تھا۔ سرور دو عالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب خبر ملی تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر مکہ مکرمہ سے مقابلے کے لئے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی اور ساز وسامان بھی وافر تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ہمیشہ تھوڑی تعداد اور ناکافی سامان کے باوجود بڑی بڑی افواج پر غالب آتے رہے تھے۔ اس وقت اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اب ہمارے اوپر کون غالب آسکتا ہے؟ مجاہدین اسلام کا یہ وقتی تفاخر اور عارضی خیال نظر جس میں مادی اسباب اور وسائل پر ان کی نگاہیں کچھ زیادہ ہی پڑنے لگی تھیں بارگاہ خداوندی میں ناپسند ہوا۔ اور جنگ کے اولین حملے اور پہلے ہی مرحلے میں جب مشرکین ہوازن نے مسلمانوں پر تیراندازی شروع کی، تمام مسلمانوں کا ضبطہ ونظم درہم برہم ہو گیا اور انتشار پھیل گیا۔ سب کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان جنگ چھوڑ بیٹھے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بلند آواز تھے فرمایا کہ ''لوگوں کو پکارو اور کہو قضاء وقدر کے فیصلوں سے فرار نہیں۔ صبر وثبات کا دامن اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دینا مسلمانوں کا کام نہیں''

ان کی آواز اور اس اعلان کو سن کر پہلے انصار پلٹے اور ان کی تعداد ایک سو(100) ہو گئی، انھوں نے پورے جوش اور جذبے سے، دینی حمیت میں سرشار ہو کر غنیم پر حملہ کیا۔ پھر بقیہ مسلمان بھی آگئے اور وہ بھی دشمنوں پر ٹوٹ پڑے بنو ثقیف اور بنو ہوازن نے اپنی روایتی بہادری کا ثبوت دیا مگر نتائج جنگ اور فتح وکامرانی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کے لئے مقسوم اور مقدر کر دی تھی۔ مشرکین چند گھنٹوں کی زور آزمائی کے بعد نہ جم سکے اور سراسیمہ ہو کر بھاگے۔

مسلمانوں کو غنیمت میں چھ ہزار عورتیں اور بچے چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بھیڑ بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی ملی۔

قرآن حکیم میں اس واقعہ کا ذکر سورۃ توبہ میں اس طرح ہے۔ سورۃ توبہ آیت 25،26

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ
مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی۔ اور حنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنی کثرت پر ناز

تھا۔ حالانکہ وہ کچھ کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تمہارے اوپر تنگ ہوگئی۔ اور تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسلمانوں پر تسکین نازل فرمادی اور وہ لشکرا تارے جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے"

بیہقی، ابونعیم، اور ابن عساکر نے بہ طریق ابن المبارک حضرت ابوبکر ہذلی سے انہوں نے عکرمہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب غزوۂ حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آگئی ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا۔ پس میں نے ارادہ کرلیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے انتقام لوں گا۔

میں حنین کے میدان میں پہنچا میری نظروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تلاش کرلیا مگر آپ علیہ السلام کے قریب داہنی جانب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چچا ہیں۔ آپ علیہ السلام کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ علیہ السلام کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچازاد برادر ہیں ان کو بھی سچی اور پوری ہمدردی ہوگی۔ پھر میں نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آگیا کہ وہاں سے تلوار کا وار آسانی سے کرسکتا تھا کہ معاً ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ عین اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا "شیبہ! قریب آؤ"۔ میں آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصومت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت میرے واسطے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہوگئی۔

حضور رحمۃ اللعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "شیبہ! مشرکین سے جہاد کرو"۔ اس کے بعد عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو"۔ شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس جذبہ اخلاص، محبت اور ایثار کو بیان کرنے کے لئے میں کونسا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شے سے اس کو تشبیہ دوں؟ پھر شیبہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرور دوعالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین وانصار اس مرکز برکات۔ ذات والا صفات علیہ السلام کی جانب کھنچے آرہے تھے، گویا مہتاب کی طرف خلاء میں کواکب و کہکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ۔ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آکر ہجوم کرلیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین

پر سے کنکریاں لیں اور مشرکین بنو ثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ''، پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔

غزوہ جہینہ

مسلم نے ان لفظوں سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور رسول کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بہ حالت نماز دفعۃً ٹوٹ پڑیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جو ان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بتا کر نماز خوف پڑھائی۔ نماز خوف کا حکم قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے: سورۃ النساء آیت 102

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور ہتھیار لئے رہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آ کر تمہارے مقتدی ہوں۔ وہ بھی اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو، تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے''

امام احمد و بیہقی نے ابو عیاش زرقی سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اس کے بعد مشرکین نے کہا۔ مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ

کر دیتے چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔ اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے لئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں مقام عسفان تشریف فرما تھے تو میں حملہ کے لئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے مقابلے کے لئے نہ کوئی کارروائی کی۔ نہ اندیشہ اور خوف، بلکہ آپ علیہ السلام نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ایسا کرنے سے باز رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''صلوۃ خوف،، کے طریق پر پڑھائی۔

غزوہ حنین

امام مسلم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ میں غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکاب دار تھا۔ دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر دشمن کی طرف بڑھتے رہے، میں اس وقت رسول کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اصحاب سمرہ کو آواز دو'' عباس بلند آواز آدمی تھے۔ پکار کر کہا یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ یَا اَصْحَابَ السَّمَرَةِ یَا اَصْحَابَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ اے سورۃ بقر والو کہاں ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم! میری آواز سنتے ہی وہ لوگ اس طرح مڑے جس طرح گائے اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہے۔ وہ پکار پکار کر کہنے لگے، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم حاضر ہیں، پھر وہ کفار سے مصروف پیکار ہو گئے اور ساتھ ہی انصار کو آواز دینے لگے۔ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خچر کے اوپر سے میدان جنگ کا مشاہدہ فرمایا، پھر فرمایا ''ہاں! اب بھٹی گرم ہوئی ہے'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کے منہ پر کنکریاں مار کر فرمایا ''ربِّ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قسم! اب شکست کھا چکے ہیں'' پھر خدا کی قسم! جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کی طرف کنکریاں پھینکیں، کافروں کا سارا جوش سرد ہو گیا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کفار نے غزوہ حنین میں ختم المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خچر سے اتر پڑے اور مشت خاک لے کر کفار کی طرف رخ کیا اور'' شَاهَتِ الْوُجُوْهُ '' کہہ کر اسے کفار کی طرف پھینکا، ان کا بیان ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ اور منہ میں وہ خاک نہ پڑی ہو، نیز ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک خوفناک آواز سنی جیسے لوہے کے تھال پر کوئی چیز ماری جاتی ہے، اس کے بعد اللہ نے انہیں ہزیمت سے دوچار کیا۔

تاریخ بخاری اور بیہقی میں عمرو بن سفیان ثقفی سے مروی ہے کہ حنین کے غزوہ میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باریک کنکریوں کی ایک مشت لیکر ہمارے چہروں پر ماری جس کی وجہ سے ہمیں شکست ہوگئی۔ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر پتھر اور درخت سپاہی بن کر ہمارے تعاقب میں ہے۔

بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ شیبہ بن عثمان حجبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں کہ غزوۂ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''مجھے کنکریاں دیجئے'' یہ بات اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کو سمجھادی، وہ جھک گیا یہاں تک کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریاں لے کر کفار کی طرف پھینکیں اور فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ

ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان غزوہ حنین میں شکست کھا کر بھاگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر شہباء پر جس کا نام دلدل تھا سوار تھے۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا ''اے دلدل! جھک جا'' تو وہ جھک کر زمین سے لگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی بھر خاک لے کر دشمن کی طرف پھینکی، پھر فرمایا ''حٰـمٓ لَا يُـنْـصَـرُوْن'' جس کے باعث کفار شکست کھا گئے حالانکہ ہم نے نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ صفوان بن امیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ حنین میں شمولیت کی، وہ اس وقت ابھی کافر ہی تھا۔ بعدازاں وہ جعرانہ کی طرف لوٹ آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اموال غنیمت لے کر چل رہے تھے اور ان کی کثرت کا نظارہ کر رہے تھے ادھر صفوان کی آنکھیں بھی گھاٹی میں پھیلے ہوئے ریوڑوں پر لگی تھیں۔ سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا ''ابا وھب! کیا تمہیں گھاٹی کے ریوڑ بھلے لگ رہے ہیں'' اس نے کہا ''جی ہاں!'' فرمایا ''یہ سب بھیڑ بکریاں گھاٹی سمیت تمہیں عطا کرتے ہیں'' یہ سن کر اس کے منہ سے بے اختیار یہ کلمات نکلے، بخدا! ایسی جود وسخا سوائے پیغمبر کے اور کوئی کر ہی نہیں سکتا، چنانچہ اس نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

علمائے سیرت اور محدثین لکھتے ہیں۔

''غزوہ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خچر پر سوار تھے، ادھر دشمنان اسلام کی کثرت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہلے ہی حملے میں شکست خوردہ ہو کر بھاگ چکے تھے مگر اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی آپ علیہ السلام برابر اپنا خچر دشمن کی جانب بڑھاتے رہے اور اپنی شان رسالت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے رہے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدُالْمُطَّلِبْ

ترجمہ:۔ ''میں نبی ہوں، نبوت کا جھوٹا مدعی نہیں، میں عبدالمطلب سردار قریش کا بیٹا ہوں''۔

جنگ کی اس نازک گھڑی اور خطرناک مقام میں آپ علیہ السلام کا خچر پر سوار ہونا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہزیمت اور دشمن کی کثرت تعداد کے باوجود آپ علیہ السلام کا نام گرامی لے کر شان رسالت کا اظہار و تعارف، آپ علیہ السلام کی نبوت کا زبردست معجزہ اور رسالت کا اعلیٰ ثبوت ہے کیونکہ خچر عام طور پر زمانہ اطمینان وامن کی سواری ہے مقامات جنگ وقتال کی لئے گھوڑے کام آتے ہیں جو فطرتاً کروفر کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خچر اور اونٹ ایسے مقامات کیلئے مناسب نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالت جنگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ایسی ہی تھی جیسی حالت امن، کیونکہ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ اور اعتماد تھا۔ آپ علیہ السلام کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرے گا تا کہ آپ علیہ السلام رسالت کا فریضہ بھرپور طریقے سے ادا کرسکیں۔ اس طرح آپ علیہ السلام کا ثابت قدم رہنا ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لوٹ آنے کا سبب بنا جو غرور میں آنے کی وجہ سے شکست کھا کر بھاگ نکلے تھے۔ اور انہوں نے ترنگ میں آ کر کہا تھا۔ آج ہم پر کوئی غالب نہ آسکے گا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھانے کیلئے وقتی ہزیمت سے دوچار کیا، پھر رسول کریم سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں صدا دی تو وہ جنگ کے لئے پلٹ آئے۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی طرف مٹھی بھر کنکریاں پھینکیں جس کی وجہ سے مشرکین ہزیمت خوردہ ہو کر بھاگے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نصرت وامداد کا دیا ہوا وعدہ پورا فرمایا۔

غزوہ تبوک

حمزہ ابن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم تبوک میں تھے تو منافقوں نے رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو گھاٹی میں بھگا دیا جس سے کجاوے کا کچھ سامان گر گیا، ہم تلاش میں نکلے تو میرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں روشن ہوگئیں جن کی روشنی میں ہم دیکھتے تھے یہاں تک کہ کجاوے سے گری ہوئی اشیاء مثلاً لاٹھی، رسی وغیرہ اکٹھی کرنے لگے۔

ابن اسحاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعد میں آ کر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آرہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں گے''۔ جب وہ مزید آگے بڑھے، کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے۔ ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں، تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے''

زمانے کے لوگوں کو جوایذا پہنچی تو وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں یکہ وتنہا رہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے تو اشکبار ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

مسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب ہم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انشاء اللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا نہ ہوگا۔ تو جو فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چشمہ پر پہنچے، وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرہ انور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دیا تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا، تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا ''اے معاذ! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے''۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے اور باغات کی کثرت ہے۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز غزوۂ تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بیتاب کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سواری اور بار برداری کے اونٹوں کو ذبح کرنے کے لئے اجازت طلب کی گئی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بچا ہوا سامان خورد ونوش سامان خوراک والے لوگوں سے جمع کرا کر اس میں ان کے لئے دعائے برکت فرما دیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسترخوان طلب فرما کر پس خوردہ سامان خورد ونوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ دانہ ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ ''توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو!'' چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن بھر گئے۔ دسترخوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے'': اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ''۔ پھر مطلع فرمایا ''اس کلمہ کے اقرار وشہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا''۔

ابونعیم نے بہ طریق ابوخالد خزاعی یزید بن یحییٰ حضرت محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے اور انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں

ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔ایک روز میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا۔دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا۔پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے پگھل کر یکجا ہو جائے۔میں آرام کے لئے ذرا دراز ہوا اور نیند آگئی۔تھوڑے ہی وقفہ میں آنکھ کھل گئی۔مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا۔میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبالیا اور اٹھالایا۔

سرورکونین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''اگر عمرو اس کے دہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی''

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی،انہوں نے کہا بنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تبوک میں حاضر ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں شخص تھے۔یعنی کل نفوس سات تھے۔

میں نے اسلام قبول کیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ ہمیں کھانا کھلاؤ پس انہوں نے دسترخوان بچھایا اور تھیلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور پنیر سے تر تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور سب شکم سیر ہو گئے اس وقت میں نے کہا۔اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں تنہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔(یعنی اس قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہو گئیں)۔

دربار نبوت علیہ السلام میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔اس موقع پر دس اشخاص اور بھی موجود تھے۔ سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا''ہم کھانا کھائیں گے''۔ وہ تھیلی کے اندر ہاتھ ڈال کر خرمے تلاش کرنے لگے۔یہ دیکھ کر فرمایا''اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بہت نکلے گا۔ تھیلی کو دسترخوان پر لوٹ دو! اور اللہ تعالیٰ سے کمی کا اندیشہ نہ کرو''۔انہوں نے تھیلی کا منہ نیچا کر کے جھٹکا دیا کھجوریں کپڑے پر آگئیں۔ان کی مقدار میرے اندازے میں دو مد ہوگی۔رسول اللہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے فرمایا''بِسۡمِ اللّٰہ کر کے شروع کرو'' میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں،پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔

میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہو گئے میرے خیال میں بارہ(12) یا تیرہ افراد ہوں گے۔اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم کھانا کھائیں گے'' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی تھیلی لائے،اندر کے خرمے کھانے کے کپڑے پر لوٹ دیئے۔حضور رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا''بِسۡمِ اللّٰہ کرو''۔چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جتنے خرمے نکالے تھے

کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر تھیلی کے اندر بھر لئے۔اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اسلامی لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں غزوہ کے لئے رواں دواں تھا۔اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔سرکار دوعالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے سب کے سب خوب سیراب ہوگئے۔راوی حدیث ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ آنحضرت سید المرسلین سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش آب کے لئے روانہ فرمایا۔وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے باتیں کیں، اور حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس عورت کو لے کر آ گئے۔حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی روبرو رکھا اور دعا فرمائی۔اس کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! آؤ پانی پیو، اور اپنے اپنے برتن بعد کے لئے بھی بھر لو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر دو''۔

ابن حزیمہ اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ جیش عسرت کی کیا کیفیت تھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا گویا یہ گرمی ہماری جان نکال لے گی۔اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے ابھی دست مبارک نیچے نہ آنے پائے تھے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی، اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لئے۔

مسلم نے ابی حمید سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نصرانیوں کے حملہ کی خبر سن کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔دوران سفر وادی قریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے۔سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔''تم اس باغ کی کھجوروں کا تخمینہ لگاؤ''۔ہم نے تخمینہ لگایا سرور ذیشان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ دس وسق تھا۔اس عورت سے کہا تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا، اور ہم ان شاء اللہ تمہارے

پاس واپس آئیں گے۔

ہم میدان تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "آج رات میں شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھپیڑوں میں کھڑا نہ ہو، اور جس مجاہد کی تحویل میں کوئی جانور، اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے پاؤں کو باندھ دے" چنانچہ آندھی آئی، اتفاق کہیے یا لاپرواہی کہ ایک شخص کھڑا تھا، ہوا کے زور اور تھپیڑوں نے اسے لے جا کر جبل طے کے پاس ڈال دیا۔

جب ہم واپسی کے وقت وادی قریٰ سے گزر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالکۂ باغ سے دریافت کیا "تمہاری کھجوریں کتنی ہوئیں؟" اس نے بتایا دس وسق۔

بیہقی نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دومۃ الجندل بھیجا۔ اور فرمایا "اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا۔ تم اس کو گرفتار کر لو گے اور دومہ فتح ہو جائے گا"

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پہنچے، اکیدر شکار کرنے کے لئے گائے کا تعاقب کر رہا تھا۔ پس حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح اس غزوہ میں یہ چار اہم معجزات ظہور میں آئے۔

غزوۂ موتہ

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ موتہ (جیش الامراء) کے لئے پہلا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے امیر لشکر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔

واقدی نے کہا کہ مجھ سے ربیعہ بن عثمان نے عمر بن الحکم سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن رہطی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس کھڑا ہو گیا آنحضرت علیہ السلام فرما رہے تھے "زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے امیر ہیں۔ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں۔ اور اگر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنا لیں"

نعمان یہودی نے یہ سنکر کہا: "اے ابوالقاسم! اگر واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ (علیہ السلام) نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے۔ کیوں کہ انبیاء (علیہم السلام) بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیئے تو وہ تقرر شدہ امیر شہید ہو گئے اس

کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا ''اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دعوی نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آسکو گے''

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں''

بیہقی وابونعیم نے بہ روایت موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ، ہم سے رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے سامنے سے حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرشتوں کی معیت میں، فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے۔ اور ان کے دو بازو بھی میں نے دیکھے''

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ حضرت یعلی بن مبنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی خبریں لے کر حاضر ہوئے تو آنحضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم اپنے فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور یعلی میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر جزئیات کی صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں''۔ انہوں نے عرض کیا۔ پھر تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ علیہ السلام ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیان سے حالات وکوائف کی تفصیلی تصویر بیان فرمادی۔ حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اے رَسُولِ عَرَبِی، فِدَاکَ اُمِّی وَاَبِی! میدان جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی حالات جس صحت کے ساتھ آپ علیہ السلام نے بیان فرمائے۔ میں یقین کے ساتھ عرض کررہا ہوں کہ بلقاء کی جنگ کا کوئی مبصر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیئے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھتا رہا ہوں''

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا اور عَلَم حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہوگئے۔ اور آنحضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرمادیئے۔ چنانچہ معرکہ کارزار میں۔ جس وقت حق و باطل نبرد آزما ہوئے تو سینکڑوں میل دور دراز موتہ کے میدانی مقابلہ کا حال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا۔

''حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ علَم اسلام لے کر بڑھے، اور اب وہ شہید ہوئے''۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ''حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لے کر بڑھے، اور اب وہ بھی شہید ہوگئے''۔ ''اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے عَلَم سنبھالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے''

پھر فرمایا: ''اب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر امیر بنائے عَلَم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے'' اور پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ غیب بیں والے نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا (سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی۔ التوفی 22ھ مدینہ منورہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 18 احادیث مروی ہیں)''

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے: ''اسلام علیک یا ابن ذی الجناحین،،

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لئے اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھا وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے''

1۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)
3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (التوفی 774ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)
5۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 295ھ)
6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 305ھ)
7۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 327ھ)
8۔ تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 369ھ)
9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 516ھ)
10۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 410ھ)
11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 638ھ)
12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)
14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ۔273ھ)
16۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (202ھ۔275ھ)

17۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

18۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

19۔ سیرت حلبیہ۔ امام علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)

20۔ شرح مواہب الدنیہ۔امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1172ھ)

21۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

22۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

23۔ جذب القلوب۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ)

24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 458ھ)

25۔ الوفا باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ۔علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 597ھ)

غیبیہ علوم کا ظہور

(1) کسریٰ کی سرزمین

بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ علیہ السلام اس وقت بیت اللہ شریف کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔اس زمانے میں ہمیں مشرکین کی طرف سے شدید ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔میں نے عرض کیا۔آپ علیہ السلام ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے بیٹھ گئے اور آپ علیہ السلام کا روئے انور سرخ ہوگیا' پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا''اللہ کی قسم! تم سے پہلی امتوں پر اس قدر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ ان میں سے کسی شخص کو پکڑ لیا جاتا اور پھر لوہے کی کنگھیوں سے اس کے جسم سے گوشت اور پٹھے نوچ لئے جاتے۔اس کے باوجود وہ اپنے دین پر قائم رہتا اور روگردانی اختیار نہ کرتا اور کسی شخص کو پکڑ کر گڑھے میں ڈال دیا جاتا اور اوپر سے آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔مگر اس کے باوجود وہ اپنے دین سے وابستہ رہتا۔خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دین کو ایسا سربلند اور غالب کرے گا کہ ایک سوار شہر صنعاء سے مقام حضر موت تک سفر کرے گا اور راستے میں سوائے اللہ کی ذات کے اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا۔جب رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنے آپ کو بطور پیغمبر قبائل عرب کے سامنے پیش کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عظیم فریضہ کے لئے باہر نکلے۔میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔پس ہم اہل عرب کی ایک مجلس میں آئے۔جس میں بنوشیبان کے سردار مفروق بن

عمرو اور ھانی بن قبیصہ بیٹھے تھے۔ مفروق نے سوال کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں توحید و رسالت کی گواہی کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف کہ تم راہ خدا میں میری نصرت و حمایت کرو۔ کیونکہ قریش نے خدائی فریضہ کے خلاف ایکا کرلیا ہے۔ انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور باطل کی حمایت میں حق سے بے نیاز ہو گئے۔ حالانکہ بے نیاز ذات اللہ کی ہے''۔ یہ سن کر مفروق نے کہا: بخدا! میں نے اس سے عمدہ کلام نہیں سنا۔ اس کے بعد سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سامنے سورۃ الانعام کی چند آیات کی تلاوت فرمائی (مثلاً سورۃ الانعام آیت 151) مفروق نے یہ آیات سنیں تو کہا اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سورۃ النحل کی آیت 90 اور چند مزید آیات تلاوت فرمائیں۔ سورۃ النحل آیت 90

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

ترجمہ۔ ''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔''

سورۃ الانعام آیت 151

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا
تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا
أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي
حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔''

تو مفروق نے پکار کر کہا: اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی طرف دعوت دی ہے اور ان لوگوں نے بے ہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا ہے اور ناحق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدمقابل آئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا ''اگر تم کچھ عرصہ زندہ رہے' تو دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سرزمین کسریٰ اور ان کے دیار و اموال کا وارث بنائے گا اور ان کی عورتیں تمہاری باندیاں ہوں گی' تو کیا تم اللہ کی تقدیس و تسبیح بیان کرو گے''

(2) حضرت خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت خزیم بن اوس بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس وقت ہجرت کی جب آپ علیہ السلام تبوک سے لوٹ رہے تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ حیرہ بیضاء میرے لئے اٹھا کر سامنے رکھ دیا گیا ہے' اور یہ قبیلہ ازد کی شہباء بنت نفیلہ کالے دوپٹے کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے خچر پر سوار ہے'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور شہباء کو اسی حالت میں پایا جو آپ علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے' تو وہ میری ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں وہ تمہاری ہوگی'' بعد ازاں جب حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا اور ہم مسیلمہ کذاب کے فتنے سے نبرد آزما ہو چکے' تو ہم حیرہ آئے۔ پس شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے جس سے ملاقات ہوئی' وہ شہباء بنت نفیلہ تھی جو خچر پر سیاہ دوپٹے کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی' میں نے اس کے خچر کی لگام تھام کر کہا: یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہبہ فرمائی تھی۔ یہ دعویٰ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے اس کی صداقت کی دلیل طلب کی' چنانچہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بات کی شہادت دی تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے میرے حوالے کر دیا۔ بعد میں اس کا بھائی صلح کے ارادہ سے ہمارے پاس آیا اور کہا اسے یعنی شہباء کو میرے ہاتھ بیچ دو' میں نے کہا: کہ میں دس سو درہم سے کم نہیں لوں گا' تو اس نے ایک ہزار درہم مجھے دے دیئے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: اگر تم ایک لاکھ درہم بھی مانگتے' تو وہ تمہیں دے دیتا' یہ سن کر میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ گنتی دس سو (1000) سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر دوسرا جزیرہ کے مقام پر اور تیسرا شام میں ہوگا۔

(3) طعام

ابونعیم و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ اختیار میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے' کہ تمہیں فارس اور روم کی فتح نصیب ہوگی یہاں تک کہ ایسے طعام کی کثرت ہو جائے گی جس پر اللہ کا نام نہ

لیا جائے گا‘‘

(4) شریر لوگ

ابونعیم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ ’’جب میری امت کے لوگ مٹک مٹک کر چلیں گے ان کے خادم فارس وروم کے لوگ ہوں گے‘ تو اس وقت شریر لوگوں کو نیکوکاروں پر مسلط کر دیا جائے گا‘‘

(5) پوشاکیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ تمہارے لئے فارس وروم مفتوح ہوں گے اور اس قدر مالی خوشحالی ہوگی کہ تم میں سے کوئی شخص صبح ایک پوشاک پہنے گا اور شام کو دوسری پوشاک‘ صبح کو ایک کھانا ہوگا اور شام کو دوسرا‘‘۔

(6) جنگ ہند

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ہندوستان سے جنگ کا وعدہ فرمایا تھا۔
(چنانچہ خلفائے راشدین، محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی کے حملوں نے اس پیش گوئی پر مہر تصدیق ثبت کر دی)
ابن سعد و حاکم حضرت ذی مخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ’’عنقریب اہل روم تم سے امن کا سمجھوتہ کریں گے‘‘

(7) جہاد

حاکم و بیہقی حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’عنقریب تم مختلف اطراف میں لشکر روانہ کرو گے‘ ایک لشکر شام کی طرف‘ ایک عراق کی جانب اور ایک لشکر یمن کی طرف‘‘ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے لئے لشکر کا انتخاب فرمایئے۔ فرمایا ’’تم شام کے لشکر میں جاؤ جسے انکار ہو وہ یمن چلا جائے اور وہاں کے تالابوں سے پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح شام کی ضمانت دی ہے‘‘
ابن سعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے شام کا سبیل نامی علاقہ بطور جاگیر دیا‘ مگر وصال تک اس کو کوئی وثیقہ عطا نہ فرمایا: بس مجھے یہ وعدہ دیا کہ ’’جب اللہ تعالیٰ ہمیں شام کی فتح نصیب کرے گا‘ تو وہ علاقہ تمہارا ہوگا‘‘

(8) مسجد اقصیٰ

ابن سعد نے ذی الاصابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہمیں زندہ رہنے کی آزمائش سے گزرنا پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کہاں سکونت اختیار کروں؟ فرمایا ''بیت المقدس چلے جانا' شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نیکوکار اولاد عطا فرمائے جو مسجد اقصیٰ کو آباد کرے گی اور صبح و شام مسجد میں آمدورفت رکھے گی''

(9) مصر

مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم عنقریب مصر فتح کرو گے جہاں کا قیراط مشہور ہے جب اس کو فتح کرو تو وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا' کیونکہ وہ امن وامان میں ہیں اور ان کے ساتھ تمہاری رشتہ داری بھی ہے۔ (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق مصر سے تھا) اور جب تم دیکھو کہ وہاں ایک اینٹ بھر جگہ کیلئے دو آدمی لڑتے ہوں تو وہاں سے نکل جانا'' چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرجیل کو ایک اینٹ بھر جگہ پر تنازع کرتے دیکھا' تو وہاں سے چلے آئے۔

طبرانی وحاکم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب مصر فتح ہو جائے' تو قبطیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا' کیونکہ ان سے رشتہ داری کا تعلق ہے'' مراد یہ ہے کہ والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان میں سے تھیں اسی طرح حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق قبطیوں سے تھا۔

دلائل النبوۃ میں ابونعیم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''خبردار قبط مصر کے بارے میں خدا سے ڈرنا عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے' تو وہ راہ خدا میں تمہارے معاون ہوں گے''

(10) شام فارس اور یمن

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' کہ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک حصہ میں ایسی سخت چٹان نمودار ہوئی کہ کدال اس پر کارگر نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے اس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا' تو آپ علیہ السلام تشریف لے آئے اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کدال لی اور ''بسم اللہ'' پڑھ کر ایک ضرب لگائی جس سے اس کا ایک حصہ ٹوٹ گیا اور ایسا نور نکلا جس سے مدینہ کے آس پاس کے دونوں پہاڑ روشن ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نعرہ بلند کیا ''اللہ اکبر' اور فرمایا ''مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ بخدا! میں شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں''

پھر آپ علیہ السلام نے دوسری ضرب لگائی تو اس چٹان کا ایک اور تہائی حصہ الگ ہو گیا جس سے فارس کی جانب سے ایک چمک اٹھی اور دونوں پہاڑ بقعہ نور بن گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ مار کر فرمایا ''مجھے فارس کی کنجیاں دے دی گئی ہیں بخدا میں حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہا ہوں۔ گویا کتے کے دانت ہیں۔ مجھے جبریل نے خبر دی ہے' کہ میری امت فارس پر غالب آئے گی۔ تمہیں فتح و نصرت کی بشارت ہو' یہ سن کر مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری ضرب لگائی اور ''بسم اللہ'' پڑھی اس سے چٹان کا بقیہ حصہ بھی پاش پاش ہو گیا' اس ضرب کی وجہ سے یمن کی جانب سے ایک روشنی ہوئی جس نے مدینہ طیبہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان علاقے کو جگمگا دیا۔ گویا تاریک رات میں چراغ روشن ہوا۔ آپ علیہ السلام نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگا کر فرمایا ''مجھے یمن کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ بخدا میں اس وقت یہاں سے صنعائے یمن کے در و دیوار دیکھ رہا ہوں''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب آیت 12 میں منافقین کی پردہ دری فرماتے ہوئے ان کے متعلق بیان کیا' کہ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے شام فارس اور یمن کی فتوحات کی پیشین گوئیاں سنیں تو یہ ہرزہ سرائی کرنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (معاذ اللہ) ہم سے فریب کا وعدہ کیا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت 12

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ثقہ راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے' تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جہاں تک ہو سکے فتح کرتے چلو' اس ذات کی قسم! جس کی قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے جو علاقے تم فتح کرو گے۔ ان تمام علاقوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دی تھیں۔

ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے روز کدال سے چٹان پر ضرب لگائی تو اس سے چمک پیدا ہوئی اور یمن کی طرف سے نور بلند ہوا' پھر دوسری ضرب لگائی تو فارس کی جانب سے روشنی اٹھی' پھر ایک اور ضرب لگائی تو روم کی طرف سے روشنی نکلی' اس منظر سے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''سلمان تم نے یہ منظر دیکھا ہے۔'' عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!'' فرمایا ''اس سے مدائن کا شہر میرے لئے روشن ہو گیا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر یمن، روم اور فارس کی فتح کی بشارت دی ہے''

ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتح شام ویمن اور فتح ایران کی روایت نقل کرتے ہیں جس کے آخر میں یہ مذکور ہے' کہ یہ بشارت سن کر منافقین نے از راہ تمسخر کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھ کر حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور وہ تمہیں ان کو فتح کرنے کی نوید سنا رہے ہیں حالانکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنے بچاؤ کیلئے خندق کھود رہے ہو اور ڈر کے مارے باہر نہیں نکل سکتے ان کی اسی یاوہ گوئی کی وجہ سے آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (سورۃ الاحزاب آیت 12)

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ۔ اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ اور رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔

(11) آراستہ کرنا

طبرانی میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب تم پر دنیا کے دروازے کھل جائیں گے یہاں تک کہ تم اپنے گھروں کو اس طرح آراستہ کرو گے جیسے کعبہ شریف کو آراستہ کیا جاتا ہے' تم اس وقت کی نسبت آج کے زمانے میں بہتر حالت میں ہو''

(12) مشرق ومغرب

ابونعیم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (12ھ-112ھ) سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب میری امت کیلئے زمین کے مشرق ومغرب فتح ہو جائیں گے مگر ان کے حکمران زیادہ تر جہنم میں جائیں گے بجز ان حکمرانوں کے جو خدا سے ڈرتے رہے' اور امانت ادا کرتے رہے''

(13) قیصر وکسریٰ

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہنشاہ ایران کو گرامی نامہ ارسال فرمایا تو اس نے صنعاء کے حاکم کو دھمکی آمیز خط لکھا اور کہا: کیا تم میری طرف سے اس شخص کا بندوبست نہیں کرو گے جو تمہارے علاقے میں ظاہر ہوا ہے' اور اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے تم یہ کام سر انجام دو گے یا پھر میں تمہیں اس کی پاداش میں سزا دوں گا چنانچہ صنعاء کے حاکم (گورنر) نے اپنا ایلچی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم صنعاء کا خط پڑھا' تو چند دن تک اس ایلچی کو کوئی جواب نہ دیا' پھر آپ علیہ السلام نے اس ایلچی اور اس کے ساتھیوں کو فرمایا: ''تم اپنے حاکم کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے تمہارے حکمران کو قتل کر دیا ہے''۔ پس وہ روانہ ہو گئے اور عامل صنعاء کو جا

کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس غیبی خبر سے آگاہ کیا' حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ ہی وقت کے بعد یہ خبر آ گئی کہ اسی شب کسریٰ کو قتل کر دیا گیا جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی تھی۔

(14) شاہ فارس

ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم حضرت ابوسلمہ بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسریٰ اپنے ایوان حکومت میں بیٹھا تھا کہ ایک مبلّغ نے اس کے سامنے حق پیش کیا۔ ناگہاں! ایک شخص کسریٰ کو نظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ اس شخص نے کہا اے کسریٰ! کیا تو اسلام قبول کر لے گا قبل اس کے کہ میں یہ عصا توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا ہاں! میں اسلام قبول کر لوں گا۔ مگر اس عصا کو ہرگز نہ توڑنا۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کسریٰ نے دربانوں کو بلا کر پوچھا۔ اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی؟ دربانوں نے جواب دیا۔ جناب اندر تو کوئی نہیں آیا۔ کسریٰ نے غضبناک ہو کر کہا: تم جھوٹ بکتے ہو پھر انہیں چھوڑ دیا۔ جب سال گزر گیا' تو وہی شخص دوبارہ آیا اور اس کے پاس عصا تھا۔ اس نے کہا: اے کسریٰ تو اسلام قبول کرے گا یا عصا توڑ ڈالوں؟ اس نے جواب دیا ہاں! قبول کر لوں گا۔ اس عصا کو نہ توڑیئے۔ جب وہ چلا گیا' تو کسریٰ نے پہرے داروں کو بلا کر پوچھا اس شخص کو اندر داخل ہونے کی کس نے اجازت دی ہے؟ تو پہرے داروں نے انکار کیا' کہ کوئی شاہی دربار میں داخل ہوا ہے۔ تو کسریٰ نے انہیں پہلے کی طرح سخت ڈانٹا' پھر جب تیسرا سال آیا' تو وہی شخص اچانک دربار کسریٰ میں نمودار ہوا اور عصا توڑنے کی دھمکی دی۔ کسریٰ نے منت کی کہ اس عصا کو نہ توڑیئے مگر اس بار اس نے عصا توڑ ڈالا تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔ اسے امام زہری نے ابوسلمہ سے روایت کیا۔ واقدی اور ابونعیم نے اسے بطریق ابی سلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے ابونعیم نے اس روایت کی مثل عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرنے کے بعد اس میں یہ اضافہ کیا' کہ اسی لئے کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعرض نہ کرے کیونکہ وہ اس حیران کن واقعہ سے خوفزدہ ہو چکا تھا۔

ابونعیم حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ اس شخص (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکڑ کر میرے پاس بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ اپنی قوم کے دشمن کی طرف رجوع کرے، ورنہ ایک دن وہ تمہارے لئے خطرہ بن جائے گا اور تمہیں اس کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑے گا چنانچہ باذان نے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں چند دن وہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک دن بلا بھیجا اور فرمایا کہ "تم باذان کے پاس جا کر اسے بتاؤ کہ میرے پروردگار نے آج شب کسریٰ کا کام تمام کر دیا ہے" چنانچہ ان دونوں نے جا کر باذان کو اس بات کی

اطلاع کی تو اسی اثناء میں کسریٰ کی ہلاکت کی خبر بھی آ گئی۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ بطریق واقدی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسور بن رفاعہ اور علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کو نامہ گرامی لکھا تو کسریٰ نے حاکم یمن باذان کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی طرف سے دو کڑیل نوجوان اس حجازی شخص (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس بھیجو۔ جو اسے پکڑ کے میرے پاس لے آئیں' چنانچہ باذان نے دو اشخاص روانہ کئے اور ان کے ہاتھ ایک مکتوب بھیجا۔ جب وہ خط رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے' پھر آپ علیہ السلام نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس وقت وہ ہیبت سے کانپ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''آج تم ٹھہرو کل میرے پاس آنا۔ میں تمہیں کچھ بتاؤں گا''۔ دوسرے روز آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جاؤ اپنے حاکم کو یہ خبر پہنچاؤ کہ آج کی شب پہلے پہر میرے پروردگار نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے، اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا ہے'' وہ دونوں لوٹ کر باذان کے پاس پہنچے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی خبر سن کر وہ اور اس کے بیٹے مسلمان ہو گئے۔

ابو نعیم نیز ابن سعید کی شرف مصطفیٰ میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا:

قُوْلاَ لَهُ اَنَّ دِيْنِى وَسُلْطَانِى سَيَبْلُغُ مَا بَلَغَ مُلْكُ كِسْرٰى

ترجمہ۔ ''تم باذان کو بتا دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کی تمام سلطنت پر محیط ہو جائے گی''

''اور اونٹ اور گھوڑے کے نقش پا تک پہنچے گی۔ اس سے یہ بھی کہو کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارے زیر انتظام علاقہ میں تمہارے ہی سپرد کر دوں گا۔'' وہ دونوں آدمی باذان کے پاس پہنچے اور اسے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے سن کر کہا: بخدا! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں۔ ہم حالات پر نظر رکھیں گے۔ کہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔ اس کے بعد زیادہ دن نہیں گزرے کہ اس کے پاس شیرویہ کا مکتوب آیا اس میں تحریر تھا۔

''میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے' اور یہ اقدام ملک فارس کی حفاظت کے لئے اٹھایا۔ کسریٰ نے اشراف واعیان مملکت کو قتل کرنے اور خونریزی کو جائز سمجھ رکھا تھا۔ جب تمہیں میرا یہ فرمان موصول ہو تو فوراً اپنی ماتحت رعایا سے میری اطاعت کی بیعت لو اور جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا اس سے تعرض کر کے اسے برانگیختہ نہ کرنا''

جب باذان نے یہ مکتوب پڑھا' تو کہا یہ شخص ضرور ''اللہ کا رسول ہے۔'' پھر اسلام قبول کر لیا اس کے ساتھ ہی فارسی النسل لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

باذان نے اپنے ایلچی سے پوچھا: ''محمد رسول اللہ'' کی شخصیت کیسی ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ اتنا رعب دار شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس نے پھر پوچھا: کیا آپ شاہانہ جاہ وجلال کے مالک ہیں؟ اس نے کہا: نہیں'' بلکہ پیغمبرانہ شان کے حامل ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مکتوب گرامی کسریٰ شاہ فارس کو ارسال فرمایا۔ جب یہ مکتوب شریف کسریٰ کو ملا تو اس بدبخت نے اسے پھاڑ ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس گستاخی کی پاداش میں کسریٰ اور اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے' کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ شاہ فارس اور قیصر روم کے نام مکتوبات لکھے۔ قیصر روم نے تو یہ مکتوب گرامی احترام کے ساتھ رکھ لیا مگر کسریٰ نے غصہ میں مکتوب شریف پھاڑ دیا۔ یہ خبر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ اہل فارس تو ٹکڑے ہو جائیں گے اور اہل روم کے پاس ایک عرصہ تک اقتدار رہے گا''

امام احمد زینی دحلان نے اپنی کتاب ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں ہلاکت کسریٰ کی روایات کا خلاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کی ہلاکت کی خبر اسی روز کسریٰ کے ایلچی کو مدینہ شریف میں دی۔ واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مکتوب گرامی کسریٰ کو ارسال فرمایا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی۔ کسریٰ نے حالت غضب میں یمن کے حاکم باذان کو پیغام بھیجا کہ مکہ میں ایک قریشی شخص کا ظہور ہوا ہے۔ جو نبی ہونے کا مدعی ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنے اس دعویٰ نبوت سے توبہ کرے پس اگر توبہ کرے تو ٹھیک' ورنہ اس کا سر کاٹ کر میری طرف بھیجو۔ ایک اور روایت میں ہے' کہ کسریٰ نے اپنے عامل کو لکھا کہ اگر تم نے اس شخص کا بندوبست نہ کیا جس نے تمہارے علاقے میں ظہور کیا ہے' اور مجھے اپنے دین کی دعوت دے رہا ہے' تو میں تمہارے ساتھ برا سلوک کرنے والا ہوں تم اس کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر لے آئیں چنانچہ باذان نے کسریٰ کا خط اپنے نمائندے اور ایک ایرانی کے ہاتھ دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور حکم دیا آپ (علیہ السلام) ان دو ایلچیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں وہ دونوں ایلچی روانہ ہوئے جب طائف کے علاقے میں پہنچے' تو وہاں ایک قریشی سے ملاقات ہوئی انہوں نے اس قریشی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا' تو اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مدینہ منورہ میں ہیں۔ پس جب وہ مدینہ آئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ کسریٰ نے حاکم یمن کو حکم دیا ہے' کہ تم اپنے نمائندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کر کے لانے کے لئے بھیجو' چنانچہ ہمیں آپ (علیہ السلام) کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اگر آپ (علیہ السلام) انکار کریں گے' تو کسریٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سارا علاقہ تہس نہس کر دے گا۔

وہ دونوں ایلچی فارسی لباس میں ملبوس تھے۔ ان کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھنا پسند نہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''جاؤ کل آنا'' اسی

اثناء میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر دی کہ "اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ جس نے اسے 13 جمادی الاولیٰ سن 7 ہجری کی شب قتل کر دیا ہے۔" جب دوسرا دن ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ایلچیوں کو بلوا کر کسریٰ کے قتل کی خبر دی اور پھر ان کو اس خبر کے ساتھ باذان کی طرف بھیج دیا۔ ادھر شیرویہ کی طرف سے بھی کسریٰ کی ہلاکت اور اپنی تخت نشینی کا باذان کو خط موصول ہوا باذان نے اس غیبی خبر کی صداقت دیکھ کر اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عہد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے سلطنت خسروی کو پاش پاش کر دیا اور مسلمانوں کو اہل فارس اور ان کے اموال وخزائن پر تصرف بخشا۔

(15) حارث بن ابی شمر غسانی

واقدی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک گرامی نامہ دے کر حدود شام کے حاکم حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا۔ شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا' تو وہ اس وقت غوطہ دمشق میں تھا۔ میں نے اس کے دربان سے آ کر کہا: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا: تمہاری اس کے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ خود فلاں فلاں دن باہر نہ نکلے۔ وہ تری نامی دربان جو کہ ایک رومی شخص تھا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے بارے میں پوچھنے لگا۔ تو میں نے اسے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے بارے میں بتایا تو اس پر رقت طاری ہو گئی یہاں تک کہ اس نے رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگا میں نے انجیل پڑھی ہے اس میں اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بالکل یہی صفات موجود ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ مجھے خوف ہے' کہ حارث مجھے' ایمان لانے کی وجہ سے' قتل کر دے گا۔

بعد ازاں حارث باہر آیا اور تاج اپنے سر پر رکھا' تو میں نے مکتوب اس کے حوالے کیا۔ اس نے پڑھ کر یہ گرامی نامہ پھینک دیا اور برہم ہو کر کہا: میں دیکھتا ہوں کہ کون مجھ سے میری حکومت چھینتا ہے۔ میں خود اس کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ خواہ وہ یمن میں ہو۔ اس نے حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کیا جائے اور گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے' چنانچہ لوگ اکٹھے ہونے لگے یہاں تک کہ وہ کوچ کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اپنے پیغمبر کو اس بات کی خبر کر دو کہ تم جلد ہی اپنا حشر دیکھ لو گے۔ اس نے ایک خط قیصر روم کو بطور اطلاع لکھا' تو قیصر نے اسے جواب دیتے ہوئے تحریر کیا' کہ تم اس پیغمبر کی طرف رخ نہ کرنا اور یہ خیال چھوڑ دو۔ چنانچہ جب اس کے پاس قیصر کا خط پہنچا' تو اس نے مجھے بلا کر کہا تم کب روانہ ہو رہے ہو؟ میں نے جواب دیا' "کل صبح" تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام دیجئے۔

پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "حارث کا ملک برباد ہو گیا ہے" چنانچہ حارث فتح مکہ کے سال فوت ہو گیا۔

(16) مشرک

دلائل النبوۃ میں بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مشرک سردار کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا' اس مشرک نے کہا: یہ معبود جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو۔ سونے کا ہے چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی واپس ہوئے' تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بجلی گرائی۔ جس نے اس مشرک کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ قاصد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی سفر میں تھے انہیں معلوم نہ تھا کہ اس مشرک کا کیا حشر ہوا ہے۔ جب پہنچے' تو سرکار دوعالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جس مشرک کی طرف تمہیں بھیجا گیا' وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الرعد آیت 13

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ
يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ "اور گرج اُسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے۔ اور کڑک بھیجتا ہے تو اُسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوئے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے"

(17) خوشحالی

ابونعیم اور بیہقی حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے اور ہم نے خستہ حالی' فاقہ کشی اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم یہ آئندہ کی خبر سن لو مجھے تمہاری تنگ دستی کی بجائے خوشحالی اور فراخ دستی کا زیادہ اندیشہ ہے۔ بخدا یہ دین تم میں ہمیشہ برقرار اور قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض فارس' روم اور حمیر کو فتح فرمائے گا اور تمہارے تین لشکر بن جائیں گے۔ ایک لشکر شام میں ایک عراق میں اور ایک لشکر یمن میں ہوگا اور وہ وقت وہ ہوگا کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے' تو وہ ان سے بھی خوش نہ ہوگا۔" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اہل شام سے مقابلہ کی تاب کس کو ہوگی؟ وہاں تو رومی بہت طاقتور ہیں۔ فرمایا "اللہ کی قسم یہ علاقے ضرور فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان کا حاکم بنائے گا اور وہ سفید فام رومی ایک پست قد سر منڈے سیاہ فام حاکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں گے اور اس کے اشارہ ابرو پر تعمیل حکم کریں گے۔"

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن جبیر کا ارشاد ہے' کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس حدیث کا مصداق جز بن سہیل سلمی ہیں۔ وہ اس زمانے میں عجمیوں کے حاکم تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب

مسجد کی طرف جاتے' تو اہل روم کو جز کے سامنے حالت قیام میں دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس منظر کی غائبانہ خبر دی تھی۔

(18) متاع دنیا

ابونعیم حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کھڑے ہو کر فرمایا "تمہیں محتاجی کا خوف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سرزمین فارس و روم کے دروازے کھولنے والا ہے' اور تم پر مال و متاع دنیا کی بوچھاڑ ہونے والی ہے یہاں تک کہ میرے بعد اگر تم میں کج روی آئے گی' تو اسی دنیاوی عیش اور ناز و نعمت کی وجہ سے آئے گی"

حاکم وابونعیم حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہتے ہیں ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھا' میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ "تم جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے' تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب کرے گا' پھر تم اہل فارس سے لڑو گے' تو سرزمین فارس تمہارے لئے فتح ہوگی بعد ازاں تمہاری اہل روم کے ساتھ جنگ ہوگی' تو تمہیں فتح یابی ہوگی' پھر دجال کے ساتھ تمہاری معرکہ آرائی ہوگی' تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے گا"

(19) کسریٰ کے خزانے

مسلم وبیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے ضرور فتح کرے گا جو سفید محل میں ہیں" وہ کہتے ہیں' بخدا! میں اور میرا باپ انہی لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یہ خزانے فتح کئے اور ہمیں حصے کے ایک ہزار درہم ملے۔

طبرانی، احمد، حضرت عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال بیچنے کیلئے آیا اور ان کے پاس منیٰ میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی قریب کے خیمہ سے نکلا' اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی' پھر نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا بعد ازاں ایک عورت آکر اس کے پیچھے کھڑی ہوگئی' پھر ایک بچہ آیا وہ بھی اس شخص کے پیچھے کھڑا ہو گیا' میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: یہ کیا انداز ہے؟ اور یہ صاحب کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی بیوی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور اس کا چچا زاد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے' میرا یہ بھتیجا نبی ہونے کا مدعی ہے' اور اس کی پیروی کرنے والے بس یہی لوگ ہیں۔ میرا بھتیجا یہ بھی دعویٰ کرتا ہے' کہ عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس کے لئے مفتوح ہوں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسریٰ (شاہ فارس) کے دو کنگن لائے گئے' تو انہوں نے یہ کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے جو کہ ان

کے شانوں تک آتے تھے یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ کی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن بنو مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں ہیں۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کنگن پہنانے کی وجہ یہ تھی کہ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت میں سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلائیوں کی طرف دیکھ کر یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ ''تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے''

(20) قیصر و کسریٰ کے خزانے

بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' 'جب کسریٰ ہلاک ہوگا' تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا یونہی جب قیصر کی ہلاکت ہوگی' تو اس کے بعد کسی قیصر کا وجود نہ ہوگا۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، تم کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہ خدا میں خرچ کرو گے''

امام نووی فرماتے ہیں ''امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر تمام علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے' کہ نہ کوئی عراق میں کسریٰ ہوگا اور نہ شام میں کوئی قیصر ہوگا جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان دونوں ریاستوں میں ان کے اقتدار کے خاتمے کی خبر دی ہے' اور ایسا ہی ہوا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کسریٰ کا اقتدار تو تمام علاقوں سے بالکل ختم ہوگیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور مکتوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھاڑنے کی وجہ سے اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں جہاں تک قیصر کا تعلق ہے' تو وہ شام میں ہزیمت سے دوچار ہوا اور اپنی سلطنت کے دور افتادہ علاقوں تک محدود ہوگیا' مسلمانوں نے اس کے بیشتر علاقوں کو فتح کر کے ان میں مضبوط حکومت قائم کی۔ یہ حیران کن انقلاب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں برپا ہوا' اس حدیث کے مفہوم اور اس جیسی دیگر احادیث کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ النور آیت 55

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ۔ ''اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے' اور ضرور ان کے

اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں''

مواہب میں امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے وعدہ ہے کہ وہ عنقریب امت محمدیہ کو زمین کے خلفاء اور لوگوں کے امام و حاکم بنائے گا' ان کی وجہ سے ملک آباد ہوں گے اور کرہ ارض کے لوگ ان کے سامنے سر جھکائے سراسیمہ ہوں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه ! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ابھی رسول اللہ ختم الرسل نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال بھی نہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ المکرّمہ' خیبر' بحرین سارا جزیرۃ العرب اور پورا یمن فتح فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجر کے مجوسیوں اور اطراف شام کے عیسائیوں سے جزیہ وصول کیا اور ہرقل شاہ روم' مقوقس حاکم مصر و اسکندریہ' شاہ عمان اور نجاشی شاہ حبشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ہدیئے بھیجے' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ کے خصوصی انعام و اکرام کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منتخب فرمایا' تو خلافت کی گرانبار ذمہ داریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھائیں۔ انہوں نے عہد رسالت کی کامیابیوں کو مستحکم کیا اور جزیرۃ العرب میں اسلامی اقتدار کو استوار کیا اور ساتھ ہی ایک اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت فارس یعنی ایران کی طرف بھیجا' دوسرا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان شام روانہ کیا اور تیسرا لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں بلاد مصر ارسال فرمایا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عہد صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شامی لشکر کو بصریٰ دمشق اور ارد گرد کے علاقوں کی فتوحات سے سرفراز فرمایا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آیا' تو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام پر خصوصی احسان فرمایا: کہ ان کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کا الہام کیا جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کاروبار حکومت سنبھالا۔ چشم فلک نے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد قوت سیرت اور کمال عدل میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا' ان کے عہد خلافت میں تمام بلاد شامیہ فتح ہوئے۔ مصر کا علاقہ فتح ہوا اور سلطنت فارس کا بڑا حصہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔ کسریٰ کو شکست فاش ہوئی اور اسے انتہائی ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور پسپا ہو کر اپنی سلطنت کے دور دراز علاقوں تک محدود ہو گیا۔ ادھر قیصر کے ہاتھوں سے شام چھین لیا گیا اور وہ سمٹ کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ اور قیصر کے خزانے راہ خدا میں خرچ کئے جیسا کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی، پھر جب خلافت عثمانیہ کا دور دورہ ہوا' تو اسلامی ریاست کی حدود زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئیں۔

مغرب اقصیٰ کے ممالک اندلس تک اور بحر اوقیانوس کے ساتھ ساتھ علاقے اور مشرق اقصیٰ میں چین کے کئی صوبے مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ کسریٰ شاہ ایران قتل ہو گیا اور اس کے ملک کا نام و نشان مٹ گیا۔ عراق' خراسان اور اھواز کے شہر فتح ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں عجمیوں کے کشتوں کے پشتے لگے، نیز مشارق و مغارب کے ممالک سے خراج امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں آنے لگا۔

(21) فتنہ سامانی

مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک دنیا بڑی لذیذ اور شاداب ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں اقتدار سے نوازے گا تاکہ تمہارے اعمال کی آزمائش کرے پس دنیا (کی فتنہ سامانی) سے بچو نیز عورتوں کی ہلاکت آفرینی سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا''۔

ابوداؤد، ابونعیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں قحط اور خشک سالی نے ہلاک کر دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مگر مجھے قحط کا نہیں کسی اور چیز کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے مال و متاع کی تمہارے پاس فراوانی ہوگی اور تمہارے لئے ممالک فتح ہونگے پس تم میں سے جو کوئی وہ وقت پائے تو خدا سے ڈرے نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے''

(22) بنی عباس

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِی اللّٰه تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلعَبَّاسِ فِیْکُمُ النُّبُوَّةَ وَالْمُمْلُکَةَ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عباس! تم میں نبوت اور اقتدار خلافت جمع ہیں''۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے، کہ مجھے میری ماں ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزری تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم ایک بچے سے حاملہ ہو جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا'' میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ قریش کے مردوں نے عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوگا'' چنانچہ جب میں نے بچے کو جنم دیا تو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی، نیز بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا پھر فرمایا ''خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ'' میں نے آکر اس بات کا تذکرہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو بات تم سے اُم الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہی وہ صحیح ہے۔ یہ بچہ خلفاء کا باپ ہے یہاں تک اس کی اولاد میں سے سفاح ہوگا پھر مہدی ہوگا''

ابونعیم، بیہقی ابن علوی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا، اس وقت جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے، میں نے سمجھا کہ دحیہ کلبی ہیں، میری پوشاک سفید تھی۔ جبریل علیہ السلام نے سرکار دو عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ ابن عباس کا لباس سفید ہے مگر ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی بعد ازاں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے گزرنے اور دحیہ کلبی کی موجودگی کا ذکر کیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین کا قصہ بیان فرمایا کہ ''جبریل امین نے بتایا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی نیز ان کی بینائی جاتی رہے گی اور موت سے پہلے لوٹ آئے گی''۔

خراسان

ابونعیم بیہقی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے کوئی چیز انہیں پھیر نہ سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب کئے جائیں گے''

(23) اہل بیت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے، میرے بعد میرا خاندان شدید آزمائش سے دوچار ہوگا، انہیں کچلنے اور جلا وطن کرنے کی کوشش کی جائے گی، یہاں تک کہ مشرق سے ایک قوم آئے گی وہ لوگ سیاہ علم اٹھائے ہوئے ہوں گے اور حق کا مطالبہ کریں گے مگر انہیں حق نہ دیا جائے گا، پس وہ اس حق کے لئے جنگ و جدل کریں گے، تو ان کی مدد کی جائے گی اور انہیں وہ حق مل جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کو میرے گھرانے کے ایک ایسے شخص کے سپرد کریں گے جو دنیا کو اس طرح امن سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظہور کے وقت نکلے گا، اس کا نام سفاح ہو گا اور اس کی داد و دہش بھرپور ہوگی''

زبیر بن بکار ''موفقیات'' میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن ملجم کے قاتلانہ حملہ کے بعد وصیت کی۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَخْبَرَنِىْ بِمَا يَكُوْنُ مِنَ اِخْتِلَافِ بَعْدَهٗ وَ اَمَرَنِىْ بِقِتَالِ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بعد ہونے والے اختلاف سے آگاہ کیا، نیز مجھے عہد شکنوں دین

سے نکل جانے والوں اور ظالموں سے جنگ وقتال کا حکم دیا۔

مجھے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری شہادت کی خبر دی اور بتایا کہ امیر معاویہ خلیفہ بنیں گے ان کے بعد ان کا بیٹا یزید حکمران ہوگا' پھر اقتدار بنی مروان کے پاس چلا جائے گا جو ایک عرصہ تک اس کے وارث رہیں گے۔ بلا شبہ امر خلافت بنی امیہ پھر بنی عباس کی طرف منتقل ہونے والا ہے رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس مقام کی مٹی بھی دکھائی ہے جہاں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک میرے اہل بیت کے کچھ لوگ میرے بعد قتل ہوں گے اور کچھ ادھر ادھر بکھر جائیں گے''

(24) بعض دیگر غیبی خبریں

بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' کہ جب رسول کریم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی۔ فرمایا ''میں نے مشک کے چند اوقیے اور ایک پوشاک نجاشی شاہ حبش کے پاس بطور ہدیہ بھیجے ہیں' مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ ہدیہ کے پہنچنے سے پہلے فوت ہو جائیں گے اور ہدیہ واپس آ جائے گا'' امام بیہقیؒ فرماتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکورہ بالا ارشاد نجاشی کی موت سے پہلے صادر ہوا تھا' پھر جب وہ فوت ہوا' تو اسی روز رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فوتیدگی کی غیبی اطلاع کی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آج ایک صالح مرد اصحمہ نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے تم اس کی نماز جنازہ پڑھو''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز نجاشی فوت ہوا اسی روز رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وفات کی خبر دی' پھر لوگوں کو جنازہ گاہ کی طرف لے جا کر صف بندی کرائی اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی۔

(25) ولید بن عقبہ

ولید بن عقبہ سے روایت ہے' کہ جب رحمۃ اللعالمین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا' تو اہل مکہ اپنے بچوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لانے لگے اور آپ علیہ السلام ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر انہیں دعا دینے لگے۔ میری ماں بھی مجھے لیکر حاضر ہوئی۔ میں نے خلوق کی خوشبو لگا رکھی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست اقدس نہ پھیرا' نہ بدن کو مس کیا۔

بیہقی کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولید کے آئندہ کردار کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے وہ برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہا خلافت عثمانی میں ولید

جب حاکم بنا' تو اس کی شراب خوری اور تاخیر نماز کے معاملات مشہور و معروف تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ان میں سے ایک الزام یہ بھی تھا۔

اسلم رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھول گیا ہے' کہ ''تمہارا اونٹ ایک دن شام کی طرف سرگرم سفر ہوگا''

(26) اسود عنسی کا قتل

سیف کتاب الردہ میں لکھتے ہیں کہ ضحاک بن فیروز نے جشیش دیلمی سے نقل کیا ہے' کہ وبرہ بن یحیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب گرامی لیکر ہمارے پاس آئے جس میں حکم تھا کہ ہم دین حق کی اقامت کے لئے کھڑے ہوں اور اسود کذاب کے مقابل معرکہ آزما ہوں' تو ہم نے اس کے ساتھ مقاتلہ کیا یہاں تک کہ میں نے اسود کذاب کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر اس کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں، اسود کذاب کے قتل کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھ بھیجی، اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس واقعہ کی اطلاع فرمائی جبکہ ہمارا قاصد آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد یہ خبر لے کر پہنچا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے مکتوب کا جواب دیا۔

دیلمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات اسود عنسی قتل ہوا' اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس کے قتل کی آسمانی خبر آ گئی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ''آج رات اسود عنسی کو ایک مبارک گھرانے کے مبارک آدمی نے قتل کر دیا ہے'' پوچھا: گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ خوش نصیب کون ہے؟ فرمایا: ''فیروز اور کامیاب ہو گیا فیروز''

(27) مسیلمہ کذاب کا قتل

بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کرے گا'' اس نے ظاہری حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری دنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے شروع میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان ایک لشکر اس کی طرف بھیجا' انہوں نے مسیلمہ اور اس کی قوم سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وحشی (قاتل حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھوں قتل فرمایا اس کارنامہ میں وحشی کے اور لوگ بھی شریک کار تھے۔

امام شافعی کتاب الام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کیلئے ذی الحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا جبکہ اہل شام مصر اور مغرب کے لئے جحفہ کو میقات ٹھہرایا حالانکہ یہ بلاد اس وقت تک فتح نہ ہوئے تھے اور ان کے باشندے رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمان ہوئے۔

(28) عتبہ بن ربیعہ

بیہقی دلائل میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ بدر کے دن کفار ہمارے قریب آئے اور ہم نے ان کے مقابل صف بندی کی تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہو کر دشمن کی فوج میں گھوم رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ سرخ اونٹ والا کون ہے" پھر خود ہی فرمایا "اگر دشمن کی فوج میں کوئی شخص بھلائی کی بات کر سکتا ہے تو یہ سرخ اونٹ والا ہی ہے" بعد ازاں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر بتایا کہ یہ شخص عتبہ بن ربیعہ ہے جو لوگوں کو جنگ سے منع کر رہا ہے اور انہیں واپس جانے کا حکم دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے لوگو! اس ذلت آمیز پسپائی کو میرے سر باندھ دو اور کہو عتبہ بزدل ہو گیا ہے مگر ابو جہل اس کی بات ماننے سے انکار کر رہا ہے۔

(29) یہودیوں کی سازش

بیہقی اور ابو نعیم بطریق موسی بن عقبہ از امام زہری اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلابیوں کی دیت کے سلسلہ میں بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ان سے مدد حاصل کریں۔ بنو نضیر نے کہا "اے ابا القاسم! آپ علیہ السلام تشریف رکھیں، کھانا تناول فرمائیں، پھر آپ علیہ السلام کا کام پورا ہو جائے گا" چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تاکہ وہ دیت کا بندوبست کر سکیں۔

چنانچہ جب بنو نضیر تنہائی میں اپنے شیطانوں کے پاس گئے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا مکروہ منصوبہ تیار کیا اور کہا کہ اس سے بہتر موقع تمہیں نہیں ملے گا، ان میں سے ایک شخص نے کہا: اگر تم چاہو تو میں چھت پر چڑھ کر ایک پتھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گرا دیتا ہوں اور انہیں قتل کر دیتا ہوں ادھر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی یہودیوں کی اس سازش کی خبر دی پس آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آ گئے، اسی واقعہ کے متعلق قرآن حکیم کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ سورۃ المائدہ آیت 11

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں کی اس خیانت سے مطلع فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بستیوں سے نکل کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ یہ حکم منافقین مدینہ طیبہ نے سنا کہ ان کے یہودی بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے' تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہمارا جینا مرنا آپ علیہ السلام کے ساتھ ہے اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی' تو تمہاری امداد کرنا ہم پر لازم ہوگا اور اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔

جب منافقین اور بنونضیر کے درمیان پختہ عہد ہوگیا تو اس سے یہودیوں کو بڑی شہ ملی اور شیطان نے انہیں غلبہ کی امیدیں بندھائیں انہوں نے بلند آہنگی کے ساتھ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو صاف کہہ دیا کہ بخدا ہم ہرگز یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے جنگ کریں گے' تو ہم بھی آپ کا مقابلہ کریں گے۔

اس شرارت کے پیش نظر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودیوں کا محاصرہ کرلیا' ان کے گھر گرادیئے اور ان کے نخلستان کاٹ کر جلا دیئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کی سازش کو ناکام بنا دیا اور دونوں گروہوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو یہودیوں نے منافقین کی مدد سے مایوس ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلی ہی شرائط پر صلح کی درخواست کی۔ رسول کریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر یہ درخواست قبول فرمالی کہ وہ سوائے ہتھیاروں کے اپنا دیگر سامان اونٹوں پر لاد کر جلاوطن ہو جائیں۔

ابونعیم' بیہقی کی دلائل النبوت میں واقدی کی روایت ہے' کہ جب بنونضیر مدینہ منورہ سے نکل گئے' تو عمرو بن سعد نے ان کے گھروں کا چکر لگایا' انہیں برباد دیکھ کر بنوقریظہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج عبرت انگیز منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے بھائی بنونضیر عزت وشجاعت اور شان وشوکت کے بعد ذلت آمیز جلاوطنی پر مجبور کر دیئے گئے ہیں اور وہ مال ومتاع چھوڑ کر مدینہ سے نکل گئے ہیں۔ تورات کی قسم اللہ تعالیٰ نے یونہی بلاوجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر مسلط نہیں فرمایا' میری بات مانو آؤ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرلیں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق نبی ہیں ابن الہیان ابوعمرو اور ابن حواش جو کہ یہود کے بڑے عالم ہیں' نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ورسالت کی بشارت دی وہ دونوں بیت المقدس سے ہجرت کر کے یہاں اسی لئے آئے تھے اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ انہوں نے ہمیں پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا اور کہا کہ ہم دونوں کا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائیں۔ اس کے بعد وہ دونوں وفات پاگئے تو ہم نے انہیں سنگلاخ زمین میں دفن کردیا۔

یہ سن کر زبیر بن باطا نے کہا: میں نے اس تورات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت پڑھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے البتہ ان نسخوں میں نہیں ہے جو ہمارے سامنے روایت کی جاتی ہے۔

کعب بن اسد نے کہا: تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے کیا چیز مانع ہے زبیر نے جواب دیا ''بس تم رکاوٹ ہو'' اس نے کہا: کیوں' میں تو تمہارے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان رکاوٹ نہیں بنا' زبیر نے کہا: تم ہمارے پیشوا ہو اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اختیار کرو تو ہم بھی اتباع کر سکتے ہیں اور اگر تم انکار کرو تو ہمیں بھی انکار کرنا پڑتا ہے اس کے بعد عمرو نے کعب کی طرف رخ کیا اور دونوں کے درمیان بحث وتکرار شروع ہوگئی تا آنکہ کعب نے عمرو سے کہا: میری آخری بات یہ ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کر سکتا' کیونکہ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کروں۔

(30) بنی نضیر کی شکست

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا اور محاصرہ دراز ہوگیا تو جبریل علیہ السلام رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اقدس دھو رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: عفا اللہ عنک ''اللہ معاف فرمائے آپ کس قدر جلد محاصرہ سے اکتا گئے ہیں بخدا ہم نے' آلات حرب نہیں اتارے' جب سے آپ یہاں تشریف فرما ہوئے اٹھئے' ہتھیار بند ہو جایئے اللہ کی قسم میں انہیں اس طرح پاش پاش کر دوں گا جس طرح انڈا چٹان پر مار کر پاش پاش کیا جاتا ہے' چنانچہ ہم نے اٹھ کر بنو نضیر پر حملہ کیا اور اس پر غلبہ پایا۔

(31) مجاہد کی خودکشی

بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' کسی غزوہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین کے ساتھ مڈھ بھیڑ ہوئی اور شدید قتال ہوا اس کے بعد دونوں فوجیں اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس آگئیں۔ مسلمانوں کے لشکر میں ایک ایسا شخص تھا جو بڑی بہادری سے مشرکین کی صفوں پر حملہ آور ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! وہ کس قدر جری اور بہادر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہاں، مگر وہ جہنمی ہے''۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بڑی ناگوار گزری۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر وہ جہنمی ہے' تو ہم میں سے کون جنتی ہوسکتا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص کہنے لگا' بخدا! میں دم واپسیں تک اس کی ٹوہ رکھوں گا۔ وہ تیز چلا تو تیز چلوں گا اور اگر وہ آہستہ چلا ہوا تو آہستہ چلوں گا' یہاں تک کہ اس شخص کو زخم آیا جو بڑھ کر زیادہ ہوگیا اور جس کی وجہ سے اس کی موت میں دیر نہ لگی۔ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار سینے کے درمیان رکھ کر اپنا بوجھ اس کے اوپر ڈال دیا اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا' یہ منظر دیکھ کر ٹوہ لگانے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برحق رسول ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پوچھا ''کیا ماجرا ہے'' تو اس صحابی نے بتایا کہ جس شخص کے متعلق حضور سرکارِ دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنمی ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی اس نے خودکشی کر لی ہے۔

(32) خیانت

بیہقی زید بن خالد جہنی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک شخص غزوہ خیبر کے روز فوت ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ ؤآلہ وسلم نے فرمایا ''تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو'' یہ سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے ساتھی نے راہ خدا میں خیانت کی ہے''۔ پس ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں سے مال غنیمت کا ایک ہار ملا جو دو درہم مالیت کے برابر بھی نہ تھا۔

(33) ابورغال کی قبر

بیہقی وابونعیم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب طائف کے طرف روانہ ہوئے، تو راستے میں ایک قبر کے پاس سے گزرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ ابورغال کی قبر ہے جو ثقیف کا باپ تھا اور اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا وہ اس حرم میں محفوظ تھا جب باہر نکلا تو اس پر وہی مصیبت ٹوٹی جو اس کی قوم پر نازل ہوئی تھی، پس اسے اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اس بات کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک ڈلی دفن کی گئی ہے اگر تم اس کی قبر کشائی کرو تو تمہیں وہ ڈلی مل جائے گی'' چنانچہ لوگ اس کی قبر کی طرف لپکے اور اس سونے کی ڈلی کو قبر سے نکال لیا۔

(34) قحط عام

مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ اور سکیڑ دیا، پس میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا اور یقیناً میری امت کا ملک زمین کے شرق وغرب تک پھیلے گا جہاں تک زمین میرے لئے سمیٹی گئی ہے۔ مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں ایک سرخ خزانہ اور دوسرا سفید، میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے درخواست کی کہ وہ اس کو عام قحط میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کرے اور یہ کہ ان پر ایسے دشمن کو مسلط نہ ہونے دے جو ان کو نیست ونابود کر ڈالے۔ سوائے ان کے اپنے لوگوں کے میرے رب نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر وہ رد نہیں ہوتا، میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ تمہاری امت کو قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہیں کروں گا نہ اس پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کروں گا جو انہیں بالکل تباہ کر ڈالے اگرچہ تمام روئے زمین کے دشمن اکٹھے ہو جائیں تا آنکہ وہ خود ایک دوسرے کو ہلاک وقید نہ کرنے لگیں''

(35) متاع ودولت کی فراوانی

ابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی جب وہ آئے اور گھر کو آراستہ پیراستہ دیکھا' تو گھر کے باہر بیٹھ کر رونے لگے' کسی نے اس کا سبب پوچھا: تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا تھا کہ ''دنیا پوری رعنائی کے ساتھ تمہارے پاس آئے گی'' پھر فرمایا ''تم آج بہتر حالت میں ہو' اس وقت مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ صبح ایک کھانا ہوگا اور شام دوسرا' تم میں سے ایک شخص صبح ایک پوشاک پہنے گا اور شام کے وقت دوسری پوشاک زیب تن کرے گا اور تم اپنے گھروں کو پردوں سے مزین کرو گے جس طرح بیت اللہ کو غلاف چڑھایا جاتا ہے'' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے رونا کیوں نہ آئے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے گھروں کو بیت اللہ شریف کی طرح پردوں سے ڈھانپتے ہو۔

(36) قالین

بخاری رحمتہ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''کیا تمہارے پاس قالین ہیں'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس قالین ہوں گے' چنانچہ اب میں اپنی بیوی کو جب کہتا ہوں کہ یہ قالین ہٹالے' تو وہ کہتی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ ''تمہارے ہاں قالین ہوں گے'' تو میں نظر انداز کر دیتا ہوں۔

(37) حرص مال

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بخدا مجھے یہ خوف نہیں کہ تم فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گے' بلکہ خطرہ یہ ہے کہ گزشتہ اقوام کی طرح تمہارے پاس دنیاوی خوشحالی آئے گی تو تم دنیا اور مال و متاع کے سخت حریص ہو جاؤ گے اور وہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی''

(38) خلفاء اسلام

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت ان کے انبیاء (علیہم السلام) کے سپرد تھی' جب کبھی ان کا نبی وصال فرماتا تو اس کے بعد دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا' سن لو! میرے بعد کوئی نبی نہیں' ہاں! میرے بعد خلفاء کثیر تعداد میں ہوں گے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے کیا حکم ہے فرمایا ''پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو' پھر اس کے بعد اس کے بعد والے کی' ان کے حقوق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں باز پرس کرے گا''

(39) بارہ خلفاء

مسلم شریف حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''یہ دین ہمیشہ قائم واستوار رہے گا جب تک کہ قریش کے بارہ خلفاء حکومت کریں گے پھر قیامت سے پہلے کذاب ظاہر ہوں گے''

(40) کنبہ پروری

محدثین کرام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب کنبہ پروری کا دور دورہ ہوگا اور ایسی باتیں ظاہر ہوں گی جنہیں تم ناگوار سمجھو گے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم میں سے کوئی اگر وہ زمانہ پائے تو کیا کرے فرمایا ''بس ان لوگوں کا حق ادا کرو جو تم پر واجب ہوگا اور اپنی بھلائی کی دعا کرنا''۔

(41) اختلاف

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ ایک بار رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا بلیغ وعظ فرمایا کہ اس سے دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے' کہ یہ تو الوداعی وعظ ونصیحت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کس چیز کی تاکید ونصیحت فرماتے ہیں' فرمایا ''میں تمہیں خدا سے ڈرنے اور حکام کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں خواہ تم پر کوئی حبشی غلام حکمران بن جائے' کیونکہ تم میں سے جو کوئی شخص زندہ رہا' تو عنقریب بہت بڑا اختلاف دیکھے گا' لہٰذا نئی نئی باتوں سے بچنا' کیونکہ نئی باتیں گمراہی ہیں' تم میں سے جو کوئی وہ زمانہ پائے تو اس پر لازم ہے' کہ میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو مضبوطی سے تھام لے''۔

(42) ملوکیت

ابن عساکر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید اُحد سے ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہر نبوت کے بعد خلافت کا زمانہ آیا اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت قائم ہوئی اور جب بھی صدقہ کا نظام رائج ہوا' تو وہ محصول کی صورت اختیار کر گیا''

(43) خلافت

امام ترمذی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''

میری امت میں خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی اس کے بعد ملوکیت ہوگی' چنانچہ خلفائے راشدین کا عرصہ خلافت تیس سال بنتا ہے حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت سوا دو سال' حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساڑھے دس سال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرصہ خلافت تقریباً بارہ سال، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھ ماہ یہ کل مل کر تیس سال بنتے ہیں۔

(44) یزید پلید (60ھ-64ھ)

ابونعیم' بیہقی' ابن منیع' ابویعلی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہمارا نظام حکومت بالکل درست اور انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ بنوامیہ کا ایک شخص یزید نامی اس میں خلل انداز ہوگا''

(45) ہلاکت امت

بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان کے ہاتھ پر ہوگی'' وہ کہتے ہیں ''اگر میں چاہوں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ وہ کس کس کے بیٹے ہیں''

(46) ناخلف

دلائل النبوۃ میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں ''سن ساٹھ کے بعد ایسے نالائق و ناخلف حکمران آئیں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے' تو زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ ہلاکت میں پڑیں گے' پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے سینے سے نیچے نہیں اترے گا''

احمد و بزار رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سن ساٹھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔ اور دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس پر ایسے ایسے بدچلن اور نالائق قسم کے لوگ حکمران نہ ہو لیں''

بیہقی میں ہے' کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار مدینہ منورہ میں چلتے ہوئے بلند آواز سے یہ دعا کرتے ''الٰہی 60ھ کا زمانہ نہ پاؤں لوگو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود غنیمت جانو اے اللہ! میں لڑکوں کی حکومت نہ دیکھ پاؤں''

ابن ابی شیبہ کا بیان ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ کا ایک شخص تبدیل کرے گا'' بیہقی کی رائے ہے کہ وہ شخص یزید (بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔

(47) فتنوں کی نشاندہی

دلائل النبوۃ میں ابو نعیم حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہاری طرف فتنے رات کی تاریکی کی طرح بڑھ رہے ہیں جب کبھی فتنوں کا ایک گروہ جائے گا تو دوسرا آ جائے گا نبوت کا نور دھندلا جائے گا اور ملوکیت اس کی جگہ لے لے گی اے معاذ! ٹھہرو اور گنو'' جب میں گنتے ہوئے پانچ تک پہنچا فرمایا: ''یزید'' اللہ اسے برکت سے محروم رکھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا ''مجھے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے اور ان کی قبر کی مٹی میرے پاس لائی گئی ہے نیز مجھے ان کے قاتل کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہے'' جب میں نے دس تک گنتی کی تو فرمایا'' ولید فرعون کا نام ہے وہ اسلامی شریعت کی بنیادیں گرانے والا ہوگا' اس کے گھرانے کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اہل عرب پر افسوس کہ ساٹھ (60) سن والا شر قریب آ گیا ہے اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی۔ صدقہ تاوان ہو جائے گا اور گواہی تعارف اور جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور حکمرانی خواہشات نفس کے تابع ہو جائے گی''

(48) مروان

بیہقی دلائل النبوۃ اور ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں ابن وہب سے بیان کرتے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (41ھ۔60ھ) کے پاس تھا کہ مروان آیا اور درخواست کی اے امیر المومنین! میرا کام کر دیجئے بخدا! میری ذمہ داری بہت زیادہ ہے' میرے دس بچے ہیں' دس بھتیجے ہیں اور دس ہی بھائی ہیں جب مروان لوٹ کر جانے لگا' تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ اس کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے' کہا' اے ابن عباس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بنو حکم کے مردوں کی تعداد تیس ہو جائے گی۔

اِتَّخذُوا مالَ اللّٰہ بینھُمْ دولا وعبادَاللّٰہ خرلا و کتاب اللّٰہ دعلا

ترجمہ۔ ''تو وہ مال غنیمت کو ذاتی مال سمجھیں گے' رعایا کو خادم اور نوکر تصور کریں گے اور کتاب اللہ کو مصیبت گمان کریں گے۔ اور ان کی تعداد 499 ہو جائے گی تو ان کی ہلاکت و بربادی کھجور چبانے کی دیر سے بھی پہلے ہو جائے گی''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا: ''بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی''

مروان (64ـ65ھ) نے عبدالملک (65ـ86ھ) کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا' تاکہ اپنی ضرورت کے متعلق گفتگو کرے جب وہ گفتگو کے بعد چلا گیا' تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا'' کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کا ذکر کرکے فرمایا: ''چار جابر حکمرانوں کا باپ'' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ہاں''

حاکم' بیہقی اور ابو یعلی عمرو بن مرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حکم بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا ''اسے اندر آنے دو' سانپ کا بیٹا سانپ ہے اس پر اور اس کی صلب سے پیدا ہونے والوں پر لعنت ہو سوائے اہل ایمان کے' مگر وہ تھوڑے ہوں گے' دنیا میں جاہ ومرتبہ کے مالک ہوں گے مگر آخرت میں ذلیل ہوں گے مکار اور دھوکے باز' دنیا میں مال ومتاع سے نوازے جائیں گے جبکہ آخرت میں حرماں نصیب ہوں گے''

فاکہی' امام زہری اور عطا خراسانی سے نقل کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے خواب میں حکم بن العاص کی اولاد کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا ہے''

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے' کہ حکم بن ابی العاص گزرا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی پشت میں وہ ہے جس کی وجہ سے میری امت ہلاکت میں پڑ جائے گی''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بنی امیہ کا ایک جابر حکمران میرے منبر پر نکیر کرے گا'' چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق عمرو بن سعید بن عاص کی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نکیر پھوٹی یہاں تک کہ خون منبر کے زینے پر بہنے لگا۔

(49) ولید

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے' کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام ''ولید'' رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' تم اپنے نام فرعونوں کے ناموں پر رکھتے ہو' عنقریب اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا وہ میری امت کیلئے فرعون سے زیادہ باعث شر ہوگا'' امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ اس کا مصداق ولید (86ـ96ھ) بن عبدالملک کو سمجھتے تھے' پھر ہماری یہ رائے ٹھہری کہ وہ ولید بن یزید ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں یہ حدیث مرسل حسن ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

(50) نماز بے وقت

ابن ماجہ وبیہقی رحمہما اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ''شاید تمہیں ایسی قوموں سے عنقریب واسطہ پڑے جو بے وقت نمازیں پڑھیں گی' تو اگر ایسے لوگوں کو پاؤ تو گھروں میں اپنی نمازیں بروقت ادا کرکے پھر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور ان نمازوں کو نفل سمجھو''۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب ایسے حاکم ہوں گے جو کاروبار دنیا میں مصروف ہوں گے اور اپنی نمازوں میں تاخیر کریں گے' تم ان کی نمازوں میں بطور نفل نماز شریک ہو جاؤ''

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بات بنی امیہ کے حکمرانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ تاخیر نماز کی وجہ سے مشہور تھے یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز (99ھ-101ھ) خلیفہ ہوئے' تو انہوں نے نمازوں کی ادائیگی بروقت کردی۔

(51) غزوۂ احزاب

بیہقی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے روز ہم سے فرمایا کہ ''آج کے بعد مشرکین تم سے جارحانہ جنگ نہیں کریں گے'' چنانچہ قریش نے اس کے بعد مسلمانوں سے جنگ نہ کی۔

امام بخاری سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد غزوہ احزاب میں فرمایا تھا۔ایک اور روایت میں ہے کہ جب متحدہ فوجیں محاصرہ اٹھا کر چلی گئیں تو فرمایا ''اب ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں گے' اب ہم ان کی طرف جائیں گے'' چنانچہ ایسا ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

(52) دل کی بات

بیہقی دلائل النبوت میں عامر بن عقبہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے چند آدمی مصاحف کے ساتھ حاضر ہوئے اور بارگاہ رسالت میں باریابی کا اذن طلب کیا تو میں نے جاکر سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے وہ مجھ سے ایسی باتوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں جو میں ذاتی طور پر نہیں جانتا' میں تو ایک بندہ ہوں اور وہی جانتا ہوں جس کا علم اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرماتا ہے'' بعدازاں آپ علیہ السلام نے وضو فرمایا اور مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی پھر واپس تشریف لے آئے اور مجھ سے خندہ روئی سے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے کیلئے آئے ہو' قبل اس کے کہ تم کلام کرو'' انہوں نے کہا: ''ہاں'' ''ہمیں آپ (علیہ السلام) ہی بتادیجئے'' فرمایا ''تم مجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھنے کیلئے آئے ہو' اس کا شروع کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک رومی غلام تھا' اللہ نے اسے ملک عطا فرمایا' وہ چلتے چلتے سرزمین مصر کے ساحل پر آیا تو وہاں ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام اسکندریہ ہے جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج کر اسے اوپر اٹھایا یہاں تک کہ وہ زمین وآسمان کے درمیان بلند ہوا'

پھر فرمایا اپنے نیچے دیکھو تمہیں کیا نظر آرہا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا: مجھے دو شہر نظر آرہے ہیں پھر دوسری بار بلند کر کے پوچھا: اب دیکھو کیا نظر آتا ہے۔ کہا اب تو کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ اس فرشتے نے کہا اللہ نے تمہارے لئے ایک راستہ بنا دیا ہے، تم جاہل کو علم سے بہرہ ور کرو گے اور عالم کے علم میں پختگی پیدا کرو گے۔ اس کے بعد اس فرشتے نے ذوالقرنین کو نیچے اتارا تو اس نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کروائی جس پر کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی جب وہ اس سے فارغ ہوا تو زمین کے سیاحت پر چل نکلا، چلتے چلتے ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے منہ کتوں کی مانند تھے جب انہیں مغلوب کر لیا تو اس کے بعد ایک پست قد قوم کے پاس پہنچا، انہیں مغلوب کرنے کے بعد اژدھوں کے ایک گروہ پر آیا جس میں سے ہر اژدھا ایک بڑی چٹان نگل سکتا تھا۔ پھر غرانیق کے پاس آیا'' یہ تفصیل سن کر وہ اہل کتاب کہنے لگے۔ ''ذوالقرنین کا قصہ اسی طرح ہماری کتاب میں موجود ہے''

(53) روزہ میں غیبت

ابوداؤد، بیہقی، ابن الدنیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا ''جب تک میں افطار کا حکم نہ دوں کوئی آدمی افطار نہ کرے'' چنانچہ لوگوں نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام ہوگئی ایک ایک شخص آ کر کہتا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے افطاری کی اجازت مرحمت فرمائیے تو آپ علیہ السلام اسے اجازت دیتے یہاں تک کہ ایک شخص آیا جس نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں نے دن بھر روزہ رکھا ہے اور آپ علیہ السلام کے پاس حیاء کی وجہ سے نہیں آتیں آپ علیہ السلام انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے رخ انور پھیر لیا، وہ دوبارہ حاضر ہوا اور یہی عرض کیا آپ علیہ السلام نے دوسری بار بھی رخ انور پھیر لیا وہ تیسری بار آیا تو آپ علیہ السلام نے پھر بے رخی کا مظاہرہ فرمایا نیز فرمایا ''انہوں نے روزہ نہیں رکھا، وہ شخص کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جو دن بھر لوگوں کا گوشت کھاتا رہے۔ ان سے جا کر کہو اگر وہ روزہ دار ہیں تو قے کریں'' اس شخص نے جا کر انہیں اس بات کی خبر دی تو ان دونوں نے قے کی، تو ہر ایک کے اندر سے خون بستہ کی پھٹک باہر نکلی اس نے لوٹ کر رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ خون بستہ ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو یہ دونوں جہنم کی خوراک بنتیں''

امام احمد وغیرہ ائمہ نے عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تو ایک شخص نے آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ اب پیاس سے جاں بہ لب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''انہیں بلالو'' جب دونوں آگئیں تو ایک بڑا پیالہ منگوایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک عورت کو حکم دیا کہ ''اس پیالے میں قے کر'' تو اس نے خون اور پیپ کی قے کی یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا پھر

دوسری سے فرمایا تو اس نے بھی خون اور پیپ کی قے کی جس سے سارا پیالہ بھر گیا۔ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''انہوں نے اللہ کی حلال کردہ روزی پر روزہ رکھا تھا اور حرام پر افطار کیا یہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں''

(54) غیبت

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ پھر اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اسی اثناء میں کوئی شخص گوشت کا ہدیہ لیکر سرور کونین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' لوگوں نے کہا: اے زید! اگر آپ اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں اور عرض کریں کہ اگر حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی ہو تو یہ گوشت ہماری طرف بھیج دیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''ان کے پاس لوٹ چلو' انہوں نے تمہارے بعد گوشت کھالیا ہے'' پس میں نے واپس جا کر انہیں اس بات سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے ''ہم نے تو گوشت نہیں کھایا' البتہ ایک واقعہ پیش آیا ہے اس کے بعد وہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''مجھے تمہارے دانتوں میں زید کے گوشت کی رنگت نظر آتی ہے'' یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے حق میں مغفرت کی دعا فرمایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

(55) غصب شدہ گوشت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جب کھانا سامنے رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لقمہ دہن اقدس میں ڈال کر چبانا شروع کیا تو فرمایا ''یہ گوشت غصب شدہ بکری کا معلوم ہوتا ہے'' چنانچہ جب اس عورت سے پوچھا گیا تو اس نے بیان کیا کہ یہ گوشت اس کی خادمہ نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھیجا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ونسائی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول کریم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس سے گزرے تو اس عورت نے بکری ذبح کر کے آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے لئے کھانا تیار کیا جب وہ واپس ہوئے تو اس عورت نے کہا: میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور کھانا تناول فرمائیں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ گھر میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لقمہ لیا مگر اسے نگل نہ سکے اور فرمایا ''یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے'' اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آل معاذ کی اشیاء تصرف میں لانے سے باک نہیں کرتے نہ وہ ہماری چیزوں کو استعمال

کرنے سے پروا کرتے ہیں ہم ان کی چیزیں لے لیتے ہیں اور وہ ہماری چیزیں۔

(56) چور کا قتل

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں چوری کی تو اسے گرفتار کر کے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا اس نے تو فقط چوری کی ہے۔ فرمایا ''اچھا اس کا ہاتھ کاٹ دو'' اس نے دوبارہ چوری کی تو فرمایا ''اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو'' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اس نے دوبار چوری کی تو اس کے پاؤں بھی کاٹ ڈالے گئے پانچویں بار چوری پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی حالت کو بخوبی جانتے تھے اسی لئے تو اس کے قتل کا حکم دیا تھا اب اُسے لے جاؤ اور قتل کر دو چنانچہ اسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے قتل کر دیا۔

پانچ نشانیاں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ومسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ نشانیاں تو گزر چکی ہیں۔ یعنی لزام، روم، دخان، بطشہ اور قمر۔ یہ پانچ نشانیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اسی طرح ظہور پذیر ہو چکی ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

(57) آندھی اور پھل

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لئے نکلے' راستے میں وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ'' پس ہم نے اندازہ لگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کا اندازہ دس وسق لگایا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ ''اس کا حساب رکھنا' ہم انشاء اللہ لوٹ کر تمہارے پاس آئیں گے'' اس کے بعد ہم روانہ ہوئے تا آنکہ تبوک پہنچ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب آج رات زبردست آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص آج رات نہ اٹھے اور جس کا اونٹ ہو' وہ اسے باندھ کر رکھے'' چنانچہ اس رات شدید آندھی آئی۔ ایک آدمی اسی اثناء میں اٹھا تو اسے آندھی نے اٹھا کر کوہ طے پر پھینک دیا۔ بعدازاں ہم لوٹ کر وادی قریٰ میں پہنچے تو اس عورت سے اس کے باغ کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا پھل کتنا ہوا ہے تو اس نے جواب دیا ''دس وسق''۔

(58) دیارِ ثمود

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مقام حجر یعنی دیارِ ثمود میں نزول اجلال فرمایا تو فرمایا ''کوئی شخص آج رات اپنے ساتھی کے بغیر لشکر سے نہ نکلے'' پس تمام لشکریوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ سوائے دو شخصوں کے ان میں سے ایک رفع حاجت کے لئے تنہا نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں گیا چنانچہ رفع حاجت کیلئے جانے والے شخص کا راستے میں گلا گھونٹ دیا گیا اور اونٹ کی تلاش میں نکلنے والے کو آندھی نے اٹھا کر جبل طے پر ڈال دیا' رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا ''کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر لشکر سے علیحدہ نہ ہو'' بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی جس کو گلہ دبا کر بے ہوش کر دیا گیا تو اسے شفاء مل گئی اور دوسرا شخص سرکارِ دو عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبوک سے واپسی کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

(59) جھوٹی قسمیں

ابونعیم کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ایک مقام کی طرف دیکھ کر فرمایا ''بعض قسمیں ایسی ہیں جو اس جگہ کی وجہ سے بارگاہ خداوندی کی طرف بلند نہیں ہوتیں'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عرصہ بعد اس پر غلام فروشوں کو دیکھا جو جھوٹی قسمیں کھا کر غلام بیچتے تھے۔

(60) جنّتی گروہ

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہیں' ہم غزوہ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان نکل آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے' کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کیوں مسکرائے ہیں' فرمایا ''میں ان لوگوں کی وجہ سے مسکرایا ہوں جنہیں مشرق کی طرف سے زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا اور ان کی ناگواری کے باوجود انہیں جنت کی طرف فراخی سے لے جایا جائے گا''

(61) غزوۂ ذات الرقاع

امام مسلم' ابونعیم' بیہقی رحمہما اللہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوہ ذات الرقاع میں شریک ہوئے تو لوگوں نے بھوک کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا عطا فرمائے گا'' جب سمندر کے کنارے پہنچے تو سمندر نے

ایک بڑا جانور (یعنی مچھلی) باہر پھینک دیا ہم نے آگ جلا کر اس جانور (مچھلی) کا گوشت پکایا اور بھون کر کھایا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم پانچ آدمی اس کی آنکھ کے سوارخ میں گھس گئے وہ اتنا بڑا سوراخ تھا کہ ہم میں کوئی آدمی اس سے نظر نہ آتا تھا اس کے بعد ہم باہر آ گئے بعدازاں ہم نے اس کی ایک پسلی توڑی اور اسے کمان کی طرح کیا پھر لشکر کے سب سے زیادہ قد آور شخص کو بلایا تو وہ بغیر سر جھکائے اس کے نیچے سے گزر گیا۔

(62) باپ کی حسرت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے باپ کو طلب فرمایا۔ اسی اثناء میں جبریل امین علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا ''اس بوڑھے شخص نے دل ہی دل میں کچھ کہا جس کی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی''۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' تو نے بہت پست آواز میں بات کی ہے جس کی آواز تیرے کانوں تک نہیں آئی'' اس نے اس غیبی خبر کو سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری بصیرت اور یقین میں اضافہ کرتا رہتا ہے' ہاں! یہ بات میں نے کہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اچھا! بیان کر'' تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَمَنْتُکَ یَافِعًا لَعَلَّ بِمَا اَحْنِی عَلَیْکَ وَتَنْهَل

ترجمہ:۔ میں نے بچپن میں تجھے پالا اور جوانی میں تجھ سے امیدیں وابستہ کیں' تجھے میری محبتوں کی پیہم خوراک ملتی تھی۔

اِذَا لَیْلَۃ'' ضَاقَتْکَ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ لِسُقْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اتُمَلْمَل

ترجمہ:۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں پریشانی میں رات جاگ کر گزار دیتا

تَخَافُ الرِّدیٰ نَفْسِی عَلَیْکَ وَاِنَّهَا لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتم'' مُؤَکَّل

ترجمہ:۔ میرے دل کو تیرے مرنے کا دھڑکا لگا رہتا' حالانکہ وہ جانتا تھا کہ موت یقینی اور مقرر ہے

کَاَنِّی اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِی طَرَقْتَ بِهٖ دُوْنِی فَعَیْنَایَ تَهْمَل

ترجمہ:۔ اور یوں معلوم ہوتا کہ جو مرض تجھے لگ گیا' وہ مجھے بھی ہے تو تیری بیماری کی وجہ سے میں اشکبار ہو جاتا۔

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَۃَ الَّتِی اِلَیْکَ مُدی تَاکُنْتُ فِیْکَ اُوْمَل

ترجمہ:۔ جب تو سن بلوغ اور کمال کو پہنچا جس کی وجہ سے میری تیرے ساتھ امیدیں وابستہ تھیں۔

جَعَلْتَ جَزَائِی غِلْظَۃً وَ فَظَاظَۃً کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّل

ترجمہ:۔ تو تو نے مجھے سختی اور بدخلقی سے بدلہ دیا' گویا تو ہی نعمت دینے والا نوازنے والا ہے۔

فَلَیْتَکَ اِذَا لَمْ تَرْعَ حَتّٰی اُبُوَّتِیْ فَعَلْتَ کَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ یَفْعَل

ترجمہ:۔ جب تو میرے باپ ہونے کے حق کا لحاظ نہیں کرتا تو ایسا تو کر جیسے ہمسایہ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کا

طرز عمل اختیار کرتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت افسردہ ہوئے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا ''اَنۡتَ وَمَالُکَ لِاَبِیۡکَ'' ''تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے''

(63) جنت کی بشارت

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو نیکوکاری میں زیادہ مشہور نہ تھا وہ مر گیا تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تمہیں علم ہے کہ فلاں شخص کو اللہ نے جنت میں داخل کر دیا ہے'' یہ سن کر لوگوں کو حیرانی ہوئی۔ چنانچہ ایک شخص اٹھ کر اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا: میرا شوہر کوئی زیادہ باعمل نہ تھا' البتہ! اس میں ایک اچھی خصلت تھی وہ شب و روز میں جب بھی مؤذن کی آواز سنتا تو وہ اس کی مانند کلمات کہتا' اس کے بعد وہ دریافت کرنے والا شخص واپس آ گیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا دور تھا جتنی مسافت پر آواز سنائی دیتی ہے تو رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک منادی نے یہ ندا کی'' اے شخص! تو فلاں گھرانے کے پاس آیا اور تو نے اس شخص کے عمل کے بارے میں ان سے پوچھا: اور انہوں نے تجھے ایسی ایسی باتیں بیان کی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام برحق نبی ہیں۔

(64) مکہ مکرمہ

حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''آج کے بعد سے قیامت تک یہاں مکہ میں جہاد نہیں کیا جائے گا'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی فتح مکہ کے دن فرمائی امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ مکرمہ کبھی کفر اختیار نہیں کریں گے کہ ان کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آئے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(65) ذی قار کی فتح

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اعلام النبوت میں نقل کیا کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے ارشاد فرمایا ''آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت عطا کی گئی ہے اور انہیں یہ مدد میری وجہ سے ملی ہے'' چنانچہ ذی قار کی لڑائی کی اطلاع آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی میں عربوں کو عجمیوں پر غلبہ عطا فرمایا اس وقت بنوشیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے اور یہ پہلا دن تھا جس میں عربوں نے اہل عجم کو شکست دی اور یہ ٹھیک اسی وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی غائبانہ خبر دی تھی۔

(66) قبیلہ ربیعہ

سدی نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بتایا کہ آج تمہارے پاس قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آئے گا جو تم سے شیطانی زبان میں گفتگو کرے گا چنانچہ حطیم بن ہند بکری اکیلا آیا اور اپنے قافلے کو مدینہ سے باہر چھوڑ آیا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ملاقات کی اجازت عطا فرمائی تو اس نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پیغمبرانہ دعوت سے آگاہ کیا اس نے کہا: مجھے مہلت دیجئے میرے کچھ ساتھی ہیں جن سے مشورہ کرنا ہے اس کے بعد وہ چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ کافر کا منہ لیکر آیا تھا اور غادر (بدعہد) کی پشت دیکر گیا ہے'' چنانچہ جاتے ہوئے وہ مدینہ کی چراگاہ سے اونٹ ہنکا کرلے گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر (غزوۂ خیبر) فتح فرمایا تو اہل خیبر سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اپنے اہل وعیال سمیت یہاں سے نکل جائیں گے مگر سونا چاندی ساتھ لے جانے کی اجازت نہ ہوگی اس کے بعد کنانہ اور ربیع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا ''تمہارے وہ برتن کہاں گئے جو تم اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے'' وہ بولے ہم ایسے حال میں بھاگے کہ زمین کے ایک حصہ میں ذلت و خواری نصیب ہوئی اور دوسرے میں عزت و شرافت تو ہم نے اپنی اشیاء اسی سلسلہ میں خرچ کر ڈالی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپانے کی کوشش کی تو مجھے اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ اس صورت میں تمہارا اور تمہاری اولاد کا خون مجھ پر مباح ہوگا''۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا ''تم فلاں زمین کی طرف جاؤ جس کی حالت یہ ہے پھر کھجوروں کے درختوں کے پاس آنا اور ایک بلند درخت کے پاس پہنچ کر دائیں بائیں دیکھنا وہاں جو کچھ ملے لے آنا'' چنانچہ وہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر گئے اور وہاں سے یہود کے برتن اور مال لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کی گردنیں ماردیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔

ابویعلی حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ان کے عامل کا خط آیا جس میں تحریر تھا کہ اس نے ترکوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی، یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضبناک ہوئے پھر عامل کو لکھ بھیجا جب تک تمہیں میرا حکم نہ پہنچے ترکوں کے ساتھ جنگ نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''ترک اہل عرب پر چڑھائی کریں گے یہاں تک کہ شیح اور قیصوم کے اگنے کی جگہ تک آجائیں گے''۔ شیح اور قیصوم دو بوٹیاں ہیں جو بلاد عرب میں پائی جاتی ہے۔

(67) خودکشی

بیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ فوت نہیں ہوا'' اس نے دوبارہ کہا: کہ وہ فوت ہو گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا ''نہیں وہ فوت نہیں ہوا ہے'' تو اس نے تیسری بار یہی بات کی تو سرکارِ دوعالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں اسے موت نہیں آئی بلکہ اس نے خودکشی کی ہے'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

(68) بادل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شدید گھٹا اٹھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''اس بادل کا مؤکل فرشتہ میرے پاس آیا اور سلام کر کے یہ بتایا کہ وہ اس بادل کو لیکر وادی یمن کی طرف جا رہا ہے جس کا نام صریح ہے'' اس کے بعد ایک شتر سوار آیا ہم نے اس سے اس گھٹا کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا ہاں یہ گھٹا اسی روز وادی یمن میں برسی تھی۔

بیہقی کہتے ہیں اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ فرشتہ ابر فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن وہاں بارش ہوئی ہے''۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ''ہمارے علاقے میں بارش کب ہوگی'' اس نے کہا ''فلاں دن'' اس وقت کچھ اہل نفاق وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا تاکہ اس پیش گوئی کی صداقت معلوم کر سکیں چنانچہ وہ اس پیش گوئی کی تصدیق کر کے ایمان لے آئے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''زَادَ کُمُ اللہُ اِیْمَانًا'' ترجمہ:۔ ''اللہ تمہارے ایمان میں اضافہ کرے''

(69) منافقین کا خفیہ منصوبہ

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے لوٹے تو راستے میں کچھ منافقین نے آپ علیہ السلام کے خلاف یہ خفیہ تدبیر کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھاٹی پر سے گرا دیں اور وہ اس کام کے لئے تیار ہو گئے اور منہ ڈھانپ لئے جب وہ گھاٹی پر پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں پھیر دیں چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سپر لیکر سامنے آئے اور ان کی سواریوں کے منہ پر مار کر انہیں بھگا دیا انہیں دیکھا تو انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانک رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ سمجھ گئے کہ ان کا منصوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہو گیا ہے چنانچہ وہ بھاگ کر لوگوں میں گھل مل گئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس آئے تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کا کیا ارادہ تھا''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہوں نے مجھے گھاٹی سے گرا دینے کا منصوبہ بنایا تھا''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں یہ اضافہ کیا حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے مطلع فرما دیا ہے۔ عنقریب میں تمہیں ان سے آگاہ کروں گا'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے بارہ کے نام حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ کی مہار تھامے چل رہا تھا جبکہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے یہاں تک کہ جب ہم گھاٹی پر پہنچے تو اچانک مجھے بارہ سوار نظر آئے جو راستہ روک کر کھڑے تھے میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھڑکا وہ پیٹھ دیکر فرار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو'' میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو نقاب پوش تھے فرمایا ''یہ منافق تھے جو قیامت تک حالت نفاق پر رہیں گے کیا تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کے عزائم کیا تھے ہم نے عرض کیا ''نہیں'' فرمایا ''ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اچانک اللہ کے رسول پر ٹوٹ پڑیں اور انہیں گھاٹی سے گرا دیں'' پھر دعا مانگی ''اے اللہ! انہیں دبیلہ سے تباہ کر'' ہم نے عرض کیا یہ دبیلہ کیا چیز ہے۔ فرمایا ''آگ کا شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کی رگ قلب پر پڑے گا اور اسے ہلاک کر دے گا''

امام مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک میرے ساتھیوں میں بارہ اشخاص ہیں جو منافق ہیں وہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گے ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہوگا دبیلہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان کے شانوں کے درمیان ظاہر ہوگا اور ان کے سینوں میں سے نکل جائے گا''

(70) منافقین کی نشان دہی

دلائل النبوت میں بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا ''اے لوگو! بے شک تم میں کچھ منافق ہیں لہٰذا جس کا میں نام لوں وہ کھڑا ہو جائے اے فلاں شخص! کھڑا ہو جا اے فلاں شخص! کھڑا ہو جا یہاں تک کہ 36 آدمیوں کے نام شمار کئے''۔

ابن سعد حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ کچھ منافقین ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور باہم بات چیت کی تو حضور ختم الرسل نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ خبر دی کہ ''تمہارے کچھ لوگوں نے اجتماع کیا ہے اور انہوں نے یہ بات کی ہے لہٰذا اٹھو اور اللہ سے معافی مانگو میں بھی تمہارے لئے معافی مانگتا ہوں'' مگر ان میں

سے کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا ”تم اٹھو گے یا تمہارے نام لیکر تمہیں کھڑا کروں“ بعدازاں ایک ایک شخص کو قم یا فلاں (اے فلاں شخص کھڑا ہو جا) کہہ کر کھڑا کیا تو وہ ذلیل ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

(71) شیطانی کردار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ اقدس کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام کے پاس کچھ مسلمان بھی بیٹھے تھے کہ اچانک آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا ”عنقریب تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہیں شیطانی آنکھوں سے دیکھے گا تم اس سے بات مت کرنا“ اسی اثناء میں ایک شخص آیا جس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ”تم اور تمہارے فلاں فلاں ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہیں“ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو بلا لایا پھر سب نے قسم کھا کر گالیاں نہ دینے کا عذر پیش کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی سورۃ المجادلہ آیت 18

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ
كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸

ترجمہ۔ ”جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسی ہی قسمیں اٹھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں“۔

(72) قیس بن مطاعہ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قیس بن مطاعہ ایک دن ایک ایسی مجلس میں آیا جہاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اس نے کہا: یہ اوس وخزرج کے لوگ تو اس شخص (پیغمبر علیہ السلام) کی مدد کرنے والے ہیں مگر ان فقیروں کا یہاں کیا کام۔ ابوسلمہ کہتے ہیں یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اس کا گریبان پکڑ لیا۔ پھر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور اس کی بکواس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا یہ سن کر رسول اللہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت قہر وغضب میں کھڑے ہوئے اور ردائے مبارک کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد الصلاۃ جامعۃ کی آواز دی گئی تو لوگ اکٹھے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد فرمایا ”لوگو بے شک پروردگار ایک ہے سب کا باپ (آدم) ایک ہے۔ دین ایک ہے عربیت نہ تو تمہارا باپ ہے نہ تمہاری ماں وہ تو صرف ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی زبان بولتا ہے وہ عربی ہے“ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ تلوار کھینچے قیس کو پکڑے ہوئے تھے کہنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منافق کے بارے میں کیا ارشاد عالی ہے فرمایا ”اسے جہنم میں

جانے دو' راوی کا بیان ہے کہ قیس بن مطاعہ بعدازاں مرتد ہو گیا اور حالت ارتداد ہی میں قتل ہوا۔

(73) عدم بخشش

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا "جو شخص ثنیۃ المرار چڑھے گا اس کے اس قدر گناہ جھڑیں گے جتنے بنی اسرائیل کے جھڑے تھے" تو سب سے پہلے بنوخزرج کا گروہ ثنیہ پر چڑھا اس کے بعد لوگ ثنیہ کی طرف لپکے یہ دیکھ کر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ان سب لوگوں کی بخشش ہو گئی ہے۔ سوائے سرخ اونٹ والے شخص کے" تو ہم نے اس شخص سے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری مغفرت کی دعا کریں اس نے جواب دیا بخدا! مجھے اپنے گمشدہ اونٹ کا پالینا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے صاحب (پیغمبر) میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ وہ بدو شخص اس وقت اپنے اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

(74) بدبخت سوار

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے جس وقت عسفان میں پہنچے تو وہاں رات بسر کی آخر شب وہاں سے کوچ کیا تا آنکہ ذات الحنظل گھاٹی میں پہنچے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ گھاٹی اس دروازے کی مانند ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا"۔ سورۃ البقرآیت 58

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ
رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ۔ "اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور اس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں"

یعنی جو کوئی آج کی رات اس گھاٹی کو عبور کرلے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جب ہم گھاٹی میں اترے تو وہاں پڑاؤ کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوسکتا ہے قریش ہماری آگ کی روشنیاں دیکھ لیں فرمایا "اے ابا سعید! وہ تمہیں ہرگز نہیں دیکھ سکیں گے" جب صبح ہوئی تو حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی بعدازاں فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! آج کی شب اس سارے لشکر کی مغفرت ہو گئی ہے سوائے ایک پستہ قد بدبخت سوار کے" تو لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے دیکھنا شروع کیا مگر وہ ان میں موجود نہ تھا چنانچہ ہم اسے دیکھنے کے لئے گئے تو وہ ایک بدو نکلا۔ وہ اپنے اونٹ کی تلاش میں پہاڑیوں کی

طرف نکل گیا وہاں اس کا پاؤں پھسلا اور گر کر مر گیا اور اس کی موت کی کسی کو خبر نہ ہوئی تا آنکہ اسے درندوں نے نوچ کھایا۔

(75) لعن طعن

امام بغوی وغیرہ آئمہ رحمہما اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں اس امت کا خاتمہ اس وقت تک نہیں ہوگا حتّٰی کہ امت کے پچھلے حصے کے لوگ پہلوں پر زبان طعن دراز کریں گے اس پیش گوئی کا تحقق ہو چکا ہے کیونکہ بہت سے اہل بدعت بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

(76) زوال

بیہقی و ابوداؤد میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ زمانہ قریب ہے جب دنیا کی قومیں تمہارے خلاف ایکا کر کے ایک دوسرے کو یوں پکاریں گی جیسے کھانے والے دسترخوان پر ایک دوسرے کو بلا کر ٹوٹ پڑتے ہیں" اس پر ایک شخص نے حیرانی سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی فرمایا "نہیں تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تم اس طرح ناکارہ اور ناتواں ہو جاؤ گے جیسے سیلاب کی سطح پر خس و خاشاک۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں الدھن یعنی بزدلی اور کمزوری ڈال دے گا" دریافت کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ دھن کیا ہوتا ہے۔

"قَالَ حُبُّ الدُّنیَا وَ کَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ"

ترجمہ:۔ "فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت"

(77) وصیت

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا انہیں اس بات کی مطلقاً پرواہ نہ ہوگی کہ مال ان کے پاس حلال ذریعہ سے آرہا ہے یا حرام سے"

بیہقی و ابن ماجہ میں ابوہارون عبدری کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ "وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی وجہ سے خوش آمدید کہتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ذکر فرمایا کہ "عنقریب اطراف و اکناف سے لوگ تمہارے پاس دین سیکھنے کیلئے آئیں گے تو انہیں بھلائی کی وصیت کرنا"

(78) شراب خوری

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی اور فرمایا ''میری اُمت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر دوسرا نام رکھ لیں گے''۔

(79) امام ابو حنیفہ ومحدثین کرام رحمہما اللہ

ابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر علم دین ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو یہ فرزندان عراق اسے حاصل کرتے'' ان لوگوں سے مراد حضرت امام ابوحنیفہؒ (80ھ-150ھ) اور آئمہ فقہاء ومحدثین رحمہما اللہ ہیں جن کا تعلق عراق سے ہے۔

(80) غلبہ دین

ابونعیم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ دین اسلام غالب ہوگا یہاں تک کہ سمندروں سے پرے تک نکل جائے گا اور لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے کرتے اپنے گھوڑے سمندروں میں ڈال دیں گے اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پڑھے گی اس قوم کے لوگ دعویٰ کریں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے ہم سے بڑھ کر کون قاری ہے۔ ہم سے زیادہ کون فقیہہ ہے اور ہم سے زیادہ علم کس کے پاس ہے'' پھر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف التفات کر کے فرمایا ''کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی ہوگی ایسے لوگ تو جہنم کا ایندھن ہوں گے''

(81) اہل عجم

احمد، حاکم، ابونعیم، طبرانی، بزار رحمہما اللہ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں حضور سرور کونین سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ وقت قریب ہے جب اللہ تعالیٰ اہل عجم کو تمہارا زیردست کرے گا پھر انہیں دلیر کردے گا کہ وہ تمہارے سامنے سے بھاگیں گے نہیں بلکہ تمہارے جنگجوؤں کا قتل عام کریں گے اور تمہارے مال ہڑپ کر جائیں گے''

(82) دین کا سودا

ابویعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے ''یہ سلسلہ روز وشب ابھی ختم نہ ہوگا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر صدا دے گا، ہے کوئی جو چند ٹکوں کے عوض ہم سے اپنے دین کا سودا کرلے''

(83) اہل قریش

مسند احمد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بصرہ آئے وہاں حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاکم تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار کہتا ہے ''صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ'' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا'' تو عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی اس شخص نے کہا کہ میں سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قبیلے کے ایک معزز جوڑے کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ بیٹا وہاں ہے اسے اس کے والدین کے پاس لے جاؤ'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ اس کا فدیہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہم ''آل (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شایان شان نہیں کہ ہم اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی کی جان کا فدیہ کھائیں'' پھر فرمایا ''مجھے تو خود اہل قریش کی جانوں کا اندیشہ ہے'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انہیں کیا خطرہ درپیش ہے فرمایا ''اگر تمہیں عمر دراز ملی تو دیکھو گے تو تم قریش کو اس مقام پر ایسے دیکھو گے جیسے بکریاں دو تالابوں کے درمیان ہوں کبھی اس تالاب پر جاتی ہیں کبھی اس تالاب پر'' اب میں بچشم خود مشاہدہ کر رہا ہوں کہ کبھی لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اذن باریابی چاہتے ہیں کبھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذن ملاقات کے خواہش مند ہیں یہ منظر دیکھ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا۔

(84) آئمہ نماز

ابن سعد، ابن ماجہ میں سلامہ بنت حر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ وہ نماز کیلئے صف باندھ کر دیر تک کھڑے ہوں گے مگر انہیں نماز پڑھانے کے لئے امام نہیں ملے گا''

(85) جاہل فقیہہ

متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے علم براہ راست نہیں اٹھائے گا بلکہ ایک ایک کر کے علماء اٹھالے گا یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی نہ رہے گا تو یہ حالت ہو جائے گی کہ لوگ جہلاء کو اپنا پیشوا بنالیں گے پس ان سے فتوے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی بے علمی اور جہالت سے فتوے صادر کریں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''

(86) قضاء وقدر اور دینی زوال

ابو یعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے اپنی امت کے بارے میں یہ خوف ہے کہ وہ قضا وقدر کا انکار کریں گے جبکہ ستاروں کے اثرات پر یقین کرلیں

گے''۔ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس دین کیلئے اقبال (ترقی) اورادبار (زوال) بھی ہے اقبال اس کا یہ ہے کہ ایک سارے کا سارا قبیلہ اس کی سمجھ حاصل کرے گا سوائے ایک دو فاسقوں کے جو اہل قبیلہ کی نظر میں انتہائی حقیر و ذلیل ہوں گے اگر وہ کلام کریں گے تو لوگ انہیں دبا دیں گے اور ان کی گفتگو سے ناراض ہوں گے اور ادبار اس دین کا یہ ہے کہ قبیلے کے تمام لوگ جفا پیشہ ہوں گے۔ سوائے ایک یا دو آدمی دین کی سمجھ رکھنے والے اور وہ بھی تمام لوگوں کی نظر میں بے قدر۔ وہ جب بات کریں گے تو لوگ ان پر دھونس جمائیں گے اور ان پر ظلم وزیادتی کریں گے مزید برآں دینی زوال کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو برا کہیں گے حالانکہ وہ خود لعنت کے مستحق ہوں گے وہ کھلے عام شراب پئیں گے لہٰذا اس زمانے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا ان پچاس صحابیوں کے برابر اجر وثواب کا مستحق ہوگا جنہوں نے میرا دیدار کیا مجھ پر ایمان لائے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی''

طبرانی میں ہی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ نہ تو نیکی کا حکم دیں گے نہ برائی سے منع کریں گے''

(87) جوان اور سرکش عورتیں

طبرانی وابویعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق وفجور میں مبتلا ہوجائیں گے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے فرمایا ''بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقدس فریضہ چھوڑ دو گے'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے حیرانی سے سوال کیا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے فرمایا ''ہاں! بلکہ اس سے شدید تر ہوگا'' پھر فرمایا ''اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم نیکی کو برائی اور منکر کو معروف دیکھو گے''۔

(88) مصیبتیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ' رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے علماء سے بغض وعداوت رکھیں گے بازار آباد وبارونق ہوں گے اور لوگ مال ودولت کے حصول کی خاطر نکاح کریں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں چار باتوں میں مبتلا کر دے گا (1)۔قحط سالی (2)۔بادشاہوں کا ظلم وستم (3)۔حکمرانوں کی خیانت اور (4)۔ دشمن کا غلبہ

(89) عریاں عورتیں

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول کریم سرکارِ دوعالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس امت کے آخری حصہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ وہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی''

(90) گرہیں

طبرانی' حاکم' احمد میں حدیث ہے حضور سرور کائنات ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''اسلام کی تمام گرہیں ایک ایک کر کے کھل جائیں گی جب کبھی اس کی کوئی گرہ کھلے گی تو لوگ دوسری گرہ سے وابستہ اور متعلق ہو جائیں گے اس کی سب سے پہلے کھلنے والے گرہ حکومت والی ہے اور سب سے آخر میں نماز والی گرہ کھلے گی''۔

(91) ایام صبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہی ہے جیسے ہاتھ میں انگارا پکڑنا اس زمانے میں نیک عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا وہ پچاس ہم میں سے یا انہیں لوگوں میں سے فرمایا'' تم میں سے''

(92) مرنے کی تمنا

طبرانی و بزار حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''تم پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ تم ایک شخص پر اس کے بے زری اور مفلسی پر رشک کرو گے جس طرح اب تم آدمی کے کثرت مال و اولاد پر رشک کرتے ہو اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر اس طرح لیٹے گا جس طرح جانور زمین پر لیٹتا ہے اور کہے گا اے کاش! میں تمہاری جگہ (قبر میں) ہوتا اور اس کی یہ تمنا اس لئے نہیں ہوگی کہ اسے خدا سے ملنے کا شوق ہوگا اس نے کوئی صالح عمل آگے بھیجا ہوگا بلکہ اس کی اس شدید خواہش کا سبب مصیبت کا ازالہ ہے جو مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے''

(93) سچ اور جھوٹ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچے آدمی کی تکذیب کی جائے گی اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا امین شخص خیانت کرے گا اور امانتیں خیانت کاروں کے سپرد کی جائیں گی۔ آدمی بن بلائے گواہی دے گا اور حلف اٹھائے گا اور کمینے اور گھٹیا لوگ سعادت مند سمجھے جائیں گے''

ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگ پھلدار

درخت ہیں لیکن عنقریب خاردار ہو جائیں گے اگر تم ان کی بات کا رد کرد و گے تو وہ تمہاری بات کا رد کریں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے راہ فرار اختیار کرو تو وہ تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے'' راوی نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایسے لوگوں سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے فرمایا''اپنے فاقے کے دن کیلئے اپنا مال انہیں قرض دے دو''

(94) امر بالمعروف

طبرانی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ کب چھوڑ دیا جائے گا فرمایا ''جب تم اسی بگاڑ میں مبتلا ہو جاؤ گے جس میں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے تھے اور جب تمہارے نیکو کار بدکاروں سے صرف نظر کریں گے۔ دین کی سمجھ اور فقاہت شریر لوگوں میں رہ جائے گی اور حکومت غیر صالح لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی''

(95) سلف پر طعن

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب امت کا آخری حصہ پہلوں پر لعن طعن کرے گا تو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث چھپائی اس نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو پوشیدہ رکھا''

(96) علانیہ عمل

طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو علانیہ کاموں کو پسند کرنے والے ہوں گے اور رازداری کے مخالف ہوں گے''۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسے ہوگا فرمایا''ایک دوسرے سے رغبت اور دلچسپی کے باعث اور ایک دوسرے سے خوف کی وجہ سے''

(97) انسان نما شیطان

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''عنقریب آخری زمانے میں ایسی قومیں آئیں گی جن کے منہ آدمیوں جیسے ہوں گے مگر دل ان کے شیطانوں جیسے ہوں گے وہ قبیح اور بری باتوں کی پرواہ نہیں کریں گے اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تم کو ہلاکت میں ڈال دیں گے اور اگر ان سے چھپ کر علیحدہ رہو گے تو وہ تمہاری غیبت اور برائی بیان کریں گے۔تم سے بات کریں

گے تو جھوٹ بولیں گے اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ اس میں خیانت کریں گے ان کے بچے انتہائی بدتمیز اور بداخلاق ہوں گے ان کے جوان شاطر اور چالاک ہوں گے اور ان کے بوڑھے ایسے بدبخت ہوں گے جو نیکی کا حکم نہ دیں گے نہ برائی سے منع کریں گے ان کے ساتھ عزت حاصل کرنا ذلت کا باعث ہوگا۔ ان کی دولت کی خواہش و طلب محتاجی کا ذریعہ ہوگی"

اَلْحَلِیْمُ فِیْهِمْ غَاوٍ وَالْاٰمِرُ فِیْهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ مُتَّهِم" وَالْمُؤْمِنُ فِیْهِمْ مُسْتَضْعِف" وَالْفَاسِقُ فِیْهِمْ شَرَفَ السُّنَّةُ فِیْهِمْ بِدْعَة" وَالْبِدْعَةُ فِیْهِمْ سُنَّة" فَعِنْدَ ذٰلِکَ یُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ شِرَارَهُمْ وَ یَدْعُو خِیَارَهُمْ فَلَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ

ترجمہ۔ "حلیم شخص ان میں گمراہ نیکی کا حکم دینے والا متہم، مومن کمزور اور فاسق ان میں عزت دار ہوگا سنت بدعت ہو جائے گی اور بدعت سنت اس وقت اللہ ان پر ان کے شریر لوگوں کو مسلط کر دے گا پھر ان کے اچھے لوگ دعا مانگیں گے تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی"

(98) عاجزی وانکساری

احمد، ابو یعلیٰ، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "ایسا وقت بھی آئے گا کہ آدمی کو عجز و درماندگی اور بدکاری میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا لہٰذا جو شخص اس زمانے کو پائے تو وہ بدکاری کی بجائے عجز و درماندگی کو اختیار کرے"

(99) دیگر امتوں کے امراض

طبرانی میں حدیث شریف ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "عنقریب میری امت کو دیگر امتوں کی بیماری لگ جائے گی"۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَادَاءُ الْاُمَمِ قَالَ الْاَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّدَابُرُ وَالتَّنَافُسُ وَالتَّبَاغُضُ وَالْبُخْلُ حَتّٰی یَکُوْنَ الْبَغِیُّ ثُمَّ یَکُوْنَ الْهَرَج

ترجمہ۔ یارسول اللہ! یہ امتوں کی بیماری کیا ہے فرمایا "برائی کا علانیہ اظہار، مال پر اترانا، ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے دشمنی، نفسانیت، ایک دوسرے سے بغض و عداوت اور کنجوسی یہاں تک کہ بدکاری بڑھ جائے گی پھر قتل و غارت ہوگی"

طبرانی کی ایک اور روایت میں ہے "پاکباز لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور پیچھے خس و خاشاک اور ردی لوگ رہ جائیں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہ ہوگی"

(100) نماز وحیاء

ابو یعلیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سب

سے پہلے اس امت سے حیاء اور امانت اٹھ جائے گی اور سب سے آخر جو چیز رہے گی وہ نماز ہے"

(101) بعد از مرگ کلام

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے از طریق ربعی بن خراش رحمۃ اللہ علیہ روایت کیا کہ میرا بھائی ربیع رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گیا وہ ہم سے زیادہ روزہ دار اور شب زندہ دار تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپ دیا تو وہ مسکرا پڑا میں نے کہا بھائی! مرنے کے بعد زندہ ہو، کہا نہیں بلکہ اپنے پروردگار سے ملاقات کی ہے اس نے نعمتوں اور خوشنودی سے استقبال کیا ہے۔ میں نے پوچھا امر آخرت کیسا ہے۔ کہا تمہارے وہم وگمان سے بھی زیادہ آسان اس واقعہ کا تذکرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا گیا تو فرمایا: ربعی نے سچ کہا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "میرا ایک امتی مرنے کے بعد کلام کرے گا وہ بہترین تابعی ہوگا"

(102) صلہ بن اشیم

ابو نعیم، بیہقی اور ابن سعد رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ یزید بن جابر کہتے ہیں، ہمیں روایت پہنچی ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں ایک شخص صلہ بن اشیم ہوگا جس کی شفاعت سے اتنے اتنے (یعنی کثیر تعداد میں) لوگ جنت میں جائیں گے"

(103) حضرت وھب بن مبنہ

بیہقی وابن عدی وعبادہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میری امت میں ایک شخص وھب نامی ہوگا اللہ اسے حکمت اور دانائی سے نوازے گا اور ایک اور شخص ہوگا جسے غیلان کہیں گے وہ لوگوں کے لئے ابلیس سے زیادہ ضرر رساں ہوگا"۔ بیہقی کہتے ہیں اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔

(104) محمد بن کعب القرظی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بیہقی وابن سعد کا بیان ہے کہ ابو بردہ ظفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "دو کاہن گروہوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو قرآن اس خوبی کے ساتھ پڑھے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کر سکے گا"

نافع بن یزید کہتے ہیں ہم اس پیش گوئی کا مصداق محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیتے تھے، یہ دونوں کاہن گروہ بنو قریظہ اور بنو نضیر تھے۔ عون بن عبد اللہ کا کہنا ہے ہم نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ تاویل قرآن کا عالم نہیں دیکھا۔

(105) اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا ''یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں اس کی ماں رہ جائے گی اس کے جسم پر برص کی سفیدی تھی اس نے دعا مانگی تو وہ سفیدی جاتی رہی۔ سوائے ایک درہم کی جگہ کے اس کا نام اویس ہے تو تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرے''

بیہقی میں دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تابعین میں ایک شخص قرن کے علاقہ میں ہوگا اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اس کے جسم پر ایک سفیدی ظاہر ہوگی جس کے ازالہ کے لئے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو وہ سفیدی دور ہو جائے گی''

حاکم، ابن سعد سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں جنگ صفین میں ایک شامی شخص نے پکار کر کہا کیا تم میں اویس قرنی ہے انہوں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''بے شک خیر التابعین اویس قرنی ہے'' اس کے بعد گھوڑے کو ایڑ لگا کر ان میں شامل ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اویس قرنی سے دعائے مغفرت کی درخواست کی تو عرض کیا۔

کَیْفَ اَسْتَغْفِرِ لَکَ وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ ''میں آپ کیلئے کیسے مغفرت کی دعا کر سکتا۔ حالانکہ آپ بزرگ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔''

فرمایا ''میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا کہ اویس خیر التابعین ہیں''

سید احمد دحلان مکی ''سیرت النبی'' میں تحریر فرماتے ہیں ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکابرین امت کے بارے میں جو خبریں دی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نقل فرمائی ہے۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ (بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن دودمان بن ناجیہ بن مراد بن مالک بن ادمرادی مزحجی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ اصابہ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آذربائیجان کے معرکہ کارزار میں شریک تھے۔ پہلے قول کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 32ھ اور ثانی قول کے مطابق 37ھ میں شہادت پائی) اپنی ماں کے خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات سے محروم رہے حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اقدس پایا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خیر التابعین ہونے کی شہادت دی تھی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''تمہارے پاس یمن کی امدادی فوج کے ساتھ اویس آئے گا جس کا تعلق بنو قرن کی شاخ مراد سے

ہے اسے برص کا مرض تھا مگر اب سوائے ایک درہم جگہ کے سارا داغ مٹ چکا ہے تم میں سے جو شخص اس سے ملے تو اس سے ضرور اپنی بخشش کی دعا کرائے''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ''اس کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے' بال سفید' شانوں کا درمیانی حصہ چوڑا' رنگ گورہ' گردن خشیت الٰہی کی وجہ سے سینہ پر جھکی ہوئی، نظریں مقام سجدہ پر گڑی ہوئیں۔ اندیشہ جاں سے گریاں' چیتھڑوں میں ملبوس' کوئی خبر گیری نہ کرنے والا، ساکنان زمین میں گمنام اور اہل آسمان میں ان کا شہرہ

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَا بَرَّا اللهُ

ترجمہ:۔ ''اگر وہ اللہ کی ذات پر (اعتماد کرتے ہوئے) قسم کھالے تو خدا اس کی قسم ضرور پوری کرے''

''اس کے بائیں شانے کے نیچے ایک سفید داغ ہوگا جب قیامت کے دن لوگوں کو حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو اس وقت اویس (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہا جائے گا تم اپنی جگہ ٹھہرو! اور شفاعت کرو پس اللہ تعالیٰ بنو ربیعہ اور بنو مضر کے لوگوں کے برابر لوگوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا'' ''اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب تمہاری اویس سے ملاقات ہو تو اس سے اپنی مغفرت کیلئے دعا کا مطالبہ کرنا'' تو وہ دونوں کئی سال تک اویس کی تلاش میں رہے مگر اس سے ملاقات نہ ہوسکی پھر جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو انہوں نے کوہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر صدا دی اے اہل یمن! کیا تم میں اویس رحمۃ اللہ علیہ ہے تو ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا ہمیں نہیں معلوم کہ اویس رحمۃ اللہ علیہ کون ہے البتہ! میرا ایک گمنام وغیر معروف بھائی ہے جو اس قابل نہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے وہ ہمارے اونٹ چراتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے بارے میں شبہ سا ہو گیا اس لئے پوچھا: وہ کہاں ہے اس شخص نے کہا: ''وہ اراک عرفات میں ہے'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر اس کے پاس گئے وہ اس وقت حالت نماز میں کھڑا تھا نماز سے فراغت کے بعد دونوں نے اسے سلام دیا اور کہا وہ کون شخص ہے اس نے جواب دیا اجرت پر اونٹوں کو چرانے والا ان دونوں نے فرمایا: ہم اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہے تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا: (عبد اللہ) اللہ کا بندہ فرمایا ہم سب اللہ کے بندے ہیں یہ بتاؤ! تمہارا نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے عرض کیا آپ مجھ سے چاہتے کیا ہیں تو اس وقت ان دونوں یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کی خبر دی اور مطالبہ کیا کہ وہ اپنا سفید داغ کھول کر دکھائے جو بائیں شانے کے نیچے ہے پس اس نے پردہ ہٹا کر دکھایا تو ان کے نزدیک وہ وصف ثابت ہو گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا پھر ان دونوں نے حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی جیسا کہ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا بعد ازاں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو ان دونوں نے اپنا تعارف کرایا یہ سن کر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ احتراماً کھڑے ہو گئے اور دونوں کو سلام عرض کیا اور کہا

اللہ آپ دونوں کو امت محمدیہ کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ نیز دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: تم یہاں ٹھہرو میں تمہارے لئے خرچ اور لباس لے کر آتا ہوں عرض کیا "میں اس کا وعدہ نہیں دے سکتا اور آج کے بعد آپ مجھے دیکھیں گے بھی نہیں میں خرچ اور کپڑے لیکر کیا کروں گا یہ کہہ کر وہ نماز میں مشغول ہو گئے" صحیح حدیث میں آیا ہے "تابعین میں سے بہترین شخص اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہوگا"

(106) عذرائے حجر کے مقتول

ابن عساکر و بیہقی نے بیان کیا کہ ابو الاسود کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: آپ نے عذرائے حجر کے باشندوں کو کیوں قتل کیا۔ انہوں نے جواب دیا میرے خیال میں انہیں قتل کرنا بہتر تھا اور انہیں باقی رہنے دینا فساد کا موجب تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "عنقریب عذراء کے مقام پر لوگ قتل کئے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان کے مکین غضبناک ہوں گے"

(107) عالم مدینہ منورہ

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عنقریب لوگ علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر کرتے ہوئے اپنے اونٹوں کے جگر گھسا دیں گے مگر انہیں مدینہ طیبہ کے عالم سے زیادہ علم والا نہیں ملے گا"

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "قریش کو برا بھلا نہ کہو ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا"۔

(108) گروہ حق

صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آوے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہونگے"

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے اوپر لڑتی رہے گی ایک جماعت مسلمانوں کی قیامت ہونے تک"

(109) حجاج بن یوسف ثقفی (75ھ تا 95ھ عراق)

صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حجاج

بن یوسف سے کہا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''قبیلہ بنو ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک ظالم ہوگا''۔ ''کذّاب تو ہم نے دیکھا ہوا ہے رہا ظالم تو میرے خیال میں وہ تم ہی ہو'' یہاں کذّاب سے مراد ہے مختار بن عبید ثقفی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ عراقیوں نے اپنے حاکم پر سنگ باری کی ہے تو آپ برہم ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی ''اے اللہ! جنہوں نے مجھے الجھاؤ میں ڈالا ہے تو ان پر ان کا معاملہ الجھا دے اور جلد اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کر دے جو ان میں زمانہ جاہلیت کی سی حکومت کرے، نہ ان کے نیکوکاروں کا عذر قبول کرے نہ ان کے بدکاروں سے درگزر کرے'' یہ اس زمانے کی بات ہے جب حجاج ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

ابن سعد اور بیہقی نے بیان کیا ابوالیمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا اور انہوں نے غضبناک ہو کر حجاج کے جلد ظہور کی دعا مانگی جس کا ظاہر ہونا لازمی امر تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (12ھ-112ھ بقول بعض 21ھ تا 110ھ) سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو بددعا دی۔ ''اے اللہ! میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے میرے ساتھ بدعہدی اور خیانت کی۔ میں نے ان کی خیر خواہی کی مگر انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا لہٰذا ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر جو دراز دامن (متکبر) اور بڑا ظالم ہے اور جو عراق کی شادابی برباد کر دے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا وہ ان پر جاہلیت کے انداز سے حکومت کرے گا'' حضرت حسنؒ فرماتے ہیں یہ پیش گوئی اس وقت کی ہے جب حجاج پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

حضرت صہیب بن صہیب سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ایک شخص سے فرمایا ''اللہ کرے تجھے موت نہ آئے یہاں تک کہ ثقفی جوان کو دیکھ لے'' پوچھا گیا یہ ثقفی جوان کیا بلاء ہے فرمایا ''وہ ظالم ہے جس سے قیامت کے روز کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے ایک گوشہ اختیار کرے۔ وہ بیس سال سے زائد حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہر معصیت کا ارتکاب کرے گا۔ سوائے ایک معصیت کے، کیونکہ اس کے اور اس کی معصیت کے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے وہ اس دروازے کو توڑ ڈالے گا یوں وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ وہ نافرمانوں کے ساتھ فرمانبردار لوگوں کو بھی قتل کرے گا''

(110) بغداد شہر

ابونعیم حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''دجلہ اور دجیلہ اور صراط اور قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا جس میں روئے زمین کے جابر اکٹھے ہوں گے اس کی طرف زمین کا خراج آئے گا وہ زمین دھنسنے کے لحاظ سے شور زمین سے زیادہ تیز واقع ہوگی''

(111) کوفہ اور بصرہ کی خبریں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ختم الرسّل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ بلحاظ قبلہ زیادہ صحیح و راست ہے وہاں مساجد کی اور موذنین کی کثرت ہوگی۔ اس سرزمین سے اتنی بلائیں دور کی جائیں گی کہ اتنی دیگر تمام شہروں سے نہ کی جائیں گی''

عبد اللہ بن احمد زوائد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کوفہ کا ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ ''ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی'' پھر اہل بصرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ ''اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والوں کی کثرت ہوگی اللہ تعالیٰ ان سے ناگوار باتوں کو دور کردے گا''

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سیّد المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے ان میں ایک شہر بصرہ ہوگا جو خسف اور مسخ کی زد میں آئے گا''

(112) فاسق قاری

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''آخری زمانے میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری ہوں گے''

(113) دنیوی باتیں

بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک زمانہ آئے گا جب لوگ مسجدوں میں دنیوی باتیں کریں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں''۔

زبان دراز

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کتاب الزہد میں بکر بن سوادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نعمتوں میں آنکھ کھولیں گے اور ناز و نعمت میں پروان چڑھیں گے ان کی ساری توجہ رنگ رنگ کے کھانوں اور طرح طرح کے کپڑوں پر ہوگی وہ انتہائی زبان دراز ہوں گے اور ایسے لوگ ہی میری امت کے بدترین لوگ ہیں''

(114) فتنہ اولاد

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایسا وقت آئے گا کہ دین دار آدمی اپنے دین کی سلامتی کیلئے ایک چوٹی سے دوسری چوٹی اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے گا جب ایسا وقت آجائے گا تو روزگار کا حصول خدا کی ناراضی میں ہوگا اس وقت آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور اس کے اولاد کے ہاتھوں ہوگی اگر اس کی بیوی اور بچے نہ ہوں گے تو اس کے والدین اس کی ہلاکت کا باعث ہوں گے اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوں گے تو اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ہاتھوں مارا جائے گا'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے از راہ تعجب پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیونکر ہوگا فرمایا ''وہ اسے تنگی روزگار اور مفلسی کی عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ایسے خطرناک کاموں میں ڈال لے گا جو اسے برباد کر دیں گے''

(115) حج

زبیر بن بکار ''موفقیات'' میں عمرو بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ حکمران حج کو سیر سپاٹے، مالدار تجارت اور فقراء گدا گری کا ذریعہ بنالیں گے''۔

(116) تکبر

ابونعیم وبیہقی رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب میری امت میں تکبر اور بانکپن آجائے گا ان کے خدمتگار فرزندان فارس وروم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کے بدکار لوگوں کو نیکوکار لوگوں پر مسلط کر دے گا''

(117) مسجد نبوی میں توسیع

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں سرتاج الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میری اس مسجد کو وسیع کر کے صنعائے یمن تک تعمیر کیا گیا تو یہ مسجد میری ہی ہوگی''

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام زرکشی نے احکام المساجد میں ارشاد فرمایا اگر یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ثابت ہو جائے تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نبوت میں شمار ہوگی کیونکہ اس روایت میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توسیع کی جائے گی اور ایسی توسیع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پھر اس کے بعد ہوتی رہی۔

(118) مسلم گروہ

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دوعظیم گروہوں کے درمیان شدید قتل و غارت ہوگی' حالانکہ ان کا دعوی ایک ہی ہوگا''

(119) باغیانہ طرز عمل

صحیح مسلم میں حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عراق نے اپنا درہم اور قفیز روک لیا' شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا اور مصر نے اپنا اروب اور دینار روک لیا اور تم اسی طرف لوٹ گئے جہاں سے چلے تھے''

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ یحیی بن آدم نے فرمایا کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قفیز اور درہم کا اس وقت ذکر فرمایا جبکہ ملک عرب میں ان کا رواج نہ تھا اور بعد میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جاری فرمایا۔

ابوداؤد اور دیگر ائمہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عراق کیلئے ذات عرق میقات مقرر کیا تا کہ حج کے لئے احرام وہاں سے باندھیں۔ حالانکہ اہل عراق میں سے اس وقت تک کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عراق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد فتح ہوا۔

(120) خواہشات نفس

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''سن ساٹھ کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات نفس کی پیروی کریں گے جس کی وجہ سے وہ گمراہی میں پڑیں گے ان کے بعد ایسے نابکار ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا''

(121) اہل حرہ کا قتل

حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول رحمت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر کیلئے روانہ ہوئے جب حرہ زہرہ کے پاس سے گزرے تو رک کر'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ '' پڑھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا ''اس حرہ کے مقام پر میرے اصحاب کے بعد میرے

بہترین امتی قتل کیے جائیں گے"۔ امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسی روایت آئی ہے جو اس کی تاکید کرتی ہے۔ پھر امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت تخریج کی۔ انہوں نے فرمایا: اس آیت کی تاویل 60ھ کے اختتام پر ظاہر ہوگی مراد یہ ہے کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ منورہ میں داخل کیا۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ سورۃ الاحزاب آیت 14

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ
لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا

ترجمہ۔ "اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حرہ کے دن سات سو حفاظ (حافظ) قرآن شہید کئے گئے جن میں تین سو صحابی تھے اور یہ واقعہ یزیدی عہد حکومت (60ھ-64ھ) میں ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ حرہ کا واقع بدھ کے دن ستائیں ذی الحجہ 63ھ کو رونما ہوا۔

(122) بیماری سے حفاظت

مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے "عنقریب تم ملک شام کی طرف ہجرت کرو گے اور شام تمہارے لئے فتح ہوگا پھر تم میں ایک وباء پھیلے گی جو گلٹی کی مانند ہوگی یا گوشت کے ایک لمبے ٹکڑے کی طرح۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہیں شہادت نصیب ہوگی اور تمہارے اعمال پاکیزہ بنیں گے"

طبرانی میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم ایک منزل پر پڑاؤ کرو گے اس جگہ کا نام جابیہ ہے وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹوں کی غدود کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کا رتبہ دے گا نیز تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضور سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں۔ یہ طاعون کیا بلا ہے فرمایا "طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن وطاعون دونوں کی موت شہادت ہے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول رحمت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مدینہ منورہ کے تمام دروازوں پر فرشتے محافظت پر مامور ہیں وہ طاعون کو داخل ہونے دیں گے نہ دجال کو"

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں علماء اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ قرار دیتے ہیں کیونکہ

تمام اطباء اسے کسی علاقے سے دور کرنے بلکہ کسی بستی سے دفع کرنے سے عاجز ہیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے طاعون مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے باز رہی ہے اور اس عرصہ دراز میں اس کے امتناع کی خبر دینا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال 911ھ کو ہوا جبکہ ہم نے آج تک طاعون کے مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کی خبر نہیں سنی۔ یہ سب مخبر صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے۔

(123) حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دوران سفر فرمایا ''جندب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع الخیر ہے'' تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی وضاحت پوچھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جندب ایسی ضرب لگائے گا جس میں وہ ایک امت کی مثل ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے عرصہ پہلے جنت میں جائے گا'' چنانچہ ولید بن عقبہ جب خلافت عثمانی میں کوفے کا والی بنا تو اس نے ایسا شخص بٹھایا جو جادو کرتا تھا اور لوگ اس کی طرف مارنے جلانے کی نسبت کرتے تھے۔ اس وقت حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار لیکر آئے اور اس جادوگر کی گردن اڑا کر کہا ''اب اپنے کو زندہ کر کے دکھا'' جہاں تک زید بن صوحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے ان کا ایک ہاتھ جنگ قادسیہ میں کٹ گیا تھا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(124) جزیرۃ العرب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ گمراہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کریں البتہ! ان کے درمیان جنگ وجدل کی ترغیبات موجود رہیں گی''

(125) حوض کوثر

بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے اُحد کیلئے آٹھ سال بعد دعائے مغفرت فرمائی گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں پھر منبر شریف پر تشریف لا کر فرمایا ''لوگو! میں تمہارے لئے آگے میر سامان

ہوں اور تمہارے اوپر گواہ ہوں نیز تمہاری میری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے۔ میں اسی مقام سے اپنے حوض کوثر کا نظارہ کررہا ہوں مزید برآں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کردی گئی ہیں مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے البتہ! اس بات کا خوف ہے کہ تمہارے پاس متاع دنیا کی فراوانی ہوگی اور تم اس کے حرص میں باہم برسر پیکار ہو جاؤ گے۔ پس تم اس طرح ہلاکت میں پڑ جاؤ گے جیسے تم سے پہلے ہلاک ہوئے ہیں"۔

(126) وصال شریف

مشکوۃ شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خاص بندے کو یہ اختیار دیا ہے چاہے تو دنیا کی بہاریں لوٹے چاہے تو بارگاہ خداوندی کی نعمتوں سے لذت اندوز ہو تو اس بندے نے آخرت کی نعمتوں کا انتخاب کرلیا" یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے باپ اور مائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں" تو ہمیں ان کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک بندے کا ذکر فرمارہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیاوی بہاروں اور اخروی نعمتوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا ہے اور یہ بزرگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں "ہمارے باپ اور مائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں" (دراصل وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات مقدسہ تھی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزاج شناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی وجہ سے یہ راز پا گئے تھے کیونکہ وہ ہم سے سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

(127) حجۃ الوداع

سیرت ابن ہشام میں ہے "ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (حمد وثناء کے بعد) "لوگو! میری بات غور سے سنو! شاید اگلے سال تم سے اس مقام پر دوبارہ ملاقات نہ ہو" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلا سال پورا ہونے سے قبل ہی وصال فرمایا۔

(128) بعد از وصال نبی امت محمدیہ کے احوال

مسلم شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرا زمانہ بہترین زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا دور جوان کے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا عہد جو ان لوگوں کے بعد ہوں گے پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو خیانت کار ہوں گے امین نہ ہوں گے جو گواہی کے لئے بلائے نہیں جائیں گے بلکہ خود جا کر گواہی دیں گے نذر مانیں گے مگر پوری نہ کریں گے حرام

خوری اور کاہلی کے باعث ان کی توندیں بڑھ جائیں گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا''

(129) فتنے

بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکار دوعالم رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ایک قلعہ پر کھڑے ہوکر فرمایا'' کیا تمہیں وہ کچھ نظر آ رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں، بخدا! میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی مانند گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔

ماخذِ کُتب

1۔ تفسیر درمنثور — علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر — علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (التوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر — علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)

4۔ تفسیر طبری — علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)

5۔ صحیح بخاری شریف۔ — امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

6۔ صحیح مسلم شریف۔ — امام مسلم ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)

7۔ سنن ابوداؤد۔ — امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ بحستانی (ولادت ہرات کے قریب بحستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

8۔ موطا امام مالک۔ — ابوعبداللہ مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

9۔ سنن ابن ماجہ۔ — ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

10۔ فتح الباری۔ — علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 852ھ)

11۔ البدایہ والنہایہ۔ — علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (التوفی 774ھ)

12۔ روض الانف۔ — علامہ عبدالرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 581ھ)

13۔ طبقات ابن سعد۔ — علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ — حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)

15۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)
16۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)
17۔ اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 450ھ)
18۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
19۔ شواہد النبوت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ)
20۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس
(ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)
21۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی
(ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)
22۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ)
23۔ تاریخ الخلفاء۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
24۔ الوفا باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ۔علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی المتوفی 597ھ۔

غیبیہ علوم کا ظہور

علم غیب بالذات خاصہ ربانی ہے، اور جن علوم غیبیہ کا ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس یا دیگر انبیائے کرام کی زبانوں پر ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی یا الہام ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "بخدا! میں تو وہی کچھ جانتا ہوں جس کا علم مجھے میرا پروردگار عطا فرماتا ہے" لہٰذا جس قدر غیوب کی خبریں سرکار دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں وہ سب باعلام خداوندی ہیں تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ثبوت اور رسالت کی صحت پر دلالت کریں۔ زمانہ رسالت کے کفار آپس میں کہا کرتے تھے، کہ خاموش رہو اگر ہمارے پاس کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو جا کر ہماری باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائے، تو بطحاء کے پتھر بھی بول کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کر دیں گے۔

طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ۔ "بے شک اللہ نے دنیا میرے لئے اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی ہے، میں اس کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات وحوادث کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں"

بخاری ومسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک ہونے والی کوئی بات نہ چھوڑی مگر یہ کہ اس کا آپ علیہ السلام نے ذکر فرمایا "جس نے

اسے یاد رکھا۔اس نے یادرکھااور جو بھول گیا سو بھول گیا''

امام مسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔

''قَالَ اَخبَرَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِن'' اِلٰی يَوم الْقِيٰمَةِ فَمَا مِنهُ شَیء'' اِلَّا وَقَد سَأَلْتُهُ عَنهُ اِلَّا اَنِّی لَم اَسأَلُهُ مَايُخرِجُ اَهلَ الْمَدِينَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ''

فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحوادث کی خبر دی، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کے متعلق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال نہ کیا ہو، سوائے اس کے کہ میں نے یہ دریافت نہیں کیا، کہ وہ کونسی چیز ہے جو اہل مدینہ کو مدینہ سے نکال باہر کرے گی۔

ابوداؤد بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھلا دیئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت کے دن تک فتنہ کا باعث ہوگا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہو یہاں تک کہ ہم کو اس کے باپ اور قبیلہ تک کا نام بتا دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے، کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ فرمایا'' آج مجھ سے تم جس چیز کے بارے میں پوچھو گے، تو میں اس کی تمہیں خبر دوں گا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں ہم اس وقت دیکھ رہے تھے، کہ جبریل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے ساتھ ہیں یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکل کر آئے ہیں، لہٰذا ہمارے عیب ظاہر نہ فرمایئے ہمیں معاف فرمایئے اللہ آپ علیہ السلام کا اقبال بلند فرمائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ'' قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ امن کے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ لوگ انہیں دین سے برگشتہ کر کے کفر کی طرف لوٹا دیں گے''۔ پھر ایک شخص نے اٹھ کر سوال کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جنت میں'' پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا، اس نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جنتی ہوں یا جہنمی؟ آپ نے فرمایا'' تو جہنمی ہے'' بعد ازاں فرمایا'' تم لوگ خاموش رہا کرو جب تک کہ میں خاموش رہوں اگر تمہارا ایک دوسرے کو دفن کرنے کا معاملہ پیش نظر نہ ہوتا، تو میں تمہیں اہل جہنم کے ایک گروہ کے متعلق ضرور خبر دیتا یہاں تک کہ تم ان کو پہچان لیتے اور اگر مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا، تو میں ایسا ضرور کرتا''

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتلُو كِتَابَهُ اِذَا انشَقَّ مَعرُوف'' مِنَ الصُّبحِ سَاطِع''

ترجمہ:۔ اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب اٹھنے والی صبح سے بھلائی

پھوٹتی ہے

اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعُمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهٖ مُوْقِنَاتٌ" اِنَّ مَاقَالَ وَاقِعٌ"

ترجمہ:۔آپ نے ہمیں اندھے پن کے بعد راستہ دکھایا پس ہمارے دل یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ جو فرمائیں گے لامحالہ وہ واقع ہو کر رہے گا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

نَبِیٌّ" یُرٰی مَالَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَهٗ وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدِ

ترجمہ:۔نبی علیہ السلام اپنے اردگرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے آپ ہر مجلس میں اللہ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَةَ غَائِبٍ فَتَصْدِیْقُهَا فِیْ ضَحْوَةِ الْیَوْمِ اَوْغَدٍ

ترجمہ:۔اگر آپ نے کسی روز غائب کی بات بتائی تو اس کی تصدیق اسی روز چاشت کے وقت آجاتی ہے یا اگلے روز واقع ہو جاتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم اس خوف سے اپنی عورتوں سے گفتگو اور دل لگی سے پرہیز کرتے تھے، کہ کہیں ہمارے بارے میں کوئی وحی نہ اتر آئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا، تو ہم اپنی عورتوں سے گفتگو کرنے لگے۔

علامہ بیہقی حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ ایک کپڑے میں ہوتے ہوئے بھی معاملات محبت سے باز رہتا کہ کہیں اس کے بارے میں حکم آسمانی نہ نازل ہو جائے،

اس باب کے معجزات بے شمار ہیں جن کا احاطہ ان کی کثرت کی وجہ سے ناممکن ہے۔یہ معجزات اکثر اوقات مطالبے پر ظاہر ہوئے اور کبھی تقاضائے مناسبت کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات کی زیادہ تعداد انہی پر مشتمل ہے امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان مشہور و معروف معجزات میں سے ہے جن کا ہمیں قطعی علم ہے، اور جو کثرت روایات اور اتفاق معانی کی وجہ سے بطریق تواتر ہم تک پہنچے ہیں،،

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ لَقَدْ تَرَکْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَا یُحَرِّکُ طَائِرٌ" جَنَاحَیْهِ اِلَّا ذَکَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا کہ انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ فضائے آسمانی میں کوئی پرندہ پر مارتا ہے، تو ہمیں اس کا علم بھی دیدیا۔

(1) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت (11-13ھ)

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا ''عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کر لے آؤ تا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک وصیت لکھ دوں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استحقاق خلافت میں گفتگو کرے گا یا کوئی خلافت کا متمنی اس کی تمنا کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی اور کو نہیں مانیں گے''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جنت

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار فرمایا ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا'' تو اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے پہلے بھی کئی بار انہیں جنت کی خوشخبری دی تھی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔
اِقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کرنا

(2) خلافت راشدہ (11ھ-40ھ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک باغ میں تھا کسی نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''انس جا کر دروازہ کھولو، اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور میرے بعد خلافت کی بشارت دو''۔ میں نے دروازہ کھولا، تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا ''جا کر دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنّت نیز ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلافت کی خوشخبری دو'' میں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، بعد ازاں ایک اور شخص آیا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا'' جا کر دروازہ کھولو نیز آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو پھر خلافت کی بشارت دیکر انہیں بتاؤ کہ انہیں شہید کیا جائے گا'' میں نے دروازہ کھولا، تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر کروائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پتھر لائے اور اسے رکھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پتھر لائے اور اس کو رکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک پتھر اٹھا کر لائے اور اس پتھر کو رکھا۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے بعد والیان امر (یعنی خلفاء) اسی ترتیب سے ہوں گے''

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت اسی ترتیب سے ہوگی بلکہ بعض روایات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امر خلافت کے بارے میں

دریافت کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کہ یہ لوگ میرے بعد میرے خلفاء ہوں گے۔اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ مستدرک میں حکم صحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (ابو یعلی، حارث بن سلامہ، ابن حبان، حاکم، ابو نعیم، بیہقی، ابن ابی خثیمہ رحمہما اللہ)

(3) بارہ خلفاء

بیہقی وابو نعیم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''عنقریب تم میں بارہ خلفاء ہوں گے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بعد زیادہ عرصہ نہیں رہیں گے اور سرزمین عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو قابل تعریف ہوگی اور وہ شہادت کا درجہ پائے گا'' ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عمر بن الخطاب'' اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''اے عثمان! لوگ تم سے اس قمیص (قبائے خلافت) کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنائی ہوگی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر تم نے اس قمیض کو اتار دیا، تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے''

(4) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت (23-35ھ)

بیہقی وابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیجئے کہ اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ علیہ السلام کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالے کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان سے کہہ دو کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالے کر دیں'' انہوں نے پوچھا: اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملیں تو اپنے صدقات کس کے سپرد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان سے کہو اگر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہ ملیں تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کریں'' انہوں نے پھر دریافت کیا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہ ہوں تو؟ فرمایا ''پھر تم صدقات (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالے کر دینا اور اس روز ان کی تباہی و بربادی ہوگی جس دن عثمان (رضی اللہ تعالیٰ) عنہ شہید کر دیئے جائیں گے''

(5) ایک صدیق، دو شہید

ابو یعلی حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن اُحد پہاڑ لرزنے لگا، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اوپر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اُحد کو ٹھوکر مار کر) فرمایا "اے اُحد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں" چنانچہ اس غیبی خبر کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبعی موت کا ذائقہ چکھا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی گئی ہے:۔

"حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ."

ترجمہ:۔ "محمد بن بشار، یحییٰ، سعید، قتادہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ علیہ السلام کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کوہِ اُحد پر چڑھے اچانک پہاڑ (جبل اُحد) ان کے ساتھ (جوش مسرّت سے) جھومنے لگا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اُحد! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ایک باغ میں تشریف فرما تھے، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ "انہیں اندر آنے کی اجازت دو نیز انہیں جنت کی بشارت دو" پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذن طلب کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ ہی جنت کی بشارت دو"۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی تو فرمایا "انہیں اجازت دو نیز انہیں جنت اور شہادت کی خوشخبری بھی سناؤ"

(6) خلفائے ثلاثہ

بخاری و مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیئر اریس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے اور ازار بند سمیٹ کر کنوئیں میں اپنے پائے اقدس لٹکائے۔ میں نے عرض کیا، کہ دربانی کے فرائض آج میں سرانجام دوں گا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا۔ ذرا انتظار کیجئے۔ اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا۔ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ان کو آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت سناؤ" پس وہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع کی۔ فرمایا "انہیں اندر آنے دو نیز

انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ''۔ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں اور باریابی کی اجازت طلب کرتے ہیں، فرمایا ''انہیں اجازت دو نیز انہیں اس مصیبت کی وجہ سے جنت کی بشارت دو جس میں وہ مبتلا ہوں گے''۔ وہ اندر آئے اور دیکھا کہ منڈیر پر جگہ نہیں ہے تو سامنے کے رخ پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لئے۔ سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے، کہ ان تینوں کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر الگ ہوگی۔

خلفائے راشدین (رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین)

طبرانی و بیہقی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا ''وہ گھر میں بیٹھے ہوں گے ان کو جا کر میرا اسلام کہو اور جنّت کی خوشخبری سناؤ پھر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ثنیہ جاؤ وہ تمہیں گدھے پر سوار ملیں گے ان کا گنجاپن چمک رہا ہوگا ان کو بھی میرا اسلام کہو اور جنّت کا مژدہ سناؤ پھر عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آؤ وہ تمہیں بازار میں خرید وفروخت کرتے ہوئے ملیں گے ان کو میرا اسلام کہو اور انہیں خوشخبری دو کہ ایک بڑی مصیبت کے بعد آپ کو جنّت نصیب ہوگی'' چنانچہ میں روانہ ہو گیا اور تمام اصحاب کو اسی حالت میں پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان فرمائی تھی تو میں نے انہیں حسب الحکم جنّت کی بشارت دی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (35ھ-40ھ)

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس آیا، اس نے ہمارے لئے ایک بکری ذبح کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' ابھی ایک جنّتی شخص آنے والا ہے'' تو اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا ''ایک اور جنّتی شخص داخل ہونے والا ہے'' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا ''ابھی ایک اور شخص جو اہل جنت میں ہے، آنے والا ہے اے اللہ! اگر تو چاہے، تو آنے والے شخص کو علی بنا دے،، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے۔

احمد بزار اور طبرانی کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیلئے نکلے وہاں آپ علیہ السلام نے مذکورہ بالا پیش گوئی فرمائی اور ''اس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی لیا''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (13ھ-23ھ)

ابن سعد مروی ہیں مزنی قبیلہ کے ایک شخص نے بیان کیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کپڑوں کا جوڑا دیکھ کر دریافت فرمایا ''کیا یہ کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے'' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دھلے ہوئے ہیں فرمایا:

یاعمر البس جدیدا وعش حمیدًا او توف شھیدا اشھد انک رسول اللہ ''اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نئے کپڑے پہنو، عزت کے ساتھ زندہ رہو اور شہادت کی موت مرو''

بخاری و مسلم میں روایت مروی ہے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کے متعلق جو ارشاد فرمایا تھا، وہ تم میں سے کس کو زیادہ یاد ہے؟'' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے! مجھے وہ ارشاد یاد ہے۔ ''انسان کو اہل وعیال اور دولت و مال میں جو فتنہ پیش آتا ہے اس کا تدارک نماز، صدقہ اچھی بات کے کہنے اور بری باتوں سے روکنے سے ہو جاتا ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''میں اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ میں تو اس فتنہ کے متعلق دریافت کر رہا ہوں جو سمندر کی طرح موجزن ہوگا''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''اے امیر المومنین! اس فتنہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے'' ''فرمایا یہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ''یہ بند دروازہ توڑ دیا جائے گا،، فرمایا ''پھر تو یہ کبھی بند نہ ہو سکے گا''۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے راوی کہتا ہے، کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم تھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! ان کو اس کا اسی طرح علم تھا جس طرح اس بات کا یقینی علم ہے، کہ آج کے بعد کل آئے گا۔ مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ''وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود تھا''

طبرانی، ابونعیم راوی ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرما رہے تھے۔ ''یہ فتنے کا بند دروازہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک زندہ رہیں گے تمہارے اور فتنہ کے درمیان ایک سخت بند دروازہ رہے گا''

ایک بار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں خطبہ دیا، تو ایک شخص نے ان سے کہا اے امیر ٹھہریئے فتنے پھوٹ پڑے ہیں۔ فرمایا نہیں ابھی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں۔ ان کا ظہور تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ہوگا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے تھے۔ ظاہر ہے، کہ انہوں نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا کسی صحابی سے سنی ہوگی۔

طبرانی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم فتنہ میں مبتلا نہ ہو گے جب تک یہ (عمر) تمہارے درمیان موجود رہیں گے۔''

شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ''میرے پاس سے عثمان گزرے، اس وقت ایک فرشتہ میرے پاس تھا۔ اس فرشتے نے کہا: عثمان کو اس کی قوم شہید کر ڈالے گی حالانکہ ہم بھی اس سے حیاء کرتے ہیں''

حاکم و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے زمانے کا بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''عنقریب فتنہ اور اختلاف پیدا ہوگا''۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں (کہ اس زمانے میں ہم کیا کریں) فرمایا ''تم پر لازم ہے، کہ تم اپنے امیر یعنی عثمان اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دو''

ابن ماجہ، بیہقی، ابو نعیم رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کا رنگ متغیر تھا، پھر جب محاصرہ کا دن آیا۔ ہم نے عرض کیا آپ اہل شورش سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا ''میں جنگ نہیں کروں گا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس بات کا وعدہ لے رکھا ہے، لہٰذا میں اس وعدے پر پابند رہوں گا''

ابن عدی، ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عثمان! عنقریب میرے بعد تمہیں خلافت ملے گی اور منافق تمہیں اس سے معزول کرنے کی کوشش کریں گے۔ پس ہرگز اس کو چھوڑنا نہیں، اس روز روزہ رکھ لینا اور میرے ہاں افطار کرنا''

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنے کا ذکر فرما رہے تھے، کہ اسی اثناء میں ایک شخص جس نے منہ پر کپڑا ڈال رکھا تھا، گزرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا'' میں نے اٹھ کر دیکھا، تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حافظ سلفی رحمتہ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ''پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوگی اور اس کا آخری سلسلہ دجال کا ظہور ہے مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری زندگی ہے جس شخص کے دل میں قاتلین عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذرا سی بھی محبت ہوگی تو وہ اس حال میں مرے گا کہ یا تو دجال کا زمانہ پائے گا۔ تو اس کی اتباع کرے گا یا پھر قبر میں اس پر ایمان لائے گا''

(7) رزق کی خبر

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، تو لوگوں کو خوراک کی کمی کا مسئلہ درپیش ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے اور منافقین کو اس سے خوشی ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا''بخدا! آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے تمہارے پاس رزق پہنچ جائے گا'' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ عنقریب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی خبر کی تصدیق کا معاملہ پیدا ہوگا کہ اس سے پہلے تمہارے پاس رزق پہنچ جائے۔ تو چودہ اونٹ خوراک کے خرید کر رحمت اللعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اس سے مسلمانوں کے چہروں پر خوشی طاری ہوگئی اور منافقوں کے چہرے مرجھا گئے۔

میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسی دعا فرمائی کہ میں نے اس سے پہلے کسی کے لئے ایسی دعا کرتے نہیں سنا۔

(8) فتح مکہ (فتح اعظم)

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا، فرمایا''انہیں بتایئے کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے ہیں نیز انہیں اسلام کی طرف دعوت دیجئے''۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ'' مکہ شریف میں موجود مسلمان مردوں اور عورتوں سے مل کر انہیں فتح کی بشارت دیں اور انہیں بتائیں کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اپنے دین کو مکہ شریف میں غالب کر دے گا یہاں تک کہ کسی کو ایمان چھپانے کی ضرورت نہیں رہے گی'' پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی طرف روانہ ہوئے اور انہیں مسلمانوں کے مکہ شریف آنے کی غرض وغایت بتائی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بیعت کی دعوت دی تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا لوگو! جبریل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں تو مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کبھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رعب طاری کر دیا، تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں موجود مسلمانوں کو صلح کے پیغام کے ساتھ بھیجا۔

ادھر حدیبیہ کے مقام پر مسلمان کہنے لگے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ شریف کے طواف کا موقع مل گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''میں خیال نہیں کرتا کہ عثمان تنہا طواف کعبہ کریں گے جبکہ مجھے اس کی زیارت سے روک دیا گیا ہے'' جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس لوٹے، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی

عنہم نے ان سے کہا ''آپ نے تو طواف کعبہ کرلیا ہے'' انہوں نے جواب دیا آپ لوگوں نے غلط سمجھا ہے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر میں وہاں ایک سال تک مقیم رہتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر رہتے، تو میں ہرگز طواف نہ کرتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کر لیتے، مجھے قریش نے بیت اللہ شریف کے طواف کی دعوت دی مگر میں نے انکار کردیا۔ یہ سن کر مسلمان کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں اور حسن ظن کے لحاظ سے بھی ہم سے بڑھ کر ہیں،

(9) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی نے بیان کیا کہ سلمیٰ زوجہ ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے'' اسی اثناء میں مجھے جوتوں کی کھٹکار کی آواز آئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب ہیں۔

حاکم وبیہقی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے ٹوٹ گئے، تو علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں درست کرنے کیلئے پیچھے رہ گے۔ ابھی تھوڑی مسافت چلے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے ایک شخص تاویل قرآن پر یوں جنگ کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے'' یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے! وہ شخص میں ہوں، فرمایا: ''نہیں''، انہوں نے کہا: ''عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں''، فرمایا: نہیں''

وَلٰكِنْ خَاصِفُ النَّعلِ ترجمہ:۔ ''البتہ! جوتیوں کی مرمت کرنے والا شخص ہے''

حاکم وابویعلی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! ''اے علی! تمہیں میرے بعد مصیبت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا''۔ عرض کی ''دین کی سلامتی میں'' فرمایا: ''ہاں''

عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ ترجمہ:۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ذمے یہ فریضہ لگایا ہے، کہ میں ناکثین (عہد شکنوں) اور قاسطین (ظالموں) اور مارقین (دین سے نکل جانے والوں) سے جہاد و مقابلہ کروں۔

حاکم وحمیدی ابوالاسود سے منقول ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اس وقت وہ رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ عراق تشریف نہ لے جائیں۔ آپ وہاں جائیں گے، تو آپ کو تلوار کی دھار سہنی پڑے گی۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! تم سے پہلے یہی بات مجھ سے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم۔ بیان فرما چکے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا

''عنقریب فتنے پیدا ہوں گے اور تمہیں اپنی قوم کی ضرورت پیش آئے گی''۔ میں نے عرض کیا پھر آپ علیہ السلام مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ''کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کرنا''

ابونعیم نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے لئے پیغام آنے لگے۔تو مجھ سے میری خادمہ نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ کے پیغام آرہے ہیں اس بارے میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو اس کی ترغیب پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر جلالت وہیبت تھی کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا، تو مہر بہ لب ہو گیا اور بخدا! کوئی بات زبان پر نہ لا سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''کس غرض سے آئے ہو'' میں خاموش رہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شاید! تم فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے رشتہ کیلئے آئے ہو'' میں نے عرض کیا ''جی ہاں''

حاکم وابونعیم رحمہما اللہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''بدبخت ترین ہے وہ شخص جو تمہاری کھوپڑی پر وار کرے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ بیمار تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہاں عیادت کیلئے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ''ان کی موت تو یقینی نظر آتی ہے'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہرگز نہیں یہ تو شہادت کا جام پئیں گے اور جب ان کا دم آخریں آئے گا، تو سخت قہر وغضب کی حالت میں ہوں گے''۔

حاکم، ثور بن مجزاہ سے مروی ہیں میں روز جنگ جمل حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا اس وقت ان کی جان کنی کا وقت تھا۔ انہوں نے پوچھا کس گروہ سے تمہارا تعلق ہے؟ میں نے جواب دیا ''اصحاب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں'' فرمایا ہاتھ آگے کرو تا کہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تو انہوں نے بیعت کی۔ اسی گھڑی ان کی جان نکل گئی پس میں نے آکر اس واقعے کی خبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تو فرمایا ''اللہ اکبر، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ اس وقت تک طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنت میں داخل نہ کرے گا جب تک کہ میری بیعت ان کے گلے میں نہ ہوگی''

بیہقی نے فرمایا کہ محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حدیبیہ کی صلح کے کاتب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: لکھو

"هٰذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو"

یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین مصالحت ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجائے محمد رسول اللہ، محمد بن عبداللہ لکھنے پر پس و پیش کرنے لگے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "علی لکھو تمہیں بھی انہیں حالات سے دوچار ہونا پڑے گا" چنانچہ جنگ صفین کے بعد ان کے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان معاہدہ تحکیم تحریر کرتے وقت یہی صورتحال پیش آئی۔

بزار، حاکم، عبداللہ بن احمد، ابو یعلی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہاری ذات میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پائی جاتی ہے ان سے یہودیوں نے بغض وعداوت کی یہاں تک کہ ان کی پاکدامن ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا، کہ انہیں اس مقام کا مستحق ٹھہرایا جو ان کے شایان شان نہ تھا" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سنو! میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتے ہیں جو مجھ میں نہیں۔ دوسرے وہ جو میرے ساتھ بغض وعداوت رکھتے ہیں اور میری دشمنی انہیں مجھ پر بہتان باندھنے پر برانگیختہ کرتی ہے۔

(10) فتح خیبر کی بشارت

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ مروی ہیں کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر میں پیچھے رہ گئے تھے، کیونکہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ رہا ہوں، چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور پیچھے سے آملے جب وہ شام آئی جس کے اگلے روز اللہ نے خیبر فتح فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول پیار کرتا ہے"۔ ہم نے اچانک دیکھا، تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آئے حالانکہ ان کی پیچھے سے آملنے کی توقع نہ تھی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ علی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلے روز جھنڈا انہیں عطا فرمایا۔ پس اللہ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔ آپ علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو ان کی آنکھیں شفایاب ہو گئیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر نکلے اور اسے قلعے کے نیچے جا گاڑا، ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے جھانک کر دیکھا، تو پوچھا من انت تو کون ہے فرمایا "علی ہوں" تو یہودی نے کہا کلام موسیٰ کی قسم! تم غالب آ گئے ہو پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس نہیں آئے مگر اللہ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح فرما دیا۔ ابو نعیم کہتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ یہودیوں کو اپنی کتابوں کے ذریعے پہلے ہی سے علم تھا کہ کس کو ان کی طرف بھیجا جائے گا اور کس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہوگا؟ یہ واقعہ ابن عمر، ابن عباس، سعد بن ابی وقاص،

ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عمران بن حصین، جابر اور ابو یعلیٰ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے بھی منقول ہے اور ان سب حدیثوں میں لعاب دہن سے شفایاب ہونے کا تذکرہ ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا" کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ خیبر بزور بازو فتح کرے گا"۔ اس وقت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ قریش یہ خوشخبری سن کر جھنڈے کی خواہش کرنے لگے۔ اسی اثناء میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آ گئے۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" قریب آیئے" پھر ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا پھر جھنڈا انہیں عطا فرمایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو نہ میری آنکھوں کو تکلیف ہوئی نہ سر درد ہوا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں میں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ العشیرہ میں ساتھی تھے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑاؤ کیا اور وہاں اقامت فرمائی، ہم نے وہاں بنو مدلج کے لوگوں کو اپنے چشموں اور کھجور کے درختوں میں کام کرتے دیکھا۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو الیقطان! آؤ چلیں ان لوگوں کے پاس اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں میں نے عرض کیا اگر آپ کی مرضی ہے تو چلتے ہیں پس ہم نے ان کے پاس آ کر کچھ دیر ان کا کام دیکھا، پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو ہم چل دیئے یہاں تک کہ مٹی کے ایک ڈھیر پر سو گئے، بخدا! ہماری آنکھ اس وقت کھلی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ہمیں جگایا اس وقت ہم مٹی میں لت پت تھے۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی دیکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا" اے ابا تراب" اس کے بعد فرمایا" کیا تمہیں دنیا کے دو بدبخت ترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں" ہم نے عرض کیا" ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا" قوم ثمود کا احیمر جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا وہ جو اے علی! تمہاری کنپٹی پر وار کرے گا یہاں تک کہ داڑھی خون آلود ہو جائے گی" (بعض مفسرین نے احیمر ثمود کا نام قدار بن سالف تحریر کیا ہے) پھر اسی طرح ظاہر ہوا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے شہادت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یونہی مقدر فرما دیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا" علی! تمہارے ہاں میرے بعد ایک بیٹا پیدا ہو گا جسے میں نے اپنا اسم گرامی اور کنیت عطا فرما دی ہے وہ بیٹا محمد ابن الحنیفہ ہے"

(11) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جب سورہ

کریمہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر فرمایا ''مجھے وصال کا پیغام مل چکا ہے'' یہ سن کر حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اشکبار ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے فاطمہ! مت رو تم میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آملو گی'' تو آپ مسکرا پڑیں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے یہ معاملہ دیکھا تو پوچھا فاطمہ! ہم نے تمہیں روتے، پھر ہنستے دیکھا وجہ کیا ہے؟ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال کا پیغام مل چکا ہے تو میں رو پڑی اور جب یہ خوشخبری دی کہ اہل بیت نبوی میں سے سب سے پہلے تمہاری ملاقات ہوگی تو میں ہنس پڑی، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ ماہ تک حیات رہیں۔

(12) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا ''میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ بیعت کرنے والے چالیس ہزار سے زائد تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات ماہ تک عراق، خراسان اور ماوراء النہر کے حکمران رہے، پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر جرار کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے جب انبار کے علاقے میں دونوں لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یقین کر لیا کہ دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہوگی اور بڑی تعداد میں مسلمان مارے جائیں گے۔ ادھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی بات کا احساس ہو گیا تو ایک گروہ نے دونوں لشکروں کے درمیان صلح کی کوشش کی جس سے صلح ہو گئی اور اللہ نے مسلمانوں کا خون محفوظ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کو سچ ثابت فرمایا کہ ''میرا بیٹا حسن سردار ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا''

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی۔ ابونعیم، ابن راہویہ مروی ہیں کہ حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر سرکارِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں دیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخ انور پھیر لیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں۔ فرمایا ''ابھی جبریل امین آئے اور یہ خبر دی ہے، کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور وہ میرے پاس مقام شہادت کی سرخ مٹی بھی لائے ہیں''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو طبیعت پریشان تھی اور آپ علیہ السلام کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الٹ پلٹ رہے تھے۔ میں نے پوچھا مَاھٰذِہِ التُّوْبَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیسی مٹی ہے؟" فرمایا" جبریل نے مجھے خبر دی ہے، کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین عراق میں شہید ہوں گے اور یہ اس کی مٹی ہے"

اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، کہ وہ کہتی ہیں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے گھر میں کھیلا کرتے تھے، ایک بار جبریل امین اترے اور کہا "یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیٹے کو شہید کرے گی" اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر مقام شہادت کی مٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سونگھا، پھر فرمایا:
"کرب وبلاء کی خوشبو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے گی تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید کر دیا گیا ہے" پس میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔

محمد ابن عمر بن حسن بیان کرتے ہیں کہ ہم دریائے فرات کے کنارے پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھ کر فرمایا "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے" رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گویا میں سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے" اس پیش گوئی کا مصداق شمر لعین تھا جو کہ برص زدہ تھا۔

ابونعیم، بغوی رحمہما اللہ مروی ہیں کہ انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "میرا یہ فرزند حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایسی سرزمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے پس تم میں سے جو کوئی اس وقت موجود ہو تو وہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کرے"۔

طبرانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل امین نے بتایا کہ "میرا بیٹا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے بعد "ارض طف" میں شہید کر دیا جائے گا وہ میرے پاس مقتل کی مٹی بھی لائے ہیں"

ابن سعد حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ "حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دریائے فرات کے کنارے شہید ہوں گے"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے فرشتہ باراں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ٹھہرنے کی باری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اُم سلمہ! دروازہ کی حفاظت کیجئے کوئی اندر نہ آنے پائے" ابھی وہ دروازہ پر ہی تھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ دروازہ کو دھکیل کر اندر آ گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں چومنے لگے، فرشتے نے پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار کرتے ہیں؟ فرمایا ''ہاں'' فرشتے نے کہا عنقریب آپ علیہ السلام کی امت انہیں شہید کر ڈالے گی اگر آپ علیہ السلام چاہیں تو میں آپ کو ان کے مقتل کی مٹی دکھادوں پس فرشتے نے سرخ مٹی لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ مٹی لیکر کپڑے میں رکھ لی یہ ارض کربلا کی مٹی تھی۔ اس حدیث میں ایک اور معجزہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی بتا دیا کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں گی۔

(13) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیہقی اور حاکم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے خروج کا ذکر فرمایا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مسکرا پڑیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے حمیراء! دیکھنا کہیں تم ہی اس پیش گوئی کا مصداق نہ بن جانا، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا ''اگر عائشہ کا معاملہ تمہارے ہاتھ آئے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا''

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''عنقریب تمہارے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ایک واقعہ رونما ہوگا جب ایسا ہو تو اسے اس کی امن کی جگہ لوٹا دینا''

ابونعیم، اور بزار رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ازواج مطہرات! تم میں سے سرخ اور گھنے بالوں والی اونٹنی کی مالک کون ہے؟ جو خروج کرے گی تو اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور جس کے ارد گرد لوگ کثرت کے ساتھ قتل ہوں گے اور وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی''

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی عامر کے ایک علاقے میں پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے انہوں نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ''یہ حواب ہے'' فرمایا میں یہاں سے واپس لوٹنا چاہتی ہوں، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے نہیں آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرادے گا فرمایا لوٹ جانا ہی بہتر ہے، کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ''اس وقت کیسی صورت حال ہوگی جب تم میں سے کسی پر حواب کے کتے بھونکیں گے''

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ مروی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس ہدیے کا گوشت آیا۔ میں نے خادم سے کہا: کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رکھ دو، اسی اثناء میں ایک سائل آیا اس نے دروازے پر صدا دی ''تَصَدَّقُو بَارَکَ اللہُ فِیکُم'' اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ صدقہ دو، ہم نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا بَارَکَ اللہُ فِیکَ

ترجمہ:۔ ''اللہ تجھے برکت دے''

پھر وہ سائل چلا گیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا اب گوشت قریب کرو، وہ لیکر آیا، دیکھا تو وہ سفید پتھر بن چکا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے پاس آج کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے خالی ہاتھ لوٹا دیا تھا؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں'' فرمایا ''یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے'' اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا۔ وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں یہاں تک ان کا وصال ہو گیا۔

مسلم میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''تم میں سے وہ بیوی میرے وصال کے بعد سب سے پہلے مجھ سے جا ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے''۔ یہ سن کر تمام بیویاں یہ معلوم کرنے لئے کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں ناپنے لگیں مگر سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکلے۔ کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

(14) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا یزید بن عاصم کہتے ہیں حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئیں تو فرمایا مجھے مکہ سے لے چلو، کیونکہ میں یہاں نہیں مروں گی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا کہ ''مجھے مکہ شریف میں موت نہیں آئے گی'' چنانچہ ان کے عزیز واقارب انہیں لے چلے یہاں تک کہ مقام سرف پر پہنچے اور اس درخت کے نیچے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے ساتھ تعلق زوجیت ہوا تھا ان کا وصال ہو گیا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ فرماتے ہیں حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمایا ''کیا تم علی سے محبت کرتے ہو'' اس وقت تم نے کہا مجھے ان سے محبت کرنے میں کونسی چیز مانع ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سنو! تم ان کے خلاف خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے، اس وقت زیادتی تمہاری جانب سے ہو گی'' یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس چلے گئے۔

علمائے سیرت لکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایک مشرک اپنے اونٹ پر سوار ہو کر صفوں سے باہر نکلا اور تین بار سامنے آنے اور مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا مگر کوئی مقابلہ کیلئے تیار نہ ہوا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اچھل کر اس کے اونٹ پر جا چڑھے اور اونٹ پر ہی گتھم گتھا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو زمین پر

آ گرے گا قتل ہو جائے گا" اسی اثناء میں مشرک زمین پر گر گیا اس کے اوپر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرے اور اسے ذبح کر ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا "ہر نبی کا ایک حواری ہے۔ میرے حواری (حضرت) زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں"

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا "سب سے پہلے جو شخص اس دروازے سے داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا"۔ پس سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دروازے سے گزرے۔

بخاری و مسلم و احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "سعد! تم بچ رہو گے تاکہ کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ نقصان اٹھائیں" اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قریب المرگ مرض سے شفاء عطا فرمائی۔ ان کے ہاتھ پر عراق فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ نیز لوگوں نے ان کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کفار سے جہاد کیا، انہیں قتل کیا بعض کو قیدی بنایا اور وہ اس مرض کے بعد پچاس سال تک زندہ رہے۔

(15) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقدی اور زبیر بن بکار نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومۃ الجندل کے بنو کلب کی طرف ایک دستہ کا سالار بنا کر بھیجا اور یہ پیش گوئی فرمائی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر دومۃ الجندل فتح فرمائے گا جب تمہیں فتح نصیب ہوگی تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرو گے، چنانچہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دستہ لیکر روانہ ہوئے اور دومہ پہنچ گئے، پھر اہل دومہ کو تین دن تک اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں اصبغ بن عمرو کلبی نے اسلام قبول کر لیا، وہ عیسائی تھا اور بنو کلب کا سردار تھا اس کے ساتھ اس کی قوم کی ایک بڑی تعداد نے بھی اسلام قبول کر لیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو باقی رہ گئے انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تماضر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اصبغ سے شادی کی اور اسے مدینہ شریف لے آئے۔

نوفل بن حارث

بیہقی اور ابن سعد نے فرمایا عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث غزوۂ بدر کے مقام پر قیدی ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "اپنا فدیہ دیکر آزادی حاصل کر لو" تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس تو جان چھڑانے کیلئے کوئی چیز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مال سے فدیہ

دو جو جدہ میں ہے،، یہ سن کر نوفل پکار اٹھے

اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ

ترجمہ:۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں''

پھر اس مال کا فدیہ دیکر رہائی حاصل کرلی۔

(16) حدیبیہ

بیہقی فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو ہمیں رات راستے میں آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ یَّحْرُسُنَا'' ''ہمارا پہرہ کون دے گا'' میں نے عرض کیا، میں حاضر ہوں فرمایا ''تم سو جاتے ہو'' دوبارہ فرمایا ''مَنْ یَّحْرُسُنَا'' ''کون پہرے داری کرے گا'' میں نے پھر عرض کیا، میں کروں گا،

چنانچہ میں نے رات بھر پہرہ دیا جب سحری کا وقت آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ ''تم سو جاؤ گے'' پورا ہونے لگا پس میری آنکھ لگ گئی اور پھر مجھے جاگ نہ آئی یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے بیدار کیا جب ہم جاگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو تم نہ سوتے اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ ایسا ہو جائے تاکہ تمہارے بعد کے لوگوں کے لئے ایک حکم واضح ہو جائے'' اس کے بعد آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی پھر فرمایا ''میری امت میں سے جو شخص سو جائے اور اس کی نماز قضا ہو جائے تو وہ اسی طرح کرے'' بعد ازاں سب اپنی سواریاں لے آئے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے، کیونکہ وہ ہاتھ نہ آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''تم اس رخ پر چلے جاؤ'' چنانچہ میں اس رخ پر چل دیا جدھر جانے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا تو اس طرف مجھے یہ سواری مل گئی اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی تھی میں اسے لے آیا اور عرض کیا حضور! اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ الجھی ہوئی تھی جو بغیر ہاتھ کے نہیں کھل سکتی تھی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا امام سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے جسے دس سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے۔

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خادمہ کی روایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہو گئے اور ان پر غشی طاری ہو گئی جب انہیں افاقہ ہوا تو اس وقت ہم ان کے

آس پاس بیٹھ کر رو رہے تھے۔انہوں نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ میں بستر پر مر جاؤں گا (ہرگز نہیں) مجھے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ''مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور میری آخری غذا دودھ ہوگا''۔

حاکم صحت کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جنگ صفین میں دودھ کا مشروب لایا گیا تو وہ ہنس پڑے،ان سے ہنسنے کی وجہ پوچھی گئی،تو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ ''تمہاری آخری دنیاوی غذا دودھ ہوگا'' وہ دودھ پی کر آگے بڑھے اور شہید ہوگئے۔

ابن سعید مروی ہیں کہ حضرت ہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیوار کے نیچے آ کر فوت ہوگئے ہیں آپ علیہ السلام نے سن کر فرمایا ''نہیں عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوت نہیں ہوئے''۔

حضرت عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنگ صفین میں 91 برس کی عمر میں شہید ہوئے وہ امام برحق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے اور انہیں باغی گروہ یعنی گروہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید کیا۔ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر نے)۔

(17) قبیلہ حمیر کے سرداروں کے غائبانہ حالات

ابن سعد نے فرمایا امام زہری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور اسے عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ارسال فرمایا۔دم رخصت عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ ''جب تم سرزمین حمیر میں پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا یہاں تک کہ صبح ہو جائے، پھر اچھی طرح طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبولیت دعا کی درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنا، پھر دائیں ہاتھ میں مکتوب گرامی لیکر ان سرداروں کے داہنے ہاتھ میں دینا، وہ لوگ اس کو قبول کریں گے، پھر ان کے سامنے (آیت کریمہ سورۃ بینہ آیت 1)

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ
حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ①

ترجمہ:۔ ''کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے''

کی تلاوت کرنا، جب پڑھنے سے فارغ ہو جاؤ تو کہنا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں تمہارے پاس جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی اور جو کتاب بھی مزین ہو کر آئے گی اس کی رونق اور روشنی ماند پڑ جائے گی وہ تم پر کچھ پڑھیں گے جب وہ پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور

حاکم۔ابونعیم مروی ہیں اُم ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کا بیان ہے کہ جب ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ سے فرمارہے تھے ''تم میں سے ایک شخص ضرور بیاباں میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی'' اب صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا تھا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی یا اپنے قبیلہ کے لوگوں میں وفات نہ پائی ہو۔صرف میں رہ گیا ہوں لہٰذا تم سر راہ انتظار کرو، میں نے کہا اب لوگ کہاں سے آئیں گے؟ کیونکہ حجاج بھی جاچکے ہیں اور راستہ بھی بند ہو چکا ہے پھر چند شتر سوار نظر پڑے، میں نے کپڑے سے انہیں اشارہ کیا تو وہ تیزی کے ساتھ میری طرف بڑھے اور پاس آکر کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کر دیا، ان لوگوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، یہ واقعہ ربذہ کا ہے جو ینبع اور مدینہ شریف کے درمیان ایک مقام ہے۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''میرے بعد تجھ پر افسوس ہے'' یہ سن کر میں رو پڑا اور عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا ''ہاں جب تم دیکھو کہ عمارات سلع پہاڑ سے تجاوز کرنے والی ہیں تو اس وقت سرزمین قضاعہ کے عربوں کے پاس چلے جانا''

ابونعیم ابن عساکر مروی ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کی قدرت نہ پائیں گے، نہ میرے دین میں فتنہ انگیزی کرسکیں گے۔میں نے تنہا اسلام قبول کیا تنہا مروں گا اور قیامت کے دن اکیلا ہی اٹھایا جاؤں گا۔

دلائل النبوت میں ابونعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں سویا ہوا دیکھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا وجہ ہے کہ مسجد میں سو رہے ہو'' عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں سوؤں؟ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر نہیں۔فرمایا ''اس وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے گا'' عرض کیا میں شام چلا جاؤں گا۔فرمایا ''اس وقت کیا کرو گے جب تمہیں شام سے بھی نکال دیا جائے گا؟'' عرض کیا میں واپس آجاؤں گا۔فرمایا ''جب تمہیں دوبارہ جلاوطن کر دیا گیا تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا'' عرض کیا اس وقت میں تلوار لے کر جہاد کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر طرز عمل نہ بتاؤں؟ اس وقت تمہارے لئے بہتر یہ ہوگا کہ تم اسی طرف چلے جانا جس طرف لوگ تمہیں لے جائیں یہاں تک کہ اسی حالت پر مجھ سے آملنا''

ابن سعد مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''جب آبادی سلع تک آجائے تو تم اس سے نکل جانا'' اور آپ علیہ السلام نے شام کی طرف اشارہ فرمایا ''میں

نہیں خیال کرتا کہ تمہارے حکمران تمہیں اس حالت پر چھوڑیں گے'' عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ میرے اور آپ علیہ السلام کے حکم کے درمیان رکاوٹ بن جائیں کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ فرمایا ''نہیں۔ سمع و طاعت اختیار کرو اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہو'' پھر جب ایسی حالت پیدا ہوگئی، تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف نکل گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں فساد اور بگاڑ پیدا کر دیا ہے تو انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بلوالیا وہ مدینہ شریف آئے، پھر ربذہ کی طرف چلے گئے وہاں پہنچے تو نماز کی جماعت تیار تھی۔ امامت کے فرائض حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے متعین ایک حبشی غلام سرنجام دینے والا تھا۔ وہ ان کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حبشی غلام کو آگے کر دیا اور فرمایا ''نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع وطاعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے خواہ حاکم حبشی غلام ہو''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔ کسی مسلمان نے انہیں دیکھ کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص راستی پر چلتا ہوا نظر آرہا ہے۔ فرمایا ''ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو سکتے ہیں'' چنانچہ لوگوں نے جب غور سے دیکھا تو پکار کر کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بخدا! وہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''یَرْحَمُ اللّٰہُ اَبَاذَرٍّ یَمْشِی وَحْدَہٗ وَیَمُوْتُ وَحْدَہٗ وَیُبْعَثُ وَحْدَہٗ''

ترجمہ:۔ ''اللہ ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم فرمائے۔ وہ تنہا چلتے ہیں، تنہا مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے''

(19) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی و ابونعیم کا بیان ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ سلم مجھے آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد پہنچا ہے، کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے فرمایا ''ہاں! مگر تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی وصال فرما گئے۔

ابوداؤد میں یزید بن ابی حبیب سے منقول ہے، کہ دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا تنازع لیکر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں دو آدمی ایک ہاتھ زمین پر لڑ پڑیں تو اس زمین سے نکل جانا'' چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس علاقے کو چھوڑ کر شام چلے گئے۔

بیہقی و ابونعیم جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک بت کی پرستش کرتے تھے، ایک دن عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے گھر میں داخل ہو کر بت کو چورا چورا کر دیا۔ ابوالدرداء لوٹے تو بت کا یہ حشر دیکھا، کہا تیری بربادی، تو نے اپنا دفاع کیوں نہیں کیا؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آتے ہوئے دیکھ کر کہا یہ ابوالدرداء ہیں جو میرے خیال کے مطابق ہماری تلاش میں آئے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں یہ اسلام قبول کرنے کیلئے آرہے ہیں، کیونکہ میرے رب نے مجھ سے ابوالدرداء کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے، کہ وہ اسلام لے آئیں گے'' چنانچہ انہوں نے آکر اسلام قبول کرلیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(20) حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ سے مروی کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مجھ کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ ''روضہ خاخ پہنچو وہاں تمہیں ایک شتر سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط لے لو'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہوئے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ پہنچ گئے۔ وہاں ہماری ایک ہودج سوار عورت سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے کہا خط نکال، اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم نے کہا: تجھے خط نکالنا ہی پڑے گا ورنہ ہم تجھے برہنہ کردیں گے اور خط نکال لیں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہماری اس دھمکی سے اس نے خط نکال کر ہمارے حوالے کردیا، ہم یہ خط لیکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس میں تحریر تھا۔

''حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام''

اس خط میں حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض خفیہ منصوبوں سے خبردار کیا تھا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

''حاطب یہ کیا'' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے میں ایسا شخص ہوں کہ میری قریش کے ساتھ وابستگی تھی، میں ان کا حلیف تھا مگر میری ان کے ساتھ خونی رشتہ داری نہیں، آپ علیہ السلام کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی قریش کے ساتھ قرابت داری ہے وہ ان کے اہل واموال کی حفاظت کرتے ہیں چونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان پر کوئی احسان کروں تاکہ وہ میری قرابت داری کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ خط اس لئے نہیں لکھا کہ معاذ اللہ میں اپنے دین سے مرتد ہوگیا ہوں یا اسلام لانے کے بعد پھر کفر سے راضی ہوگیا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ''حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑادوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں حاطب غزوہ بدر میں شریک ہوچکا ہے۔ تمہیں

کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی سرفروشیوں کو دیکھ کر فرمایا: اے اہل بدر! تم جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے"
پھر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الممتحنہ آیت 1

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ
وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ
اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

ترجمہ: ۔اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر مکہ مکرمہ کا عزم بالجزم کر لیا تو حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منصوبہ سے آگاہ کرنے کے لئے قریش کو ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پر چڑھائی کا فیصلہ کر چکے ہیں، پھر یہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دیا جسے اجرت پر خط پہنچانے کی ذمہ داری سونپی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں رکھا اور بالوں کی مینڈھیاں بنا لیں اور پھر روانہ ہوگئی۔ اسی اثناء میں ختم الرسل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آسمانی خبر آئی کہ حاطب نے یہ کام کیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "جا کر اس عورت کو پکڑ لو اس کے پاس ایک خط ہے جو حضرت حاطب نے قریش کو خبردار کرنے کیلئے لکھا ہے"

(21) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بشارت دی کہ تم آخری گھڑی تک حالت اسلام پر زندہ رہو گے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانے کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور کچھ کھانا بچ رہا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اس گھاٹی کی طرف سے ایک جنتی شخص آئے گا جو یہ بقیہ کھانا کھائے گا" اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لے آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

(22) بشارت برائے انصار

حاکم رحمۃ اللہ علیہ مقسم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اپنی حاجت کا ذکر کیا مگر انہوں نے بے رخی کا اظہار کیا اور سر تک اوپر نہ اٹھایا، حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ ''عنقریب تم کنبہ پروری اور دولت کی ناجائز تقسیم کے معاملہ سے دوچار ہوگے'' امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حالت میں تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ فرمایا ''ہمیں حکم دیا کہ ہم صبر کریں یہاں تک ہم حوض کوثر پر وارد ہوں'' امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اچھا، پھر صبر کرو تا آنکہ حوض کوثر پر پہنچ جاؤ اس بات سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوگئے اور قسم اٹھالی کہ وہ اس سے کبھی کلام نہیں کریں گے۔

(23) شہیدان موتہ کی شہادت کی غائبانہ اطلاع

امام بخاری بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محاذ جنگ پر بھیجا اور جھنڈا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا وہ سب یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تو رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی اہل مدینہ کو ان کی شہادت کی اطلاع کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا، وہ شہید ہوئے اس کے بعد جھنڈا جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سنبھالا اور شہید ہوگئے، پھر جھنڈا ابن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تھام لیا اور وہ بھی جام شہادت پی گئے، پھر حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھالیا حالانکہ ان کا تقرر نہ کیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیش گوئی اس وقت کی جب سرزمین بلقاء کے مقام موتہ پر جنگ ہو رہی تھی۔

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار بنایا اور حکم دیا کہ ''اگر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوجائیں تو قیادت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے وہ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوج کی کمان کریں گے''۔

واقدی لکھتے ہیں کہ نعمان بن رہطی یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپ علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ مجاہدین کو الوداع کہہ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوجائیں تو جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی طالب قیادت سنبھالیں گے اور

اگر انہیں بھی شہادت نصیب ہو تو ابن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں" یہ سن کر نعمان یہودی کہنے لگا اے ابوالقاسم! اگر آپ علیہ السلام نبی ہیں تو جن لوگوں کے آپ علیہ السلام نے نام لئے ہیں خواہ وہ تھوڑے ہیں یا زیادہ سب کے سب شہید ہو جائیں گے، کیونکہ بنی اسرائیل کے انبیائے کرام علیہم السلام جب کسی شخص کو لوگوں پر امیر مقرر کرتے اور یہ فرماتے کہ اگر وہ مارا گیا تو اس کی جگہ فلاں آدمی لے گا خواہ وہ سو آدمیوں کا نام لیتے۔ وہ سب کے سب مارے جاتے تھے اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا، وصیت کر لو بخدا! تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کبھی لوٹ کر نہ آؤ گے اگر وہ سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" گواہ رہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ارشاد میں سچے ہیں"

(24) غزوۂ موتہ

موسیٰ ابن عقبہ، ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ علمائے سیرت کا بیان ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جعفر بن ابی طالب فرشتوں کے جھرمٹ میں اڑتے ہوئے گزرے ہیں ان کے دو پر تھے"۔ وہ کہتے ہیں کہ یعلیٰ بن مبنہ شہیدان موتہ کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا" چاہو تو تم مجھے خبر دو یا تمہیں پسند ہو تو میں وہاں کے حالات بیان کروں" یعلیٰ بولے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام ہی ان کے حالات ارشاد فرما دیں تو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ موتہ کے تمام حالات اور شہیدوں کے واقعات بیان کر دیئے" یہ سن کر یعلیٰ کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کی ساتھ مبعوث فرمایا آپ علیہ السلام نے تو غزوۂ موتہ کی کہانی کا ایک حرف تک نہیں چھوڑا بلکہ پورا واقعہ حرف بحرف بیان فرما دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" دراصل اللہ نے زمین اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی یہاں تک کہ میں نے لڑائی کا پورا منظر بچشم خود دیکھا ہے"

بیہقی فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کا لشکر) روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا" زید بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ فوج کی کمان کریں گے" اس کے بعد فوج نے کوچ کیا۔ بعد ازاں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حکم دیا کہ لوگ نماز کیلئے اکٹھے ہو جائیں پس لوگ اعلان کے بعد اکٹھے ہو گئے آپ علیہ السلام نے فرمایا" میں تمہیں موتہ کی طرف جانے والے لشکر کے متعلق بتاتا ہوں یہ لشکر روانہ ہوا پھر اس کا دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا جس میں حضرت زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہو گئے ان کے بعد جھنڈا حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تھام لیا اور دشمن پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو

گئے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے لے لیا۔ وہ بھی جم کر لڑتے رہے تا آنکہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد جھنڈا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے لے لیا۔ وہ خود ہی لشکر کے سپہ سالار بن گئے" یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو ہی اس کی امداد فرما" اس روز سے ان کا نام خالد سیف اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پڑ گیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ جب موتہ کے مقام پر لشکر اسلام اور اہل روم کی معرکہ آرائی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے سامنے شام کی سرزمین بے حجاب ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کا منظر دیکھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا لیا تو اس کے پاس شیطان آیا اس نے زندگی محبوب اور موت ناگوار بنا کر پیش کی اور دنیا کی محبت کی طرف ترغیب دی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب جبکہ مومنین کے دلوں میں ایمان راسخ ہو گیا ہے تو دنیا کی محبت دلاتا ہے یہ کہہ کہ آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد جھنڈا حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تھام لیا، شیطان نے ان کے پاس آ کر انہیں بھی زندگی کی محبت اور موت کی ناگواری دلائی اور دنیا کی تمنا پیدا کی۔ جعفر بولے! اب جبکہ ایمان سینے میں پختہ ہو گیا ہے تو، تو دنیا کی تمنا دلاتا ہے، پھر وہ بھی آگے بڑھ کر شہید ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے اور وہ جنت میں یاقوت کے دو پروں کے ساتھ محو پرواز ہیں جہاں چاہتے ہیں، چلے جاتے ہیں اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا لیا، پھر وہ بھی شہید ہو کر جنت میں تشریف لے گئے مگر کچھ توقف کے ساتھ،، یہ وقتی توقف زخم آنے کی کمزوری کی وجہ سے تھا"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھی تھیں، آپ علیہ السلام نے اچانک وعلیکم السلام کہا، پھر فرمایا "اے اسماء! یہ جعفر ہیں جو جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ہمراہ ہیں۔ انہوں نے ہمیں سلام دیا ہے لہٰذا ان کے سلام کا جواب دو،، حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بتایا کہ فلاں فلاں روز ان کا دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا اور ان کے جسم کے اگلے حصہ پر تیز نیزے اور تلوار کے 73 زخم لگے ہیں۔ میں نے جھنڈا اپنے دائیں ہاتھ میں لیا، وہ کٹ گیا تو میں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا، پھر وہ بھی کٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں ہاتھوں کے بدلے مجھے دو پر عطا کئے ہیں جن کے ساتھ میں جبریل اور میکائیل کے ہمراہ اڑتا ہوں جنت میں جہاں چاہتا ہوں۔ اترتا ہوں اور جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتا ہوں"

بیہقی۔ ابونعیم، ابن سعد، ابن سحاق ابن عساکر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا "جعفر کے بچوں کو میرے پاس لے آؤ" میں انہیں لے آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سونگھا، اس وقت آپ علیہ السلام اشکبار تھے، میں نے عرض

کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رونے کی وجہ، کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ فرمایا ''ہاں! وہ آج شہید ہو گئے ہیں'' نیز حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں میرے والد کی شہادت کی اطلاع کی اور یہ فرمایا ''میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دو بازو بنا دیئے ہیں اور ان سے جنت میں اڑتے ہیں'' جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اس وقت میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا آپ علیہ السلام نے دعا دی ''اے اللہ! اس کے سودے میں برکت عطا فرما'' اس کے بعد میں نے جو خرید و فروخت کی اللہ نے اس میں برکت عطا فرمائی۔

دار قطنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے؟ فرمایا ''میرے پاس سے جعفر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گزرے ہیں اور انہوں نے سلام پیش کیا ہے''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا کہ وہ جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے حصہ سے خون ٹپک رہا ہے میں نے (حضرت) زید کو ان سے کم درجہ میں دیکھا میں نے کہا میں تو زید کو جعفر سے کم نہیں سمجھتا تھا تو جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا 'زید (حضرت) جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رتبہ میں کم نہیں، لیکن ہم نے جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے''

(25) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاکم نے یہ روایت اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے، کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فدیہ لیا گیا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب تک میں زندہ رہوں گا آپ علیہ السلام مجھ کو قریش کا فقیر بنا کے چھوڑیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا آپ قریش کے فقیر کیونکر بنیں گے آپ نے تو سونے کے ڈھیر اُم الفضل کے حوالے کئے ہیں اور ان سے کہا کہ ''اگر میں مارا جاؤں تو تاحیات تیرے لئے یہ سونا تجھ کو غنی رکھے گا'' یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ جس بات کی آپ علیہ السلام خبر دے رہے ہیں اس پر سوائے اللہ کے اور کوئی مطلع نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق اور بیہقی امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس فدیہ دینے کیلئے کچھ نہیں، آپ نے فرمایا ''وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام الفضل نے دفن کیا تھا اور تم نے دم رخصت یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کیلئے ہے''۔ یہ سن کر

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے! اللہ کی قسم! مجھے یقین ہوگیا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ بخدا! اس معاملے کا میرے اور اُم الفضل کے سوا کسی کو قطعاً علم نہ تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری ماں اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہانے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہارے شکم میں ایک بیٹا ہے جب وہ پیدا ہوتو اسے میرے پاس لانا" چنانچہ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو میں اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت، نیز! بچے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا، پھر فرمایا "خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ" جب میں نے یہ بات عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو بات اُم الفضل نے تم سے کہی ہے وہ صحیح ہے یہ بچہ ابوالخلفاء ہے ان میں سے سفاح ہوگا ان سے مہدی ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے وہ ہوگا جو حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا"

بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہاں انہوں نے ایک آدمی دیکھا تو لوٹ آئے اور اس آدمی کی موجودگی میں کوئی بات نہ کی۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنا بیٹا عبداللہ آپ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا مگر آپ علیہ السلام کے پاس ایک شخص کے ہونے کی وجہ سے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات نہیں کی اور واپس آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "ہاں! وہ جبریل تھے" پھر یہ پیش گوئی فرمائی کہ "تمہارا بیٹا عبداللہ نابینا ہوکر مرے گا" نیز فرمایا "اسے علم کثیر عطا کیا جائے گا"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں سفید لباس پہن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا آپ علیہ السلام اس وقت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں وہاں پر موجود حضرت جبریل علیہ السلام سے محوگفتگو تھے مگر مجھے اس کا علم نہ تھا لہٰذا میں نے سلام نہ دیا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا "اس کا لباس کتنا سفید ہے، لیکن اس کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی اگر یہ سلام دیتا تو میں اس کا جواب دیتا" جب میں لوٹ کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم نے سلام کیوں نہیں دیا؟" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رازداری کی باتوں میں مصروف تھے لہٰذا میں نے قطع کلامی مناسب نہ سمجھی۔ فرمایا "تم نے اس (دحیہ) کو دیکھا" میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا "وہ تو

جبریل تھے'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ''تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور موت کے وقت واپس آ جائے گی'' ۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہوا اور انہیں سریر ڈالا گیا تو ایک پرندہ انتہائی صاف رنگ کا آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد نظر نہ آیا دراصل یہ بشارت تھی جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی، پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے لوگوں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ سورۃ الفجر آیات 27، 28، 29، 30

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾
وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ:۔ ''اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، خوش وخرم تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''تمہاری بصارت چلی جائے گی'' تو وہ جاتی رہی ہے۔ مجھے یہ خبر دی کہ ''میں غرق ہو جاؤں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں ایک بار ڈوب گیا آپ علیہ السلام نے مجھے فتنہ کے بعد ہجرت کی پیش گوئی فرمائی تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اب محمد بن علی بن ابی طالب کی طرف ہجرت کرتا ہوں''

عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا ''مجھے اطلاع ملی ہے، کہ ابن نبیح ہذلی میرے ساتھ جنگ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے وہ مقام نخلہ یا عرفہ میں ہے تم جا کر اسے قتل کر دو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس کا حلیہ بیان فرما دیجئے تا کہ میں اس کو پہچان لوں فرمایا ''اس کی نشانی یہ ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی اس پر کپکپی طاری ہو جائے گی'' چنانچہ میں روانہ ہو گیا جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کی وہی حالت پائی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی تھی مجھے دیکھتے ہی وہ لرزہ براندام ہو گیا میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلا۔ جب قابو میں آیا تو تلوار سے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''افلح الوجہ'' ''سرخرو ہو گیا'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اس بدبخت کو قتل کر دیا ہے فرمایا ''تم نے سچ کہا ہے'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے سے پہلے ہی ابن نبیح کے قتل کی خبر دے دی اس کے بعد مجھے ایک عصاء عطا فرمایا اور فرمایا کہ ''اس عصا کو اپنے پاس رکھو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے یہ عصاء مجھے عطا کیا ہے۔فرمایا ''قیامت کے دن یہ عصا میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی اس دن پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہوگی'' عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عصاء کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھا جب ان کا وصال ہونے لگا تو وصیت کی کہ یہ عصاء ان کے کفن کے ساتھ رکھ دیا جائے۔

ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی دلائل النبوۃ میں رقم طراز ہیں حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن جبر (الخدرہ) بن عوف بن حارث بن خزرج۔المتوفی 74ھ مدینہ منورہ) فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسی فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہ آئی تھی۔میری بہن نے مجھ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جایئے اور کچھ مانگئے پس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ علیہ السلام اس وقت خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے، کہ ''جو دست سوال دراز کرنے سے بچتا ہے، تو اللہ اسے اس عار سے بچالیتا ہے، اور جو مستغنی ہوتا ہے اللہ اسے غنی کردیتا ہے'' یہ سن کر میں نے دل میں کہا گویا یہ میرے متعلق ارشاد فرمایا جارہا ہے، لہٰذا میں ہرگز اب کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔اس کے بعد لوٹ کر اپنی بہن کے پاس آیا اور اسے سارا ماجرا سنایا اس نے کہا آپ نے اچھا کیا جب دوسرا دن آیا، بخدا! میں درماندہ ہوکر دیوار کے سائے میں لیٹ گیا، کہ اچانک مجھے ایک یہودی کے درہم ہاتھ آئے۔ان درہم سے ہم نے کھانا خریدا اور کھایا، پھر ہمارے گھر میں بے پایاں دنیا آئی کہ انصار کا کوئی گھرانا ہم سے زیادہ مالدار نہ ہوا۔

ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عبداللہ بن ابوبکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس وقت پیچھے سے آملے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبوک میں پڑاؤ کیا، لوگوں نے کہا: کوئی سوار آرہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ابوخیثمہ ہیں'' تو صحابہ کرام نے پہچان کر کہا بخدا! یہ تو ابوخیثمہ ہی ہیں۔

(27) عمیر ابن عدی خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علمائے سیرت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث بن فضیل نے اپنے باپ حارث سے روایت کی کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص یزید بن یزید کی زوجیت میں تھی، وہ عورت اسلام اور اہل اسلام پر زبان طعن دراز کرتی تھی اور کفار کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اکساتی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کوئی میرے لئے مروان کی بیٹی کو گرفت میں لانے والا نہیں'' یہ بات عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے سُن لی جب شام ہوئی تو اسی

رات عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے گھر میں اسے قتل کر دیا۔ صبح رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے اس عورت کو قتل کر دیا ہے۔ فرمایا ''اے عمیر! تم نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے'' عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا مجھے اس کے قتل کی وجہ سے کوئی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ فرمایا ''نہیں'' ارشاد فرمایا:۔

''لَا یَنْتَطِحُ فِیْھَا عَنْزَانِ''

ترجمہ:۔ ''اس معاملہ میں دو بکریاں بھی سر نہیں ٹکرائیں گی''

چنانچہ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلے بنو خطمہ کے پاس لوٹ کر گئے۔ بنو خطمہ کی اس زمانے میں بہت تعداد تھی۔ وہ سب بنت مروان کے قتل کی وجہ سے غمزدہ تھے۔ خود بنت مروان کے پانچ جوان بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا اے بنی خطمہ میں نے بنت مروان کو قتل کیا ہے تم نے میرے خلاف جو کرنا ہے کر لو مجھے بالکل مہلت نہ دو مگر اس کے باوجود حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذرا سا نقصان بھی نہ پہنچا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسب ارشاد دو بکریاں بھی آپس میں نہ ٹکرائیں۔

(28) ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت تحریر کی ہے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سواریوں میں سے جو مدینہ شریف آئی تھیں، ایک گھوڑا خریدا، اسی اثناء میں مسعدہ فزاری کی ان سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا اے ابو قتادہ! یہ گھوڑا کیسا ہے؟ فرمایا میری خواہش ہے کہ اسے جہاد کیلئے باندھ کر رکھوں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ جہاد کروں مسعدہ کہنے لگا، تمہارا قتل کرنا کس قدر آسان ہے، اور تمہاری حرارت کتنی سخت ہے۔ یہ سن کر ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اسی گھوڑے پر تجھ سے میدان جنگ میں ملوں، مسعدہ نے کہا ''آمین'' بعدازاں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اس گھوڑے کو اپنی چادر کے پلو میں کھجوروں کا چارہ کھلا رہے تھے، کہ اچانک گھوڑے نے سر اوپر اٹھایا اور کان کھڑے کئے، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اس نے گھوڑوں کی بو سونگھ لی ہے۔ ان کی ماں نے کہا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگ ایام جاہلیت میں بزدل نہ تھے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین میں ماں کے بیٹے بزدل کیسے ہو سکتے ہیں گھوڑے نے دوبارہ ایسا کیا، تو ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر زین کسی، اسلحہ لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ راستے میں انہیں ایک شخص ملا جس نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تلاش میں نکلے ہیں، چنانچہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جا ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے ابوقتادہ! چلو، اللہ تمہارے ساتھ ہوگا''

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، کہ میں ان کی تلاش میں نکلا۔ اچانک میری نظر اونٹنیوں پر پڑی جنہیں ہانک کر لے جایا جارہا تھا پس میں نے اس لشکر پر حملہ کر دیا میری پیشانی پر ایک تیر لگا۔ میں نے اسے نکال دیا اور میں سمجھ رہا تھا کہ میں نے اس کا پیکان نکال دیا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک شہ سوار آیا۔ اس نے منہ پر خود پہن رکھا تھا۔ کہنے لگا ابوقتادہ اللہ تعالیٰ نے میرا تیرا آمنا سامنا کر دیا ہے، پھر اس نے اپنا نقاب ہٹا دیا دیکھتا کیا ہوں کہ مسعدہ فزاری ہے۔ اس نے کہا تمہیں لڑائی کا جو انداز پسند ہو۔ تلوار سے، نیزے سے یا کشتی کی صورت میں، میں نے جواب دیا اس کا تجھے اختیار ہے، وہ کہنے لگا ''کشتی'' اور ساتھ ہی گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ میں بھی گھوڑے سے اتر پڑا۔ پھر ہم نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ میں نے اسے پٹخ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور اپنا ہاتھ اس کی تلوار پر رکھ لیا جب اس نے دیکھا کہ اس کی تلوار میرے قبضے میں آ گئی ہے۔ بولا اے ابوقتادہ مجھے زندگی کی بھیک دے۔ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کہنے لگا بچوں کی پرورش کون کرے گا؟ میں نے جواب دیا ''آگ'' پھر میں نے اسے قتل کر دیا اور اپنی چادر میں لپیٹ کر اس کے کپڑے اتار لئے اور خود پہن لئے میں نے اس کا اسلحہ بھی چھین لیا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، کیونکہ میرا اپنا گھوڑا ہماری کشمکش کے دوران بھاگ گیا تھا اور پلٹ کر لشکر کی جانب آ گیا تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں، اس کے بعد میں روانہ ہو گیا اور مسعدہ کے بھتیجے پر جا پڑا اس کے ہمراہ سترہ (17) گھڑسوار تھے۔ میں نے اسے اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور میں نے اپنے نیزے کے ساتھ اونٹنیوں کو روک لیا اسی اثناء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ تشریف لے آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لشکر کی جگہ پہنچے تو ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں ایک شخص نے عرض کیا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالی گئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبار فرمایا ''تیری ماں پر افسوس تیرے کتنے ہی دشمن حالت جنگ میں ہیں'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اس مقام پر تشریف لائے جہاں ہمارا مقابلہ ہوا تھا، یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں نے ایک شخص کو دیکھا جو ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''اللہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے اس عزت وشان سے نوازا ہے۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی فوج کے پیچھے رجز پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں'' یہ سن کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس لاش کی طرف لپکے، تاکہ اس کے منہ سے کپڑا ہٹائیں، منہ کھول کر دیکھا، تو مسعدہ فزاری تھا، انہوں نے نعرہ بلند کیا اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

وہ لوگ ابھی اسی حالت میں تھے، کہ میں اونٹنیوں کو ہانکتا ہوا لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''اے ابوقتادہ! اے شہ سواروں کے سردار! اللہ تمہیں سرخرو کرے اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری اولاد اور پوتوں میں برکت رکھے'' پھر دریافت فرمایا ''یہ تمہارے چہرے پر کیسا نشان ہے'' میں نے عرض کیا۔ ایک تیر لگا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قریب آؤ'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیکان بڑی نرمی سے کھینچ لیا، زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی ہتھیلی اس پر رکھ دی۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا، پھر اس کے بعد نہ تو کبھی مجھے چوٹ آئی ہے نہ کبھی زخم لگا۔

(29) رافع ابن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوداؤد، بیہقی، ابن سعد حضرت یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی اماں نے بتایا کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ اُحد یا حنین میں چھاتی پر تیر لگا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) یہ تیر میرے جسم سے نکال دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' چاہو تو تیر بمعہ پیکان کے نکال دوں یا یہ پسند کرو کہ تیر نکال لیں اور پیکان رہنے دوں اور قیامت کے روز تمہاری شہادت کی گواہی دوں'' عرض کیا تیر نکال لیں اور پیکان رہنے دیں اور قیامت کے دن یہ شہادت دیں کہ میں شہید ہوں۔ چنانچہ وہ اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (41ھ-60ھ) میں ان کا وہ زخم پھوٹ پڑا۔ اور ان کا انتقال ہوگیا۔

(30) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت یزید بن رومان اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں کہ نبی اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر کی طرف بھیجا، اکیدر نصرانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ ''تم اسے اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنگلی گائے کے شکار میں مصروف ہوگا'' چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعے کے اتنے قریب پہنچ گئے جہاں سے آدمی نظر آ سکتا تھا رات چاندنی تھی۔ اکیدر اپنی بیوی کے ہمراہ قلعہ کی چھت پر تھا۔ اسی اثناء میں ایک جنگلی گائے قلعہ کے دروازہ کے ساتھ سر ٹکرانے لگی۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کیا آپ نے کبھی ایسا منظر دیکھا ہے؟ اس نے کہا بخدا! نہیں۔ اس کی بیوی نے کہا کیا اس طرح کے شکار کو چھوڑا جا سکتا ہے؟ اکیدر ابن عبدالملک نے کہا نہیں کوئی یہ موقع ہاتھ سے ضائع نہیں کر سکتا، وہ قلعہ کی چھت سے نیچے آیا۔ حکم دیا کہ گھوڑے پر زین رکھی جائے۔، پھر اس پر سوار ہوا اس کے ہمراہ اس کے گھرانے کے چند آدمی تھے۔ وہ اپنے شکار کے لئے روانہ ہوئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا جس پر دیباج کی سنہری قباء تھی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اسے چھین کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اکیدر کے ہمراہ بھیج دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جاں بخشی فرمائی اور جزیہ پر صلح کر لی۔ پھر اسے رہا کر دیا۔ بنو طے کے ایک شخص بجیر نے اس واقعہ کا یوں ذکر کیا ہے۔

تَبَارَکَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اَنِّی رَأَیْتُ اللہ یَهْدِیْ کُلَّ هَادٍ

ترجمہ:۔ بابرکت ہے وہ جو نیل گائیوں کو ہنکا کر لانے والا ہے میں نے دیکھا کہ اللہ ہر طالب ہدایت کو ہدایت دیتا ہے۔

فَمَنْ یَّکُ حَائِدًا عَنْ ذِی تَبُوکٍ فَاِنَّا قَدْ أُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

ترجمہ:۔ پس جو شخص تبوک والے نبی سے منحرف ہوتا ہو تو ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

بیہقی نے ذکر کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شاعر کو دعا دیتے ہوئے فرمایا ”اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے“ اس دعا کا ثمرہ یہ ہے کہ نوے (90) سال کی عمر میں اس شخص کی نہ تو داڑھ میں حرکت ہوئی نہ اس کا کوئی دانت ٹوٹا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عباس بن عبداللہ بن معد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ شریف جانے کا ارادہ کیا اور بنی بکر کے ایک شخص کو ساتھ لے جانے کے بارے میں اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اسے ساتھ لے جاؤ مگر یہ بنی بکر کا آدمی ہے اس پر بھروسہ کر کے بے خوف نہ رہنا“۔ چنانچہ وہ اسے لیکر روانہ ہوئے راستے میں ایک جگہ سو کر اٹھے، تو دیکھا کہ اس شخص نے قتل کے ارادے سے تلوار سونت رکھی ہے جس کی وجہ سے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

(31) جینا مرنا

مسلم، بیہقی، طیالسی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ فتح مکہ کے دن انصار مدینہ کہنے لگے کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شہر کی محبت اور اپنے خاندان کے ساتھ نرمی اور شفقت پیدا ہو گئی ہے“ اسی حال میں وحی آنے لگی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا ہم میں سے کوئی شخص آپ علیہ السلام کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا جب وحی نازل ہو چکی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے گروہ انصار! تم نے کہا ہے کہ اس شخص یعنی پیغمبر علیہ السلام کو اپنے وطن کی یاد ستا رہی ہے، اور اسے اپنے خاندان کے افراد پر رحم آ گیا ہے“ فرمایا ”ہرگز ایسا نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے“ انصار یہ سن کر روتے ہوئے آگے بڑھے اور عرض کیا، بخدا! ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا محض اس خیال سے کہ ہم کو خدا اور اس

کے رسول ساتھ محبت اور وابستگی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی اس عذر خواہی کے جواب میں فرمایا:
''بے شک اللہ تعالیٰ عذر کو قابل پذیرائی جانتے ہیں''

(32) حضرت ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاکم، ابونعیم، بیہقی محمد بن ثابت انصاری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اے ثابت! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تم پر وقار زندگی بسر کرو۔ شہادت کی موت مرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ'' عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پس انہوں نے قابل تعریف زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے دلائل میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا ''تمہیں اس بیماری سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوگا بلکہ تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم میرے بعد عمر دراز گزار کر بصارت سے محروم ہو گے'' عرض کیا میں اس وقت حصول ثواب کی خاطر صبر کروں گا، فرمایا ''پھر تو تم جنت میں بلا حساب داخل ہو گے'' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی، پھر ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی اور ان کا انتقال ہو گیا۔

(33) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احمد اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ عاصم ابن حمید سکونی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا اور وصیت کرتے ہوئے ان کے ہمراہ باہر تشریف لائے جب وصیت کر چکے تو فرمایا ''شاید! آئندہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی اور میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزرو گے'' یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔

(34) حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاکم، بیہقی، ترمذی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کتنے ہی کمزور بندے ہیں جنہیں لوگ ضعیف سمجھتے ہیں وہ دو پھٹی پرانی چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ کی ذات پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔ (حضرت) براء بن مالک بھی انہیں خدا دوست لوگوں میں شامل ہیں'' حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تستر کے مقام پر دشمن کی فوج سے آمنا سامنا ہوا،

مسلمان مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور تتر بتر ہو گئے۔ انہوں نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کہ اے براء! اگر آپ اللہ کی ذات پر قسم کھالیں تو اللہ آپ کی قسم ضرور پوری کرے گا''۔ لہٰذا اب وقت ہے کہ آپ اللہ کی ذات پر کامیابی کی قسم کھائیں۔ انہوں نے کہا ''اے پروردگار! میں تیری ذات پر اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھاتا ہوں کہ تو ہمیں ان کی مشکیں کسنے کی توفیق وقدرت عطا کر'' تو مسلمانوں نے انہیں شکست سے دوچار کیا اس کے بعد سوس کے پل پر مڈبھیڑ ہوئی تو ایرانی لشکر نے مسلمانوں پر کاری ضرب لگائی انہوں نے پھر حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ پر قسم اٹھانے کی درخواست کی تو آپ نے پھر قسم اٹھائی جس کی وجہ سے اہل فارس کو شکست فاش ہوئی اور براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

(35) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد روایت کرتے ہیں عاصم بن عمر بن قتادہ کہتے ہیں کہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام اللہ سے دعا کریں کہ اللہ انہیں کثرت مال واولاد سے نوازے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ نعمان اس طرح زندگی بسر کرے جس طرح اس کے ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزاری، انہوں نے عزت کی زندگی بسر کی اور شہادت کی موت مرے اور جنت میں داخل ہوئے'' عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے، کہ بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نعمان بن بشیر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بیٹے کے حق میں دعا فرمائیے فرمایا'' کیا تجھے پسند نہیں کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچے جس تک تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام آئے اور شام کا ایک منافق اسے قتل کر دے'' جب ضحاک بن قیس خلافت مروانی میں مرج راہط کے مقام پر مارا گیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص سے بھاگ جانا چاہا وہ اس وقت حمص کے امیر یعنی گورنر تھے۔ انہوں نے مروان (64ھ۔65ھ) کی مخالفت کر کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دعوت دی تھی جس کی وجہ سے اہل حمص نے ان کو گرفتار کر کے شہید کر دیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔

(36) عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنو بکر اور قریش نے بنو خزاعہ کے خلاف ایکا کر لیا۔ انہیں نقصان پہنچایا اور اس عہد و پیمان کو توڑ کر جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر کیا تھا۔ حرم کعبہ میں قتل کیا تو بنی کعب کا ایک شخص عمرو بن سالم خزاعی مدینہ منورہ کے لیے نکلا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور یہی بات فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس وقت مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، کہ عمرو بن سالم نے سامنے کھڑے ہوکر یہ شعر پڑھے۔

یَارَبِّ اِنِّی نَا شد" مُحَمَّدًا حِلْفَ اَبِیْنَا وَاَبِیْهِ الاَ تْلَدَا

ترجمہ:۔اے رب! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اور ان کے آباؤاجداد کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔

قَدْ کُنْتُمْ وَلْدًا وَ کُنَّا وَالِدًا ثُمَّ اَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزِعْ یَدَا

ترجمہ:۔اے محمد وآل محمد! آپ ہماری نسل ہیں، پھر ہم نے اسلام قبول کرلیا اور ہاتھ نہیں کھینچا۔

(یعنی بنو عبد مناف کی ماں بنوخزاعہ کی تھی یونہی قصی کی ماں فاطمہ بنت اسد بھی بنوخزاعہ سے تعلق رکھتی تھی)

فَانْصُرْ هَدَاکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَتَدَا وَ ادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاتُوْا مَدَدَا

ترجمہ:۔ اللہ آپ کو راہ ہدایت پر گامزن رکھے، آپ ہماری فوری مدد فرمایئے اور اللہ کے بندوں کو بلایئے کہ ہماری مدد کو پہنچیں۔

فِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ تَجَرَّدَا اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ تَرَبَّدَا

ترجمہ:۔ان بندوں میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود ہیں جو واحد ومنفرد ہستی رکھتے ہیں آپ کو زیادتی کا ہدف بنایا جاتا ہے، تو آپ علیہ السلام کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔

فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبِدَا اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْکَ الْمَوْعِدَا

ترجمہ:۔ایسے لشکر عظیم کے ساتھ جو سمندر کی طرح موجزن ہو، بے شک قریش نے آپ (علیہ السلام) سے وعدہ خلافی کی ہے۔

وَنَقَضُوْا مِیْثَاقَکَ الْمُؤَکَّدَا وَجَعَلُوْا لِیْ فِیْ کَدَاءٍ رَصَدَا

ترجمہ:۔انہوں نے آپ علیہ السلام کے ساتھ موکد معاہدہ توڑ دیا ہے، اور مقام کداء میں میرے لئے لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا ہے۔

وَزَعَمُوْا اَنْ لَسْتُ اَدْعُوْا اَحَدَا وَهُمْ اَذَلُّ وَاَقَلُّ عَدَدَا

ترجمہ:۔انہوں نے خیال کیا، کہ میں مدد کیلئے کسی کو نہیں پکاروں گا، خود ان کی یہ حالت ہے، کہ وہ نہایت ذلیل اور کم تعداد ہیں۔

هُمْ بَیَّتُوْنَا بِالْوَتِیْرِ هُجَّدًا وَقَتَلُوْا نَارُ کُعًا سُجَّدَا

ترجمہ:۔انہوں نے وتیر کے مقام پر شب خوں مارا جب ہم سو رہے تھے نیز ہمیں حالت رکوع وسجود میں قتل کیا یعنی یہ ہے کہ ہم اسلام لا چکے تھے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا عُمَرَ وَبْنَ سَلَمَ

ترجمہ:۔"اے عمرو! تمہاری مدد ہو چکی ہے" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک بادل نمودار ہوا، تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ السَّحَابَةُ لَتَسْتَحِلُّ بِنَصْرِ بَنِی کَعْبٍ

ترجمہ:۔ یہ بادل بنوکعب کی مدد کا مینہ برسائے گا، بعدازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح فرمایا۔

(37) عمیر بن وھب

طبرانی، ابونعیم اور بیہقی حضرت موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکین غزوۂ بدر میں ہزیمت اٹھانے کے بعد مکہ لوٹے تو اس کے بعد ایک دن عمیر بن وہب جمحی صفوان بن امیہ کے پاس مقام حجر میں آکر بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا لعنت ہو ایسی زندگی پر جو بدر کے مقتولین کے بعد گزاری جارہی ہے۔ اس نے کہا ہاں ان کے بعد زندگی میں کوئی لذت نہیں۔ مجھ پر اگر قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کیلئے میرے پاس کچھ نہیں نیز میں عیالدار نہ ہوتا جس کی کفالت کیلئے میں نے کوئی چیز پس انداز نہیں کی ہے، تو میں مدینہ کا سفر اختیار کرتا اور چپکے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیتا۔ میرے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ملنے کا ایک بہانہ بھی ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے قیدی بیٹے کو ملنے کے لئے مدینہ آیا ہوں۔ یہ سن کر صفوان بہت خوش ہوا اس نے کہا: تمہارا قرض اور اہل وعیال کا خرچ میرے ذمے، میں انہیں اپنے بال بچوں کی طرح نان ونفقہ دوں گا۔ یوں صفوان نے عمیر کو اس کام پر آمادہ کر لیا اور تمام اخراجات مہیا کئے نیز اس کی تلوار کو صیقل کر کے زہر آلود کرنے کا حکم دیا۔ عمیر نے صفوان کو کہا میرے اس منصوبہ کو فاش نہ کرنا۔

چنانچہ وہ مدینہ منورہ پہنچا، مسجد نبوی کے دروازہ پر سواری سے اترا، سواری کو باندھا، پھر تلوار لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصد کیا اور داخل ہوا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فوراً اندر تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عمر ذرا پیچھے ہٹ جاؤ" پھر عمیر سے مخاطب ہو کر فرمایا "عمیر! کیسے آنا ہوا" اس نے کہا: اپنے قیدی بیٹے کیلئے آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سچ سچ بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو" اس نے جواب دیا سچی بات یہ ہے کہ میں اپنے قیدی کیلئے آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے صفوان بن امیہ کے ساتھ مقام حجر میں کیا شرائط طے کیں" یہ سنتے ہی عمیر گھبرا گیا اور کہا: میں نے کیا شرائط طے کی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَحَمَّلْتَ لَهُ بِقَتْلِی عَلٰی اَنْ يَعُوْلَ بَيْتَکَ وَيَقْضِیُ دَيْنَکَ وَاللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنَکَ وَبَيْنَ ذٰلِکَ

ترجمہ:۔ "تم نے قتل کرنے کی ذمہ داری اس شرط پر لی ہے، کہ وہ تمہارے بچوں کی کفالت کرے گا اور تمہارا قرض ادا کرے گا، سن لو! اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اور تمہارے ناپاک منصوبہ کے درمیان حائل ہے"

عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان ہوئی جس پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی مطلع نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس گفتگو سے آگاہ کیا، اب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اس کے بعد عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ لوٹ گیا وہاں اسلام کی دعوت دی جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے۔

(38) عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطیب بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ''آج رات تمہارے پاس ایک حکیم شخص آئے گا'' چنانچہ اسی رات حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے آئے۔

(39) قبیلہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا ''تمہارے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں'' پس قبیلہ اشعر کے لوگ آئے جن میں ابوموسی اشعری بھی شامل تھے۔

معمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے اللہ! اہل سفینہ کو بچالے'' کچھ دیر کے بعد فرمایا: ''بھنور سے نکل آئی ہے'' جب وہ لوگ مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو فرمایا ''ایک پاکباز شخص انہیں کشاں کشاں لا رہا ہے'' راوی بیان کرتے ہیں کہ اہل کشتی بنو اشعر کے لوگ تھے اور جوان کی قیادت کر رہا تھا وہ عمرو بن الحمق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا ''تم کہاں سے آ رہے ہو'' انہوں نے جواب دیا ''زبید سے'' فرمایا ''اللہ زبید میں برکت عطا فرمائے'' انہوں نے عرض کیا زمع میں بھی، آپ علیہ السلام نے دوبارہ فرمایا ''اللہ زبید میں برکت عطا فرمائے'' انہوں نے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! زمع میں بھی، آپ علیہ السلام نے تیسری بار فرمایا ''اے اللہ! زمع میں بھی برکت عطا فرما''

آخری شخص

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا معمر کہتے ہیں میں نے ابن طاؤس وغیرہ علماء کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک اور شخص سے ارشاد فرمایا ''تم میں سے آخری شخص آگ میں جائے گا'' چنانچہ تیسرا شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے مر گیا جب کوئی آدمی از راہ مذاق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتا

کہ سمرہ فوت ہو گئے ہیں وہ بے ہوش ہو جاتے اوران پر غشی طاری ہو جاتی، پھر حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال کیا۔

رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ رجال بن عفوہ بڑا با خشوع، قرأت قرآن کا پابند اور بھلائی پر عمل پیرا تھا، ایک دن وہ ہمارے ساتھ بیٹھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ''ان لوگوں میں سے ایک آدمی آگ میں جلے گا'' رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ ابو ہریرہ تھے، ابی اروی دوسی تھے، طفیل بن عمرو اور رجال بن عفوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ میں بار بار انہیں دیکھ کر تعجب کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا یہ بدبخت کون ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے بعد ازاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا اور بنوحنیفہ نے ارتداد اختیار کیا تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عفوہ کا کیا طرز عمل رہا؟ تو مجھے بتایا گیا، کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے، اور اسی بدبخت نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں شریک ہے، یہ سن کر میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ ابن عساکر کہتے ہیں اس کا لقب رجال تھا جبکہ نام نہار تھا۔

(40) حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو نعیم واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے لوٹے، تو عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میں نے کبھی کسی کو نہیں بتائی۔ میں ظہور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نجران میں تجارت کی غرض سے گیا وہاں کا اسقف میرا دوست تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابا یعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے، اور وہ سلسلہ نبوت کا آخری نبی ہے۔ وہ اپنی قوم کو قوم عاد کی طرح قتل کرے گا، لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ کی طرف دعوت دے، تو تم اس کی اتباع کرنا، بخدا! میں نے آج تک اس کے بارے میں ایک حرف بھی کسی کو نہیں بتایا اور میں تو اس آخری نبی کی غلامی اختیار کرنے والا ہوں، چنانچہ عروہ مدینہ منورہ آئے اور دولت اسلام سے مشرف ہو گئے۔

حاکم، بیہقی، ابو نعیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد اپنی قوم کی طرف پلٹ جانے کی اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''وہ لوگ تمہیں قتل کر ڈالیں گے'' عرض کیا ''ان کی تو یہ حالت ہے، کہ وہ مجھے عالم خواب سے بیدار تک نہیں کرتے'' اس کے بعد ان کی طرف پلٹ گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر ان کی قوم کے لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں برا بھلا کہا جب صبح ہوئی حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالا خانے پر اذان دی اور توحید و رسالت کی شہادت دی۔ اسی اثناء میں کسی ثقفی شخص نے ان کی طرف تیر پھینکا اور انہیں شہید کر دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو فرمایا ''عروہ کی شہادت ایسی ہے جیسے صاحبِ یٰسین کی شہادت

کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اسے قتل کر ڈالا" عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قبیلہ ثقیف کا ایک وفد جو کہ دس سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا اور ان میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص بھی شامل تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔

(41) حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دلائل النبوۃ میں حضرت جریر البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ قدسیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے حلہ پہنا اور اندر آیا آپ علیہ السلام اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سب کی نظریں میری جانب اٹھ گئیں۔ میں نے اپنے ہم نشین سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے کہا: "ہاں" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا بہترین انداز میں ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھاٹی سے ایک شخص داخل ہوگا جو اہل یمن میں سے بہترین شخص ہے اس کا چہرہ ایسا ہے گویا فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے"

(42) وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری اور بیہقی میں وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ جب ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ملی تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوگیا۔ مجھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بتایا کہ میری آمد سے تین دن پیشتر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے آنے کی بشارت دی۔

صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابونعیم و بیہقی رحمہما اللہ فرماتے ہیں صرد بن عبداللہ قبیلہ ازد کے وفد میں آئے اور ان کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان اسلام لانے والوں کا امیر بنایا اور حکم دیا کہ "ان مسلمانوں کے ہمراہ مشرکوں سے جہاد کرو"۔ چنانچہ وہ نکل کر جرش آئے اور ایک ماہ تک جرش کا محاصرہ کیا، پھر پسپائی اختیار کر کے کوچ کیا یہاں تک کہ وہ کوہ کشر پہنچے، تو اہل جرش نے خیال کیا کہ وہ ہزیمت اٹھا کر لوٹے ہیں، چنانچہ وہ ان کے تعاقب میں نکلے اور انہیں جالیا، تو انہوں نے لوٹ کر حملہ کر دیا اور زبردست قتال کیا۔ اہل جرش قبل ازیں اپنے دو آدمیوں کو حالات کا جائزہ لینے کی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج چکے تھے وہ عیدالفطر کی شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا "کس علاقے میں کشر واقع ہے" تو ان جرشیوں نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جس کو کشر کہا جاتا ہے۔ فرمایا "وہ کشر نہیں شکر ہے"۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کیا ہے؟ فرمایا "اللہ کے مینڈھے اس

وقت اس کے قریب ذبح ہونے والے ہیں'' اس کے بعد وہ دونوں آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا: تم پر افسوس! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں تمہاری قوم کی ہلاکت کی غائبانہ خبر دے رہے ہیں، تم اٹھ کر جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کرو کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے یہ مصیبت دور فرمائے، چنانچہ وہ اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کی درخواست کی پس آپ علیہ السلام نے دعا مانگی ''اے پروردگار! ان سے اس ہلاکت کو دور فرما'' اس کے بعد وہ بارگاہ رسالت سے اپنی قوم کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوگئے جب پہنچے، تو انہوں نے اپنی قوم کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی تو وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔

(43) تین پیشین گوئیاں

بخاری شریف میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ دفعتہً ایک شخص آیا اور اس نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ اس کے بعد دوسرا آیا اور اس نے راستوں کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے'' میں نے عرض کیا دیکھا تو نہیں، البتہ! اس کے متعلق جانتا ضرور ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم کچھ دن زندہ رہے، تو دیکھو گے کہ ایک شریف عورت مقام حیرہ سے اونٹ پر روانہ ہوگی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آکر بیت اللہ شریف کا طواف کرے گی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کے دل میں کسی اور کا خوف نہ ہوگا'' عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 67ھ کوفہ 66 حدیثیں مروی ہیں) کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا: کہ قبیلہ طے کے رہزن جنہوں نے شہروں میں آتش فتنہ بھڑکا رکھی ہے، کہاں چلے جائیں گے؟ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم کسریٰ شاہ ایران کے خزانے فتح کرو گے'' میں نے از راہ تعجب پوچھا کیا اس کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ فرمایا ''ہاں'' اسی کسریٰ بن ہرمز کے''۔ پھر فرمایا ''اگر تم نے کچھ اور فرصت حیات پائی تو تم دولت کی فراوانی کا وہ زمانہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لیکر نکلے گا کہ کوئی اس کو قبول کرلے مگر اس کا قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ خوب یاد رکھو کہ قیامت کے روز تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے جبکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا، اس سے سوال ہوگا اے بندے! بتا کیا میں نے تیرے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا تھا جس نے میرے احکام تم تک پہنچائے ہوں'' وہ عرض کرے گا ہاں! پھر فرمائے گا ''کیا میں نے تجھ کو مال نہیں عطا کیا تھا اور تجھ پر اپنا فضل نہیں فرمایا تھا'' وہ عرض کرے گا کیوں نہیں یہ سب کچھ تو نے بخشا تھا اس کی بعد وہ شخص اپنے دائیں جانب دیکھے گا، تو اس کو جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا، پھر بائیں جانب دیکھے گا، تو اسے صرف جہنم ہی نظر آئے گی''۔ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ ''دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ دیکر اور جس کے پاس یہ بھی نہ ہو تو نصیحت کا ایک کلمہ کہہ کر ہی سہی'' عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیوں کا مصداق امن کا زمانہ دیکھا ہے، کہ مقام حیرہ سے ایک ہودج سوار عورت سفر کرکے آئی اور کعبہ کا طواف کرکے چلی گئی اور راستے میں اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا اور کسریٰ کے خزانے فتح کرنے والوں میں تو میں (عدی) خود بھی شریک تھا اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو جو تیسری بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عدی تم عنقریب دیکھ لوگے۔

دلائل النبوۃ میں بیہقی کہتے ہیں، بخدا! یہ تیسری پیش گوئی بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (99ھ۔101ھ) کے عہد میں پوری ہوگئی۔ عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے مروی ہے، کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سال حکومت کی، اللہ کی قسم! ان کا وصال نہیں ہوا کہ لوگ ہمارے پاس بہت بڑا مال لیکر آنے لگے۔ وہ کہتے اسے حاجت مندوں میں تقسیم کردیجئے وہ ابھی اسی مقام پر ہوتے کہ ان کا مال واپس آجاتا ہم آپس میں کہتے کہ اس مال کو ہم کہاں صرف یعنی خرچ کریں کوئی لینے والا ہمیں ملتا نہیں، حقیقت یہ تھی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو غنی کردیا تھا۔

حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابونعیم، ابن سعد حضرت عمرو بن غفواء خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا۔ اور مجھے مال دیکر ابوسفیان کے پاس بھیجنے کا ارادہ فرمایا تاکہ اسے قریش میں تقسیم کردیں۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ حضور نے فرمایا ''اپنے لئے کوئی ساتھی تلاش کرلو' چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آکر کہنے لگا، مجھے خبر ملی ہے، کہ تم مکہ شریف جانے کا ارادہ رکھتے ہو، میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اس بات کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی تو فرمایا کہ ''جب اس کے قبیلہ کے علاقے میں پہنچو تو اس سے چوکنا رہنا۔ کیونکہ کسی نے کہا ہے کہ تیرا بھائی بکری ہے اس پر بھروسہ نہ کرنا''۔ پس ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابواء کے مقام پر پہنچے اس نے کہا: مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں سے کام ہے تم یہاں ٹھہرو میں نے کہا: اچھا اللہ تمہیں بھلائی کے ساتھ لے جائے جب عمرو چلا گیا، تو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد آیا، تو میں نے سامان اپنے اونٹ پر باندھا اور چل دیا حتّٰی کہ اصافر پہنچ گیا، تو وہ ایک گروہ کے ہمراہ آکر معارضہ کرنے لگا اور اس نے کہا: تم سامان لیکر پہلے نکل آئے ہو۔ پس جب اس کے قبیلے کے لوگوں نے میری قوت دیکھی تو ناکام ہوکر واپس چلے گئے، وہ معذرت خواہانہ انداز میں کہنے لگا مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں سے ایک کام تھا میں نے کہا: ہاں پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آگئے۔

(44) حارث بن سواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شاہین حضرت مطلب بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں میں نے بنی حارث بن سواء سے کہا: کہ تم تو

وہ ہو کہ تمہارے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے، ایسا نہ کہئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے باپ کو ایک بچھڑی عطا فرمائی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں برکت عطا کرے گا، چنانچہ یہ جتنے مویشی صبح کے وقت ہم چرانے کیلئے لے جاتے ہیں اور شام کے وقت لے آتے ہیں سب اسی بچھڑی سے ہیں۔

(45) حضرت مسعود بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابویعلی نے مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام مطاع رکھا اور فرمایا کہ ''تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری بات مانی جائے گی'' نیز فرمایا کہ ''اپنے ساتھیوں کے پاس چلو، جو تمہارے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے ان کے لئے امان ہے'' چنانچہ وہ ان کی پاس گئے، تو ان سب نے اس کی بات مانی اور اس کے ہمراہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(46) حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوملیکہ کہتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے لئے آئے ان کا باپ مسلمہ بھی مدینہ میں پہنچ گیا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! میرا اور کوئی بیٹا نہیں جو میرے مال مویشی اور میرے گھرانے کی دیکھ بھال کرے۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیب کو ان کے والد مسلمہ کے ہمراہ لوٹا دیا اور فرمایا ''شاید تمہارا والد اس سال تمہیں داغ مفارقت دے جائے، لہٰذا اے حبیب اپنے والد کے ساتھ لوٹ جاؤ'' چنانچہ حبیب واپس آگیا اور اس کا والد مسلمہ اسی سال فوت ہو گیا۔

ابن سعد، بغوی، ابو نعیم، بیہقی کی روایت ہے، کہ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ آئے، تو ان کا باپ بھی پیچھے سے آگیا اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ہاتھ پاؤں ناتواں ہو گئے ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے حبیب! اپنے والد کے ہمراہ واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ عنقریب ان کی موت واقع ہونے والی ہے'' چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے سفر میں سراقہ بن مالک سے فرمایا جس وقت اس نے آپ علیہ السلام سے تعرض کیا، کہ ''اس وقت تمہاری کیسی شان ہوگی جب تمہیں شاہ فارس (ایران) کے کنگن پہنائے جائیں گے'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے خلافت فاروقی میں کسریٰ سے اس کی سلطنت چھین لی تو اس کے دو کنگن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے گئے تو انہوں نے وہ دونوں کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کی حقانیت ظاہر ہو جائے، پھر فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَبَهُمَا كِسْرٰی وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ اَعْرَبِیًّا مِّنْ بَنِیْ مُدْلَجٍ

ترجمہ:۔ ''سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے سونے کے یہ کنگن کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے ایک بدو سراقہ کو پہنا دیئے،،

(47) قبیلہ قدر بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد ہشام بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا، ہمارے قبیلے کا ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، پھر یہ وعدہ کیا، کہ وہ اپنی قوم کے ایک ہزار گھوڑ سوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس آیا، تو اس کے ساتھ نو سو آدمی نکلے اور ایک سو قبیلے ہی میں رہ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''پورے ہزار کہاں ہیں'' عرض کیا ایک سو قبیلے میں اس خوف کے تحت چھوڑ آیا ہوں کہ کہیں ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے، فرمایا ''ان کو بھی بلا بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لئے کوئی اندیشہ نہیں۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو''۔ پس انہوں نے بقیہ سو آدمیوں کو بھی بلا بھیجا جو مقام ہداتہ پر آ ملے جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو پکار اٹھے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ فرمایا ''نہیں یہ تمہارے حامی اور ساتھی ہیں مخالفین نہیں، یہ بنی سلیم آئے ہیں''

(48) اہل مکہ پر غلبہ

ابو اسحاق، سبیعی سے مروی ہے، کہ ذوالجوشن کلابی خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ''تمہیں کون سی چیز اسلام لانے سے روکتی ہے'' اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا۔ آپ علیہ السلام کو وطن سے نکالا اور آپ کے ساتھ جنگ وجدال کیا۔ لہٰذا میں اس بات کا جائزہ لے رہا ہوں کہ اگر آپ ان پر غالب آ گئے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی اتباع کروں گا اور اگر وہ غالب آ گئے، تو آپ کی پیروی نہیں کروں گا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ذی الجوشن! اگر تم کچھ عرصہ زندہ رہے، تو اپنی آنکھوں سے میرا ان پر غلبہ دیکھو گے'' ذوالجوشن کہتے ہیں بخدا! میں بضریہ کے مقام پر تھا کہ ایک سوار مکہ کی جانب سے ہماری طرف آیا۔ ہم نے دریافت کیا۔ کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مکہ پر غالب آ گئے ہیں۔ تو اس وقت ذوالجوشن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر اسلام نہ قبول کرنے پر دکھ کا اظہار کرنے لگا۔

(49) ابوصفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے اپنے آباؤاجداد کے حوالے سے بتایا کہ ابوصفرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ اس پر سبز حلہ تھا جس کا دامن پیچھے زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ وہ دراز قامت، خوش منظر، حسین وجمیل، اور فصیح اللسان شخص تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرہ بن ہلقام بن بلندی بن مستکبر بن جلندی جو ہر کشتی غصب کر لیتا تھا۔ ہوں میں شاہ ابن شاہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم ابوصفرہ ہو۔ سارق اور ظالم کو چھوڑو'' یہ سن کر اس نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا حَقًّا

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ آپ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں بے شک میرے اٹھارہ بیٹے ہوئے اور آخر میں مجھے ایک بیٹی عطا ہوئی جس کا نام میں نے صفرہ رکھا۔

(50) حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمدانی، انساب میں لکھتے ہیں کہ حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا، تو اس کے آنے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ''اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو معزز گھرانے کا فرد ہے''۔ پس حارث داخل ہوا اور اسلام قبول کیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے معانقہ فرمایا کر اس کے لئے چادر بچھائی۔

(51) اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابوداؤد میں حضرت اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر کی لڑائی لڑی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غزوہ (جنگ) میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ فرمایا ''اپنے گھر میں ٹھہری رہو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت کی دولت نصیب فرمائے گا'' اسی پیش گوئی کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا۔ وہ قرآن کی قاری تھیں۔ انہوں نے اپنے غلام اور کنیز کو آزاد کرنے کی وصیت کی مگر ان دونوں نے ایک رات اٹھ کر اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈھانپ دیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی یہ خلافت فاروقی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا زمانہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کی پھانسی کا حکم دیا، چنانچہ دونوں کو دار پر کھینچ دیا گیا۔ مدینہ کی تاریخ میں ان دونوں کو سب سے پہلے سولی دی گئی۔

بیہقی کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کی سچی خبر دی ہے"۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ آؤ چلیں شہیدہ کی زیارت کریں۔

(52) وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد مروی ہیں کہ وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے کے لئے آیا۔ تو آپ علیہ السلام نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی فرمایا "اے وابصہ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے کے لئے آئے ہو"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیے۔ فرمایا "تم نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے ہو"۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بالکل یہی بات ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "نیکی وہ ہے جس سے تمہارا سینہ کھل جائے اور گناہ وہ ہے جس سے تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہو۔ خواہ تمہیں لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں"

(53) حارث والدِ اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن زیاد سے بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غزوۂ مریسیع کے سال غزوہ بنی مصطلق (5ھ) میں جویریہ بنت حارث بطور غنیمت عطا فرمائی تو ان کا باپ حارث ان کی رہائی کے لئے فدیہ لیکر آیا جب وادی عقیق میں پہنچا، تو ان اونٹوں کی طرف دیکھا جو اپنی بیٹی کے فدیئے میں دینے تھے اسے دو اونٹ ان میں سے بہت پسند آئے پس ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا، پھر دیگر اونٹوں کو ہنکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری بیٹی آپ علیہ السلام کے ہاں گرفتار ہے یہ اس کا فدیہ ہے فرمایا "وہ دونوں اونٹ کہاں ہیں جو تم نے وادی عقیق میں غائب کئے ہیں" یہ سن کر حارث نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں" واقعی میں نے ان دونوں اونٹوں کو عقیق میں غائب کیا اور اس بات پر سوائے اللہ کے کوئی آگاہ نہ تھا۔ اس کے بعد حارث نے اسلام قبول کرلیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(54) حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی و بیہقی دلائل النبوت میں محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی سے منقول ہیں کہ قیس بن خرشہ (قبیلہ بنو قیس بن ثعلبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کہ میں اللہ کے نازل کردہ کلام اور ہمیشہ حق بات کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیس ممکن ہے میرے بعد حالات خراب ہو جائیں اور تم پر ایسے لوگ حکمران بنیں کہ تم ان کے سامنے حق بات کہنے کی جرات نہ کرسکو"۔ میں نے عرض کیا واللہ! میں جس بات پر بیعت کروں گا اسے پورا کروں گا، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ''اگر ایسی بات ہے تو وہ ظالم تم کو ضرر بھی نہیں پہنچا سکیں گے''۔

حضرت قیس ابن زیاد، عبید اللہ بن زیاد پر زبان طعن دراز کرتے تھے جب اس بات کی خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے آپ کو بلا بھیجا اور کہا تو ہی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتریٰ کرتا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا نہیں، ہاں! اگر تمہاری مرضی ہو تو بتا دوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کون افتریٰ کرتا ہے۔ افتریٰ کرنے والا وہ شخص ہے جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ عبید اللہ نے پوچھا وہ بد بخت کون ہے؟ فرمایا تو تیرا باپ اور وہ جس نے تمہیں حاکم بنایا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر افتریٰ نہیں کیا اس نے کہا تم یہ سمجھتے ہو کہ کوئی تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہاں'' یہ سن کر ابن زیاد نے کہا آج معلوم ہو جائے گا کہ تو نے دروغ گوئی سے کام لیا ہے پھر حکم دیا کہ جلاد کو لایا جائے مگر جلاد کے آنے سے قبل ہی حضرت قیس اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(55) حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد ابن الربیع ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ''اے ابا ریحانہ! تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی جب تم ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرو گے جس نے ایک جانور باندھ رکھا ہو گا، تم کہو گے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، تو وہ کہیں گے کہ اس مسئلہ میں کوئی قرآنی آیت اتری ہے تو پڑھو'' چنانچہ وہ وقت آ گیا جب ابو ریحانہ ایک گروہ کے پاس سے گزرے جنہوں نے مرغی کو قید کر رکھا تھا انہوں نے اس گروہ کو اس عمل سے منع کیا، تو وہ بولے اگر قرآن کی کوئی آیت اس بارے میں اتری ہے، تو پڑھو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

(56) عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مکہ مکرمہ میں چار شخص شرک سے انتہائی بیزار اور اسلام کی طرف راغب ہیں'' کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ کون خوش بخت ہیں؟ فرمایا ''عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرؓ'' آپ علیہ السلام نے یہ بات فتح مکہ کے موقع پر اس رات ارشاد فرمائی جب آپ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ وہ سب آدمی بعد میں مسلمان ہو گئے۔

محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے، کہ جب غزوہ بدر میں سہیل بن عمرو گرفتار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سہیل کے سامنے کے دونوں دانت نکلوا دیجئے۔ تا کہ اس کی زبان باہر لٹک جائے اور وہ کبھی تقریر کی لئے کھڑا نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں مثلہ نہیں

کروں گا ورنہ خدا میری شکل بگاڑ دے گا اگرچہ میں نبی ہوں۔ پھر یہ بھی ہے، کہ شاید وہ ایسے مقام پر تقریر کیلئے کھڑا ہو جہاں تمہیں نا گوار نہ ہو" چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا، تو سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی خطبہ مکہ شریف میں دیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں دیا تھا گویا سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پہلے سن رکھا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا پتہ چلا، تو پکار کر کہا۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو کلام آپ لائے ہیں وہ سراپا حق ہے"

یہ وہی مقام ہے جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی فرمائی تھی جس وقت آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ شاید یہ اس مقام پر کھڑے ہو کر تقریر کرے جو تمہیں نا گوار نہ ہوگا۔ یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس خطبے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ہے جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت مدینہ شریف میں دیا تھا اس خطبہ کے شروع میں تھا" جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے، تو وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا" اسی خطبہ کی مثل سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مکہ مکرمہ میں خطبہ دیا تھا۔

سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام میں عمدگی پیدا ہوئی یہاں تک کہ وہ فضلاء صحابہ میں شمار ہونے لگے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا، تو کثیر تعداد میں اہل مکہ نے اسلام سے پھر جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد وثناء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا ذکر کیا پھر ایسی تقریر کی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دین حق پر ثابت قدم رکھا جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے اہل مدینہ کو استقامت نصیب ہوئی۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا۔

لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتے ہیں وہ سن لیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ یقین رکھیں کہ اللہ حی لایموت ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الزمر آیت 30

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ "بے شک آپ کو بھی موت آنے والی ہے، اور وہ بھی مرنے والے ہیں" نیز فرمایا سورت آل عمران آیت 144

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى
عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ "اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں پس اگر وہ

انتقال فرمائیں یا شہید کردیئے جائیں تو کیا تم الٹے قدم پھر جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا"۔

پھر کہا بخدا! میں جانتا ہوں کہ یہ دین اس طرح پھیلے گا جس طرح سورج طلوع و غروب میں پھیلتا ہے، لہٰذا اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو اللہ کا دین قائم رہے گا۔ کلمۃ اللہ پورا ہو کر رہے گا اور اللہ اس شخص کی امداد فرماتا ہے جو اس کے دین کی حمایت کرتا ہے اور اس کے دین کی تقویت کا باعث بنتا ہے اللہ نے تمہیں بھلائی پر جمع کیا ہے یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کی وجہ سے دین کی قوت میں اضافہ ہو گا جس شخص کو ہم نے دیکھا کہ دین سے پھر گیا ہے، تو ہم اس کی گردن ماردیں گے یہ تقریر سن کر مذبذب یقین لوگ اپنے ارادوں سے باز آ گئے۔ اس طرح سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مقام پر کھڑے ہو کر تقریر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی سال پہلے یعنی غزوہ بدر کے موقع پر اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

(57) ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

طبرانی نیز سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے منقول ہے، کہ جب قریش نے بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کی مدد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد شکنی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا کہ "ابوسفیان تمہارے پاس تجدید معاہدہ نیز مدت میں توسیع کے لئے آ رہا ہے مگر ناراض ہو کر واپس چلا جائے گا" چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ابوسفیان مدینہ منورہ آیا اور تجدید عہد اور زیادت مدت کا مطالبہ کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی درخواست کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ ناکام و نامراد ہو کر واپس چلا گیا۔

ابوسفیان بن حرب ایک دن بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے دل میں کہا اے کاش! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل ایک لشکر اکٹھا کر سکوں، ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر تھپکی دیکر فرمایا "اگر ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے گا" اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سر پر کھڑے تھے، کہنے لگا بخدا! میں اب تک یہ یقین نہیں کرتا تھا کہ آپ علیہ السلام نبی ہیں اور یہ لشکر جمع کرنے کی بات تو میرے دل ہی میں آئی تھی جس سے آپ علیہ السلام آگاہ ہو گئے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہ جس رات مکہ فتح ہوا، تو مسلمان مکہ میں داخل ہوئے وہ ساری رات تسبیح و تہلیل اور طواف کعبہ میں مشغول رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان نے اپنی بیوی ہند سے کہا کیا تجھے اللہ کی یہ شان بے نیازی نظر آ رہی ہے؟ جب صبح ہوئی تو دربار رسالت میں حاضر ہوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا "ہاں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے"۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جب میں نے یہ بات کہی تھی تو سوائے

اللہ اور ہند کے اسے سننے والا کوئی اور نہ تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوران طواف ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارے اور ہند کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں''۔ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں کہا کہ ہند نے میرا راز فاش کر دیا۔ میں اس کا ایسا ایسا حشر کروں گا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور فرمایا ''ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہند سے اس قسم کی گفتگو نہ کرنا کیونکہ ہند نے تمہارا راز فاش نہیں کیا'' یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگا۔

اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں''۔

غزوہ طائف کے دوران اس (ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ایک آنکھ پھوٹ گئی، تو وہ اسے ہتھیلی پر اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھ کو پہلے سے بہتر صورت میں لوٹا دے یا یہ پسند کرو کہ اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا کر دے''۔ یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آنکھ پھینک دی اور کہا میں جنت کی اس سے اچھی آنکھ پسند کرتا ہوں اس کی دوسری آنکھ خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یرموک کی لڑائی کے دوران پھوٹ گئی۔ وہ مجاہدین کو جہاد وقتال پر برانگیختہ کرتے اور ترغیب دیتے ہوئے کہہ رہا تھا لوگو! یہ اللہ کے عظیم ایام میں سے ایک دن ہے تم اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔،،

(58) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن ابی شیبہ مروی ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے اسی زمانہ سے خلافت کی خواہش پیدا ہوگئی تھی جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''اے معاویہ! جب تمہیں حکومت و شاہی ملے، تو اچھے طریقے سے کرنا''

بیہقی حضرت عبدالرحمٰن بن عمیر سے مروی ہے، کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے امیر معاویہ! جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا'' تو مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ میں ضرور ولایت کے معاملہ میں مبتلا ہوں گا، کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی ہے۔

طبرانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں قمیص خلافت پہنائی جائے گی'' یہ سن

کرام المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ قمیص پہنائے گا؟ فرمایا ''ہاں مگر اس میں آزمائش ومصیبت ہوگی''

دیلمی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے سلطنت ہو جائیں گے۔

ابن عساکر حضرت مسلمہ بن مخلد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا دیتے ہوئی فرما رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَيَكُنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَاب

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اسے مضبوط حکومت بہتات فرما اور اسے جہنم کے عذاب سے بچالے''۔

(59) عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل

ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے قبل صخر انصاری کو قتل کر دیا تھا جب اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے۔ انصار نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی قوم کے ایک شخص کے قتل پر آپ علیہ السلام مسکرا رہے ہیں۔ فرمایا ''مجھے اس کے قتل کی وجہ سے ہنسی نہیں آئی بلکہ یہ تعجب انگیز بات دیکھ رہا ہوں کہ عکرمہ نے اسے قتل کیا مگر اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ جنت میں ہوگا''۔ بعد ازیں عکرمہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(60) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبد اللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد دار بن قصی بن کلاب بن مرہ القرشی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدینہ منورہ میں رہے آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد کلید برداری کے فرائض کی وجہ سے واپس مکہ مکرمہ آ گئے یہیں 43ھ میں وفات پائی) سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے پہلے مجھے مکہ میں ملے اور اسلام کی دعوت دی، میں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تعجب ہے آپ علیہ السلام مجھ سے اس بات کی توقع اور طمع کر رہے ہیں کہ میں آپ علیہ السلام کی اتباع کروں گا حالانکہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے، اور ایک نیا دین لائے ہیں؟ اور اس جاہلیت کے زمانہ میں ہم سوموار اور جمعرات کو کعبہ شریف کھولتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے آ رہے تھے، کہ میں نے آپ پر سختی کی اور آپ علیہ السلام کی بے عزتی کی مگر آپ علیہ السلام نے بردباری سے کام لیا پھر فرمایا ''اے عثمان! عنقریب تو دیکھے گا کہ کعبہ شریف کی

چابیاں ایک دن میرے ہاتھ میں ہوں گی جہاں چاہوں گا رکھوں گا'' میں نے کہا اس دن قریش تو ذلیل ہو کر مٹ چکے ہوں گے۔ فرمایا ''نہیں، بلکہ اس دن قریش آباد ہوں گے اور عزت پائیں گے'' اس کے بعد آپ علیہ السلام کعبہ شریف میں چلے گئے۔ یہ بات میرے دل میں سما گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے وہ تو عنقریب ہو کر رہے گا، چنانچہ میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا مگر قریش اس کام میں آڑے آئے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''اے عثمان چابی لاؤ'' میں لے آیا تو آپ علیہ السلام نے چابی مجھ سے لے لی پھر میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

خُذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكَ اِلَّا ظَالِمٌ''

ترجمہ: ''یہ چابی لے لے یہ ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی اور سوائے ایک ظالم کے کوئی تم سے چھین نہ سکے گا''

میں لوٹ کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی میں واپس آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا وہی نہیں ہوا جو میں نے تم سے کہا تھا'' چنانچہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آ گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ میں مجھ سے ارشاد فرمایا یعنی ''عنقریب تم دیکھو گے کہ یہ چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی'' میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔

(61) شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر، عبدالملک بن عبید وغیرہ محدثین بیان کرتے ہیں کہ شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کی داستان بیان کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزور مکہ پر قبضہ کر لیا، تو میں نے کہا کہ میں بنو قریش کے ہمراہ بنو ہوازن کے پاس حنین میں چلا جاتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ جلد ہی یہ دونوں گروہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باہم ملکر مقابلہ کریں اور میں موقع پا کر تمام قریش کی ہزیمت کا بدلہ لے لوں۔ میں کہا کرتا تھا کہ اگر عرب وعجم میں کوئی شخص بھی باقی نہ رہے۔ سب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کر لیں تب بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہ کروں گا، چنانچہ میں اپنے عزائم کی تکمیل کیلئے منتظر تھا۔ آتش انتقام سینے میں بھڑک رہی تھی، پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر سے نیچے آئے میں تلوار سونت کر اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے ان کے قریب ہوا۔ میں نے تلوار ابھی لہرائی ہی تھی کہ بجلی کی طرح آگ کے شعلے بلند ہوئے جنہوں نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے بینائی چھن جانے کے خوف سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری جانب التفات فرمایا اور صدا دی ''اے شیبہ! میرے قریب آؤ'' میں آپ علیہ السلام کے قریب گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا ''اے اللہ اسے شیطان کے شر سے محفوظ فرما'' شیبہ بیان کرتے ہیں۔ بخدا! وہ گھڑی مجھے

اپنی آنکھ، کان اور جان سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔ میرے سینہ کا بغض و کینہ جاتا رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا "میرے قریب آجاؤ اور قتال کرو" چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر تیغ زنی شروع کی۔ خدا جانتا ہے، کہ اس وقت مجھے سب سے زیادہ یہ عزیز تھا کہ میں اپنی جان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کروں۔ اس گھڑی میری یہ حالت تھی کہ میرا والد بھی میرے سامنے آتا، تو اس کو بھی تہ تیغ کر دیتا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹے اور خیمہ میں تشریف لائے۔ میں بھی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جس چیز کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے دل میں آئی تھی" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمام میرے دلی ارادوں سے مطلع فرمایا حالانکہ میں نے ارادوں سے کسی کو قطعاً آگاہ نہیں کیا تھا میں نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے"

حافظ جلال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ میں حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل حنین سے جہاد فرمایا تو مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ گئے جنہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میں نے کہا آج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام لینے کا موقع ہے، چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کے پاس تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں۔ آپ علیہ السلام کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف آیا، تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث بائیں طرف تھے خیال کیا، کہ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، پھر پیچھے سے آیا حتّٰی کہ قریب پہنچ گیا اور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ بجلی کی طرح ایک آگ کا شعلہ بلند ہوا تو اس سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف التفات فرما کر کہا "شیبہ میرے پاس آؤ" پس آپ علیہ السلام نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر رکھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شیطان میرے دل سے نکال دیا میں نے نظر اٹھا کر آپ علیہ السلام کی طرف دیکھا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میری قوّت سماعت و بصارت اور جان و مال اور دیگر سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "شیبہ کفار سے جنگ کرو" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "ان مہاجرین کو جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور ان انصار کو جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی امداد کی صدا دے کر بلاؤ"۔

شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار جس تیزی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کی تشبیہ بیان نہیں ہو سکتی سوائے اس اونٹنی کے جو اپنے بچے کی طرف آتی ہے۔ صحابہ اس کثرت

سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جمع ہوئے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درختوں کے جھنڈ میں ہوں۔ انصار کے نیزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس قدر قریب تھے، کہ میرے خیال میں وہ کافروں کے نیزوں سے زیادہ خوفناک معلوم ہوتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "عباس مجھے کچھ کنکریاں دے دو" شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے خچر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام سمجھا دیا وہ اس قدر جھکا کہ اس کا پیٹ زمین سے لگنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنکریاں اٹھا کر کفار کے چہروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ

چنانچہ کافر شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو نصرت الٰہی سے نوازا گیا۔

امام ابن اثیر مروی ہیں کہ "زبیر کہتے ہیں کہ شیبہ غزوۂ حنین میں اس ارادہ سے نکلے کہ ختم المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دھوکے سے شہید کر ڈالیں، چنانچہ موقع پا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بڑھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا "شیبہ! ادھر آؤ" تو اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا، پھر فرمایا "اے شیطان! اس سے دور ہو جا" پھر اللہ نے شیبہ کے دل میں ایمان پیدا فرما دیا۔ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا۔ وہ ان صحابہ کرام میں شامل تھے جنہوں نے غزوۂ حنین میں پامردی دکھائی۔

(شیبہ کا باپ عثمان بن ابی طلحہ غزوۂ احد میں قتل کر دیا گیا تھا)

شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بہترین مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبہ شریف کی کنجی انہیں اور ان کے چچازاد بھائی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور فرمایا:

خُذُوْهَا خَالِدَةً مُخَلَّدَةً تَالِدَةً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یَابَنِیْٓ اَبِیْ طَلْحَةَ لَا یَاْخُذُ هَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ"

ترجمہ:۔ "یہ کنجی لے لو، اے اولاد ابی طلحہ! یہ تمہارے پاس ابدالاباد تک رہے گی اور سوائے ظالم کے کوئی تم سے چھین نہ سکے گا"

آج تک کنجی برداری کا منصب اسی گھرانے کے پاس ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کہ "یہ کنجی ابدالاباد تک ابی طلحہ کے گھرانے میں رہے گی" میں ایک اور معجزہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کا بھی علم تھا کہ ابوطلحہ کی نسل باقی رہے گی اور وہ نسل در نسل اس منصب کے وارث بنیں گے۔ نیز یہ بشارت ہے۔ کہ ان سے سوائے کسی ظالم کے کوئی یہ چابی چھین نہ سکے گا۔ چنانچہ یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور آج تک کوئی اس منصب پر تسلط نہیں جما سکا۔

(62) قبیلہ حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر کتب میں مذکور ہے، کہ داریوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جو تمیم الداری ان کے بھائی نعیم اور چار دیگر افراد پر مشتمل تھا یہ لوگ دین عیسائیت پر تھے۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کرلیا اوران کے اسلام میں عمدگی پیدا ہوئی۔ یہ وفد دوبارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔ایک بار ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اور دوسری بار ہجرت کے بعد، پہلی بار انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شام کا کچھ علاقہ طلب کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو چاہو، مانگو'' وفد بنو تمیم کے ایک شخص ابو ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم مشورہ کیلئے آپ علیہ السلام کے پاس سے اٹھ گئے کہ کونسا علاقہ لیں۔ تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم بیت المقدس اوراس کے اضلاع کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابو ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ شاہ ایران کی تاخت کا مقام ہے عنقریب عربی اقتدار اس پر قائم ہو جائے گا اور ہم اس کا انتظام وانصرام اور حفاظت نہ کرسکیں گے۔ تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر بیت حبرون مانگ لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اٹھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ علیہ السلام کو اپنے مشورے اور فیصلے سے آگاہ کیا۔ آپ علیہ السلام نے چمڑے کا ایک ٹکڑا منگوایا اوراس پر ہمارے لئے یہ تحریر لکھوائی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

هٰذَا كِتَـابٌ ذِكْرٌ فِيْهِ مَاوَهَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لِلدَّارِيِّيْنِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَوَهَبَ لَهُمْ بَيْتٌ عَيْنُوْنَ وَحِبْرُوْنَ وَالْمَرْطُوْمَ وَبَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ اِلَى الْاَبَدِ شَهِدَ عَبَّاسُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ قَيْسٍ وَشَرْجِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ

ترجمہ:۔ ''یہ تحریری دستاویز ہے جس میں اس عطاء کا ذکر ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی عطا کردہ زمین میں سے داریوں کو ہبہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت عینون، حبرون، مرطوم اور بیت ابراہیم کا علاقہ ہمیشہ کیلئے انہیں عطا فرمادیا اس عطاء پر عباس ابن عبدالمطلب، خزیمہ بن قیس اور شرجیل بن حسنہ گواہ ہوئے''

پھر یہ دستاویز انہیں عطا کرکے فرمایا ''اب لوٹ جاؤ یہاں تک کہ تم سنو کہ میں نے ہجرت کرلی ہے'' ابو ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم لوٹ کر چلے گئے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی تو ہم دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں اس عطاء کی ایک اور تجدیدی دستاویز عنایت فرمائی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مندرجہ دستاویز عطا فرمائی۔

''بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم ، یہ وہ دستاویز ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم الداری اور ان کی ساتھیوں کو عطا فرمائی، میں نے بیت عینون، حبرون، مرطوم اور بیت ابراہیم کا سارا علاقہ ان کے سپرد کردیا ہے۔ اب ان علاقوں میں تصرف کے بارے میں ہمیشہ کیلئے ان پر کوئی گرفت نہیں، لہٰذا جو انہیں اس سلسلہ میں پریشان کرے گا اللہ اسے سزا دے گا، اس تحریر کے ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) گواہ ہوئے''

(63) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابونعیم، حاکم، بیہقی نے فرمایا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''یہ لڑکا ایک قرن زندہ رہے گا'' چنانچہ انہوں نے ایک سو سال کی عمر پائی ان کے چہرے پر مسّہ (مسا) تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کے چہرے سے مسہ غائب نہیں ہوتا'' چنانچہ حضرت عبداللہ کو اس وقت تک موت نہ آئی جب تک کہ وہ مسہ جاتا نہیں رہا۔

(64) عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر مروی ہیں کہ رفاعہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ وہ عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ نکلے جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں طلب کیا، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے والے ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ جن وانس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ ابھی ان کی یہ گفتگو پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ مجھے گھوڑوں کی لگامیں نظر آئیں پس میں نے انہیں الوداع کہا۔ اسی اثناء میں ایک سانپ نے انہیں ڈس لیا، پھر لشکر شام نے ان کا سر کاٹ لیا۔

(65) اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر، ابی مندہ مروی کہ اقرع بن شفتی العکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیماری میں میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا، کہ میں تو اس بیماری کو مرض الموت سمجھتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''نہیں، تم زندہ رہو گے اور ارض شام کی طرف ہجرت کرو گے، پھر تمہیں موت آئے گی اور تم فلسطین کے علاقے رملہ میں دفن ہو گے'' چنانچہ ان کا وصال عہد فاروقی میں ہوا اور وہ رملہ میں دفن ہوئے۔

(66) نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی وابن سعد مروی کہ واقدی بروایت ابراہیم بن محمد بن شرجیل لکھتے ہیں کہ نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا'' کہ میں قریش کے ہمراہ حنین کی طرف نکلا، ارادہ یہ تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم ان کے مقابل امداد کریں گے مگر ایسا ممکن نہ ہوا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ کے مقام پر تھے اور میں اپنے ارادے پر قائم تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا'' نضر''میں نے کہا لبیک! فرمایا'' یہ بات تمہارے حنین والے ارادے سے بہتر ہے، اس دن اللہ تعالیٰ تمہارے ارادے کے درمیان رکاوٹ بن گیا'' یہ سن کر میں تیزی کے ساتھ آپ علیہ السلام کی طرف بڑھا اور عرض کیا۔ ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً'' رَّسُوْلُ اللّٰہِ ''اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ میرا دل دین پر اور حق کی بصیرت میں پتھر سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔

قباث بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کہا کرتا تھا کہ میں مشرکین مکہ کے ہمراہ بدر کی لڑائی (غزوۂ بدر) میں شریک تھا، مجھے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم تعداد میں نظر آتے تھے جبکہ ہمارے ساتھ سواریوں اور جنگجو سپاہیوں کی تعداد کثیر تھی اور میں بھی ان ہزیمت خوردہ لوگوں میں سے ایک تھا۔ میں نے مشرکین کو ہر طرف تتر بتر ہوتے دیکھا اور دل ہی دل میں کہتا کہ عورتوں کی طرح بھاگنے کا ذلت آمیز واقعہ پہلے کبھی میری نظر سے نہیں گزرا۔ بعد میں جب خندق کا غزوہ ہو چکا، تو میرے دل میں اسلام کی عظمت راسخ ہو گئی، چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے قباث! تم نے ہی غزوۂ بدر کے روز کہا تھا کہ مشرکین کا عورتوں کی طرح بھاگنے کا ذلت آمیز منظر پہلے میں نے نہیں دیکھا'' میں نے یہ سن کر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کیونکہ یہ بات کبھی میرے منہ سے نہیں نکلی، فقط ایک دلی خیال تھا اگر آپ علیہ السلام نبی نہ ہوتے، تو آپ علیہ السلام اس وسوسہ قلبی پر مطلع نہ ہوتے اس وقت آپ علیہ السلام نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔

(67) حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد اور بیہقی بطریق علاء بن محمد ثقفی لکھتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ہم ختم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک دن سورج پوری تابناکیوں اور ضیاء پاشیوں کے ساتھ طلوع ہوا اسی اثناء میں جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''اے جبریل! سورج اتنا روشن طلوع ہوا ہے کہ اس سے پہلے کبھی میں نے اتنا روشن نہیں دیکھا'' فرمایا یہ اس لئے کہ معاویہ بن معاویہ لیثی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا آج مدینہ شریف میں انتقال ہو گیا ہے، اور اللہ نے ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شمولیت کیلئے بھیجے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''اس عظمت شان کی وجہ کیا ہے'' جبریل علیہ السلام نے جواب دیا ''معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شب و روز سورہ اخلاص کی کثرت کرتے تھے وہ چلتے، کھڑے بیٹھے اس کی تلاوت کرتے تھے، کیا آپ علیہ السلام یہ چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین لپیٹ دوں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر نماز پڑھیں؟'' فرمایا: ''ہاں'' چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سامنے دیکھ کر ان پر نماز پڑھی۔

ابن سعد اور بیہقی نے دوسرے سند کے ساتھ عطاء بن ابی میمونہ اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ جبریل امین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! معاویہ بن معاویہ مزنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ علیہ السلام چاہتے

ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھیں؟ فرمایا ''ہاں'' پس جبریل علیہ السلام نے اپنے پر مارے تو کوئی پیڑ یا ٹیلہ نہ رہا جو پست نہ ہو گیا ہو، اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر ہو گیا۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبریل سے پوچھا ''معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یہ مرتبہ کیسے ملا ہے'' جبریل علیہ السلام نے جواب دیا وہ سورۂ اخلاص سے محبت کرتے تھے، وہ کھڑے بیٹھے، جاتے آتے ہر حال میں اس کی تلاوت کرتے تھے۔

(68) قبیلہ عبدالقیس

ابن شاہین صحار بن عباس اور مزیدہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں (یہ مزیدہ وفد عبدالقیس کے ایک رکن تھے) وہ کہتے ہیں کہ اشج عبدالقیس دارین کے راہب کا دوست تھا۔ ایک سال اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے جو ہدیہ قبول کرتا ہے مگر صدقہ نہیں کھاتا، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے، اور وہ سارے ادیان پر غالب آ جائے گا۔ اس کے بعد راہب کی موت واقع ہو گئی۔ اس کے بعد اشج نے تحقیق حال کیلئے اپنے بھانجے کو مکہ مکرمہ بھیجا، وہ ہجرت کے سال آیا اور سرکار دو عالم نور مجسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور نبوت کی نشانیوں کو صحیح پا کر اسلام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سورہ الحمد اور سورۃ العلق کی تعلیم دی۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ اب جا کر اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو چنانچہ اس نے لوٹ کر اپنے ماموں کو تمام حالات سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے اشج اسلام لے آیا مگر ایک عرصہ تک اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا، پھر سولہ مردوں کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینہ طیبہ آیا جس صبح یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ ''مشرق کی طرف سے ایک قافلہ آنے والا ہے جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا بلکہ برضا و رغبت آ رہے ہیں ان کے رہنما کی ایک علامت ہے'' چنانچہ اشج عبدالقیس اپنی قوم کے چند نفوس کے ساتھ آیا، یہ فتح مکہ کے سال کا واقعہ ہے۔

ابن سعد عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات جس کی صبح بنوعبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ افق کی طرف دیکھ کر فرمایا ''مشرق کی طرف سے ایک وفد آ رہا ہے جنہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا گیا ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ سفر کی صعوبتوں نے ان کے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے۔ ان کا زادراہ ختم ہو چکا ہے، اور ان کے سردار کی ایک نشانی ہے، پھر دعا فرمائی ''اے اللہ! بنوعبدالقیس کو معاف فرما، وہ حصول مال کیلئے میرے پاس نہیں آئے وہ اہل مشرق کے بہترین لوگ ہیں'' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق بیس سواروں پر مشتمل ایک وفد آیا جس کی قیادت عبداللہ بن عوف الاشج کر رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی

ان کے سلام کا جواب دیا اور دریافت فرمایا ''تم میں سے عبداللہ بن عوف الاشج کون ہے۔'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا ''مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے، ایک زبان ہے، اور دوسرا دل'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے'' اس نے عرض کیا وہ دو خوبیاں کونسی ہیں۔ فرمایا ''حلم اور وقار'' اس نے عرض کیا کیا یہ خصلتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں یا جبلی ہیں۔ فرمایا ''تمہاری یہ خصلتیں جبلی ہیں''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوا، وہ بیٹھے تھے، کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ''تمہارے ہاں کئی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو'' یہ سن کر ایک شخص بولا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں، باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مقام ہجر میں ہوتی تو اس سے زیادہ آپ علیہ السلام ان کھجوروں کے متعلق علم نہ رکھتے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میرے پاس بیٹھے، تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کردی گئی اور میں نے اسے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالتفصیل دیکھا، تمہاری کھجوروں میں سے بہترین کھجور ''برنی'' ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے، اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں''

(69) بادیہ نشین

طبرانی، بیہقی رحمہما اللہ مروی کہ کدیر الضبی سے روایت ہے، کہ ایک بادیہ نشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عدل وانصاف کی بات کرو اور اپنا فالتو مال لوگوں کو دو'' اس نے عرض کیا بخدا! میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل وانصاف سے بات کروں اور نہ اس کی استطاعت رکھتا ہوں کہ اپنا فالتو مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اچھا تم کھانا کھلایا کرو اور لوگوں کو کثرت سے سلام دیا کرو'' اس نے کہا یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''کیا تمہارے پاس اونٹ ہے'' اس نے جواب دیا جی ہاں! میرے پاس اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنا اونٹ اور مشک لے لو اور جن گھروں کو پینے کا پانی نہیں ملتا انہیں ایک دن ناغہ کی ساتھ پانی فراہم کرو۔ امید ہے کہ تمہارے اونٹ کے مرنے اور مشک کے پھٹنے سے پہلے تمہارے لئے جنت واجب ہوجائے گی'' یہ ارشاد سن کروہ بادیہ نشین چلا گیا اور ابھی اس کی مشک نہ پھٹنے پائی نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوگیا۔

منافق کی موت

ابونعیم وبیہقی مروی کہ موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے لوٹے، تو مدینہ طیبہ کے قریب سخت آندھی آئی قریب تھا کہ سارا لشکر ریت میں دب کر دفن ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر فرمایا "یہ آندھی ایک منافق کی موت کیلئے بھیجی گئی ہے" چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو منافقین کا ایک سردار مر چکا تھا اس منافق کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ شام کے وقت یہ آندھی تھمی تو لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا، ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کی تلاش کیلئے بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ ایک منافق نے انصار کی مجلس میں کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمیں بڑے بڑے واقعات کی خبریں دیتے ہیں اب اللہ انہیں ان کی اونٹنی کے بارے میں کیوں نہیں بتاتا؟ پھر وہ منافق اٹھ کھڑا ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سنے، تو اس نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دی ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایک منافق شخص نے یہ ہرزہ سرائی کی ہے، کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی ہے اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیوں نہیں بتلا دیتا کہ وہ اونٹنی اس وقت کہاں ہے؟ سن لو! اللہ نے مجھے آگاہ فرما دیا ہے، کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی بالذات غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، سن لو! وہ اونٹنی سامنے کی گھاٹی میں ہے، اور اس کی مہار ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے" یہ سن کر لوگ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اسے پکڑ کر لے آئے۔ وہ منافق بھاگتا ہوا ان لوگوں کے پاس آیا جن کی موجودگی میں اس نے وہ بات کہی تھی وہ لوگ ابھی اسی جگہ بیٹھے تھے اور ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر نہ گیا تھا۔ اس نے کہا میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا ہے، اور میری بات جا کر انہیں بتائی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم میں سے کوئی ابھی تک اس مجلس سے اٹھا نہیں وہ کہنے لگا میری بات تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرما رہے تھے بخدا! میں اب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر نبوت میں شک کرتا تھا۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی، ابن اسحاق مروی ہیں کہ عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں غزوہ ذات السلاسل میں شامل تھا اور میں نے اس سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمرکابی کی، دوران سفر ایک گروہ کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا مگر اس کی تقسیم پر قدرت نہ رکھتے تھے۔ میں قصابی کا کام جانتا تھا، لہٰذا ان سے کہا اگر تم مجھے دسواں حصہ دے دو تو میں تمہیں گوشت تقسیم کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پس میں نے اس کے ٹکڑے کر کے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور دسواں حصہ لیکر اپنے

ساتھیوں کے پاس آ گیا، پھر ہم نے اسے پکا کر کھایا، اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: عوف! تمہیں یہ گوشت کہاں سے ہاتھ لگا؟ تو میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا، یہ سن کر انہوں نے فرمایا: تم نے یہ گوشت ہمیں کھلا کر اچھا نہیں کیا، پھر وہ دونوں اٹھ کر قے کرنے لگے تاکہ وہ گوشت ان کے پیٹوں سے نکل جائے۔ بعدازاں جب لوگ جنگ سے لوٹے، تو میں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عوف'' میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! فرمایا ''صحب الجزور'' یعنی اونٹ کا گوشت تقسیم کرنے والے، مگر اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔

(70) اندھے قتل

ابن سعد، ازطریق واقدی ان کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ سوید بن صامت نے زیاد بن ابومجذر کو ایک لڑائی میں قتل کر دیا تھا، پھر مجذر نے موقع پا کر سوید کو قتل کر دیا، یہ واقعہ ظہور اسلام سے پہلے کا ہے جب رحمۃ اللعالمین سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے، تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور دونوں غزوہ بدر میں شریک ہوئے، حارث اپنے باپ سوید کے انتقام کیلئے مجذر کی تلاش میں رہا، مگر حارث مجذر کو قتل کرنے کی قدرت نہ پاسکا جب غزوۂ اُحد کا کارزار گرم ہوا، تو حارث نے موقع پا کر پیچھے سے مجذر کی گردن اڑادی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمراالاسد سے واپس تشریف لائے تو جبریل امین علیہ السلام نے آ کر بتایا کہ حارث نے مجذر کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے، اور یہ حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت سخت گرم دوپہر میں سوار ہو کر قباء آئے اور مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا فرمائی۔ انصار نے آپ علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق سنا، تو فوراً سلام کیلئے حاضر ہوئے مگر اس گھڑی اس حالت میں آنے سے انہیں اچنبھا ہوا۔ حارث بن سوید بھی ایک زرد چادر اوڑھے ہوئے آ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو عویم بن ساعدہ کو بلا کر فرمایا ''حارث بن سوید کو مسجد کے دروازہ پر لے جا کر قتل کر دو کیونکہ اس نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کیا ہے'' حارث نے عذرخواہی کرتے ہوئے کہا میں نے مجذر کو قتل ضرور کیا ہے مگر اسلام سے انحراف کی وجہ سے نہیں، نہ مجھے اسلام کی حقانیت میں کوئی شک تھا بلکہ یہ قتل شیطانی حمیت اور نفس کی فریب کاری تھی، میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس عمل سے توبہ کرتا ہوں اس کی دیت ادا کرتا ہوں۔ دو مہینے مسلسل روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں جب اس نے اپنی بات پوری کر لی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عویم! اسے لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو'' چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اس کی گردن اڑادی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

یَا حَارُفِیْ سِنَۃٍ مِّنْ نَوْمِ اَوَّلِکُمْ
اَمْ کُنْتَ وَیْحَکَ مُغْتَرًّا بِجِبْرِیْلَ

اَمْ کَیْفَ بِابْنِ زِیَادٍ حِیْنَ تَقْتُلَہٗ
تَغْرَّۃً فِیْ فَضَاءِ الْاَرْضِ مَجْهُوْلُ

ترجمہ:۔اے حارث تو جاہلیت کی نیند میں غرق رہا یا جبریل کی وحی سے غفلت میں رہا تجھ پر افسوس تیری اس وقت کیا حالت تھی جب تو نے ابن زیاد کو ایک ایسی زمین میں قتل کر دیا جس میں ضرر پہچانے کی کوئی راہ نہ تھی۔

(71) دلوں کی بات

ابونعیم ،بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد خیف میں بیٹھا تھا کہ دو شخص، ایک انصاری اور ایک ثقفی آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم آپ علیہ السلام سے کچھ پوچھنے کیلئے آئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تمہارا سوال کیا ہے، اور اگر چاہو تو خاموش رہوں اور تم سوال کرو'' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام ہی بتادیں تو ہمارے ایمان و یقین میں اضافہ ہوگا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقفی سے فرمایا ''تم تورات کی نماز، رکوع، سجود، روزوں اور غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے کیلئے آئے ہو'' پھر انصاری سے فرمایا ''تم بیت اللہ شریف کی طرف نکلنے، حج کے واجبات، وقوف عرفات، سرمنڈانے، طوافِ بیت اللہ اور رمی جمار کے بارے میں سوال کرنے کیلئے آئے ہو'' یہ سن کر ان دونوں نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم یہی باتیں پوچھنے کے لئے آئے ہیں'' ایسی ہی ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(72) عیینہ کی سازش

ابونعیم وبیہقی حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن فزاری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ اہل طائف کے پاس جا کر ان سے بات چیت کرے۔شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جانے کی اجازت دیدی۔اس نے اہل طائف کے پاس جا کر کہا تم اپنی جگہ ڈٹے رہو۔بخدا! ہماری زندگی غلاموں سے زیادہ ذلت آمیز ہوگئی ہے۔میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا، تو اہل عرب کو پھر عزت وقوت حاصل ہو جائے گی، لہٰذا تم اپنے قلعوں میں ثابت قدم رہو اور اس سے بچو کہ اپنی قوت کو اپنے ہاتھوں ختم کردو ورنہ وہ تم پر اس کثرت کے ساتھ حملہ آور ہوں گے کہ تمہیں اس درخت کی طرح کاٹ ڈالیں گے۔ اس کے بعد عیینہ واپس آ گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا ''عیینہ تو نے ان سے کیا کہا'' جواب دیا، میں نے ان سے گفتگو کی انہیں اسلام کی دعوت دی۔آتش جہنم سے انہیں ڈرایا اور جنت کی طرف رہنمائی کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تو جھوٹ کہہ رہا

ہے، تونے تو ان کو یہ پٹی پڑھائی'' یہ سن کر کہنے لگا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ علیہ السلام نے سچ فرمایا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(73) چند قریشیوں کیلئے موت کی خبر

ابن اسحاق، ابونعیم، بیہقی حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے سب سے زیادہ اہم چیز کونسی دیکھی جس کی وجہ سے قریش رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت کا اظہار کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک دن قریش کے سرداروں کو مقام حطیم میں مجتمع دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جتنا صبر ہم نے کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے ہمیں کم عقل ٹھہرایا ہمارے آباؤاجداد کو برا کہا۔ ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمارے جماعتی اتحاد کو درہم برہم کردیا اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم دینی معاملے پر صبر کا مظاہرہ کیا ان کی یہی گفتگو جاری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر آنکلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکن کعبہ کو بوسہ دیا، پھر طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے کسی بات سے آپ علیہ السلام پر طنز کی جس کا شدید اثر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور پر دیکھا، پھر آگے بڑھ گئے جب دوبارہ طواف کرتے ہوئے ان کے پاس آئے، تو انہوں نے پھر کسی بات سے طنز کیا جس کے اثرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرہ اقدس پر نظر آئے جب تیسری بار گزرے تو انہوں نے پھر طعن وتشنیع کی جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا ''اے گروہ قریش کیا تمہیں سنائی دے رہا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے لئے پیغام موت لایا ہوں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سن کر ان پر سکتہ طاری ہوگیا۔ یہاں تک کہ ان کے زیادہ شان وشوکت والے آدمی نے نہایت نرمی سے کہا اے ابا القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ (علیہ السلام) بھلائی کے ساتھ لوٹ جائیں، کیونکہ آپ علیہ السلام کوئی جاہل تو نہیں ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ مشرکین کا ایک گروہ کعبہ کے پاس بیٹھا تھا جن میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس آکر کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا ''قَبحتِ الوُجُوہ'' ''بگڑ جائیں یہ چہرے'' اس بددعا سے وہ سب گونگے ہوئے اور ان میں سے کوئی بول نہیں سکتا تھا۔ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت کررہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ہم سے اس مصیبت کو دور کیجئے۔ فرمایا ''نہیں، میں تو تم سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ تم کو قتل کرڈالوں'' ابوجہل نے کہا کیا آپ (علیہ السلام) اس بات کی قدرت رکھتے ہیں؟ فرمایا ''ہاں اللہ تم کو قتل کرے گا''

ابو نعیم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت اذیت دیتے تھے۔ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اس وقت مقام حطیم میں تین شخص عقبہ بن معیط، ابو جہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے جب سرکارِ دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے سامنے سے گزرے، تو انہوں نے بعض نازیبا کلمات کہے جن کی ناگواری کے اثرات چہرہ مصطفیٰ پر ظاہر ہوئے، پھر انہوں نے دوسرے اور تیسرے چکر میں یہی انداز اختیار کیا، تو آپ علیہ السلام رک گئے اور فرمایا ''بخدا! تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب جلد نازل فرمادے''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور خوف سے ان کے بدن تھر تھر کانپنے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کاشانہ نبوت میں چلے گئے اور ہم بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے چل پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لوگو! تمہیں بشارت ہو۔

فَاِنَّ اللّٰهُ مُظْهِرُ دِيْنِهٖ وَمُتِمُّ كَلِمَتِهٖ وَنَاصِرُ دِيْنِهٖ

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اپنی بات کو پورا کرنے والا ہے، اور اپنے دین کی نصرت وحمایت فرمانے والا ہے''۔ (اور ان لوگوں کو، جنہیں تم دیکھ رہے وہ، تمہارے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچانے والا ہے)

(74) مقتولین غزوۂ بدر

صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ بدر کے دن مشرکین سے قتال سے پہلے کھڑے ہوئے اور زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''یہ فلاں کافر کا مقتل ہے'' پھر دوسری جگہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''یہاں فلاں کافر گرے گا'' اس کے بعد ایک ایک کافر کے مقام قتل کی نشاندہی فرمائی، چنانچہ وہ تمام کافر اسی طرح قتل ہوئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی قتل گاہوں کی خبر دی تھی اور کوئی بھی نشان زدہ مقام سے ادھر ادھر نہیں گرا۔

ابو نعیم دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ ابو جہل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اے اہل قریش! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت نہ کی تو ان کے ہاتھوں تمہاری ہلاکت ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا ''ہاں میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ اے ابا جہل! تم بھی ان ہلاکت میں پڑنے والے لوگوں میں ہو'' چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوۂ بدر کے روز اسے مقتول دیکھا، تو فرمایا ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ تو نے پورا کر دیا ہے''

حاکم، احمد، ابو نعیم، بیہقیؒ بطریق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں کہ مشرکین قریش مقام حجر میں جمع ہوئے اور یہ سازش تیار کی جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس سے گزریں گے، تو وہ یک بارگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہ بات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی تو

اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جا کر انہیں بتائی، انہوں نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پیاری بیٹی! چپ رہو'' پھر آپ علیہ السلام باہر تشریف لائے اور مشرکین کے پاس مسجد الحرام میں گئے جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، تو کہنے لگے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے ہیں، پھر آنکھیں نیچی کر کے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ کسی نے آپ علیہ السلام کی طرف آنکھ نہ اٹھائی نہ ان میں سے کوئی آپ علیہ السلام کے لئے کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سروں کے اوپر آ کر کھڑے ہو گئے اور ایک مشت خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' فرماتی ہیں کہ ان کنکریوں اور ذروں میں سے جس شخص کو بھی کوئی ذرہ لگا وہ غزوۂ بدر کی لڑائی میں حالت کفر پر قتل ہوا۔

مسلم، ابوداؤد، بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی شام فرمایا ''یہ فلاں شخص کی قتل گاہ ہے انشاء اللہ'' اور آپ علیہ السلام نے اس جگہ ہاتھ رکھ کر نشاندہی فرمائی پھر ایک ایک مشرک کے مقام قتل پر نشان لگایا۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُوْا تِلْکَ الْحُدُوْدِ جَعَلُوْا تِلْکَ الْحُدُوْدِ جَعَلُوْا یُصْرِعُوْنَ عَلَیْهَا

ترجمہ:۔ ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ان کفار نے ان نشانات سے سرمو تجاوز نہ کیا اور انہی مقامات پر گرنے لگے جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حد بندی فرمائی تھی''

اس کے بعد وہ بئر قلیب میں پھینک دیئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا ''اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اس وعدہ کی صداقت دیکھ لی جو تمہارے پروردگار نے تم سے فرمایا تھا؟ میں نے، تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ علیہ السلام بے جان لاشوں سے کلام فرما رہے ہیں؟ فرمایا ''تم ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ! وہ میری بات کا جواب دینے سے قاصر ہیں'' حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بدر کی طرف نکلنے کے بارے میں مشورہ لیا فرمایا ''اللہ کے نام پر کوچ کرو میں نے کفار کے قتل ہونے کی جگہیں دیکھی ہیں''

بیہقی نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزرے وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے از راہ طنز کہا اے بنی عبد مناف! یہ تمہارے پیغمبر ہیں، ابوسفیان نے حیرانی سے کہا کیا ہم میں سے پیغمبر ہوگا؟ ابوجہل نے کہا تعجب ہے بزرگوں کی موجودگی میں ایک جواں عمر آدمی پیغمبر بن بیٹھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ ان کے پاس آ کر فرمایا ''اے ابا سفیان! تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے غصہ نہیں آیا بلکہ تم نے خاندانی حمیت سے کام لیا ہے، اور ہاں ابوالحکم! بخدا! تمہیں ہنسی کم نصیب ہوگی اور زیادہ رونا پڑے گا'' یہ سن کر ابوجہل نے کہا بھتیجے! آپ مجھے اپنی نبوت میں سے بہت برا وعدہ دے رہے ہیں۔

(75) مقاطعہ

امام بیہقی اور ابونعیم بطریق موسیٰ بن عقبہ امام بن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ کا مسلمانوں پر ظلم وستم اس قدر زیادہ ہو گیا، کہ جینا محال ہو گیا جب مسلمانوں نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف ہجرت کی اور مشرکین کو اطلاع ملی کہ نجاشی نے انہیں بڑی عزت وآبرو کے ساتھ پناہ دی ہے، تو ان کے ظلم وستم کی انتہا ہو گئی اور سارے قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علانیہ قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ابوطالب نے اس صورت حال کے پیش نظر خاندان عبدالمطلب کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شعب ابوطالب میں لے جائیں اور قریش کے گھناؤنے ارادہ قتل سے ان کی حفاظت کریں، چنانچہ اس حکم پر خاندان عبدالمطلب کے مسلمان اور غیر مسلمان تمام لوگوں نے اتفاق کیا جب قریش کو اس بات کا علم ہوا کہ خاندان عبدالمطلب نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع پر اتفاق کر لیا ہے تو انہیں نے باتفاق رائے یہ معاہدہ کیا۔

(1) کہ وہ ان کے ساتھ مجلس میں نہ بیٹھیں گے

(2) نہ ان سے خرید وفروخت کریں گے

(3) نہ ان کے گھروں میں آنا جانا رکھیں گے

جب تک کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کے لئے ان کے حوالے نہیں کرتے۔ انہوں نے اس مکروہ سازش کو ایک عہد نامہ کی صورت میں تحریر کر لیا اور یہ پختہ عہد کیا کہ وہ بنی ہاشم کے ساتھ کبھی صلح نہ کریں گے نہ ان پر رحم کھائیں گے یہاں تک کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے سپرد کر دیں چنانچہ بنو ہاشم تین سال تک گھاٹی میں محصور رہے۔ ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، بازاروں سے انہیں اس تدبیر سے روک دیا گیا کیونکہ وہ مکہ سے تمام اشیائے خورد ونوش خرید لیتے۔ اس طرح تین سال بیت گئے تو بنو عبد مناف، بنو قصی اور دیگر قریش کے بعض لوگوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ یہ بنو ہاشم کے ساتھ قطع رحمی اور حق تلفی ہے، چنانچہ اسی رات ان کے درمیان اسی ظالمانہ معاہدہ کے ختم کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اس عہد نامہ کی طرف دیمک بھیج دی جس نے اسم الٰہی کے علاوہ عہد ومیثاق کی تمام شقیں چاٹ لیں۔ یہ عہد نامہ بیت اللہ شریف کی چھت پر لٹکایا گیا تھا۔

اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ابوطالب سے بیان کی۔ یہ سن کر ابوطالب نے کہا چمکتے ہوئے ستاروں کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، اس کے بعد وہ بنو عبدالمطلب کے چند معزز افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ میں آئے وہاں قریش کا ہجوم تھا جب انہوں نے بنو عبدالمطلب کے ان معززین کو دیکھا کہ وہ ایک جماعت کی صورت میں آرہے ہیں تو انہیں ناگوار گزرا، انہوں نے سمجھا کہ شاید مقاطعہ کی شدت سے تنگ آکر باہر آئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں وہاں پہنچ کر ابوطالب نے ان سے کہا تمہارے درمیان ایسے واقعات رونما ہو

چکے ہیں جن کا ہم نے تم سے ذکر نہیں کیا، تم اپنے معاہدے کی دستاویز لے آؤ شاید ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ یہ بات ابوطالب نے اس وجہ سے کہی کہ کہیں وہ اس عہد نامہ پر نظر نہ ڈال لیں، چنانچہ وہ خوشی کے ساتھ عہد نامہ لے آئے اب انہیں کوئی شک نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ انہوں نے یہ عہد نامہ اپنی مجلس کے درمیان رکھا، ابوطالب نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لئے ایک منصفانہ تجویز لیکر آیا ہوں، میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا ہے، اور انہوں نے غلط نہیں کہا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے اس عہد نامہ سے بیزار ہے، کیونکہ اس نے اپنے تمام اسماء کے علاوہ تمہاری ہمارے ساتھ قطع رحمی اور ہمارے خلاف ظالمانہ جتھ بندی کی تحریر محو کر دی ہے'' اگر یہ بات جو میرے بھتیجے نے کی ہے۔ صحیح ہے تو ہوش کرو خدا کی قسم! ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمارا بچہ بچہ کٹ مرے اور اگر میرے بھتیجے کا ارشاد غلط ہے تو ہم اس کو آپ کے حوالے کر دیں گے، خواہ قتل کر ڈالو یا زندہ رہنے دو، وہ ابوطالب کی پیشکش سن کر بولے۔

قَدْ رَضِينَا بِمَا تَقُوْلُ

ترجمہ:۔ ''ہم تمہاری بات سے اتفاق کرتے ہیں''

اس کے بعد انہوں نے عہد نامہ کو کھولا، تو صادق وامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کو سچ پایا، جب قریش نے اسے اس حالت میں دیکھا، تو سیخ پا ہو کر بولے،

وَاللهِ اِنْ كَانَ هٰذَا قَطُّ اِلَّا سِحْرًا مِّنْ صَاحِبِكُمْ

ترجمہ: واللہ یہ تو تمہارے صاحب (محمد) کے جادو کا کرشمہ ہے۔

خاندان عبدالمطلب کے ان معززین نے کہا، بے شک جھوٹ اور جادو تو ہمارے مخالفین کے شایان شان ہے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مقاطعہ پر تمہارا ایکا کرنا دراصل شیطانی فعل اور جادو کے زیادہ قریب ہے اگر تمہارا یہ اتحاد جادو پر مبنی نہ ہوتا، تو تمہارا یہ ناپاک عہد نامہ یوں نہ خراب ہوتا، دیکھو! یہ تمہارے پاس موجود ہے اللہ نے اپنے اسمائے مقدسہ باقی رکھے ہیں اور تمہارے ظلم و زیادتی کے نشان محو کر دیئے ہیں۔ اب بتاؤ جادوگر ہم ہیں یا تم ہو۔ یہ گفتگو سن کر بنی عبد مناف اور بنی قصیٰ کے معززین نے کہا ہم اس معاہدہ کی دستاویز سے بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گروہ کے ہمراہ گھاٹی سے باہر تشریف لے آئے اور پھر وہ لوگ معمول کی زندگی بسر کرنے لگے اور لوگوں سے گھل مل گئے۔

ابن سعد نے بطریق زکریا بن عمر قریش کے ایک بزرگ سے نقل کیا، کہ جب قریش مکہ نے مقاطعہ کی دستاویز تحریر کی اور اس پر تین سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عہد نامہ کے بارے میں اطلاع فرمائی کہ دیمک نے اس میں موجود جور و ظلم کی تمام شقیں چاٹ لی ہیں اور صرف اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا تذکرہ اپنے چچا ابوطالب سے کیا تو ابوطالب نے کہا بخدا! میرے بھتیجے نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، پھر قریش کے پاس آ کر انہیں یہ بات بتائی چنانچہ وہ عہد نامہ لایا گیا، تو

اسے اسی حالت میں پایا گیا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی یہ دیکھ کر قریش کے سر شرم سے جھک گئے ابو طالب نے کہا اب ہمیں کس بنیاد پر محصور رکھا جا رہا ہے؟ اے قریش! ساری بات کھل چکی ہے، اور ثابت ہو گیا ہے کہ تمہیں تو ظالم، قاطع رحم اور بدکار لوگ ہو۔

ابن سعد ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی روایت ہے، کہ قریش مکہ کو اطلاع ملی کہ نجاشی نے حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور اعزاز و اکرام سے کام لیا ہے، تو انہوں نے طویل غور و خوض کیا، پھر بنو ہاشم کے خلاف ایک معاہدہ تحریر کیا، کہ:۔

اَنْ لاَ یُنَاکِحُوْھُمْ وَلاَ یُبَایِعُوْھُمْ وَلاَ یُخَالِطُوْھُم

ترجمہ:۔ وہ ان سے رشتہ نکاح نہیں کریں گے نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے اور نہ ان سے میل ملاپ رکھیں گے۔

یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ بن عامر نے تحریر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو شل کر دیا تھا۔

بعد ازاں قریش مکہ نے یہ معاہدہ کعبہ شریف کے اندر آویزاں کر دیا اور یکم محرم سن سات نبوی سے بنی ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا اور ساتھ ہی سامان خوراک کی ترسیل ان سے روک دی بنو ہاشم صرف ایام حج میں گھاٹی سے باہر نکلتے، اس مقاطعہ نے انہیں سخت مصیبت اور آزمائش سے دوچار کر دیا۔ اہل قریش میں سے کسی کو ان کا دکھ پہنچتا، تو وہ کہتا، دیکھو منصور بن عکرمہ کو اس عہد نامہ کے لکھنے کی پاداش میں کتنے عذاب سے گزرنا پڑا ہے۔

بنو ہاشم تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ مقاطعہ کے وثیقہ یعنی عہد نامہ میں سے جور و جفا اور ظلم و ستم کی شقوں کو دیمک نے چاٹ لیا ہے، اور صرف اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔

ابن عساکر نے زبیر بن بکار کی روایت نقل کی ہے، کہ ابو طالب نے اس حیران کن واقع کا ذکر اس شعر میں کیا ہے۔

اَلَمْ یَأْتِکُمْ اَنَّ الصَّحِیْفَۃَ مُزِّقَتْ وَأَنَّ کُلَّ مَالَمْ یَرْضَہُ اللّٰہُ یُفْسِدُ

ترجمہ:۔ ”کیا تمہیں خبر نہیں ملی کہ مقاطعہ کا عہد نامہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز جو اللہ کو پسند نہ ہو وہ ختم ہو جاتی ہے“۔

ابو نعیم حضرت عثمان بن ابی سلیمان سے مروی ہے، کہ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ عبدری نے لکھا تھا اس کا ہاتھ شل ہو کر خشک ہو گیا اور وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا قریش کے لوگ کہتے تھے، کہ ہم نے بنی ہاشم کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ سراسر ظلم ہے دیکھو! منصور بن عکرمہ کا کیا حشر ہوا ہے۔

(76) خوز اور کرمان

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک تم خوز و کرمان کے عجمیوں سے نہ لڑو گے ان کے چہرے سرخ ناکیں چپٹی آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کے چہرے ہتھوڑوں سے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے اور قیامت

برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ ایسی قوم سے جنگ کروگے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے" امام بیہقی فرماتے ہیں ایسا ہو چکا ہے، کہ خارجیوں کے ایک گروہ نے رے کے علاقہ میں خروج کیا، ان کے جوتے بال کے تھے اور ان کے خلاف معرکہ آرائی ہوئی تھی۔

(77) امیہ بن خلف کا قتل

بخاری شریف کتاب المغازی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کیلئے مکہ مکرمہ گئے اور دیرینہ دوستی کی وجہ سے امیہ بن خلف کے ہاں قیام کیا۔ امیہ بھی شام کے سفر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مدینہ طیبہ میں ٹھہرتا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا انتظار کیجئے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت حرم شریف سے بھیڑ ختم ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں اس وقت جا کر طواف کر لینا راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف میں مصروف تھے، کہ ابوجہل ان کے پاس آیا اور پوچھا یہ کون ہے جو کعبہ شریف کا طواف کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں سعد ہوں۔ اس نے کہا کیا تم امن واطمینان کے ساتھ طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے؟ اس بات پر دونوں میں تلخ کلامی ہوگئی تو امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے سعد! ابوالحکم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کرو یہ اہل وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا اگر تم مجھے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے روکو گے، تو میں تمہاری شام کی تجارتی گزرگاہ روک دوں گا؟ یہ سن کر امیہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا آپ آواز بلند نہ کریں اور انہیں پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آ گیا انہوں نے فرمایا:۔

دَعْنَا مِنکَ فَاِنِّی سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَزْعُمُ اَنَّہٗ قَاتِلُکَ

ترجمہ:۔"چھوڑو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ تم کو قتل کریں گے"

امیہ نے سراسیمہ ہو کر کہا "مجھ کو،، فرمایا "ہاں" اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات جھوٹی نہیں ہوتی، یہ سن کر امیہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا تم جانتی ہو کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، انہوں نے کیا کہا ہے؟ کہا انہوں نے بتایا ہے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قتل کر دیں گے۔ امیہ کی بیوی کہنے لگی بخدا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ نہیں کہتے، چنانچہ جب اہل مکہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور چیخ و پکار عام ہوئی تو امیہ کی بیوی نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا، امیہ نے کہا میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گا، یہ سن کر ابوجہل نے امیہ سے کہا امیہ تم اس وادی کے ایک سردار ہو، ایک دن یا دو دن ہمارے ساتھ چلو، چنانچہ وہ ان کے ساتھ گیا اور بدر کی لڑائی میں قتل ہو گیا۔

(78) عقبہ بن ابی معیط کا قتل

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عقبہ بن ابی معیط نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دو تو دعوت قبول کرلوں گا'' تو اس نے یہ شہادت دی، اس کے بعد اس کا ایک دوست اس سے ملا اور اسے اس بات پر ملامت کی یہ سن کر عقبہ نے کہا کہ قریش کے سینے میرے بارے میں صاف نہیں ہوتے۔ اس کے دوست نے کہا ایک شرط ہے، کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آ کر ان کے چہرے پر تھوک دو چنانچہ اس بدبخت نے ایسا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تھوک کو چہرہ انور سے صاف کر کے فرمایا ''اگر میں نے تمہیں مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلتے پالیا تو میں تمہیں قتل کروں گا'' چنانچہ جب غزوۂ بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی لڑائی کے لئے نکلے تو اس نے جانے سے انکار کر دیا کیونکہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تمہارے پاس سرخ اونٹ ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم تک نہیں پہنچ سکتے اگر شکست کا سامنا کرنا پڑا تو تم اپنے تیز ترین اونٹ پر بھاگ نکلنا۔ پس وہ ان کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا جب مشرکین کو شکست ہوئی تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ نکلا مگر گرفتار کر لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باندھ کر اس کی گردن ماردی۔

(79) ابی بن خلف قتل

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہ ابی بن خلف جب فدیہ دے کر رہا ہوا تو کہا کرتا تھا بخدا! میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ عمدہ چارہ ڈالتا ہوں تاکہ کمزور نہ ہو جائے میں اس پر سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کروں گا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا ''وہ نہیں، بلکہ میں اسے قتل کروں گا انشاء اللہ' چنانچہ ابی بن خلف غرق آہن ہو کر غزوۂ اُحد میں اسی گھوڑے پر یہ کہتے ہوئے آیا۔

''اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا''

پس اس نے ارادہ قتل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیا مگر کچھ مسلمان مرد آڑے آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دیں اور درع کے سوراخ میں سے اس کی ہنسلی کی ہڈی دیکھ کر اس پر حربہ کا وار کیا جس سے ابی گھوڑے سے گر گیا مگر اس وار سے اس کا خون نہ نکلا۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک پسلی ٹوٹ گئی یہ آیت سورۃ الانفال آیت 17

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾

ترجمہ:۔ ''تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب جو خاک تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے''۔

اسی ضمن میں نازل ہوئی ہے، اہل لشکر کفار قریش اس کے پاس آئے تو وہ بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا تمہیں تو صرف خراش آئی ہے اس قدر واویلہ کیوں کر رہے ہو تو اس نے مشرکین قریش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا ذکر کیا کہ ''میں ابی کو قتل کر دوں گا'' پھر اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو وار مجھ پر پڑا ہے اگر اہل ذی المجاز کو پڑتا تو وہ سب مر جاتے بعد ازاں مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ابی مر گیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ابی بن خلف بطن رابغ میں فوت ہوا تھا میں بطن رابغ سے گزر رہا تھا رات چھا چکی تھی کہ میں نے بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی جس سے میں خوف زدہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک شخص اس آگ سے نکل رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے پانی پانی پکار رہا ہے اسی اثناء میں کسی اور شخص کی آواز آئی اسے پانی نہ پلاؤ یہ قتیل مصطفیٰ ابی بن خلف ہے۔

(80) غیبی پیش گوئی

المصنف میں عبد الرزاق و بیہقی نے دلائل النبوت میں بیان کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے انصار کی ایک بستی میں آکر کہا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم میری شادی فلاں عورت سے کر دو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ ''اگر وہ تمہارے ہاتھ آئے تو اسے قتل کر دینا مگر میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔'' چنانچہ وہ دونوں گئے اور اسے اس حالت میں پایا کہ اسے سانپ نے ڈس کر ہلاک کر دیا تھا۔

ماخذ کتب

1۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازیؒ (التوفی 606ھ)

3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (التوفی 774ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (التوفی 310ھ)

5۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی علامہ ابراھیم بن معقل النسفی (التوفی 295ھ)

6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی (المتوفی305ھ)

7۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم (المتوفی327ھ)

8۔ تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان (المتوفی369ھ)

9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی (المتوفی516ھ)

10۔ تفسیر امام ابن مردویہ علامہ ابن مردویہ (المتوفی410ھ)

11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی (المتوفی638ھ)

12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)

13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)

14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)

15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (209ھ۔273ھ)

16۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی (202ھ۔275ھ)

17۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (المتوفی774ھ)

18۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (المتوفی774ھ)

19۔ سیرت حلبیہ۔ علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ (975۔1044ھ)

20۔ شرح مواہب لدنیہ۔ علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی (المتوفی1172ھ)

21۔ کتاب شفاء قاضی عیاض مالکی (المتوفی544ھ)

22۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ (المتوفی911ھ)

23۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (المتوفی855ھ)

24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (المتوفی458ھ)

25۔ الوفا باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی (المتوفی597ھ)

ف

فتنوں کا مشاہدہ

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کے اوپر سے جھانک کر دیکھا اور فرمایا ''کیا تمہیں وہ کچھ نظر آرہا ہے جو مجھے دکھائی دے رہا ہے؟ بے شک مجھے فتنوں کے گرنے کے مقامات نظر آرہے ہیں''

طبرانی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ یُرْسِلُ عَلَیْھِمُ الْفِتَنَ اَرْسَالَ الْقِطْرِ"

ترجمہ:۔ "پاک ہے وہ ذات جو لوگوں پر فتنوں کو اس طرح بھیجتی ہے جیسے بارش کے قطرے اتارتی ہے۔"

رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد دور عثمانی میں ان فتنوں کا وقوع ہوا اور پھر مسلسل ان فتنوں کا ظہور ہونے لگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان فتنوں کے اثرات سے بچنے کی التجا کرتے ہیں۔

ق

حضرت قاسم ابن نبی علیہ السلام

ابن ماجہ بطریق فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتے ہیں کہ جب قاسم فرزند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کاش! اللہ تعالیٰ قاسم کو زندہ رکھتا حتّٰی کہ وہ مدت رضاعت کی تکمیل کر لیتا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اسکی رضاعت تو جنت میں پوری ہوگی" عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) اگر مجھے اس حالت کا علم ہو جاتا تو اس کے وصال کا معاملہ مجھ پر آسان ہو جاتا۔ فرمایا "اگر چاہو تو اللہ سے دعا کروں کہ وہ تمہیں اس کی آواز سنا دے" عرض کی نہیں، اس کی ضرورت نہیں، کیونکہ میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد پر یقین رکھتی ہوں۔

قاصد اور مختلف زبانیں

امام واقدی لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے شاہان عالم کے پاس اپنے قاصد بھیجے تو ان میں سے چھ آدمی ایک ہی دن روانہ ہوئے اور ان میں سے ہر آدمی اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس کی طرف اسے بھیجا گیا۔

اُمّ قِرفہ کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قتل پر اقدام واہتمام (معاذ اللہ)

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام امّ قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس (30) افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا تا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قتل پر مامور کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ علیہ السلام نے دُعا کی

''اے خدا! اِس کو اُس کی اولاد پر رلا دے'' پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اُن سے نمٹنے کے لئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر اُمّ قرفہ اور اُس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔

قدیم پتّھروں پر رسول کریم سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اسمِ گرامی

ابن عساکر بہ طریق حسن، سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وہ فضائل جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ہاں امیر المومنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔ پہلی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔''

دوسری سطر میں تھا کہ: ''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے رسول ہیں، مژدہ ہو اُسے جو ایمان لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی کی۔''

تیسری سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھاما وہ نجات پا گیا۔''

چوتھی سطر میں تھا کہ ''میں اللہ ہوں، میرے کو سوا کوئی معبود نہیں۔ حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور بیہقی بہ طریق محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سُنا کہ، قریش نے مقامِ ابراہیم کے نچلے حصّے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے (پڑھنے کے) لئے حمیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اُس نے کہا اِس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اِس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا ذکر ہو گا۔ پھر ہم نے اس کو نابود کر دیا۔

ابو نعیم نے بروایت حریش، طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا۔ پھر ایک شخص کو بلایا گیا، اسنے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:

''میرا جو بندۂ منتخب، متوکل، منیب اور مختار ہے اس کی جائے وِلادت مکّہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہو گا جب تک کہ ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے، اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی امّت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ ہر فراز پر اللہ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔''

ابن عساکر نے ابوالطیّب عبدالمنعم بن غلبون مقری سے روایت کی کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے

ایک کنیسہ پرسنہری حرفوں سے لکھا پایا گیا کہ: (ترجمہ)

''بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت بُرا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو بُرا کہے، کیوں کہ عہدِ ماضی کا ایک شخص، زمانۂ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اَے صاحبِ غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اِسی لئے ملکِ جبّار نے تمہاری تعریف کی ہے کیوں کہ اس نے اپنے بھیجے ہوئے رسول پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا کہ (سورۃ توبہ آیت 40)

ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ

(دو میں کا دوسرا، جب کہ وہ دونوں غار میں تھے)۔ اَے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اَے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم ظلماً قتل کئے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اَے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو۔ تو وہ صاحبِ غار ہے، اور یہ اخیار میں سے ایک، اور وہ شہروں کا فریادرس ہے اور یہ ابرار کا امام، تو جو کوئی اِن چاروں میں سے کسی کی تنقیص کرے، اس پر جبّار کی لعنت ہے۔''

اس میں خلفاءِ راشدین کی فضیلت اور ترتیب موجود ہے۔

ابوالطیّب کہتے ہیں کہ میں نے کنیسہ کے راہب سے پوچھا جس کی بھنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں، یہ عبارت تمہارے کنیسہ کے دروازے پر کب سے منقش ہے؟ اس نے جواب دیا۔ تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے سے۔

ابومحمد جوہریؒ نے ''امالیہ'' میں یحییٰؒ بن الیمان سے روایت کی کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کنیسہ پر یہ شعر منقوش پایا:۔

اترجو اُمّہ قتلت حُسَینا   شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ترجمہ:۔ یعنی جس امّت نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اِس کنیسہ میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔

قرآن کریم

تمام دنیا کے دانشمندوں اور مفکرین نے ہر ہر رُخ سے غور کیا، عقل و دانائی کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصبیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا ہی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے اللہ تعالیٰ نے فصیحانِ عرب کو للکارا اور فرمایا: سورۃ البقرآیت 23

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ

ترجمہ:۔ ''تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ''

لیکن وہ اس کلامِ الٰہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے!

پھر یہ کہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا اسکی صداقت، اُس کے اعجاز کو عام کرنے کے لئے اس کے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ توبہ آیت 6

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب اگر مشرکین میں سے کوئی تمہاری پناہ کا خواستگار ہو، تو اُسے پناہ دیدو تا کہ وہ اللہ کا کلام سُنے۔ پھر اُسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اسلیئے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔''

اگر کلامِ ربانی سُننے کے باوجود اُن کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اِس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت 50، 51

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ:۔ ''اور کافروں نے کہا کچھ نشانیاں اُن پر اُن کے ربّ کی طرف سے (براہِ راست) کیوں نہ اُتریں؟ تم اُن سے کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو واضح طور پر ڈر سنانے والا ہوں۔ اور کیا یہ اُن کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے تمہارے اوپر کتاب نازل فرمائی، جو اُن پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآنِ کریم منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک نشانی ہے۔ اہلِ عرب فصیح و بلیغ انشاء پرداز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اِس صنعت پر بڑا غرور، گھمنڈ اور تکبّر بھی تھا۔ لہٰذا ان کو تحدی کی گئی اور سال ہا سال کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورۃ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے! ہر چند کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجّت کے لئے کام میں لاتے مگر سارے فصحاء اور زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اِس حال میں مبعوث فرمایا کہ، عربوں کے اندر اُس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، اُن کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمام اہلِ عرب کو مُعارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔

جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا۔ اُن میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم واسلوب کی صورت میں عجیب وغریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآنِ کریم کی وہ ترتیب ونظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع، کلمات کے حد فاصل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآنِ کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔

تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں سے کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصّہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اِن وجوہ کے ساتھ جن پر وہ منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُمی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآنِ کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا (سورۃ آل عمران آیت 122)

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾

ترجمہ:۔ ”جب تم میں کے دوگروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں۔ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔“

سورۃ المجادلہ آیت 8 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾

ترجمہ:۔ ''کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بُری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں (سرگوشیاں) جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں پکارتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام۔''

پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کرسکیں گے اور پھر واقعات کی دُنیا میں وہ ویسا نہ کرسکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا (سورۃ البقر آیت 95)

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور ہرگز کبھی اس (موت) کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔''

چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحاء، شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور اجتماعی ومتفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعتِ قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف ودہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت ورعب طاری ہو جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر رعب ودہشت طاری ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مغرب کی نمازِ میں سورہ طور کی تلاوت کررہے تھے، جب سورۃ طور آیت 35،36،37

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں۔ یا انہوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رَبّ کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں؟''

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اِس کلام الٰہی کو سُن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سُننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کے لئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اُس کی لذّت بڑھتی جاتی ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قرآن کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ ''بار بار پڑھنے سے قرآن پُرانا نہیں ہوتا''

نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے، اِس میں کبھی کوئی تحریف

نہیں کرسکے گا۔اوراس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام علوم ومعارف کو جمع فرمادیا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اسکے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کرسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اصول عطا فرمائے ہیں۔

گیارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی مزاجی خصوصیت کو ثواب وعذاب، انعام وعتاب اور رحمت وعقاب کے بَین بَین رکھا ہے، اِس لئے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ اُمید کا دامن چھڑواتا ہے، اگر ایک وقت خوف کے سایے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارے ملنے لگتے ہیں۔

بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب کو دوسری آسمانی سابقہ کتابوں کے لئے ناسخ قرار دیا اور کُتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی صحت وعدم صحت کا معیار قرار دیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔سورۃ النمل آیت 76

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي
إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر ایسے قصے بیان کرتا ہے جن سے وہ لوگ اکثر اختلاف کرتے ہیں۔''

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں بیش بیش ہیں؛ بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف پر ہوا ہے اور یہ کہ اسکا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کے لئے بہت آسان کیا گیا ہے۔(بہت آسانی سے حفظ ہوجاتا ہے) دیگر تمام کتابیں اِن تین خصوصیتوں سے عاری ہیں۔اِن میں سے کچھ حصّہ اُن خصائص کے بیان میں تحریر کیا جارہا ہے جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز ہیں۔

بے شبہ ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصر نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قرآن کریم کی ایک سورۃ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورۃ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات ہیں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتابُ اللہ میں 77,934 کلمات ہیں تو صرف اِنشاء وعبارت کے لحاظ سے کلماتِ مذکورہ کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجزات ہوئے۔اور تقریباً ان ستّر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دیجائے یا ان آٹھ وجوہ میں اوّل کی دو دو وجوہ پر ضرب یا دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی۔

امام احمد وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر قرآنِ کریم چمڑے میں ہوتو اسے آگ نہیں کھائے گی''۔ ابن اثیر نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

قرآنِ کریم میں پیشین گوئیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معجزات

قرآن کریم میں پیشین گوئیاں

قرآنِ کریم فرقانِ حمید نے متعدد پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔

معجزہ 1: ان ہی پیشین گوئیوں میں سے آئندہ کی فتوحات کے سلسلے میں ایک پیشین گوئی سورہ فتح میں مذکور ہے۔ سورۃ الفتح آیت 21

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾

ترجمہ: ''اس فتح کی خبر کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان غنائم کو اپنے احاطہ علمی میں لے رکھا ہے۔ اور ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے''

یعنی بظاہر تمہاری قدرت میں نہیں کہ تم ان پر قبضہ کر سکو مگر وہ اللہ کے علم وقدرت میں ہیں اور اس کی تائید سے وہ غنیمتیں تم کو حاصل ہوں گی۔ جمہور مفسرین نے اس پیشین گوئی سے مراد فارس اور روم کے غنائم کئے ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ شاہان فارس اور روم کے مقابلہ میں مسلمانوں کا کوئی شمار نہ تھا یہ قومیں بڑی طاقت اور بکثرت ساز وسامان کی مالک تھیں چنانچہ قرآن کریم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور مسلمانوں کو بے شمار غنائم ہاتھ لگے۔

معجزہ 2: قرآن کریم نے جو پیشین گوئیاں کی ہیں ان پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ مسلمان دین چھوڑ کر مرتد ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان مرتدین کا استیصال ایسے مسلمانوں کے ہاتھ سے کرائے گا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے روبرو تواضع کرنے والے ہیں اور منکرین کے مقابلہ میں خود دار اور منکروں کو دبانے اور مغلوب کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اعلائے کلمتہ اللہ کی غرض سے جہاد کرنے والے ہیں اور بغیر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کے اپنی سعی اور کوشش اور جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھتے ہیں چنانچہ قرآن مجید کی اس پیش گوئی کے مطابق واقعہ پیش آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے اور کچھ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو گئے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس وقت اخیار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو صفات مذکورہ سے متصف تھے اس ارتداد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع کیا اور اس شبہ کو مٹایا۔ مرتدین کو ہزیمت ہوئی اور مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتھوں سے مارا گیا اور مقتول ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں یہ فتنہ فرو ہوا۔ اور مسلمانوں کے ایک لشکر کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں

ان تمام مرتدین اور منکرین پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔ سورۃ المائدہ آیت 54

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ
یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘
یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴿۵۴﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والوتم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرینگے۔ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے''۔

معجزہ 3: منجملہ قرآن کریم کی پیشین گوئیوں کے ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے جو قرآن مجید نے یہود کے بارے میں فرمائی کہ یہ کبھی موت کی تمنا اور خواہش نہیں کریں گے واقعہ یوں ہے کہ یہود اس بات کے مدعی تھے کہ سوائے ہمارے اور کوئی شخص قیامت میں قرب خداوندی کا مستحق نہ ہوگا اور دار آخرت کی تمام خوبیاں اور بھلائیاں صرف ہمارے لئے ہوں گی، قرآن کریم نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''اگر تمہارے زعم باطل میں یہ بات ہے کہ دار آخرت میں فائدہ اٹھانے والے صرف تم ہی تم ہو تو پھر تم دنیا میں رہنا کیوں پسند کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو دنیا سے آخرت میں منتقل کر دے تا کہ تم ان فوائد سے مستفید ہو اور دنیا کی الجھنوں سے رہائی حاصل کر لو' اور یہود کی طبائع اور ان کے دل کی خباثت سے اللہ تعالیٰ واقف تھا اس نے اپنی کتاب میں یہ پیشین گوئی بھی فرمادی کہ۔ سورۃ البقرآیت 95

وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ
بِالظّٰلِمِیْنَ﴿۹۵﴾

ترجمہ: ''اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو'' یعنی یہود سمجھتے ہیں کہ قیامت میں ان کے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی۔ اور یہود نے موت کی تمنا نہیں کی بلکہ آج تک بھی موت طلب کرنے کو آمادہ نہیں۔

معجزہ 4: قرآن کریم کی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی ہے جو سورۂ نور میں مذکور ہے۔ سورۃ النور آیت 55

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًاؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـاؕ وَ مَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۵۵﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ (وعدہ فرماتا ہے) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور دنیا کے عمل کے پابند رہے ان سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین میں خلافت اور سلطنت اسی طرح عطا فرمائے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت اور سلطنت عطا فرمائی تھی۔ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور دین کو جو اس نے تمہارے لئے پسند فرمایا ہے مضبوط کر دے گا اور جما دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے لوگ خلافت راشدہ کے مستحق ہوئے اور یہ سلسلہ خلافت راشدہ کے بعد بھی چلتا رہا تا آنکہ لوگ عیش پرستی میں مبتلا ہو گئے اور حکومت کو بجائے خدمت کے اپنا حق اور اپنی ملکیت سمجھنے لگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح زمین پر پھیلے تھے بالآخر سمٹنے شروع ہو گئے اور 700ھ ہجری سے ضعف بڑھتا گیا اور آج دنیا میں کہیں بھی صحیح معنوں میں اقتدار باقی نہیں رہا۔ جو کبھی اقتدار تقسیم کیا کرتے تھے وہ آج خود اقتدار سے محروم اور دوسروں کے دست نگر ہیں۔ بہر حال پیشین گوئی پوری ہو چکی۔

معجزہ 5: دیگر پیشین گوئیوں میں ہی شامل قرآن کی ایک مشہور پیشین گوئی وہ ہے جس کو سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ فتح آیت 28

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

ترجمہ: ''اللہ جل شانہٗ وہی ہے کہ جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔ اور اللہ کافی ہے گواہ۔''

اگر اس پیشین گوئی کا مطلب یہ ہے کہ دین حق کے ماننے والوں کا اہل باطل پر غلبہ ہو اور حکومت وسطوت کے اعتبار سے اہل حق غالب ہوں اور منکر مغلوب ہوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور اگر غلبہ باعتبار دلائل اور براہین کے مراد ہے تو یہ غلبہ ہر زمانے میں اہلِ حق کو حاصل ہے۔ بہر حال یہ پیشین گوئی تھی جو پوری ہوئی اور ایک عرصہ دراز تک اہل حق اہل انکار پر حکمراں رہے۔

معجزہ 6: من جملہ اور پیشین گوئیوں کے ایک پیشین گوئی سورہ قمر کی یہ آیت ہے۔ سورۃ القمر آیت 45

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: ''قریب ہے کہ (کفار مکہ) شکست پائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے''

چنانچہ میدان بدر میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور تقریباً ایک ہزار یا نوسو ساٹھ اہل باطل تین سو تیرہ مسلمانوں سے شکست کھا کر بری طرح بدحواس ہو کر بھاگے۔

معجزہ 7: دیگر قرآنی پیشین گوئیوں کے ساتھ ساتھ ایک پیشین گوئی سورۂ فتح کی وہ آیت ہے جس میں ارشاد فرمایا ہے: سورۃ الفتح آیت 16

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًاۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ: ''اے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان اعراب اور اہل دیہات سے جو حدیبیہ میں شریک نہیں ہو سکے فرما دیجئے کہ تھوڑے دنوں کے بعد تم کو ایک اور سخت جنگ جو قوم سے لڑنے کی دعوت دی جائے گی اس سخت قوم سے تم جنگ کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے۔ پھر اس موقع پر تم نے اگر دعوت جہاد قبول کر لی اور اس جنگ جو قوم سے لڑنے کو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہترین اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا کہ پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو بڑا دردناک عذاب دے گا''

چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کو مسیلمہ کذاب اور اس کے ہمراہی مرتدین سے اور فارس و اہل روم وغیرہ سے جنگ ہوئی اور اعراب کو دعوت دی گئی اور قرآن نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

معجزہ 8: قرآن کی ان ہی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی وہ بھی ہے جو چھٹے پارہ میں ذکر کی گئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ احکام کا حکم کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 67

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: ''اے رسول (علیہ السلام) آپ کے پروردگار کی جانب سے جو احکام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کئے جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کی تبلیغ کرتے رہیں (اور مخالفین و معاندین کا اندیشہ نہ کریں اور کسی دشمن کا خوف دل میں نہ لائیں) اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی نگہبانی کرے گا اور (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچانے والا ہے) بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا''۔

چنانچہ اس آیت کے نزول سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خدام میں سے بعض حضرات کو بطور پہرہ دار اور محافظ کے مقرر فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جملہ محافظین کو رخصت فرما دیا۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور باوجود صدہا منکرین و معاندین کے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا اور بڑے بڑے خطرات کے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی اور دشمنوں کے تمام مکروفریب پامال کر دیئے گئے اور کوئی دشمن یا دشمن کی کوئی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قابو نہیں پا سکی۔

معجزہ 9: من جملہ اور پیشین گوئیوں کے ایک پیش گوئی قرآن کی وہ ہے جو یہود سے ضرر اور نقصان پہنچنے کے

سلسلے میں فرمائی چنانچہ چوتھے پارے میں ارشاد ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 111

لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًىؕ وَ اِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ

ترجمہ: ''یہ یہود تم کو سوائے ستانے کے اور کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے اور اگر یہ تمہارے مقابلہ پر آ کر تم سے جنگ کریں گے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔ اور ان کی کوئی مدد نہ ہوگی۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع اور خیبر کے یہود نے جب مقابلہ کیا پسپا اور مغلوب ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ان سب کو خطۂ عرب سے جلاوطن کر دیا اور عرب سے ان کو نکال دیا گیا۔

قرآن کریم فرقان حمید میں جا بجا بہت سی پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ چند ایک کا ذکر مندرجہ ذیل آیات میں فرمایا گیا ہے:۔

1۔ سورۃ التوبہ آیت 33
2۔ سورۃ القصص آیت 85
3۔ سورۃ الروم آیت 1 تا 7
4۔ سورۃ الفتح آیات 18، 19، 27
5۔ سورۃ الممتحنہ آیت 7

قرب قیامت کی نشانیاں

(1) نشانیاں جو ظاہر ہو چکیں

بخاری شریف میں ہے کہ سعید بن ابی مریم، ابو غسان، ابو حازم، سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔ بخاری شریف میں ہی یحییٰ بن یوسف، ابوبکر، ابو حصین، ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خاتم النبیین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں حالانکہ قیامت ان دونوں یعنی انگلیوں کی طرح ہے۔

(2) وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل ہیں اور امام طبرانی نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(3) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مسند احمد میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اصحاب میں سے ایک صحابی کو اس طرح تلاش کیا جائے گا جس طرح گم شدہ چیز کو ڈھونڈا جاتا ہے

(4) کذّاب

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیام قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے اور ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے جیسا کہ حضور نے اسکی پیش گوئی فرمائی ہے، بخاری شریف کی روایت ہے ''قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں جنگ ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال ظاہر نہیں ہو لیتے، ان میں سے ہر ایک اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کرے گا'' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت سے پہلے تیس (30) کذاب ہوں گے، اسود عنسی یمنی اور مسیلمہ کذاب یمامی بھی ان میں شامل ہیں، حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے تیس یا اس سے زیادہ کذاب ہوں گے، میں نے پوچھا: ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا ''تمہارے پاس ایسا طریقہ اور طرز عمل لائیں گے جس سے تم شناسا نہ ہوگے، وہ تمہارے طرز عمل کو بدل دیں گے، لہٰذا ان کو دیکھو تو ان سے ہر صورت بچو''۔

امام احمد جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''میری امت میں ستائیس کذاب دجال ہوں گے جن میں چار عورتیں بھی ہوں گی یقین رکھو کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ستّر (70) کذابوں کا خروج نہیں ہو لیتا، اسی طرح ابویعلی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، حافظ ابن حجر ان احادیث کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احتمال یہ ہے کہ تیس کا عدد مدعیین نبوت کے لئے ہے جبکہ اس سے زیادہ تعداد کا ذکر گمراہی کی طرف بلانے والوں کے بارے میں ہے مثلاً دیگر گمراہ جن کا شریعت مصطفیٰ کی مخالفت کرنا بدیہیات سے ہے ان مدعیین نبوت کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(1) خلافت صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (11ھ۔13ھ) میں طلیحہ بن خویلد اسدی نے خروج کر کے دعویٰ نبوت کیا، پھر توبہ کر کے رجوع کر لیا۔

(2) سجاع نامی عورت نے ادعائے نبوت کیا۔

(3) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (61ھ۔73ھ) اور عبدالملک (65ھ۔86ھ) کے عہد میں مختار ثقفی نے دعویٰ کیا کہ اسکی طرف وحی آتی ہے وہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا، مِنْ مُخْتَارِ رَسُوْلُ اللہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی احادیث میں بالتعیین مختار کا نام لے کر اس سے بچنے کی تلقین آئی ہے، ان احادیث کو ابن خزیمہ حاکم اور طبرانی نے ذکر کیا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قبیلہ ثقیف میں سے ایک کذّاب اور ایک خونخوار ظالم کا ظہور ہوگا'' علماء فرماتے ہیں کذّاب تو مختار بن عبید ہے اور خونخوار ظالم حجاج بن یوسف ہے اور یہ دونوں ثقفی ہیں۔

(4) مشہور شاعر متنبّی نے دعویٰ نبوت کیا، مگر بعد میں توبہ کرلی۔

(5) بنوعباس کے زمانے میں ایک جماعت نے خروج کیا، ان میں سے معتمد (256ھ-279ھ) کی حکومت میں زنجی فتنہ کے قائد بہبود لعنت اللہ کا نام ہے جس نے عراق کے علاقے میں فتنہ برپا کیا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اہانت کی، وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ ساری مخلوق کی طرف تنہا رسول ہے اور مغیبات پر مطلع ہے۔

(6) مکتفی (289ھ-295ھ) کی خلافت میں یحییٰ بن ذکرویہ قرمطی نے ظہور کیا بعدازاں اس کے بھائی حسین نے دعویٰ نبوت کیا، اس کے چہرے پر تل نکل آیا تو اس نے اس کو اپنی نبوت کی نشانی قرار دیا، پھر اسکے بھتیجے عیسیٰ ابن مہرویہ نے یہی دعویٰ کر کے اپنا لقب مدثر رکھا، وہ اپنے آپ کو سورہ مدثر کے لفظ مدثر کا مصداق سمجھتا تھا، شام پر غالب آکر اس نے سخت تباہی پھیلائی، منبروں پر اسکے خطبے پڑھے گئے، بعدازاں قتل ہوکر جہنم واصل ہوا۔

(7) مقتدر (295ھ-320ھ) کے زمانہ خلافت میں ابوطاہر قرمطی اور راضی (322ھ-329ھ) کے دور حکومت میں محمد بن علی المعروف ابن ابی العراق ظاہر ہوا، اسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ الوہیت اور احیائے موتیٰ کا دعویٰ کرتا تھا، آخرکار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دار پر کھینچ دیا گیا۔

(8) مطیع (334ھ-363ھ) کی خلافت میں تناخیہ کا ایک گروہ ظاہر ہوا، ان کا ایک جوان دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اسکی طرف منتقل ہوگئی ہے اور اسکی بیوی کہتی تھی، کہ روح فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسکے بدن میں سرایت کرگئی ہے ایک اور شخص جبریل ہونے کا مدعی تھا، یہ سب اہل بیت نبوت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے معزز سمجھے جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ معزالدولہ کے حکم پر رہا ہوئے، پھر قتل کردیئے گئے۔

(9) مستظہر باللہ (487ھ-512ھ) کے عہد میں 499ھ میں نہاوند کے ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا تو ایک خلق اسکے پیچھے ہولی، مگر بعد میں گرفتار ہوکر قتل ہوا۔

(10) مغرب میں مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت نے خروج کیا ان میں سے ایک شخص کا نام لا تھا جس نے حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی کو اپنی نبوت کی دلیل بنایا وہ کہتا کہ اس حدیث میں لا مبتداء ہے اور نبی اسکی خبر ہے۔

(11) ایک عورت نے دعویٰ نبوت کیا تو لوگوں نے اس کی تردید کے لئے حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی سے استدلال کیا تو اس نے جواب دیا: کہ حدیث میں لا نبی ہے۔ لا نبیہ نہیں ہے یعنی مرد کی نبوت کی نفی ہے، عورت کی نبوت کی نہیں۔

(12) انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں ہندوستان کے ایک شہر قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور خاصی تعداد میں پیروکار اکٹھے کر لئے علمائے اسلام نے اس دجال کے فتنے کو موت کی نیند سلانے کے لئے ایک ملک گیر تحریک شروع کی جس کی قیادت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی، بالآخر نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط زبردست تحریک کو کامیابی نصیب ہوئی اور 1974 میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے انہیں کافر قرار دیا۔

مختصر یہ کہ ستائیس کا عدد پورا ہو چکا ہے یا پورا ہونے والا ہے، جہاں تک مطلق کذابوں کا تعلق ہے یہ حد شمار سے باہر ہیں، مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں ان کی تعداد بھی بہت ہے۔

(5) خسوف (زمین میں دھنسنے کے واقعات)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عنقریب تین خسف یعنی زمین میں دھنسنے کے واقعات ہوں گے، ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں، پوچھا گیا، کیا صالحین کی موجودگی میں زمین دھنس جائے گی، فرمایا ''ہاں! اس وقت خباثت اور بے حیائی کی کثرت ہوگی''

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اسوقت ہم قیامت کے بارے میں بحث مباحثہ کر رہے تھے، فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو'' پھر ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''تین خسوف ہوں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں'' اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ تمام محدثین صحاح نے روایت کیا، زمین میں دھنسنے کے یہ تینوں واقعات رونما ہو چکے ہیں، 208 ہجری کی بات ہے، کہ مغرب میں تیرہ گاؤں زیر زمین دھنس گئے، خلافت مطیع میں 340 ہجری میں رے اور اسکے گردونواح کے علاقے زلزلے سے لرز اٹھے اور طالقان کا شہر زمین برد ہو گیا جس سے صرف تیس آدمی بچ سکے، اس زلزلہ سے رے کے ایک سو پچاس گاؤں صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے یہ سلسلہ حلوان تک چلا گیا جس کا اکثر حصہ زمین میں دھنس گیا، زمین نے مُردوں کی ہڈیاں نکال کر پھینک دیں، اور اس سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے رے کے مقام پر پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور دوپہر کے وقت ایک بستی زمین وآسمان کے درمیان معلق ہو گئی، پھر زمین میں دھنس گئی، اور زمین میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے، جن سے بدبودار چشمے ابلنے لگے اور زبردست دھواں اٹھنے لگا، اس واقعہ کو امام سیوطی نے امام جوزی سے نقل کیا ہے 533 ہجری میں حیرہ کا شہر زمین برد ہو گیا اور شہر کی جگہ سیاہ پانی نے لے لی، امام برزنجی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں آذربائیجان کی چھ بستیاں سطح زمین سے مٹ گئیں۔

(6) زلزلوں کی کثرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''قیام قیامت سے پہلے یہ نشانیاں ضرور ظاہر ہوں گی

(1) علم قبض ہو جائے گا (2) زلزلوں کی کثرت ہوگی، (3) زمانہ سمٹ جائے گا اسکی دو صورتیں ہوں گی ایک یہ کہ وقت میں بے برکتی ہوگی اور دوسری یہ کہ مہینوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا کام ساعتوں میں ہوگا۔ (4) فتنے ظاہر ہوں گے، (5) قتل وغارت کا دور دورہ ہوگا'' اس حدیث کو امام بخاری اور ابن ماجہ نے روایت کیا، ابن عساکر میں عروہ بن رویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت زلزلوں کا شکار ہوگی ان میں دس ہزار بیس ہزار اور تیس ہزار تک لوگ لقمۂ اجل بن جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان زلزلوں کو متقین کے لئے وعظ، مومن کے لئے رحمت اور کافروں کے واسطے عذاب بنائے گا''

متوکل (232ھ-247ھ) کے عہد خلافت (232ھ) میں دمشق شہر میں خوفناک زلزلہ آیا جس سے مکانات گر گئے، اور ان کے نیچے بہت سی مخلوق دب کر مر گئی اسکے جھٹکے انطاکیہ میں بھی محسوس کئے گئے جس کی وجہ سے عمارتیں زمین بوس ہو گئیں اور جزیرۃ کے علاقے میں آگ بھڑک اٹھی، موصل شہر بھی اس زلزلہ کی لپیٹ میں آیا کہا جاتا ہے کہ موصل شہر کے پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

242 ہجری میں تیونس، رے، خراسان، نیشاپور، طبرستان، اور اصبہان کے مقامات پر زبردست زلزلہ آیا جس سے پہاڑ پاش پاش ہو گئے اور زمین میں اتنے بڑے شگاف پڑ گئے کہ آدمی آسانی کے ساتھ ان شگافوں میں اتر سکتا تھا، مذکورہ بالا دونوں زلزلوں کے درمیان دس سال کا عرصہ تھا۔

245 ہجری میں ایک عالمگیر زلزلہ آیا جس نے شہروں پلوں اور قلعوں کو مسمار کر دیا اور انطاکیہ کا پہاڑ سمندر میں جا گرا، معتضد کے دور خلافت (280ھ) میں دبیل کے مقام پر ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے سارا شہر ملیامیٹ ہو گیا اور ملبے سے ڈیڑھ لاکھ لاشیں نکالی گئیں۔

460 ہجری میں ایک خوفناک زلزلے نے رملہ شہر کو برباد کر دیا جس سے کنوؤں کے دہانے ابل پڑے، شہر کے پچیس ہزار آدمی جاں بحق ہوئے اور سمندر کا پانی ساحل سے ایک دن کی مسافت پر پیچھے ہٹ گیا، جس کی وجہ سے لوگ سمندر کی خشک زمین پر اتر آئے تو پانی نے پلٹ کر انہیں ہلاک کر دیا۔

544 ہجری میں بغداد ایک زبردست زلزلے سے لرز اٹھا اور حلوان کا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

597 ہجری میں مصر، شام اور جزیرہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے بہت سے مقامات اور قلعے تباہ ہو گئے۔

662 ہجری میں مصر میں عظیم زلزلہ آیا۔

433 ہجری میں بخارا کے 100 مربع فرسخ میں زبردست زلزلہ آیا جس سے بہت سے مقامات اور قلعے تباہ ہو گئے۔

922 ہجری باذرنجان کے زلزلے میں کثیر تعداد میں لوگ ہلاک ہو گئے۔

1000ھ میں لار کے مقام پر زبردست زلزلہ آیا جس سے تمام مکانات منہدم ہو کر بے نشان ہو گئے یہاں

تک کہ لوگوں کو اپنے گھروں کا محل وقوع تک معلوم نہ ہوتا تھا، اس بڑے زلزلے سے قبل کئی دنوں تک خفیف جھٹکے محسوس ہوئے جس کی وجہ سے کچھ لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اور وہ بچ گئے، جو نہ نکلے وہ ہلاک ہو گئے۔

امام برزنجی فرماتے ہیں کہ اس کتاب یعنی ''الاشاعۃ'' کی تالیف کے کوئی چھ ماہ بعد ایک خوف ناک زلزلہ آیا، جس کی ہلاکت خیزیوں سے بہت تھوڑے آدمی بچ سکے، یہ ان عظیم زلزلوں کا ذکر ہے جن کو مورخین نے تاریخ کی کتابوں میں نقل کیا ہے، ورنہ چھوٹے چھوٹے زلزلوں کا تو شمار ہی نہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

(7) مسخ اور قذف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنے) مسخ اور قذف کا ظہور ہوگا'' اس روایت کو احمد، مسلم اور حاکم نے نقل کیا، خسف کا ذکر گزر چکا ہے جہاں تک مسخ کا تعلق ہے، تو یہ کئی آدمیوں کے ساتھ ہو چکا ہے صحیح روایت ہے کہ مصر کے فاطمیوں کا دور (297ھ-567ھ) تھا، مدینہ شریف میں لوگ عاشورہ کے دن قبہ عباس میں جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو سب وشتم کرتے تھے، ایک دفعہ ایک شخص نے صدا دی کون مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں کھانا کھلاتا ہے؟ ایک بوڑھے شخص نے نکل کر اشارہ کیا، میرے پیچھے آ، وہ اسے گھر لے گیا، پھر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا: یہ ابوبکر کی محبت کا صلہ ہے اس کے بعد وہ شخص مسجد نبوی میں آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلام پڑھا، اس کی کٹی ہوئی زبان اس کے ہاتھ پر تھی، وہ مسجد کے دروازہ کے قریب ہی غم واندوہ میں بیٹھ گیا، اسی اثناء میں نیند کا غلبہ ہوا، تو خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اس شخص کی زبان تمہاری محبت میں کٹی ہے، اس کی زبان اپنی حالت پر لوٹا دو'' تو انہوں نے کٹی ہوئی زبان کو واپس اپنے مقام پر رکھ دیا، پھر بیدار ہوا تو دیکھا کہ اسکی زبان صحیح سالم ہے، بعد ازاں کسی کو بتائے بغیر وطن لوٹ گیا، اگلے سال پھر آیا اور عاشورہ کے دن قبہ میں حاضر ہو کر محبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کچھ طلب کیا، تو ایک جوان نے اٹھ کر پیچھے آنے کا کہا: چلتے چلتے اسی گھر میں پہنچ گیا جہاں اسکی زبان کاٹی گئی تھی، مگر اس دفعہ اس جوان نے بڑی عزت کی، حیرانی میں کہا: کہ گزشتہ سال تو اس گھر میں بڑی مصیبت اور ذلت سے دوچار ہونا پڑا، اس سال اس قدر عزت کا باعث کیا ہے؟ اس جوان نے پوچھا: گزشتہ سال کا واقعہ کیا ہے؟ تو اس نے سارا ماجرا سنا دیا، یہ سن کر وہ جوان اس آدمی کے پاؤں پڑ گیا اور کہا: آپ کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا میرا والد ہے، اللہ نے اسکی شکل مسخ کر کے اس کو بندر بنا دیا ہے، پھر پردہ اٹھا کر ایک بندر دکھایا جو بندھا ہوا تھا، اس بار اس جوان نے اس سے عمدہ سلوک کیا اور اپنے برے مذہب سے توبہ کر لی، پھر کہا: میرے والد کے اس معاملہ کو پوشیدہ رکھئے، یہ قصہ امام سمہودی، ابن حجر نے

صواعق اور زواجر میں اور علامہ قسطلانی وغیرہ ائمہ سیرت نے ذکر کیا ہے۔

زواجر میں ذکر کیا کہ حلب کا ایک بدبخت حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتا تھا، جب مر گیا تو کچھ جوانوں نے اسے قبر سے نکال کر پھینک دینے کا منصوبہ بنایا، چنانچہ جب قبر کھول کر دیکھا تو اس کی شکل مسخ ہو کر خنزیر کی شکل بن گئی تھی، پس انہوں نے اسے نکال کر جلا دیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ مصر کے چھٹے عباسی خلیفہ متوکل کے عہد خلافت (782ھ) میں حلب سے خبر آئی کہ ایک شخص نے دوران نماز امام نماز سے بے ہودگی کا مظاہرہ کیا، مگر امام نے نماز نہ توڑی، جب نماز مکمل کر کے سلام پھیرا تو بے ہودگی کرنے والے کی شکل مسخ ہو چکی تھی، اور وہ خنزیر بن کر جنگل کی طرف بھاگ گیا اس واقعہ کو محضر نامہ کی صورت میں لکھ کر محفوظ کر لیا گیا۔

جہاں تک قذف (پتھراؤ) کا معاملہ ہے تو اس بارے میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں تحریر کیا کہ 285ہجری میں بصرہ کی بستی پر آسمان سے سیاہ اور سفید پتھر برسے اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ہر ژالہ کا وزن ایک سو پچاس (150) درہم کے برابر تھا۔

243ہجری میں مصر کے مقام سویدا پر آسمان سے پتھر برسے جن کا وزن دس دس رطل تھا، 478ہجری مقتدی (467ھ-487ھ) کے عہد خلافت میں بغداد میں کالی آندھی آئی اور سخت گرج اور چمک میں آسمان سے بارش کی طرح ریت اور مٹی برسی۔

امام برزنجی فرماتے ہیں، مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ 1040ھ کے عرصے میں کردوں کے علاقے میں مرغی کے انڈے کے برابر کالے پتھر برسے، اس وقت گرمیوں کا موسم تھا اور مطلع بالکل صاف تھا ان پتھروں کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ لوگ ایک دن کی مسافت سے ان پتھروں کا شور سنتے تھے۔ بے شک اللہ جو چاہے کرے۔

(8) سرخ آندھی اور حیران کن واقعات

ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جب مال فیئ ذریعہ دولت بنا لیا جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوٰۃ کو تاوان خیال کیا جائے، تعلیم دنیاداری کے لئے حاصل کی جائے، مرد عورت کی فرمانبرداری کرے جبکہ ماں کی نافرمانی کرے دوست کو قریب کرے اور باپ سے دور ہو، مسجدوں میں شور وغل کیا جائے، قبیلے کا سردار فاسق شخص بن جائے اور قوم کا رہنما رذیل شخص ہو، آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے ہو، گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں، آلات موسیقی کثرت سے ہوں، کھلے بندوں شراب پی جائے اور امت کا آخری حصہ امت کے پہلے حصے پر لعن طعن کرے تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلوں، زمین میں دھنسنے چہرے بگڑنے اور آسمان سے پتھراؤ کے واقعات کا انتظار کرو"

ابوداؤد حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

فرمایا "جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں آگئی ہے تو اس وقت زلزلوں اور بڑے حادثوں کے ظہور قریب سمجھو، قیامت اس وقت بہت قریب ہوگی"

اگر ارض مقدسہ میں خلافت کے آنے سے مراد بنوامیہ کی خلافت ہے تو یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے۔ اور بڑے بڑے واقعات اور فتنوں کا ظہور ہو چکا ہے، اور اگر اس سے خلافت امام مہدی مراد ہے تو بڑے بڑے امور قیامت کی قریب کی نشانیاں ہیں مثلاً دابتہ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے نکلنا وغیرہ۔

جہاں تک آندھی کا تعلق ہے متوکل (232ھ۔247ھ) کے سریر آرائے سلطنت ہوتے ہی 232ھ میں ایک زبردست بادسموم چلی جس کی مثال گزشتہ زمانے میں نہیں ملتی، اس آندھی نے عراق میں کوفہ، بصریٰ اور بغداد کی کھیتیاں جلا کر خاکستر کر دیں اور مسافروں کو ہلاک کر دیا یہ سلسلہ پچاس دن تک رہا یہاں تک کہ اسکی بھڑکائی ہوئی آگ ہمدان تک جا پہنچی اور وہاں کی کھیتیاں جلا دیں اور مویشی مار دیئے، موصل اور سنجار میں بھی یہی حال ہوا، تجارتی کاروبار بند ہو گیا راستے رک گئے اور بہت سی مخلوق اس عذاب میں ہلاک ہوگئی۔

280 ہجری میں دنیا تاریک ہوگئی اور عصر تک اندھیرا چھایا رہا، ایک سیاہ آندھی چلی جو تین دن تک جاری رہی اس کے بعد ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے دبیل کا شہر صفحہ ہستی سے مٹ گیا، 285ھ میں بصرہ کے مقام پر زرد رنگ کی آندھی آئی، پھر اس کا رنگ سبز ہو گیا بعد ازاں وہ سیاہ ہو کر تمام دیار و شہر میں پھیل گئی۔

خلیفہ مقتدیٰ (467ھ۔487ھ) کے عہد خلافت میں بغداد کالی آندھی کی لپیٹ میں آیا ایسی شدید گرج اور چمک پیدا ہوئی کہ لوگ سمجھے شاید قیامت قائم ہوگئی ہے۔ مستظہر باللہ (487ھ۔512ھ) کے دور میں مصر میں کالی آندھی آئی کہ کوئی چیز سجھائی نہ دیتی تھی، اس آندھی میں آسمان سے ریت برسی، لوگوں نے اس سے ہلاکت کا یقین کر لیا، پھر کچھ روشنی سی نمودار ہوئی بعد ازاں زردی چھا گئی۔

594ھ میں مکہ شریف کے مقام پر ایک کالی آندھی نے وسیع علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس میں سرخ رنگ کی ریت برسی اور رکن یمانی کا ایک ٹکڑا گر گیا۔

(9) تاتاری فتنہ

امام نسائی کے سوا صحاح ستہ کی تمام کتب میں روایت ہے کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور قیامت برپا نہ ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر لو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں چپٹی ہوں گی، ان کے چہرے ایسے پر گوشت ہوں گے جیسے چمڑہ چڑھی ہوئی ڈھال" امام بخاری کی روایت میں ہے کہ "قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم خوز اور کرمان کے عجمیوں سے، جن کے چہرے سرخ، ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی گویا ان کے چہرے چمڑہ چڑھی ڈھال ہیں، معرکہ آزما نہیں ہو جاتے" ایک روایت میں "عراض الوجوہ (چوڑے چہرے والے)" آیا ہے امام نووی

فرماتے ہیں یہ تمام احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ ہیں کیونکہ ان میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا تذکرہ ہے، اور حضور علیہ السلام ان کو تمام صفات اور حالات سے بخوبی جانتے تھے اور مسلمانوں نے کئی باران سے قتال بھی کیا، امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش سے آج تک کوئی فتنہ فتنہ تا تار سے بڑا نہیں ہوا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتنہ تا تار کے بعد بھی تا تاریوں کے خروج کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ تیمور لنگ (1369ء 1405ء) نے ظہور کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیش گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''سب سے پہلے بنو قنطورا میری امت سے سلطنت چھینیں گے'' قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خادمہ تھی، جس کی اولاد سے تا تاری ہوئے، بغداد کی تباہی اور آخری عباسی خلیفہ معتصم باللہ (1242ء-1258ء) کا قتل انہی تا تاریوں کے ہاتھوں 656ھ کو ہوا۔

خطیب، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرات اور دجلہ کے درمیان ایک شہر ہوگا جس میں بنو عباس کی حکومت ہوگی یہ شہر زوراء (بغداد) ہوگا، اسمیں خوفناک لڑائی لڑی جائے گی جس میں عورتوں کو قیدی بنالیا جائے گا اور مردوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا جائے گا، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ جنگ خطیب کی موت سے دوسو سال سے زیادہ عرصہ بعد لڑی گئی جس سے حدیث کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

(10) آتش حجاز

اس آگ سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں روشن ہو کر نظر آنے لگیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی پیش گوئی فرمائی تھی، بخاری اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ارض حجاز سے ایک زبردست آگ ظاہر نہیں ہو لیتی جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی''

ابن ابی شیبہ، احمد اور حاکم حکم صحت کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا'' کاش! میں جان لیتا کہ جبل وراق سے آگ کب ظاہر ہوگی جس سے بصریٰ کے بختی اونٹوں کی گردنیں دن کے اجالے کی طرح روشن نظر آئیں گی''

طبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب پہلے پہل مدینہ منورہ تشریف لائے تو دریافت فرمایا'' حبس سیل کہاں ہے؟'' ہم نے عرض کیا، ہم نہیں جانتے، اسی دوران میں بنی سلیم کا ایک شخص وہاں سے گزرا تو میں نے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا: حبس سیل کا، یہ سن کر میں نے جوتے طلب کئے اور فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ نے حبس سیل کے متعلق دریافت کیا تھا اور ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا، ابھی میرے پاس سے ایک شخص گزرا تو میں نے اس کا اتہ پتہ پوچھا: اس

نے بتایا کہ وہ اہل جس سیل سے تعلق رکھتا ہے پس حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا ''کہ تم کہاں کے ہو؟'' اس نے جواب دیا: جس سیل کا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''عنقریب جس سیل سے ایک آگ برآمد ہوگی جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی''

طبرانی، ابویعلی اور امام احمد بحوالہ رافع بن یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیش گوئی فرمائی کہ ''عنقریب جس سیل سے ایک آگ نکلے گی جو سست رو اونٹ کی رفتار سے چلے گی، وہ دن کے وقت چلتی رہے گی اور رات کے وقت تھم جائے گی''

مسند فردوس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی ایک وادی میں آگ کا سیلاب آئے گا جس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی''

سید علی نور الدین سمہودی تاریخ مدینہ میں ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، یہ آگ ظاہر ہوئی اور مدینہ شریف کی مشرقی جانب سوارقیہ کے راستے سے آگے بڑھی، یہ بلاد بنی سلیم کی جہت ہے، بدر بن فرحون کہتے ہیں کہ یہ آگ وادی احیلین میں پانی کی طرح بہنے لگی۔

قطب قسطلانی فرماتے ہیں، یہ آگ مدینہ شریف سے مشرق کی جانب ایک مرحلہ کی مسافت پر قاع الھیلی نامی جگہ سے ظاہر ہوئی جو بنی قریظہ کے گھروں کے قریب ہے، پھر پھیل کر احیلین کی طرف بڑھنے لگی، اسکے ظہور سے چند دن پہلے خوفناک زلزلے آئے ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء (آیت 59) وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ''ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے، مگر ڈرانے کو'' اس مشکل گھڑی میں اہل مدینہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پناہ لی تو آگ کا رخ پھیر کر شمال کی جانب ہو گیا، نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رحمت کے سامنے ٹھنڈی ہو کر سلامتی والی بن گئی، اس طرح امت محمدیہ میں روضہ اطہر کی زبردست برکت ظاہر ہوئی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اہل شام کے نزدیک اس آگ کی خبر متواتر ہے۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آگ کے ظہور کا واقعہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 767ھ) کے زمانہ میں پیش آیا، یکم جمادی الاخریٰ 654 ہجری کو ایک خفیف سا زلزلہ آیا، جسے تکرار کے باوجود لوگوں نے زیادہ محسوس نہ کیا، تیسرے دن زلزلے کے جھٹکوں میں شدت آ گئی اور چوتھی رات کے تیسرے پہر بہت خوفناک زلزلہ آیا جس سے لوگ بہت خوفزدہ ہوئے، پھر رات کے بقیہ حصے میں جھٹکے مسلسل محسوس ہوتے رہے، جس کا سلسلہ جمعہ کے دن تک جاری رہا، اور اس کا شور کڑک سے بھی زیادہ تھا، جس سے زمین میں آواز کی لہریں رواں ہوتی تھیں، اور دیواریں ہل ہل جاتی تھیں صرف ایک دن میں اٹھارہ زلزلے محسوس کئے گئے۔ قطب قسطلانی نے اس آگ کے خروج پر ایک مستقل تصنیف کی ہے کیونکہ یہ آگ ان کے زمانے میں ظاہر ہوئی اور وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت ایک آگ نمودار ہوئی اور سارے افق پر سیاہ دھواں

چھا گیا، جس سے گھپ اندھیرا ہو گیا، جب رات کا وقت آیا تو شعلے بلند ہوئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشرق کی جانب ایک بہت بڑا شہر جگمگا رہا ہے۔

قسطلانی (851ھ-923ھ) فرماتے ہیں کہ اس آگ کی روشنی ہر نشیب و فراز پر پڑی یہاں تک کہ حرم اور مدینہ شریف کی سرزمین جگمگا اٹھی، ان ایام میں سورج کی روشنی زرد نظر آتی تھی اور چاند کو گویا گہن لگ گیا تھا۔

قرطبی کہتے ہیں کہ ''حجاز مقدس میں مدینہ منورہ کے مقام پر اس آگ کا ظہور ہوا، اس کا آغاز تین جمادی الاخریٰ بدھ کے دن ایک عظیم زلزلے سے ہوا، جس کے جھٹکے جمعہ کی دوپہر تک محسوس ہوتے رہے، پھر جھٹکے تھم گئے اور آگ ظاہر ہوگئی یہ آگ ایک بڑے قلعہ بند شہر کی مانند نظر آتی تھی، جس کے فلک بوس کنگرے اور برج سے معلوم ہوتے تھے، ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آدمیوں کا ایک گروہ اس آگ کو دھکیل کر لا رہا ہے، یہ آگ جس پہاڑ سے گزرتی اسے چورہ کر کے پگھلا دیتی، اس سے نیلے اور سرخ رنگ کے شعلے نکلتے، بجلی کی کڑک کی طرح شور اٹھتا، اور سامنے آنے والی چٹانوں کو نگل جاتی، چل کر مدینہ منورہ کے قریب آئی اور کوہ گراں کی طرح رک گئی، اس کے باوجود مدینہ شریف میں باد نسیم کے ٹھنڈے جھونکے آتے تھے، حالانکہ مشاہدہ کیا گیا کہ یہ آگ بوجہ حرارت سمندر کی طرح کھولتی تھی، مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میں نے پانچ دن کی مسافت پر اس کے اٹھتے ہوئے شعلے دیکھے، نیز لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ آگ مکہ مکرمہ اور بصریٰ کے پہاڑوں سے بھی نظر آتی تھی''

ابوشامہ شریف سنان کی کتاب سے نقل کرتے ہیں، کہ ''یہ آگ مکہ مکرمہ اور بیابان سے یکساں نظر آتی تھی، مجھے ایک قابل اعتماد شخص جس نے مدینہ منورہ میں اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا کی زبانی معلوم ہوا کہ اس نے تیماء کے مقام پر اس کی روشنی میں کتاب لکھی، اس تمام عرصہ میں آفتاب و مہتاب گہن زدہ ہو کر طلوع ہوتے تھے'' ابوشامہ کہتے ہیں کہ ''ہمارے ہاں دمشق شہر میں بھی اس گہن کے اثرات ظاہر ہوئے تھے، اور دیواروں پر ہلکی ہلکی سی روشنی پڑتی تھی، جس کی وجہ سے سخت حیرت زدہ تھے، یہاں تک کہ ہمارے پاس اس کی خبر آئی'' قسطلانی فرماتے ہیں، مجھے اس آگ کی تفصیل ایک ایسی جماعت نے بتائی جس نے خود اس کا مشاہدہ کیا تھا، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس نے یہ آگ تیماء اور بصریٰ سے دیکھی ہے اور یہ دونوں مقامات مدینہ منورہ سے یکساں فاصلے پر ہیں، حافظ عماد الدین ابن کثیر (701ھ-774ھ) لکھتے ہیں، مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی نے اپنے والد الشیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصریٰ کے حوالے سے بتایا کہ جس رات یہ آگ ظاہر ہوئی اس صبح بہت سے دیہاتیوں نے آ کر مجھے خبر دی کہ انہوں نے اس آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں، ثابت ہوا کہ یہ وہی آگ ہے جس کی پیش گوئی حدیث میں آئی اور اسکے ظہور سے خبر مصطفیٰ (علیہ السلام) کا معجزہ پورا ہو گیا۔

اس آگ سے دور دراز مقامات روشن ہونے میں حکمت یہ ہے، کہ دعوت و انذار کا کام پورا ہو، اور اسکے ظہور کا جمعہ کے ساتھ اختصاص بھی حکمت سے خالی نہیں، یہ عذاب کی صورت میں ایک نعمت تھی، کیونکہ اس سے دل کانپ اٹھے اور خوف پیدا ہوا، امیر مدینہ عز الدین منیف بن شیحہ نے تمام غلام آزاد کر دیئے، لوگوں سے جبراً لی ہوئی اشیاء

واپس کر دیں اور محصول ختم کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں آ کر جمعہ اور ہفتہ کی رات گزاری، شہر مدینہ کے تمام لوگ اسکے ساتھ تھے یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی تھے، اہل نخل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پناہ لے کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے تھے اور برہنہ سر آہ و بکاء کرتے تھے، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم آگ کا رخ پھیر کر شمال کی جانب کر دیا اور وادی احیلین سے شمال کی جانب ہوگئی، اور پھر تین ماہ تک برقرار رہی جیسا کہ مورخین نے اس کا ذکر کیا، اسکے عرصہ دراز تک قائم رہنے میں حکمت یہ تھی کہ اسکا معاملہ خوب مشتہر ہو جائے اور عامۃ الناس اس سے عبرت حاصل کریں اور اسے دیکھ کر آخرت کی آگ کا اندازہ کریں۔

امام قسطلانی ایک ثقہ آدمی کے حوالے سے لکھتے ہیں، کہ امیر مدینہ نے کچھ شہسوار اس آگ کی طرف بھیجے، مگر ان کے گھوڑے اسکے قریب نہ آئے تھے، تو وہ پیادہ پا اس کے قریب گئے، ان کا بیان ہے کہ یہ آگ محلات کی مانند بڑے بڑے انگارے پھینکتی تھی، مگر اسکی حقیقت نہ معلوم ہو سکی، امیر نے اس کی حقیقت جاننے کا عزم مصمم کر لیا اور دو تیروں کی مقدار آگے آیا، مگر سخت تپش کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا، کیونکہ پتھر لوہے کی طرح دہکتے تھے، اور شعلے لپکتے تھے، اس نے دیکھا کہ یہ آگ پہاڑوں اور ٹیلوں کی مانند بلند ہے اور پتھروں کو اسطرح پھینکتی ہے جس طرح سمندر کی موجیں باہم ٹکراتی ہیں، اور اسکے شعلوں سے افق دھندلا گیا گویا مہر و ماہ کو گہن لگ گیا ہو، اور آفاق سے روشنیوں کا حسن چھن گیا ہو۔

قبل ازیں مطری نے ذکر کیا "یہ آگ جس پہاڑ یا چٹان پر سے گزرتی اسے جلا کر خاکستر کر دیتی، مگر درختوں کو کچھ نہ کہتی، وہ کہتے ہیں میرے نزدیک اس کی حکمت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مدینہ منورہ حرم ٹھہرا کر اس کے درختوں کا کاٹنا حرام قرار دیا تھا، جس کی وجہ سے اس نے مدینہ کے درختوں کو جلانے سے احتراز کیا کیونکہ ہر مخلوق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت لازم ہے۔"

قسطلانی فرماتے ہیں کہ ایک ثقہ آدمی نے بیان کیا کہ اس نے ایک ایسا پتھر دیکھا ہے جو آدھا حرم میں تھا اور آدھا حرم سے باہر، اس آگ نے اسکا خارجی حصہ جلا دیا اور داخلی حصے تک پہنچ کر سرد ہوگئی۔

ایک اور مقام پر ذکر کیا کہ اس آگ نے جب شام کی طرف رخ کیا تو بہتے بہتے اُحد کے قریب ایک مقام قرین الارانب تک پہنچ کر ٹھہر گئی، پھر بجھ گئی، امام سمہودی فرماتے ہیں یہ قول زیادہ قابل اعتماد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ ہے۔

قاضی ابوشامہ، قاضی سنان کی کتاب سے نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا کلام کی تائید کرتا ہے کہ اس آگ کا سیل وادی شظاۃ سے اتر کر کوہ اُحد کے سامنے ٹھہر گیا، قریب تھا کہ یہ آگ حرۃ العریض کے قریب آجاتی، پھر مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنے والا لاوہ ساکن ہوگیا، اور عریض سے ذرا فاصلے پر ٹھنڈا ہوگیا بعدازاں اس آگ نے مشرق کی طرف رخ کر لیا، مورخین کہتے ہیں کہ یہ آگ سیلاب کی مانند وادی میں بہنے لگی تھی، اس کا طول چار فرسخ عرض چار میل اور اونچائی (عموماً) ڈیڑھ قد کے برابر تھی، یہ جب چلتی تھی تو چٹانیں تانبے کی طرح پگھل کر بہنے لگتیں، یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ وادی کے آخر میں اس قدر لاوا جمع ہوگیا کہ وادی شظاۃ سے کوہ وعیرہ تک ایک بڑی رکاوٹ بن گئی، اور آتشیں پتھروں

کی دیوار سے آمد و رفت کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وادی میں دیوار کے نشانات آج تک موجود ہیں لوگ اسے جبس کہتے ہیں،

قطب قسطلانی کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے بتایا کہ اس آگ نے بڑی بڑی چٹانیں چھوڑ دیں جس سے وادی شظاۃ کا رستہ رک گیا اور ان چٹانوں کے ساتھ اس قدر پانی جمع ہو جاتا تھا، کہ طول و عرض میں حد نظر تک ایک سمندر سا معلوم ہوتا تھا۔

(11) بیت اللہ شریف

امام حاکم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے''

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رکن کعبہ کو اٹھا نہ لیا جائے اسے سنجری نے روایت کیا اور یہ دونوں نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں، حج موقوف ہونے کا واقعہ 320 ہجری میں ہوا، قرامطی فتنہ کے سبب بغداد سے حج کا سلسلہ 327 ہجری تک رکا رہا، 324 ہجری کو عراقی حاجی راستے ہی سے لوٹ آئے کیونکہ اصیغر اعرابی نے حاجیوں کو بغیر ٹیکس گزرنے سے روک دیا، اسی طرح اہل شام اور اہل یمن بھی واپس چلے گئے صرف مصریوں نے فریضہ حج ادا کیا، بنو عثمان کے دور میں بھی شام کے راستے سے کئی سال حج منقطع رہا، یہ شیخ علوان حموی کا زمانہ تھا۔

حجر اسود اکھیڑ کر لے جانے کا واقعہ مقتدر (295-320ھ) کے زمانے میں پیش آیا، اس نے حاجیوں کے قافلے کے ساتھ منصور دیلمی کو روانہ کیا، پھر یہ قافلہ بخیر و عافیت مکہ مکرمہ پہنچا، اسی دوران میں دشمن خدا ابو طاہر قرامطی بھی ترویہ کے دن وہاں پہنچ گیا اس نے حاجیوں کو مسجد الحرام میں قتل کیا، حجر اسود کو گرز مار مار کر توڑ دیا، پھر اسے اکھیڑ کر چلتا بنا اور بیس سال سے زیادہ عرصہ حجر اسود قرامطیوں کے پاس رہا، بعد ازاں مطیع (334-363ھ) کے عہد میں واپس کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ سے ہجر تک پہنچتے پہنچتے چالیس اونٹ مرے جب اسے واپس کیا گیا تو ایک دبلے پتلے اونٹ پر لایا گیا، جو اس کی برکت سے موٹا تازہ ہو گیا۔

محمد بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس سال قرامطہ نے یہ خونریزی کی میں اس وقت مکہ مکرمہ میں ہی تھا، ایک شخص میزاب اکھیڑنے کے لئے چڑھا تو میرا پیمانہ صبر چھلک اٹھا میں نے عرض کیا، مولیٰ! تیرا حلم کس قدر زیادہ ہے؟ اسی اثناء میں وہ سر کے بل گر کر جہنم واصل ہوا، بد بخت قرامطی نے منبر شریف پر چڑھ کر پڑھا۔

میں خدا کے ساتھ ہوں اور خدا کی قسم! میں ہی خلقت کو پیدا کرتا اور فنا کرتا ہوں، اسکے بعد وہ جلد ہی بے مراد و بے مرام ہوا اور چیچک نے اس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، محمد ابن نافع خزاعی کہتے ہیں میں نے حجر اسود کے معاملے میں غور کیا تو اس کا اوپر کا سرا سیاہ تھا باقی سارا حصہ سفید تھا اور اسکا طول ہاتھ بھر تھا۔

(12) فتح بیت المقدس

بیت المقدس کی فتح بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، بیت المقدس دوبار فتح ہوا ہے، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت (16ھ) میں اور دوسری بار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (1169ء-1193ء) کے دور (4 جولائی 1187ء) میں۔

(13) فتح مدائن (دارالحکومت کسریٰ فارس)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدائن کا قصر ابیض فتح نہیں ہو جاتا، اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ ایک شتر سوار عورت حجاز سے عراق تک کا سفر امن وسلامتی کے ساتھ کرے گی اور اسے سوائے خدا کے کسی چیز کا خوف نہ ہوگا'' حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان دونوں نشانیوں کا مشاہدہ کرلیا ہے، یہ دونوں نشانیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد ہمایوں (13ھ-23ھ) میں ظاہر ہو چکی ہیں۔

(14) عرب سلطنت کا زوال

طلحہ بن مالک سے مروی ہے کہ قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی عربوں کی ہلاکت ہے، بنوعباس کی خلافت (656ھ=1258ء) ختم ہونے سے عربوں کی سلطنت جاتی رہی۔

(15) مال کی کثرت

مال کی کثرت بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، بخاری اور مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہوگی اور وہ پانی کی طرح بہنے لگے گا، مالدار شخص کی خواہش ہوگی کہ کوئی اس سے صدقہ قبول کرلے اور وہ اس غرض کے لئے اپنا مال کسی شخص پر پیش کرے گا، تو وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں، یہ پیش گوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پوری ہو چکی، جب کثرت سے فتوحات ہوئیں اور روم وایران کی دولت مسلمانوں میں تقسیم ہونے لگی، پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (99ھ-101ھ) کے دور میں ایسی خوشحالی آئی کہ آدمی صدقہ لے کر نکلتا، مگر اس کو قبول کرنے والا نہ ملتا، عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد بھی ایسا ہی ہوگا۔

(16) پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا

طبرانی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی

جگہوں سے ہٹ جائیں گے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ 242 ہجری عہد متوکل (232ھ-247ھ) میں یمن کا ایک پہاڑ سرک کر دوسری زمین میں دھنس گیا جس کے نیچے سے اتنا زیادہ پانی نکل آیا کہ اس میں بستی ڈوب گئی۔

(17) ستاروں کا ٹوٹنا

دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک بعض قوموں کے سر آسمان کے ستاروں سے چورہ چورہ ہوں گے کیونکہ وہ حرام کو حلال ٹھہرائیں گے۔

خلیفہ راضی (322ھ-329ھ) کے عہد میں ماہ ذی قعدہ 323 ہجری ایک رات ساری رات ستارے ٹوٹتے رہے جس کی پہلے مثال نہیں ملتی، اسکے بعد اکثر ایسا ہوا کہ آسمان کے تارے ٹوٹے جن سے بہت سے لوگ قتل ہوئے۔

بخاری شریف میں ہے کہ علی بن عبداللہ، از ہر بن سعد، ابن عون، نافع، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''یا اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ یا اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما''۔ لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یا اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ یا اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما''۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں، میرا خیال ہے کہ شاید آپ علیہ السلام نے تیسری بار فرمایا کہ ''یہاں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہونگے اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا''

بخاری شریف میں ہے کہ عیاش بن ولید، عبدالاعلیٰ، معمر، زہری، سعید، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت کا زمانہ قریب ہوگا تو عمل کم ہو جائے گا اور بخل پیدا ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہونگے اور ہرج کی کثرت ہوگی'' تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قتل ہے قتل''

(18) قرب قیامت کی زیر عمل نشانیاں

مسلم شریف میں ہے قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا روپ اختیار کر کے لوگوں کے پاس آئے گا، انہیں جھوٹی باتیں بتائے گا جس کی وجہ سے ان کے درمیان فساد پیدا ہو جائے گا اور وہ منتشر ہو جائیں تو ان میں سے ایک آدمی کہے گا میں نے ایک شخص کو بات کرتے ہوئے سنا اسکے چہرے سے پہچانتا ہوں، مگر اس کا نام نہیں جانتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب تم برہنہ پا ننگے مفلس چرواہوں کو دیکھو کہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروانے لگے ہیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا''۔

بخاری شریف میں ہے ''جب دین و دنیا کا معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے تو اسوقت قیامت کی راہ دیکھنا''۔

امام احمد نے روایت کی کہ ''قیامت کی ایک اور نشانی ہے کہ نماز کے وقت نمازی ایک دوسرے کو آگے کریں گے، مگر کوئی نماز پڑھانے والا نہ ملے گا''۔

طبرانی میں ہے ''اصاغر (چھوٹوں) سے علم حاصل کیا جائے گا''۔

طبرانی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مرد نبطی عورت کی خواہش کر کے مال کی وجہ سے اس سے شادی کرے گا اور اپنی چچازاد سے کنارہ کش ہوکر اسکی طرف نہ دیکھے گا''۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایک گھٹیا عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے گا جبکہ اپنی عزت دار چچازاد کو اس کی مفلسی کے باعث ترک کر دے گا۔

ابن ابی شیبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہیں کہ قطع رحمی کی جائے گی، ناحق مال حاصل کیا جائے گا، خونریزی ہوگی، قرابت دار رشتہ داروں کی شکایت کریں گے اور منگتا چکر لگائے گا، مگر کوئی اس کے ہاتھ پر کچھ نہ رکھے گا''۔

طبرانی میں ہے کہ ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو باعث عار سمجھ لیا جائے گا، اسلام غریب الدیار ہو جائے گا، لوگوں کے درمیان بغض وعداوت کا اظہار ہوگا، علم اٹھ جائے گا انسان کی عمر گھٹ جائے گی سالوں اور پھلوں میں کمی ہو جائے گی یعنی برکت نہ رہے گی تہمت زدہ لوگوں کو امین بنایا جائے گا اور امانت دار لوگوں پر تہمت رکھی جائے گی، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، قتل وغارت کی شرح بڑھ جائے گی، عالی شان عمارتیں تعمیر ہونے لگیں گی، اولاد والیاں اولاد کی نافرمانی سے رنجیدہ ہوں گی اور بانجھ عورتیں خوش وخرم ہوں گی سرکشی حسد اور لالچ کا ظہور ہوگا، ہلاکت عام ہوگی، جھوٹ کی کثرت اور سچ کی قلت ہوگی، لوگوں کے درمیان معاملات میں اختلاف بڑھ جائے گا، خواہشات کی پیروی کی جائے گی، ظن وتخمین پر فیصلے ہوں گے، بارشوں کی کثرت اور پھلوں میں قلت ہوگی، صحیح علم ناپید ہو جائے گا اور جہالت کا دور دورہ ہوگا، گرمی میں اضامہ ہو جائے گا، خطیب غلط بیانی کریں گے اور حق کو شریر لوگوں کے حوالے کیا جائے گا، جو آدمی ان کی اس غلط بیانی کو صحیح سمجھ کر اس سے خوش ہوگا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا''۔

امام احمد روایت کرتے ہیں ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو زبان کی کمائی کھائے گی، جس طرح گائے زبان سے کھاتی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دنیا کے خوش بخت ترین لوگ ایسے نہ ہو جائیں جو انتہائی گھٹیا اور کمینے ہوں'' اس روایت کو امام احمد وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ان کیلئے دین پر عمل پیرا ہونا اس قدر مشکل ہوگا جتنا ہاتھ میں انگارہ پکڑنا''

ابونعیم وحاکم میں روایت ہے فرمایا ''آخری زمانے میں جاہل عبادت گزار ہوں گے اور قاری فسق میں مبتلا ہوں گے''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت کی نشانیوں میں

سے یہ ہے کہ لوگ مسجدیں بنا کر فخر کریں گے''۔

طبرانی میں ہے ''قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند بڑا نظر آئے گا اور لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو دوسری رات کا چاند ہے''۔

طبرانی میں ہے کہ ''بارشیں کثرت سے ہونے لگیں گی، سبزہ کم ہو جائے گا، قاریوں کی کثرت ہوگی فقہاء کم ہو جائیں گے، امراء کی تعداد زیادہ ہو جائیگی اور امانتدار گھٹ جائیں گے۔ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زہد صرف رسم کی صورت میں نہیں رہ جاتا اور ورع (پارسائی) بناوٹ نہیں ہو جاتا۔ ایک اور نشانی یہ ہے کہ مومن اپنے قبیلے میں بھیڑ بکری کے بچے سے زیادہ کم قدر اور حقیر ہوگا''۔ بخاری شریف میں ہے ''قیامت سے پہلے تجارت اس قدر پھیل جائے گی کہ عورتیں تجارتی معاملات میں اپنے شوہروں کی مدد کریں گی، قطع رحمی کا دور دورہ ہوگا، اسباب کتابت عام ہو جائیں گے، جھوٹی گواہی ظاہر ہوگی اور شہادت حق چھپائی جائے گی''۔

ترمذی شریف میں ہے ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ نشانیاں بھی ہوں گی کہ امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوٰۃ تاوان خیال کی جائے گی اور علم حصول دنیا کے لئے سیکھا جائے گا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آخری حج ادا فرمایا، پھر در کعبہ کا حلقہ پکڑ کر فرمایا ''لوگو! کیا تم کو قیامت کی نشانیاں نہ بتادوں'' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر قربان ہوں، ارشاد فرمایئے، تو آپ علیہ السلام نے ان نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''قیامت کی یہ نشانیاں ہیں، (1) نمازوں کا ضائع کرنا، (2) خواہشات کی طرف میلان، (3) مالداروں کی تعظیم'' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا ''ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جان پاک ہے، اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، مال فے کو مال غنیمت خیال کیا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، خیانت کار کو امین اور امین کو خیانت کار قرار دیا جائے گا اور رویبضہ کلام کرے گا'' پوچھا گیا رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ''لوگوں میں وہ شخص کلام کرے گا جسے بات کرنے کا سلیقہ تک نہ ہوگا، وہ نوے فی صد حق کا انکار کرے گا یوں اسلام کا نام ونشان مٹتا چلا جائے گا، قرآن اٹھ جائے گا صرف اسکے نقوش رہ جائیں گے، قرآن حکیم کی طلاء کاری کی جائے گی، مردوں کی توندیں بڑھ جائیں گی، مشاورت عورتوں کے سپرد ہوگی نوخیز لڑکے منبروں پر چڑھ کر خطبے دیں گے مخاطبت (گفتگو کرنے) کی ذمہ داری عورتوں کے پاس ہوگی، اس وقت مسجدوں کو کنیسوں اور معبدوں کی طرح سجایا جائے گا، لمبے لمبے منبر بنیں گے، صفیں بکثرت ہوں گی، مگر دلوں میں باہم کدورت ہوگی، زبانوں میں اختلاف ہو گا جبکہ خواہشات کی بھرمار ہوگی'' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا ''ہاں! ربّ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی قسم! سلمان! اس وقت مومن اس معاشرے میں

ذلیل ترین فرد ہوگا اور برائی دیکھ کر اس کا دل سینے میں اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے، مگر وہ برائی کو بدلنے کی طاقت نہ پائے گا، امانت دار خائن ہو جائیں گے، لوگ نمازیں ضائع کریں گے اور خواہشات کی غلامی اختیار کریں گے اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو اپنی نمازیں بروقت ادا کرنا، سلمان! اسوقت مشرق کی طرف سے قیدی آئیں گے اور مغرب کی طرف سے بھی ان کے جسم آدمیوں کے ہوں گے، مگر دل شیطانوں کے ہوں گے وہ چھوٹے پر شفقت نہ کریں گے نہ ہی بڑوں کی تعظیم کریں گے، ان کے حکمران سیر سپاٹے کے لئے حج کریں گے جبکہ مالدار تجارت کیلئے اور مفلس محتاج لوگ گداگری کیلئے حج پر جائیں گے، قاری اور عالم ریاکاری اور دکھاوے کی خاطر حج کا فریضہ ادا کریں گے'' عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ایسا ہوگا، فرمایا ''ہاں! سلمان! اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا، دمدار ستارہ طلوع کرے گا عورت اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہوگی، بازار قریب قریب ہوں گے'' عرض کیا، قریب قریب ہونے کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا ''کساد بازاری ہوگی اور نفع کم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس وقت ایسی آندھی بھیجے گا جس میں زرد رنگ کے سانپ ہوں گے جوان بڑے بڑے علماء کو ڈسیں گے جوان برائیوں کو دیکھ کر انہیں بدلنے کی کوشش نہ کریں گے'' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ایسے حیران کن واقعات ظاہر ہوں گے؟ فرمایا ''ہاں! اس ذات کی قسم! جس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا''۔

ابوالشیخ اور دیلمی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب قیامت کی نشانیاں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''جب لوگ نمازیں ضائع کریں گے امانتیں برباد کریں گے، کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرائیں گے، سود کھائیں گے، رشوت خور ہوں گے، بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کریں گے، خواہشات کے غلام بن جائیں گے دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں گے، قرآن کو مزامیر بنائیں گے، درندوں کی کھالیں فرش بنائیں گے، مسجدوں کو گزرگاہیں ٹھہرائیں گے، ان کا لباس ریشمی ہو جائے گا جب ظلم بڑھ جائے گا زنا عام ہو جائے گا، طلاق کے معاملہ میں لاپرواہی اختیار کی جائے گی، خیانت کاروں کو امانتیں سونپی جائیں گی اور امانت داروں کو خائن کہا جائے گا، بارشیں کثرت سے ہونے لگیں گی، اولاد بدتمیز ہو جائے گی، حکمران بدکار وزراء جھوٹے، امین خائن اور قومی امور کے ذمہ دار ظالم بن جائیں گے، علماء و فقہاء کی قلت ہو جائے گی قراء زیادہ ہو جائیں گے، قرآن حکیم کی طلاء کاری کی جائے گی، مساجد کی تزئین کی جائے گی، لمبے لمبے منبر بنیں گے، دل بگڑ جائیں گے، گانے بجانے والیوں کی کثرت ہو جائے گی آلات موسیقی حلال ٹھہرائے جائیں گے، جب شراب نوشی عام ہو جائے گی، حدود معطل ہو جائیں گی مہینے بے برکت ہو جائیں گے، عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہو جائیں گی لوگ بڑی بڑی سواریوں پر سوار ہوں گے، مرد و زن باہم مشابہت پیدا کرلیں گے، غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی، آدمی بن بلائے گواہی کے لئے آ دھمکے گا، زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا، امانت مال غنیمت بن جائے گی، مرد بیوی کی فرمانبرداری کرے گا اور ماں کا نافرمان ہوگا، دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور کردے گا۔ جب حکمرانی موروثی ہو جائے گی، امت کا آخری حصہ پہلے لوگوں پر لعن

طعن کرے گا، آدمی کی عزت اسکے شر سے بچنے کیلئے کی جائے گی، پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی، جاہل منبروں پر براجمان ہوں گے، مرد تاج پہننے لگیں گے، راستے تنگ ہو جائیں گے، پختہ عمارتیں بنیں گی، مقررین کی کثرت ہو جائے گی تمہارے علماء حکمرانوں سے راہ و رسم پیدا کریں گے اور انکے لئے حرام حلال ٹھہرائیں گے اور حلال حرام قرار دیں گے اور ان کی مرضی کے فتوے جاری کریں گے، جب علم کی غرض و غایت لوگوں کے اموال بٹورنے کی ہو جائے گی، جب تم قرآن کو جنس تجارت بنالو گے اور اپنے اموال میں اللہ کا حق ضائع کرو گے، تمہارے اموال شریر لوگوں کے پاس منتقل ہو جائیں گے، جب تم قطع رحمی کرو گے، تمہاری مجلسوں میں جام شراب چڑھائے جائیں گے، تم جواء بازی کا مشغلہ اپناؤ گے، آلات موسیقی سے دل بہلاؤ گے، حاجت مندوں سے زکوٰۃ روک لو گے اور اس کو تاوان سمجھ لو گے، عام لوگوں میں تشویش اور اشتعال پیدا کرنے کے لئے بے گناہوں کا خون کرو گے، تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا، بخشش اور عطا کا معاملہ صرف غلاموں اور غریبوں تک محدود ہو جائے گا۔ ناپ اور تول کے پیمانوں میں کمی کر دی جائے گی اور تمہارے معاملات کی باگ ڈور تمہارے احمقوں کے ہاتھ میں آجائے گی تو ان نشانیوں کے ظہور کے ساتھ ہی قیامت برپا ہو جائے گی۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ زبیر بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجاج بن یوسف کی شکایت کی تو فرمایا "صبر کرو تم پر جو زمانہ بھی آئے گا وہ پہلے زمانے سے برا ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو، یہ بات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنی ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عتبہ بن عزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پیچھے صبر کے دن ہیں ان میں صبر کا دامن تھامنے والا ایسا ہو گا جس طرح اجر کے لحاظ سے تمہارے دور کے پچاس بہترین آدمی ہیں"

ابوداؤد وغیرہ محدثین رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے "تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی جب تم انتہائی ناکارہ قسم کے آدمیوں میں گزارہ کرو گے، ان کے وعدے اور امانتیں خلط ملط ہو کر بگڑ جائیں گی اور ان میں اختلاف ظاہر ہو گا حالانکہ اس سے پہلے وہ یک جان دو قالب ہوں گے" عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا "اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھ رہو، زبانوں پر قابو رکھو، جسے اچھا سمجھو اسے اختیار کرلو اور جو ناگوار نظر آئے اسے ترک کر دو، بس اپنے کام سے کام رکھو اور دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی سے اجتناب کرو۔"

ابونعیم وغیرہ علماء رحمہما اللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "عنقریب آخری زمانے میں میری امت سخت آزمائش سے دوچار ہو گی جس سے کوئی آدمی محفوظ نہ رہے گا، سوائے اس شخص کے جو دین حق سے آگاہ ہو، پھر زبان اور دل سے اس کے لئے، جہاد کرے، ایسے ہی شخص کے لئے سبقت حاصل ہے، وہ شخص بھی اس آزمائش سے محفوظ رہے گا جو دین کی معرفت حاصل کرے گا اور پھر اس کی

تصدیق کرے گا“۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! کیا اس زمانہ خیر کے بعد زمانہ شر آئے گا، فرمایا ”ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے، جو کوئی ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے“ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! ہمیں ان کے کچھ حالات بیان فرمادیں، فرمایا ”وہ ہماری ہی شکل وصورت کے ہوں گے، اور ہماری ہی طرح گفتگو کریں گے“ میں نے پوچھا پھر آپ علیہ السلام کا کیا ارشاد ہے؟ اگر ان سے ملاقات ہوجائے تو؟ فرمایا ”اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور امام سے وابستہ رہنا“ میں نے پھر سوال کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا کریں، فرمایا ”اس وقت ان تمام فرقوں سے الگ ہوجانا خواہ کسی درخت کی جڑ کے ساتھ چھپ کر یہاں تک کہ پیامِ اجل آپہنچے۔“

ایک اور روایت میں ہے، فرمایا ”میرے بعد ایسے حکمران بھی ہوں گے جو میری ہدایت پر کاربند نہ ہوں گے، نہ میری سنت اختیار کریں گے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جنکے جسم تو انسانوں جیسے ہوں گے، مگر ان کے دل شیطانوں کی طرح ہوں گے“

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابوذر رضی تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ”اے ابوذر! تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم ناکارہ اور گھٹیا قسم کے لوگوں میں بسر کروگے“ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ”صبر کرنا، صبر کرنا، صبر کرنا، اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، مگر ان کے سے اعمال سے اجتناب کرنا“ احمد وغیرہ محدثین رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ”اے خالد! عنقریب میرے بعد حیران کن امور فتنے، گروہ بندیاں، اور اختلافات ظاہر ہوں گے جب ایسا وقت آجائے تو اللہ کا قتل ہوجانے والا بندہ بننا، قاتل نہ بننا“۔

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ”تم اس وقت اسلام کے پرشکوہ دور میں ہو، جو شخص تم میں سے اسلامی احکام کا دسواں حصہ بھی چھوڑے گا، ہلاک ہوجائے گا، پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں جو شخص دین کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا نجات پائے گا“

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ”مجھ سے پہلے ہر نبی کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے، جو اس کی سنت پر عمل پیرا ہوتے اور اسکی اقتداء کرتے تھے، پھر انکے بعد ایسے ناخلف آئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر خود عمل نہ کرتے تھے، اور ایسے کام کرتے جن کا کوئی شرعی جواز نہ ہوتا، جب اس قسم کی صورت حال پیدا ہوجائے تو ایسے لوگوں سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنے والا مومن ہے، جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے تو وہ بھی مومن ہے اسکے بعد ایمان کا

کوئی درجہ نہیں۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔''

ابن مردویہ راوی ہیں کہ ''قرب قیامت میں پچاس آدمی نماز پڑھیں گے، مگر ان میں سے کسی ایک کی نماز بھی نہ قبول ہوگی''۔ مراد یہ ہے کہ لوگ نمازیں شروط وارکان کے ساتھ ادا نہ کریں گے تو ان کی نمازیں صحیح نہ ہوں گی، فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ ہوگی اور لوگ غنیمت سے خوش نہ ہوں گے بدہمسائیگی، قطع رحمی، ترک جہاد اور دینی بگاڑ قیامت کی نشانیاں ہیں''

امام احمد، امام حاکم رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ ''فحاشی، بے حیائی، بداخلاقی اور بدہمسائیگی بھی قیامت کی علامات ہیں، امت کے آخری حصے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سوار ہوکر مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے انکی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی جن کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہان کی مانند جوڑے ہوں گے، تم ان پر لعنت بھیجو کیونکہ وہ ملعون عورتیں ہیں، اگر تمہارے بعد کوئی اُمت ہوتی تو وہ عورتیں ان کی کنیزیں ہوتیں جس طرح گزشتہ اُمتوں کی عورتیں تمہاری خادمائیں ہیں''

امام مسلم کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت میں سے دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک گروہ ان مردوں کا جن کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں پر ظلم توڑیں گے، دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن حقیقت میں برہنہ ہوں گی وہ غیروں کو اپنی طرف راغب کریں گی اور خود دوسروں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سروں پر ایسے جوڑے بندھے ہوں گے جس طرح بختی اونٹوں کی کوہانیں ہوتی ہیں، وہ جنت میں داخل نہ ہوسکیں گے نہ اسکی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے مہکتی ہوگی''

طبرانی میں ہے کہ ''تین چیزوں کا وجود نہ ہونے کے برابر ہوگا، (1) حلال کی دولت، (2) نفع مند علم، (3) سچا بھائی چارہ'' حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب تم دیکھو کہ صدقہ کا عمل پوشیدہ ہوگیا، لڑنے کے لئے کرائے کے فوجی حاصل کئے گئے، آباد جگہیں ویران ہوگئیں اور ویران مقامات آباد ہوگئے، آدمی امانت میں اس طرح منہ مارنے لگے جس طرح اونٹ درخت کی ٹہنیاں منہ میں لے کر کھینچتا ہے تو اس وقت سمجھنا کہ قیامت تمہارے قریب آگئی ہے''

بزار میں ہے کہ ''قرب قیامت میں حکام کا ظلم بڑھ جائے گا، علم نجوم پر یقین کیا جائے گا اور تقدیر کا انکار ہونے لگے گا''

ابن عساکر و بیہقی رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ ''جب کم و بیش بیس آدمیوں کا اجتماع ہوگا، اور ان میں سے کسی ایک کے دل میں بھی خوف خدا نہ ہوگا تو اس وقت قیامت آجائے گی''

ابوداؤد اور دارقطنی میں ہے کہ ''آدمی مسجد سے گزرے گا تو دو رکعت نماز بھی ادا نہ کرے گا، قرب قیامت

میں امت کے آخری حصے میں ایسی باتیں ظاہر ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے ارتکاب پر اللہ و رسول شدید ناراضگی کا اظہار کریں گے، اور یہ بھی کہ اللہ اور اسکے رسول کا حرام کردہ گناہ کا ارتکاب کریں گے اور اس کے ارتکاب پر عذاب کی وعید ہے، اور اس فعل قبیح کا بھی وہی حکم ہے ایسے لوگوں کی کوئی نماز نہیں جب تک وہ ان افعال قبیحہ پر قائم رہیں اور سچی توبہ نہ کریں''

ابونعیم ،بیہقی میں ابن سعد سے روایت ہے فرمایا ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین دار آدمی کا دین سلامت نہ رہے گا بجز اسکے کہ وہ اپنا دین لیکر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی یا ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے گا، جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لے کر بھاگتی ہے اور ایسا آخری زمانے میں ہوگا یہ وہ زمانہ ہوگا جب وسائل معاش بغیر گناہ اور معصیت کے حاصل نہ ہوں گے، پس اس صورتحال میں تجرد کی زندگی کو ترجیح دی جائے گی اس زمانے میں وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں قتل ہوگا، وہ اسے مفلسی اور تنگ معیشت کی عار دلائیں گے، اور ایسی باتوں کا مکلف ٹھہرائیں گے، جو اسکی بساط میں نہ ہوں گی، تو اس صورت میں وہ خودکشی اور اپنی ہلاکت کا سامان کرے گا'' نیز ارشاد فرمایا ''ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ مسجدوں میں دنیاوی باتیں کریں گے ان کے پاس بیٹھنے سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں''

''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن لوگوں میں اس طرح چھپ چھپ کر رہے گا جس طرح منافق تمہارے درمیان چھپ کر رہتا ہے ایسا براوقت آئے گا جب کسی ذی علم شخص کی بات نہ مانی جائے گی نہ کسی بردبار شخص سے حیا کی جائے گی، بوڑھے کی عزت ہوگی نہ چھوٹے پر شفقت ہوگی، لوگ ایک دوسرے کو مال ومتاع دنیا پر قتل کریں گے، ان کے دل عجمیوں کی طرح سخت اور زبانیں عربوں کی طرح تیز طرار ہوں گی، نہ نیکی کو نیکی سمجھا جائے گا نہ برائی کو برائی نیکوکار شریروں میں چھپ چھپا کر زندگی بسر کرے گا، ایسے لوگ بدترین مخلوق ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نگاہ کرم نہ کرے گا''

(19) امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور

یہ قرب قیامت کی پہلی نشانی ہے اور اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں، امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ ہوگا اور لقب جابر، کیونکہ وہ امت کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑیں گے، کنیت ان کی ابوعبداللہ ہوگی، وہ اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حسنی سلسلے میں جنم لیں گے، اور حسب ذیل حلیہ کے حامل ہوں گے۔

رنگ گندمی، بدن چھریرا، چہرہ روشن، ناک بلند ودراز، ابروقوس دار اور بن ملے، آنکھیں بڑی اور سرگیں، دانت چمکیلے اور کھلے، دائیں گال پر کالا تل، رخسار جھلملاتے ستارے کی مانند، داڑھی شریف گھنی، شانوں کے درمیان مہرنبوت کی طرح علامت، رانیں کھلی کھلی، رنگ عربی اور جسم اسرائیلی، زبان میں گرہ، بات میں تاخیر کی وجہ سے دایاں ہاتھ بائیں ران پر ماریں گے، عمر شریف چالیس برس، اللہ کے حضور سر نیاز خم کیے ہوئے، قطوانی عبازیب تن کیے

ہوئے، اخلاق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مشابہ اور خلقت میں جدا۔

امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے خروج سے پہلے یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ایک شخص سفیانی ہوگا، جو سرکشی اور بغاوت سے زمین میں فساد اور کفریہ نظریات پھیلا چکا ہوگا۔

محدثین کرام رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ''جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اولاد آدم کو پھیلایا، اس وقت سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا: اسنے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے ڈرایا، میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو، لہٰذا لامحالہ دجال کا خروج تمہارے زمانے میں ہوگا'' اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سر اقدس جھکا لیا، پھر تشریف لے گئے، ہم نے خیال کیا کہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں تشریف لے گئے ہیں، جب ہم وہاں گئے تو ہماری پریشانی دیکھ کر فرمایا ''اس وقت مجھے دجال کا خطرہ نہیں کیونکہ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوگیا تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا، ورنہ میرے بعد ہر مومن کا کفیل ونگہبان میرا پروردگار ہوگا، وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے سے خروج کرے گا، اور دائیں بائیں اپنے دستے بھیج کر تباہی پھیلاتا ہوا آگے بڑھے گا، اسکے ہراول دستے میں اصبہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کی قیادت ایک گھنے بالوں والا شخص کرے گا، وہ کہہ رہا ہوگا آگے بڑھو، آگے بڑھو۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو، میں تمہیں دجال کے ایسے بھرپور خدوخال بیان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نبی نے اتنی صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیے، وہ شروع شروع میں اپنی نبوت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا ربّ ہوں، حالانکہ موت سے پہلے تم اپنے پروردگار کو نہ دیکھ سکو گے، وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا جبکہ تمہارا پروردگار اس عیب سے پاک ہے، اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان واضح حروف تہجی میں ''ک اف ر'' لکھا ہوگا، جس کو ہر خواندہ وناخواندہ مومن پڑھ سکے گا اس کے ساتھ بے شمار فتنے ہوں گے، اسکی مصنوعی جنت اور دوزخ اس کے ہمراہ ہوگی لیکن اسکی جنت دراصل دوزخ ہو گی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہوگی تو جو شخص آتش دجال سے دوچار ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں استغاثہ کرے اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے، یہ آتش فتنہ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجائے گی۔''

''ایک اور فتنہ اس کے ساتھ یہ ہوگا کہ زمین اسکے سامنے یوں سمٹ جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے وہ صرف چالیس دن میں پوری زمین کی سیاحت کرلے گا اور کوئی جگہ ایسی نہیں رہے گی جہاں اسکا قدم نہ پڑے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، سرعت رفتاری میں وہ تیز طوفانی بارش کی مانند ہوگا، وہ تین چیخیں مارے گا جنہیں اہل مشرق اور اہل مغرب سنیں گے، وہ فضا کے پرندوں کو پکڑ کر سورج کی گرمی میں بھون دے گا، وہ سمندر میں روزانہ تین غوطے لگائے گا، مگر پانی اسکے پٹھوں تک نہ پہنچے گا، اس کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے لمبا ہوگا، وہ اپنے لمبے ہاتھ کو سمندر میں پھیلائے گا تو اسکی تہہ تک پہنچ جائے گا، پھر حسب منشاء مچھلیاں نکال لائے گا، دینی زوال کی یہ حالت ہوگی کہ زمین

کے ایک بڑے حصے میں کوئی اس کے مقابلہ کے لئے موجود نہ ہوگا، اور لوگ اسکا ذکر تک بھول جائیں گے''۔

''وہ ایک بدو کے پاس آ کر کہے گا کہ اگر تیرے باپ اور ماں کو زندہ کر دوں تو کیا تو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں تیرا ربّ ہوں؟ وہ کہے گا، ہاں! تو شیطان اسکے باپ اور ماں کا روپ دھار کے آ جائیں گے، وہ دونوں اس سے کہیں گے بیٹا اسکی بات مان، یہ تیرا پروردگار ہے تو وہ ان کی بات مان لے گا''۔

''دجال ویرانے سے گزرے گا تو کہے گا، اے ویرانے! اپنے خزانے باہر پھینک دے تو زمین کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں، وہ نہر پر آ کر اسے بہنے کا حکم دے گا تو وہ بہہ پڑے گی، پھر اسے واپس آنے کا حکم دے گا، تو وہ واپس آ جائے گی، پھر خشک ہونے کا حکم دے گا تو وہ خشک ہو جائے گی، وہ ہوا کو حکم دے گا کہ سمندر سے بادل اٹھا کر بارش کرے تو وہ اسکے حکم کی تعمیل کرے گی، وہ دعویٰ کرے گا کہ میں رب العالمین ہوں اور سورج میرے اذن سے چلتا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں سورج کو روک لوں تو وہ کہیں گے، ہاں! پس دجال سورج کو روک دے گا، تو دن مہینے کی طرح اور ہفتہ سال کی طرح طویل ہو جائے گا، پھر کہے گا اگر تم چاہو تو سورج کو تیز چلاؤں تو وہ کہیں گے، ہاں! تو وہ دن کو اس طرح کر دے گا جس طرح لمحہ ہوتا ہے''۔

''خروج دجال سے پہلے قحط کے تین سال آئیں گے اور لوگ بھوک کا شکار ہوں گے، ایک سال آسمان سے ایک تہائی بارش رک جائے گی، اور زمین کی پھلواری کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی دوسرے سال آسمان سے دو تہائی بارش روک دے گا یونہی دو تہائی پیداوار بھی کم کر دے گا، اور تیسرے سال بارش مطلقاً نہ ہوگی نہ زمینی پیداوار ہوگی، یہاں تک کہ کھر والے اور ڈاڑھ والے تمام حیوانات ہلاک ہو جائیں گے سوائے ان جانوروں کے جو اللہ کی مشیت سے زندہ رہیں گے'' پوچھا گیا یا رسول اللہ اس وقت لوگوں کا گزارہ کس طرح ہوگا، فرمایا ''تسبیح اور تکبیر ان کی غذا ہوگی''۔

''دجال ایک شخص کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں میں سے گزر کر کہے گا لوگو! اسکی طرف دیکھو میں اسکو ابھی زندہ کرتا ہوں، مگر زندہ ہونے کے بعد یہ کہے گا کہ اس کا ربّ کوئی اور ہے، وہ خبیث اس سے پوچھے گا تیرا ربّ کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اے دشمن خدا! تو دجال ہے، بخدا! مجھے تیرے بارے میں اتنی بصیرت حاصل نہ تھی جتنی اب حاصل ہوئی ہے پس وہ اس شخص کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے ان کے ساتھ حضرت یسع علیہ السلام ہوں گے جو لوگوں کو یہ کہہ کر ڈرائیں گے کہ یہ مسیح کذاب ہے اس سے بچو اللہ اس پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اتنی سبک رفتاری عطا فرمائے گا کہ دجال انہیں پیچھے سے مل نہ سکے گا''۔

ایک اور روایت ہے کہ ''دجال کے آگے آگے دو شخص ہوں گے جو بستیوں میں داخل ہو کر ان کے باشندوں کو دجال کے فتنے سے ہوشیار کریں گے، جب وہ دونوں بستیوں سے روانہ ہوں گے تو دجال کے ساتھیوں کا پہلا دستہ ان بستیوں میں داخل ہوگا، دجال تمام بستیوں میں جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، جب وہ مکہ شریف کے پاس سے گزرے گا تو اس وقت وہاں مخلوق کا انبوہ کثیر ہوگا، وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ تو حضرت میکائیل جواب دیں گے

میں میکائیل ہوں، اور اللہ نے مجھے اپنے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے جب وہ مدینہ شریف کے پاس سے گزرے گا تو وہاں بھی کافی مخلوق ہوگی وہ سوال کرے گا تم کون ہو؟ جبریل امین اس سوال پر آگے بڑھ کر جواب دیں گے میں جبریل ہوں اور مجھے حرم رسول کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، یہ سن کر دجال ایک زبردست چیخ مارے گا، جس کی وجہ سے منافقین مکہ سے نکل کر اس کے پاس آ جائیں گے، اور مدینہ شریف میں تین جھٹکے محسوس ہوں گے جن کی وجہ سے تمام منافق مرد و زن اسکے پاس چلے جائیں گے، اس دن مدینہ شریف گندگی نکال کر باہر پھینک دے گا، جس طرح بھٹی لوہے کا میل کچیل دور کر دیتی ہے، اس دن کو یوم الخلاص (چھٹکارے کا دن) قرار دیا جائے گا''

ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یوم الخلاص، یعنی چھٹکارے کے دن کا تین بار ذکر فرمایا اور پوچھا: یہ یوم الخلاص کیا ہے؟ پھر فرمایا'' دجال کوہ اُحد پر چڑھ کر مدینہ منورہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا، تمہیں یہ سفید محل نظر نہیں آ رہا، یہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجد ہے'' سید برزنجی فرماتے ہیں اس پیش گوئی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا واضح معجزہ ہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ مسجد نبوی کو بلند کیا جائے گا، نیز اسے سفیدی کی جائے گی، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ پاک میں مسجد نبوی کھجور کی شاخوں اور چھال سے تعمیر کی گئی تھی، پھر اسی طرح ہوا، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خبر دی تھی، اب مسجد نبوی بہت دور سے نظر آتی ہے اور میناروں کے کلس چمکتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ حرمین میں سے کسی حرم کی پناہ لیں گے کیونکہ وہاں دجال داخل نہ ہو سکے گا، بعض روایات میں مسجد اقصیٰ اور مسجد طور کا بھی ذکر ہے۔ آدمی سورۃ الکھف کی شروع کی دس آیات کی تلاوت کرے گا، نیز پہاڑوں اور ویرانوں کی طرف بھاگے گا کیونکہ دجال زیادہ تر بستیوں میں داخل ہوگا، عبید بن عمر سے روایت ہے کہ دجال کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم دجال کے ساتھ ہیں، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ دجال کافر ہے، مگر ہم کھانے پینے اور جانور چرانے کیلئے اس کا ساتھ دے رہے ہیں، پس جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

طبرانی میں ہے کہ اس بدبخت سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اسکے منہ پر تھوک دیا جائے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ''تم میں سے جو دجال کو دیکھے تو اسکے چہرے پر تھوک دے''

''تسبیح اور تکبیر بھی دجال سے بچنے کا ایک نسخہ ہے کیونکہ ایام قحط میں یہ مومنین کی غذا ہوگی، جو آدمی دجال کے فتنے سے دوچار ہو وہ ثابت قدم رہے اور صبر کرے اگر دجال اسے آگ میں پھینک دے تو آنکھیں بند کر کے اللہ سے مدد کا طالب ہو یہ آگ ٹھنڈی ہو کر اس پر سلامتی والی ہو جائے گی''

(20) دجال کا خروج

امام مسلم، ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ بحوالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تمیم داری پہلے عیسائی تھے، پھر آ کر مسلمان ہو گئے، پھر بیعت کرنے کے بعد مجھ کو ایک ایسی خبر دی جو ان خبروں سے مشابہت رکھتی تھی جو میں نے تم کو دجال کے متعلق بیان کی تھیں، انہوں نے بیان کیا کہ وہ قبائل لخم وجذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ بحری کشتی پر سوار تھے، ایک ماہ تک سمندر کی موجیں کشتی کے ساتھ شوخیاں کرتی رہیں بالاخران کو مغرب کی جانب ایک جزیرہ نظر آیا، تو وہ بہت خوش ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرے پر پہنچے، وہاں ہم کو ایک چوپایہ ملا جس کے بڑے بڑے بال تھے، جن سے اعضائے مستورہ تک نظر نہ آتے تھے، لوگوں نے پوچھا: کم بخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں جاسوس ہوں، لوگوں نے تعجب سے کہا: بھلا یہ جاسوس کیا بلا ہوتی ہے؟ اس نے کہا: تم لوگ اس دیر میں چلو وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبریں سننے کا بہت مشتاق ہے تمیم داری کا بیان ہے کہ اس چوپایہ نے اس شخص کا ذکر کیا تو ہم اس سے ڈرے اور خیال کیا کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہو، پھر ہم تیزی سے آگے بڑھے اور دیر میں پہنچے تو ہم نے وہاں ایک قوی ہیکل اور خوفناک آدمی دیکھا کہ ایسا آدمی آج تک ہماری نظروں سے نہ گزرا تھا، وہ نہایت مضبوط بندھا ہوا تھا اسکے ہاتھ گردن تک اور گھٹنے ٹخنوں تک آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، ہم نے اس سے کہا: تیرا ناس ہو، تو کون ہے؟ اس نے کہا: تم نے مجھ کو پالیا اور میرے متعلق کچھ نہ کچھ جان لیا ہے، اب تم بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا: ہم عرب کے باشندے ہیں، سمندر میں کشتی پر سوار ہوئے تھے، کہ اچانک بھنور میں گھر گئے اور ایک ماہ تک موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں، آخر کار ہم کو یہاں لا ڈالا، ہم جزیرہ پر پہنچے تو ہم کو ایک چوپایہ ملا جس کے جسم پر بال ہی بال تھے اس نے ہم سے کہا: میں جاسوس ہوں، تم اس شخص کے پاس جاؤ جو دیر میں ہے، چنانچہ ہم تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئے، پھر اس نے کہا: مجھے نخلستان بیسان کے بارے میں بتاؤ ہم نے کہا: تو کیا پوچھنا چاہتا ہے، اس نے کہا: کیا بیسان کی کھجوریں پھل دیتی ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ہاں! تو اس نے کہا: وہ وقت قریب ہے جب وہاں کی کھجوروں پر پھل نہیں لگے گا، پھر پوچھا: یہ بتلاؤ کہ بحیرہ طبریہ میں پانی ہے کہ نہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے، لوگ اس کے پانی سے آبپاشی کرتے ہیں، یہ سن کر اس نے کہا: وہ زمانہ قریب ہے جب اس میں پانی نہ رہے گا، پھر سوال کیا ناخواندہ قوم کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے ہیں، اس نے پوچھا: کیا عرب ان سے لڑے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: ہاں! پوچھا: جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟ ہم نے کہا: کہ وہ قریب کے تمام علاقوں پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں، اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں، اس نے کہا: اہل عرب کے لئے بہتر یہی ہے کہ اس امی نبی کی اطاعت قبول کرلیں، پھر کہا: اچھا اب میں تم کو اپنا حال بتاتا ہوں، میں دجال ہوں، وہ وقت قریب ہے جب مجھ کو یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے گی، پھر میں پوری زمین کا چکر لگاؤں گا یہاں تک کہ کوئی آبادی نہ چھوڑوں گا جہاں میرا گزر نہ ہوگا چالیس راتیں برابر گھومتا پھروں گا لیکن مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکوں گا کیونکہ ان دونوں مقامات پر میرا داخلہ ممنوع ہے جب میں ان دونوں شہروں میں سے کسی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو ایک فرشتہ جس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا، ان شہروں کے تمام راستوں پر حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہوں گے'' اس کے بعد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے عصا کو منبر پر مار کر فرمایا "یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ یعنی مدینہ منورہ" پھر فرمایا "کیا یہی بات میں نے تم سے نہیں کہی تھی" لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں یہی بات آپ علیہ السلام نے فرمائی تھی۔

(21) نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر قتل کریں گے اور جزیہ کا قانون ختم کریں گے"۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے معرکہ آزما رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو مسلمانوں کا امیر ان سے درخواست کرے گا کہ آگے تشریف لا کر ہمیں نماز پڑھائیں، وہ فرمائیں گے نہیں تم ہی میں سے بعض بعض کے امراء ہوں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت و کرامت ہے"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عقیل بن خالد سے روایت کیا یہ ہے کہ "ان کا رنگ گورا، بال گھونگریالے اور سینہ چوڑا ہوگا" حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے، فرمایا "میں نے عیسیٰ ابن مریم کو دیکھا قد معتدل، رنگ گورا، سفید اور سر کے بال قدرے خمدار تھے؛ آپ کا کارنامہ یہ ہوگا کہ آپ صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو مار ڈالیں گے، اور جزیہ موقوف فرمائیں گے، اس وقت سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ کیا جائے گا، دین ایک ہی ہوگا لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی صدقہ زکوٰۃ کا سلسلہ ختم ہو جائے گا کیونکہ لینے والا کوئی نہ رہے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خزانے ظاہر ہو جائیں گے کوئی مال لینے میں دلچسپی نہ لے گا، کینہ اور بغض ختم ہو جائے گا، زہریلی چیزوں سے ان کا زہر سلب کر لیا جائے گا، یہاں تک کہ بچے سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے، مگر وہ انہیں ضرر نہ پہنچائیں گے بھیڑیا بکریوں کے ساتھ پھرے گا مگر انہیں تکلیف نہ دے گا، ساری زمین امن وسلامتی سے بھر جائے گی جنگ وقتال کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور زمین آدم علیہ السلام کے زمانے کی طرح بھرپور پیداوار دے گی یہاں تک کہ بہت سے لوگ انگور کے ایک خوشے سے سیر ہو جائیں گے یونہی انار سے بھی شکم سیری ہو جائے گی، عدم قتال کے باعث گھوڑوں کی قیمت گر جائے گی اور بیلوں کی قیمت بڑھ جائے گی کیونکہ کاشتکاری عام ہو جائے گی"۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کی تائید وتصدیق کریں گے، مگر اس امت کی طرف رسول نہ ہوں گے اس حکم الٰہی کا علم انہیں نزول سے قبل ہی آسمان پر ہوگا، اور نبی ہونے کے باوجود وہ امت محمدیہ کے ایک فرد اور صحابی ہوں گے، کیونکہ شب معراج ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملاقات ثابت ہے اس لحاظ سے وہ افضل

الصحابہ ہیں"۔

''نزول عیسیٰ علیہ السلام کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شرقی دمشق کے سفید مینار کے پاس دو فرشتوں کے پروں پر اتریں گے، (یہ مینار آج بھی موجود ہے) اس وقت دن کے چھ پہر گزر چکے ہوں گے، وہ سیدھے دمشق کی مسجد میں آکر منبر پر تشریف فرما ہوں گے، پھر مسلمان مسجد میں آئیں گے، اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی پہنچ جائیں گے"۔

''اس کے بعد مسلمان مؤذن، یہودی صاحب بوق اور عیسائی صاحب ناقوس جمع ہوں گے اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا تو قرعہ مسلمان مؤذن کے نام نکلے گا، پس وہ مؤذن اذان دے گا جبکہ یہودی اور نصرانی مسجد سے نکل جائیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائیں گے بعدازاں آپ اہل دمشق کو لے کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے وہ وقار اور سکون کے ساتھ چلیں گے، زمین ان کے سامنے پایاب ہوتی جائے گی، جو کافر ہاتھ آئے گا وہ اسے قتل کریں گے، ان کی جولان گاہ حد نظر تک ہوگی یہاں تک کہ قلعوں اور بستیوں کو روندتے ہوئے، مسلمان کی امداد کیلئے بیت المقدس آئیں گے تو اس کا دروازہ بند ہوگا، اور دجال نے اس کا محاصرہ کر رکھا ہوگا اتنی دیر میں نماز صبح کا وقت آجائے گا، امام مہدی اس وقت نیت باندھ چکے ہوں گے جبکہ لوگوں میں سے بعض نے ابھی تک تحریمہ نہ کہی ہوگی، تکبیر تحریمہ نہ کہہ چکنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے بڑھیں گے، حضرت امام مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے، لوگ حضرت امام مہدی کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں، مگر وہ حضرت امام مہدی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمائیں گے کہ آپ ہی نماز پڑھائیں تو وہ تعمیل ارشاد کریں گے، پھر جب اجالا ہوگا تو دجال کے لشکر کو تتر بتر کریں گے اور ان پر زمین تنگ کردیں گے، پھر آپ دجال کو لد کے دروازے پر جالیں گے، اسی اثناء میں ظہر کی نماز کا وقت آجائے گا تو دجال لعین نماز کی مصروفیت سے موقع پاکر بچ بھاگنے کی کوشش کرے گا، مگر جب اسے معلوم ہوگا کہ بچ کر نہیں جاسکتا تو خوف کے مارے نمک کی طرح گھل جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قابو کر کے قتل کردیں گے اور اللہ تعالیٰ یہودیوں اور دجال کے لشکریوں کو شکست فاش دے گا، کوئی چیز انہیں پناہ نہ دے گی، یہاں تک کہ ہر شجر، حجر، دیوار اور جانور بھی بول کر کہیں گے، اے اللہ کے مسلمان بندے! ادھر آ، یہاں یہودی چھپا ہوا ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہاں دجال ہے اسے قتل کردے، صرف غرقد درخت نہ بولے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے، ان کی اولاد بھی ہوگی، پھر مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوگا، شاید حج وزیارت کے موقع پر موت واقع ہوگی حالانکہ آپ کا قیام بیت المقدس میں ہوگا"۔

ابوالشیخ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، پھر چالیس سال تک کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ کے مطابق عمل کریں گے بعدازاں وصال ہو گا تو لوگ آپ کے حکم سے بنو تمیم کے ایک شخص مقعد کو خلیفہ بنائیں گے مقعد کے مرنے کے بعد تیس سال نہ گزرنے

پائیں گے کہ قرآن حکیم لوگوں کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا''۔

ترمذی اور ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف موجود ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ علیہ السلام کے ساتھ دفن ہوں گے، ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ روضہ رسول میں مدفون ہوں گے اس طرح وہاں چار قبریں ہوں گی۔

(22) یاجوج وماجوج کا خروج

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔سورۃ الانبیاء آیت 96

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ

ترجمہ:۔ ''یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔''

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: قیامت برپا نہ ہوگی جب تک ذیل کی دس نشانیوں کا ظہور نہیں ہو لیتا،

(1) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا،

(2) دھواں (جو مشرق ومغرب میں چالیس دن تک چھایا رہے گا)،

(3) یاجوج ماجوج کا خروج،

(4) عیسیٰ علیہ السلام کا نزول،

(5,6,7) زمین کے تین مقامات پر دھنسنے کے واقعات،

(8) قعر عدن سے آگ کا نکلنا،

(9) دجال اور

(10) دابۃ الارض کا خروج

یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں، یہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہوں گے اور تین گروہوں میں بٹے ہوئے ہوں گے، ایک گروہ درخت ارز کی طرح بہت دراز قد ہوگا، دوسرے گروہ کے لوگ چار ہاتھ لمبے اور چار ہاتھ چوڑے ہوں گے اور تیسرا گروہ بہت کوتاہ قد ہوگا، اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بطریق شریح بن عبید کعب احبار سے نقل کیا ہے، حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا یاجوج وماجوج ایک ایک ہاتھ، دو دو ہاتھ کے ہوں گے زیادہ دراز قد تین ہاتھ کے ہوں گے۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ خالد بن عبداللہ بن حرملہ سے اور وہ اپنی خالہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں فرمایا ''تم کہتے ہو دشمن نہیں رہے، حالانکہ تمہاری جنگ جاری رہے گی تا آنکہ تم یاجوج ماجوج سے لڑو گے یہ یاجوج ماجوج

چوڑے چہروں والے چھوٹی آنکھوں والے ہر اونچائی سے اتر کر آئیں گے" ان کی کثرت تعداد کے بارے میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کی نسل کا ہر آدمی کم از کم ایک ہزار صلبی اولاد چھوڑے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں اور انسانوں کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو اجزاء یاجوج وماجوج ہیں ایک جز دوسرے لوگ ہیں۔

ابن حبان اور حاکم رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت نقل کرتے ہیں کہ "یاجوج ماجوج دیوار (ذوالقرنین) کو روزانہ کھودتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اسے کھود کر سوراخ کرنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا سردار انہیں حکم دیتا ہے، واپس چلو کل اس میں شگاف ڈالیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلے سے زیادہ سخت کر دے گا، وہ یونہی اس دیوار کو کھود کر گرانے کی کوشش کریں گے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی طرف بھیجنا چاہے گا تو ان کا سردار کہے گا، آج لوٹ جاؤ، کل انشاء اللہ اسکو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے، چنانچہ وہ اگلے روز لوٹ کر آئیں گے تو وہ اس دیوار کو کل کی کھودی ہوئی حالت پر پائیں گے اور انشاء اللہ کہنے کی برکت سے اس کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور باہر نکل کر حملہ کر دیں گے"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج وماجوج کی طرف بھیجا تو میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی، مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا"

جہاں تک یاجوج وماجوج کے خروج اور ہلاکت آفرینی کا تعلق ہے، اس کی تصویر کشی امام مسلم نے بحوالہ نواس بن سمعان کی ہے وہ دجال کے ذکر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کی ہلاکت کے بعد لکھتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال سے نمٹ لینے کے بعد ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو خدا نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو ان کو جنت میں عطا ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا اور بتائے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے، تم میرے (دیندار) بندوں کو لے کر طور کی طرف چلے جاؤ اسکے بعد یاجوج وماجوج کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا، جو ہر بلندی سے نیچے اتریں گے اور دنیا میں پھیلتے چلے جائیں گے ان کا پہلا گروہ بحر طبریہ پر پہنچ کر سارا پانی پی جائے گا، دوسرا دستہ آئے گا تو کہے گا یہاں تو پانی تھا ادھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی قلعہ بند ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کا سر سو دینار سے زیادہ قیمتی ہوگا" ایک اور روایت میں ہے کہ "یاجوج وماجوج کہیں گے ہم نے زمین والوں کو ہلاک کر دیا ہے، آؤ ہم آسمان والوں کو قتل کریں، پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر وہی تیر خون آلود کر کے لوٹا دے گا" ایک اور روایت میں ہے کہ "ایک آدمی اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ خون آلود ہو کر اس کی طرف لوٹ

آئے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کے لشکر کی گردنوں میں بیماری کا کیڑا پیدا کردے گا جواونٹوں اور بکریوں کی ناک میں پیدا ہوکرانہیں ہلاک کردیتا ہے، پس صبح کے وقت وہ سب مرے پڑے ہوں گے، جب ان کی حس وحرکت معلوم نہ ہوگی تو مسلمان کہیں گے کہ کوئی شخص اپنی جان پر کھیل کر ہمارے لئے یہ خبر لائے کہ اس دشمن کا کیا حشر ہوا ہے؟ پس ایک شخص نیچے اتر کرآئے گا حالانکہ اسے اپنی موت کا پورا یقین ہوگا تو وہ دیکھے گا کہ وہ سب ہلاک ہوچکے ہیں، وہ پکار کر کہے گا مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے دشمن کا صفایا کردیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے مویشیوں سمیت قلعوں سے اتر آئیں گے، مگر چراگاہوں میں ہرطرف گوشت بکھرا پڑا ہوگا، جس کو جانور کھا کر خوب موٹے ہوجائیں گے اور خوش ہوکر اللہ کا شکر بجالائیں گے''۔

''جب عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیچے اتریں گے تو مُردوں کے تعفن اور چربی کی وجہ سے بالشت بھر جگہ بھی خالی نہ پائیں گے، اس بدبو سے عرصہ حیات تنگ ہوجائے گا، وہ اللہ کی بارگاہ میں التجاء کریں گے، تو اللہ تعالیٰ یمنی ہوا کو بھیجے گا جو دھواں بن کر لوگوں پر چھا جائے گی جس سے لوگ زکام میں مبتلا ہوجائیں گے، پھر تین دن کے بعد یہ دھواں کھل جائے گا تو اس وقت تک ساری لاشیں سمندر میں پھینکی جاچکی ہوں گی''۔

ایک اور روایت میں ہے ''عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی طرح لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو ان لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ہر گھر اور خیمے پر پڑے گی اور زمین کو دھو کر شیشے کی مانند کردے گی، پھر حکم ہوگا، اے زمین! ثمر آور ہوجا، اور اپنی برکت ظاہر کردے تو زمین کی پیداوار میں اس قدر برکت ہوگی اور اتنا اضافہ ہوگا کہ ایک انار ایک جماعت کیلئے کافی ہوگا، اور مسلمان یاجوج وماجوج قوم کے تیر، کمانیں اور ترکش سات سال تک بطور ایندھن استعمال کریں گے''۔

(23) دخان (دھواں)

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے، اسوقت ہم محو گفتگو تھے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تذکرہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا، قیامت کا۔ فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کا مشاہدہ نہ کرلو ان میں سے ایک دخان (دھواں) بھی ہے۔ یہ دھواں چالیس روز تک چھایا رہے گا اس سے کافروں پر بے ہوشی طاری ہوجائے گی جبکہ مسلمان اس سے زکام میں مبتلا ہوجائیں گے''۔

(24) بت پرستی کا اعادہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''روز وشب کا سلسلہ ختم نہ ہوگا کہ لات وعزیٰ کی، پھر پرستش ہونے لگے گی، پھر اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا

چلائے گا جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا، اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی بھلائی نہ ہوگی اور یہ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ جائیں گے"۔

احمد اور مسلم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو زمین پر کسی ایسے نفس کو زندہ نہ چھوڑے گی جس کے دل میں ذرا برابر بھی نیکی یا ایمان ہوگا، یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کے غار میں ہوگا تو ہوا اس کے پاس پہنچ جائے گی اور اس کی روح قبض کرے گی اور دنیا میں صرف شریر لوگ رہ جائیں گے جو شہوت رانی میں پرندوں کی مانند ہوں گے اور ظلم و ستم میں درندوں کی طرح، نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور برائی کو برائی نہ جانیں گے، شیطان شکل بدل کر انکے پاس آئے گا اور کہے گا کیا تم میرا مشورہ قبول کرو گے؟ وہ کہیں گے کیا مشورہ ہے؟ تو وہ ان کو بت پرستی کی ترغیب دے گا، جس کی وجہ سے وہ بت پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے، مگر اس حالت میں بھی ان کو روزی ملتی رہے گی اور وہ عیش و آرام سے زندگی بسر کریں گے پھر صور پھونکا جائے گا"۔

حاکم (حکم صحت کے ساتھ) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین حق کے لئے جنگ کرتا رہے گا، اور دشمن پر غالب رہے گا انکے مخالفین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی" یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہاں! اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو کستوری کی مانند ہوگی اور نرمی ریشم کی طرح، وہ ہر ایسے نفس کو قبض کرلے گی جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہوگا، پھر شریر قسم کے لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

امام احمد، مسلم اور ترمذی رحمہما اللہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے چھوئے گی، اور ہر مومن مسلمان کی روح قبض کرلے گی، صرف شریر بدکار لوگ دنیا میں رہ جائیں گے"۔

امام احمد قوی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا "قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہا جائے گا" مسلم کے الفاظ میں کہ "اللہ اللہ نہ کہا جائے گا"۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں شریر لوگوں سے وہی مراد ہیں جو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللہ اللہ نہ کہیں گے، جب تک نسل انسانی میں یہ کلمہ کہنے والے موجود رہیں گے قیامت قائم نہ ہوگی، یہ ایسے کفار پر قائم ہوگی جو نکاح کے نام سے بھی آشنا ہوں گے، نہ نکاح سے پیدا ہوں گے، وہ انسانی شکل میں حیوان ہوں گے، بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔

(25) قرآن کا سینوں سے اٹھ جانا

دیلمی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "کتاب اللہ

پر ایک رات ایسی آئے گی کہ اگلی صبح لوگوں کے سینوں میں قرآن کی کوئی آیت موجود نہ ہوگی نہ کوئی حرف باقی رہے گا"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قرآن اسی سرچشمہ کی طرف لوٹ جائے گا جہاں سے آیا تھا، قرآن کہے گا، اے اللہ! میں تیری طرف سے آیا اور تیری طرف ہی لوٹ گیا ہوں، مجھے پڑھا جاتا ہے، مگر مجھ پر عمل نہیں کیا جاتا، یہ وہ وقت ہوگا جب قرآن سینوں سے اٹھالیا جائے گا" ازرقی تاریخ مکہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے رکن، قرآن حکیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوابوں کو اٹھایا جائے گا۔

(26) آگ کا نکلنا

امام مسلم وغیرہ محدثین رحمہما اللہ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیوں کا مشاہدہ نہیں کرلیتے، پھر ان نشانیوں کا ذکر فرمایا اور آخر میں فرمایا: یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی" ایک اور روایت میں ہے کہ "یہ آگ قعر عدن سے برآمد ہوگی"

(27) دابۃ الارض کا ظاہر ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ النمل آیت 82

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ۠ ﴿۸۲﴾

ترجمہ:۔ "اور جب بات ان پر آپڑے گی، ہم زمین سے ان کیلئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے"

مفسرین کرام رحمہما اللہ فرماتے ہیں، جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کردیں گے تو دابۃ الارض کا خروج ہوگا، ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ وقوع قول سے مراد ایمان اور توبہ کا دروازہ بند ہونا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ چوپایہ تہامہ کی ایک وادی سے ظاہر ہوگا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت وحرمت والے گھر میں بیٹھے ہوں گے کہ اچانک رکن اور مقام کے درمیان ایک جانور کے بولنے کی آواز سنائی دے گی جو اپنے سر سے مٹی جھاڑے گا تو لوگ تتر بتر ہوجائیں گے"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ "اسکی لمبی اٹھی ہوئی گردن ہوگی جسے مشرق اور مغرب کے لوگ یکساں دیکھیں گے، اس کا چہرہ آدمی کی طرح اور چونچ پرندے کی طرح ہوگی اور اس کے جسم پر نرم نرم بال ہوں گے" ایک اور روایت میں ہے کہ "اس کے جسم پر ہر رنگ کے پر ہوں گے اور اس کے چار پاؤں ہوں

گے" یہ بھی منقول ہے کہ "اس کے جسم پر ہر قسم کے جانوروں کے رنگ ہوں گے اور ہر امت کی نشانی ہوگی اس امت کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ فصیح عربی زبان میں کلام کرے گا" حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "کوئی اسے پکڑ نہ سکے گا نہ اس سے بھاگنے والا نکل کر جا سکے گا" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "اس میں ہر رنگ ہوگا اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار ہونے کی جگہ ہوگی"

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس جانور کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اس جانور کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی مانند، سینگ بارہ سنگھے کی طرح، گردن شتر مرغ کی صورت، سینہ شیر کی طرح، رنگ چیتے جیسا، پہلو بلی کی طرح، دم مینڈھے جیسی اور پاؤں اونٹ کے پاؤں سے مشابہت رکھتے ہوں گے اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا"

"اس جانور کے پاس موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، وہ اس تیزی کے ساتھ شہروں کا چکر لگائے گا کہ کوئی بھاگنے والا بچ کر نہ جا سکے، وہ بلند آواز سے پکارے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے، وہ مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان مومن لکھے گا اس سے مومن کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہوگا جبکہ وہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ نکتہ لگائے گا" ایک اور روایت میں ہے کہ "جب وہ سر جھاڑے گا تو لوگ تتر بتر ہو جائیں گے، صرف مسلمانوں کا ایک گروہ ثابت قدم رہے گا، آدمی اس سے بچنے کی خاطر نماز کی پناہ لے گا تو وہ پیچھے سے آکر کہے گا، اے فلاں! اب تو نماز ادا کرتا ہے، وہ اسکی طرف رخ کرے گا تو چوپایہ اس کی پیشانی پر نشان لگائے گا، پھر چل پڑے گا، لوگ اس وقت مالوں میں شریک ہو جائیں گے، اور شہروں میں مل کر رہیں گے، مومن کافر کا شناسا ہوگا اور کافر مومن کا یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا، اے کافر! میرا حق ادا کر یونہی کافر کہے گا اے مومن! میرا حق ادا کر"

(28) سورج کا مغرب سے نکلنا

سورج کا مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کا خروج دونوں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں، ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے پیچھے وقوع پذیر ہوگی، اگر سورج پہلے نکل آیا تو اسی دن چاشت کے وقت دابۃ الارض (جانور) کا خروج ہو جائے گا اگر دابۃ الارض کا خروج پہلے ہوگا تو اگلی ہی صبح سورج مغرب سے طلوع کر آئے گا، یہی حدیث عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مفاد ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ پہلی کتابوں کا مطالعہ بھی رکھتے تھے، فرماتے ہیں میرے خیال میں سورج کا طلوع پہلے ہوگا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ سورج کے طلوع سے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، پھر دابہ کا خروج ہوگا جس سے مومن اور کافر کے درمیان واضح پہچان ہو جائے گی اور در توبہ کے مسدود ہونے کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔

امام احمد وغیرہ ائمہ محدثین نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "قیامت قائم نہ ہوگی جب

تک سورج مغرب سے نہیں نکل آتا، جب وہ طلوع کر آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، مگر اس وقت ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا''

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سورج کے خلاف معمول طلوع کی نشانی پوچھی تو فرمایا'' وہ رات دراز ہو جائے گی یہاں تک کہ دو راتوں کے برابر معلوم ہوگی'' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے ''وہ رات دو یا تین راتوں کے برابر ہوگی، پس خوف خدا رکھنے والے بیدار ہو کر نماز ادا کریں گے، پھر حسب معمول کام کاج میں مصروف ہو جائیں گے، جب دیکھیں گے کہ ستارے اپنی جگہ پر قائم ہیں تو پھر سو جائیں گے بعدازاں اٹھ کر نماز پڑھیں گے، رات کی درازی کا یہ عالم ہوگا کہ کٹنے پر نہ آئے گی، پھر سو کر اٹھیں گے تو رات بدستور چھائی ہوئی ہوگی یہ حالت دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو جائیں گے، اور کہیں گے ضرور کوئی زبردست واقعہ رونما ہونے والا ہے، وہ ہیجانی حالت میں مسجدوں کی طرف بھاگیں گے، جب صبح ہوگی تو سورج طلوع کرنے میں دیر کرے گا وہ انتظار میں مشرق کی طرف دیکھ رہے ہوں گے کہ سورج مغرب سے طلوع کر آئے گا، یہ منظر دیکھ کر لوگ زبردست چیخ و پکار کریں گے، پھر سورج وسط آسمان تک پہنچ کو لوٹ جائے گا اور پھر اپنے مقام طلوع سے ابھرے گا''

ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس صبح سورج مغرب سے نکلے گا، اس امت میں لوگوں کی شکلیں بگڑ کر بندروں اور خنزیروں کی ہو جائیں گی، عمل کے دفتر لپیٹ دیئے جائیں گے، نیکی میں اضافہ ہو سکے گا، نہ برائی میں کمی ہوگی، ایمان سے محروم شخص کو اس روز ایمان لانا فائدہ نہ دے گا''

عبد بن حمید حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب سے آفتاب نکلنے کے بعد بدکار لوگ ایک سے بیس سال تک باقی رہیں گے۔

بخاری شریف میں ہے کہ سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، ابوحازم، سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''لوگوں کا حشر قیامت کے دن سفید زمین پر ہوگا جو سفید گیہوں کی روٹی کی طرح ہوگی'' اور سہل یا کسی اور نے کہا کہ ''اس میں کسی کا جھنڈا نہیں ہوگا''

بخاری شریف میں محمد بن مقاتل، عبداللہ، یونس، زہری، سعید بن مسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ شاہانِ زمین کہاں ہیں؟''

ماخذ کتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (التوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازیؒ (التوفی 606ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبریؒ (التوفی 310ھ)

5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاجؒ نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)

7۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعثؒ سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

8۔ موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انسؒ اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

9۔ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہؒ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

10۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (التوفی 852ھ)

11۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (التوفی 774ھ)

12۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلیؒ (التوفی 581ھ)

13۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعدؒ (168ھ۔230ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقیؒ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)

15۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکیؒ (التوفی 544ھ)

16۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (التوفی 430ھ)

17۔ اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردیؒ (التوفی 450ھ)

18۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (التوفی 911ھ)

19۔ شواہد النبوت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (متوفی 898ھ)

20۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

21۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)

22۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی (التوفی 638ھ)

23۔ تاریخ الخلفاء۔ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)

24۔ الوفا باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔علامہ عبدالرحمان ابن جوزی (المتوفی 597ھ)

قرآن کریم کا معجزہ ابدالاباد

امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں تمام ارباب عقل و دانش کا اتفاق ہے کہ قرآن حکیم ایک معجزانہ کلام ہے جس کے معارضہ پر باوجود چیلنج (للکار) کے کوئی قادر نہ ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ سورۃ التوبہ آیت 6

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ''اور اے محبوب اگر مشرکین میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیجئے تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔ پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس مشرک پر کلام الٰہی کا سننا حجت نہ ہوتا تو اس کا معاملہ سماع پر موقوف نہ ہوتا اور اس کلام کا حجت ہونا اس کے معجز ہونے کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔
سورۃ العنکبوت آیت 50،51۔

وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ترجمہ۔ ''اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔''

پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ کتاب اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو دلالت میں کافی ہے اور جو دیگر انبیائے کرام کے معجزات وآیات کے قائم مقام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کتاب ان لوگوں کے پاس لیکر آئے تھے جو خود بڑے فصیح اور سحر بیان خطیب ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قرآن کی مثال لانے کا چیلنج دیا، پھر کئی سال انہیں اس معارضہ کی مہلت دی مگر وہ معارضہ پر قادر نہ ہو سکے حالانکہ وہ نور قرآن کو بجھانے اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپید کرنے کے شدید حریص تھے اگر قرآن سے معارضہ ان کے زیر قدرت ہوتا تو قطع حجت کے لئے اس کی طرف مائل ہوتے یہ بات کسی سے منقول نہیں کہ اس کے دل میں اس

معارضے کا خیال آیا ہو یا اس نے اس چیز کا ارادہ کیا ہو بلکہ سب نے کبھی عداوت و عناد کا اظہار کیا کبھی اس کا مذاق اڑایا' کبھی کہا جادو ہے کبھی شعر اور کبھی اسے اساطیر الاولین یعنی پہلوں کی کہانیاں قرار دیا، یہ سب ان کے حیران و ششدر اور لاجواب ہونے کی دلیل ہے۔

چنانچہ اس معارضہ و مقابلہ میں عاجز ہونے کے بعد انہوں نے تلوار کا فیصلہ قبول کر لیا اور وہ بچوں اور عورتوں کے قیدی ہونے، مالوں کے مباح ٹھہرانے پر راضی ہو گئے حالانکہ وہ انتہائی خوددار اور غیرت والے تھے یہی وجہ ہے کہ اگر وہ جانتے کہ قرآن کی مثل لانا ان کے بس میں ہے تو اس کی طرف لپکتے اور یہ کام معرکہ آرائیوں اور تیغ رانیوں کی نسبت ان کے لئے انتہائی آسان تھا۔

جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اس وقت عرب میں کتنے ہی شاعر اور خطیب تھے، ان کی زبان کس قدر مستحکم اور مالا مال تھی اور ان کی جماعت کتنی طاقتور تھی اور معارضہ کیلئے ان کی تیاری کتنی زیادہ تھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اقصی و ادنیٰ کو معارضہ کے لئے بلایا مگر انہوں نے چیلنج قبول نہ کیا پھر آپ علیہ السلام کو ان کے ساتھ میدان کارزار گرم کرنا پڑا، یہ ایک عقلمند کیلئے اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ کثرت کلام' جودت زبان' سہولت لسان نیز کثرات شعراء و خطباء کے باوجود وہ معارضہ قرآنی سے عاجز رہے' کیونکہ ایک سورت یا چند آیات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چیلنج (معارضہ وتحدی) کو توڑ سکتی تھیں، آپ علیہ السلام کے دین کو درہم برہم کر سکتی تھیں اور آپ علیہ السلام کے پیروکاروں کو دفعتاً منتشر کر دیتیں اور ان کی جاں نثاری' جلاوطنی اور مال خرچ کرنے کے جذبے کو پامال کر دیتیں۔

امام تقی الدین ابن تیمیہ اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں لکھتے ہیں:۔

''قرآن حکیم کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں معجزہ و برہان ہونا اجمالی اور تفصیلی وجوہ سے ظاہر و ثابت ہے''

اقوام عالم کے عوام و خواص علم متواتر سے جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہی قرآن حکیم پیش کرنے والی ہے اور یہ تواتر دنیا کے تمام انبیائے کرام بادشاہوں اور فلسفیوں وغیرہ کے متواتر اخبار و حالات کے تواتر سے بڑا تواتر ہے۔ قرآن حکیم نے خود اقوام جہاں کو اس بارے میں معارضہ کا چیلنج دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ طور میں ارشاد فرمایا: (سورۃ طور آیت 34,33)

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾

ترجمہ۔ ''یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا (ہے) بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں''

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر منکرین اس گمان فاسد میں سچے ہیں کہ یہ قرآن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو وہ حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت میں اس جیسی ایک بات ہی بنا کر پیش کر دیں، کیونکہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بنا لینے پر قادر ہوں جیسے انسان نظم و نثر میں کلام کر سکتے ہیں تو ان کے ابنائے جنس بھی ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو اس طرح وہ لوگ بھی قرآن حکیم کی مثل لانے پر قادر ہوں گے مگر یہ ناممکن ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن کی مثل دس سورتیں لانے کا چیلنج دیا اور فرمایا: (سورۃ ھود آیت 13)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ
ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ۔ ''کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے جی سے بنا لیا ہے تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو''۔ (اس میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں منکرین اور ان کے حامیوں سے قرآن کی مانند گھڑی ہوئی دس سورتیں لانے کا مطالبہ کیا ہے، پھر اس نے ان سے ایک ہی سورت لانے کے لیے چیلنج و تحدی فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے:۔سورۃ یونس آیت 37-38

وَمَا كَانَ هٰذَا
الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ۔ ''اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگار عالم کی طرف سے کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنا لیا ہے' تم فرماؤ: تو اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ' اگر تم سچے ہو''

اس آیت میں ان سے اور ان کے حامیوں سے ایک سورت لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور عدم معارضہ کی صورت میں فرمایا: سورۃ ھود آیت 14

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ۔ ''تو اے مسلمانو! اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت ورسالت کا مرکزی نکتہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور اس بات کی شہادت کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں:۔سورۃ النساء آیت 166

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

ترجمہ۔ ''لیکن اے محبوب! اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی''

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن حکیم نازل شدہ کلام ہے گھڑا ہوا نہیں ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا: سورۃ یونس آیت 37

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ۔ ''اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بغیر اللہ کے اتارے۔ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔''

اس آیت کریمہ میں فعل افتریٰ ہی کی نفی نہیں بلکہ احتمال فعل کی بھی نفی ہے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ قرآن کی مثل کبھی پیش نہیں کی جاسکے گی بلکہ اس کا وقوع ممتنع ہے لہٰذا اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ کے نازل کئے بغیر اس قرآن کا بنایا جانا درست نہیں نہ اس کا امکان واحتمال ہے' کیونکہ مخلوق اس کے بنانے پر قدرت نہیں رکھتی، یہ تحدی اور طلب معارضہ کا چیلنج (تحدی) مکہ میں دیا گیا کیونکہ یہ سورتیں یعنی یونس اور ہود اور طور کی ہیں (سوائے سورۃ النساء) ہجرت مدینہ منورہ کے بعد یہی معارضہ (چیلنج) مدینہ طیبہ میں دہرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ جو کہ مدنی سورۃ ہے میں ارشاد فرمایا، سورۃ البقرہ آیات 24,23

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ۔ ''اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندے پر اتارا، تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے''

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

جب تم قرآن حکیم کی مثل نہ لاسکو، تو یقین کرلو کہ قرآن حکیم حق ہے، لہٰذا اسے جھٹلانے سے ڈرو، ورنہ تمہیں وہ عذاب گھیرے گا جس کا جھٹلانے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے اس حکیمانہ دعوت کے بعد راہ خدا کی طرف موعظہ حسنہ کے ذریعے دعوت ہے اور یہی جدال احسن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ میں وَلَنْ تَفْعَلُوْا میں لَنْ نفی مستقبل کے لئے ہے تو یہ پیشین گوئی ثابت ہوگئی کہ منکرین نبوت آئندہ زمانے میں بھی کبھی بھی قرآن کی مانند ایک سورت نہ لاسکیں گے، جس طرح کہ قبل ازیں سورۂ اسراء (بنی اسرائیل) میں جو کہ بہ نص قرآن وخبر متواتر مکی سورت ہے، کفار مکہ سے مخاطبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 88

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ:۔ ''اے حبیب! آپ فرمادیں کہ اگر انسان اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ وہ قرآن کی مثل لائیں، تو ہرگز نہ لاسکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں''

اس آیت کریمہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حکم ہے کہ وہ ساری مخلوق کو بتادیں کہ قرآن حکیم ایک معجزانہ کتاب ہے، اگر وہ سب جمع ہو کر ایک دوسرے کی امداد ومعاونت بھی کریں تو اس کی مثل لانے سے عاجز و قاصر رہیں گے۔ یہ چیلنج اور دعوت وتحدی تمام مخلوق کے لئے ہے اور اس چیلنج (للکار معارضہ اور تحدی) کو سب نے جن تک قرآن کی آواز پہنچی ہے۔ سنا ہے، خاص وعام کو اس سے آگاہی ہوئی مگر اس کے باوجود انہوں نے اس کے ساتھ معارضہ نہیں کیا، نہ اس کی مانند کوئی سورت لائے ہیں، وقت بعثت سے آج تک یہ چیلنج یعنی تحدی وللکار برقرار ہے۔

کفار دعوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مٹانے اور باطل ٹھہرانے کے انتہائی خواہش مند اور ہر طریقے سے اس کے لئے کوشاں تھے، وہ کبھی اہل کتاب کے پاس جاتے، تاکہ اُن سے امور غیبیہ پوچھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امتحان دریافت کریں، جیسا کہ انہوں نے قصہ یوسف، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق پوچھا: کبھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر بحث کرنے کے لئے اجتماعات کا انعقاد کرتے اور آپ علیہ السلام کے متعلق مثالیں بیان کرتے اور کبھی آپ علیہ السلام کو جادوگر کہتے اور کبھی کاہن۔

معجزہ کی یہ قسم ان معجزات سے عظیم تر ہے جن کا وقوع ہوتا رہتا ہے، مثلاً احیائے موتی، کیونکہ اس معجزہ کی کوئی نظیر نہ لاسکا پھر قرآن حکیم کا معجزہ ہونا فقط جہت فصاحت وبلاغت، نظم واسلوب، اخبار بالغیب، معارضہ کے اسباب ختم کردینے اور مخالفین کی قدرت معارضہ کو سلب کرلینے سے نہیں، بلکہ یہ متعدد وجوہ سے معجزہ ہے، یہ لفظی اور معنوی جہت سے معجزہ ہے۔ لفظ کی معنی پر دلالت میں بلاغت کی جہت سے معجزہ ہے جہت معانی کے لحاظ سے معجزہ ہے، جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

ہے، نیز ان معانی کی وجہ سے معجزہ ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اسماء اور فرشتوں وغیرہ کی خبریں ہیں۔

پھر ماضی، مستقبل کی غیبی خبریں، امور آخرت کی خبریں، دلائل یقینیہ، قیاسات عقلیہ، جنہیں بطور ضرب الامثال بیان کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سورۃ الکھف آیت 54

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾

ترجمہ۔ ''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے''

سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 89 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ
كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

ترجمہ۔ ''بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا''۔

سورۃ الزمر آیات 28,27 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا
الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ۔ ''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو عربی زبان کا قرآن جس میں اصلاً کجی نہیں کہ کہیں وہ ڈریں''۔

اور دیگر تمام وجوہ اعجاز جو لوگ بیان کرتے ہیں، قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی دلیلیں ہیں۔ وہ اس کے توڑنے والے نہیں بلکہ ہر قوم نے اتنا ہی سمجھا ہے جتنا کہ اسے اس کی آگاہی بخشی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا: سورۃ مریم آیت 10

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾

ترجمہ۔ ''(حضرت زکریا علیہ السلام نے) عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے دے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر''

یہ مثال علی سبیل التنزیل ہے، مثلاً بفرض محال لوگ اس کلام کی مثل لانے پر قدرت رکھتے ہیں مگر معارضہ کے عظیم داعی ہونے کے باوجود اس سے باز رہنا زبردست خرق عادت معجزہ ہے۔

قطعی حق وراستی یہ بات ہے کہ ساری مخلوق قرآن حکیم کے معارضہ سے عاجز ہے حتیٰ کہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی طرف سے قرآن کی کسی سورت کو بدل دینے پر قادر نہ تھے بلکہ ہر وہ شخص جسے ادنیٰ بصیرت حاصل ہے وہ قرآن حکیم اور کلام نبی میں واضح فرق دیکھ سکتا ہے: قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ میں یہی حقیت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 88

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴿۸۸﴾

ترجمہ۔ ''تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو''

اس سے قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تمام مخلوق قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے گی۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو جھٹلانے والوں کے درمیان اس بات میں کوئی نزاع نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس چیلنج، للکار وتحدی اور دعوت معارضہ کا مقصد یہ تھا، کہ لوگ قرآن کی حقانیت اور آپ کی نبوت ورسالت کو مان لیں اور تکذیب سے باز رہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہائی عقلمند اور اپنے فریضہ کی کامیابی کے طریقوں سے بخوبی آگاہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سب سے بڑا معجزہ اور آپ علیہ السلام کی سب سے بڑی دلیل قرآن عظیم ہے، جس کے معجزانہ کلام کے ذریعے آپ علیہ السلام نے منکرین نبوت کو چیلنج کیا اور انہیں اسکے ساتھ معارضہ کرنے اور اس جیسی ایک سورت بنالانے کی دعوت دی مگر وہ ایک چھوٹی سی سورت بھی لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح یہ قرآن حکیم، جس نے مخالفین کو دم بخود کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات احیائے موتیٰ، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفایاب کرنے سے زیادہ رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی واضح اور بڑی دلیل ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ معجزہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اہل فصاحت وارباب بلاغت تھے اور جو کلام کے بادشاہ اور زبان کے شہ سوار تھے۔ ان کی زبان میں وہ جادو تھا کہ عقلیں حیران رہ جاتیں، وہ اپنی جادو بیانی سے امر دشوار کو آسان بنا لیتے، دلوں سے کینہ وعداوت کو دور کر دیتے، وہ چاہتے تو بدشکل کو خوش شکل اور خوبصورت کو بدصورت ثابت کر دیتے وہ اپنے زور بیان سے بزدل کو بہادر، بخیل کو سخی، ناقص کو کامل اور نامور کو بےقدر کرنے کے فن سے آگاہ تھے

ان کا دیہاتی بے مثل بلاغت اور صاف زبان سے مزین ہوتا جو نظم ونثر میں شاندار کلام کہتا تھا، ان کا شہری انتہائی بلیغ، خوش زباں، تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی بیان کرنے والا اور نرم طبیعت ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہر بدو اور ہر شہری کو فصاحت وبلاغت کے ذریعے غالب دلائل وبراہین کی ایسی قوت حاصل ہوتی کہ کسی آدمی کو اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی کمال بلاغت تھا کہ کوئی ان کے مدمقابل نہ آسکا، سوائے ایک معزز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے

جس نے انہیں ایک ایسی کتاب عزیز کے ذریعے سراسیمہ کر دیا جس کتاب کی شان یہ ہے۔ سورۃ حم السجدہ آیت 42

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾

ترجمہ۔ ''باطل اس کتاب کے سامنے سے مدمقابل آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے (حملہ آور) ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ ایک سب خوبیوں سراہے تعریف حکمت والے کی اتاری ہوئی ہے''

اس کتاب کی آیات محکم اور کلمات واضح اور مفصل ہیں اس کی بلاغت نے عقل انسانی کو مبہوت کر دیا ہے اور اس کی فصاحت نے ہر کلام کو مغلوب کر دیا ہے، اس کے اختصار اور اعجاز میں یگانگت اور اسکی حقیقت و مجاز میں باہم معاونت ہے، اس کے مطالع و مقاطع ہم آہنگ ہیں اور کلام کی تمام خوبیاں اس کی جامعیت میں سمٹ آئی ہیں وہ ان تمام باتوں میں معارضہ سے عاجز رہے اور قرآن کا چیلنج قبول نہ کر سکے۔ اہل عرب کی طرف سے قرآن حکیم کے معارضہ سے عاجز رہنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور صحت نبوت کی زبردست دلیل اور قاطع برہان ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے، یہ ایسا معجزہ ہے جس سے احکام شرعیہ اور علوم عقلیہ کا استنباط کیا جاتا ہے، جبکہ دیگر معجزات سے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا، پھر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہوتے گئے مگر معجزہ قرآن قیامت تک باقی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت تحدی بڑی قطعیت کے ساتھ یہ اعلان کر دیا کہ قرآن کے منکرین اس کے معارضۃ پر ہرگز قادر نہ ہوں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: سورۃ البقرہ آیت 24,23

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ
مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾
فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾

ترجمہ۔ ''اور اگر تمہیں (قرآن کے بارے میں) کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے، تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے''

امام ابوسلیمانی خطابی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے کے سب سے بڑے دانش مند تھے بلکہ ساری مخلوق سے علی الاطلاق بڑے عقلمند تھے، آپ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی طرف سے بڑی قطعیت کے ساتھ پیش گوئی فرمائی کہ کفار طلب معارضہ کے باوجود قرآن حکیم کی مثل لانے

سے عاجز رہیں گے۔اسی لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا: سورۃ البقرہ آیت 24 (جزوی)

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے، تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے" (مفسرین نے بیان کیا ہے پتھر سے وہ بت مراد ہیں جنہیں کفار پوجتے ہیں اور ان کی محبت میں قرآن پاک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عناداً انکار کرتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"عنقریب فتنے برپا ہوں گے" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا، ان فتنوں سے بچ نکلنے کا کیا ذریعہ ہے؟ فرمایا: "کتـــاب اللہ" "کہ اس میں تم سے قبل کی سرگزشت، تمہارے بعد کی خبریں اور جو چیز تمہارے درمیان ہے اس کا حکم موجود ہے"۔اس حدیث کی تخریج امام ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ودیگر محدثین رحمہما اللہ نے کی ہے۔

سعید بن منصور اپنی "سنن" میں بطریق خدتج بن معاویہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں۔

"جو شخص علم کا طلبگار ہو، وہ قرآن حکیم کے ساتھ وابستہ ہو جائے، کیونکہ اس میں اولین و آخرین کی خبریں موجود ہیں"۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ علم سے مراد اصول علم ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم ودیعت فرمایا ہے وہ چار کتابیں توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان ہیں۔ پھر تورات، انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم فرقان یعنی قرآن میں جمع کر دیا ہے"

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے۔ "تمام وہ باتیں جن کی امت قائل ہے سب سنت کی شرح ہیں اور جمیع سنت قرآن کی شرح ہے"

سلف میں سے کسی بزرگ کا قول ہے، میں نے جتنی احادیث سنی ہیں ان کی مانند کتاب اللہ میں سے آیات ہاتھ آئی ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیث پہنچی ہے میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں پایا ہے" اسے ابن ابی حاتم رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر علم نازل فرمایا اور

ہمیں ہر چیز کے متعلق کھول کر بیان کیا، مگر ہمارا علم اس کے تمام مضامین سے کوتاہ ہے''۔ اس روایت کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے۔

ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں علم الٰہی سے اگر کسی چیز کا رہ جانا ممکن و متصور ہوتا تو ذرّہ، گٹھلی اور مچھر کا ذکر نہ ہوتا۔

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں جن باتوں کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے وہ سب ایسی باتیں ہیں جن کو آپ علیہ السلام نے قرآن سے سمجھا ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی تائید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ ''میں ان ہی چیزوں کو حلال بتاتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور انہی اشیاء کو حرام ٹھہراتا ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے'' اس حدیث کے یہ الفاظ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کئے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو اس طرح نازل فرمایا کہ اس میں امر ہے زجر و نہی ہے، پہلے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معاملات، ضرب الامثال، پہلے لوگوں کے حالات اور آنے والے لوگوں کی خبریں اور تمہارے احکام ہیں، بار بار پڑھنا اسے بوسیدہ نہیں کرتا، نہ ہی اس کے عجائب اور اسرار و رموز ختم ہونے کو ہیں۔ یہ کلام حق ہے ہنسی مذاق نہیں، اسے پڑھنے والا اور بیان کرنے والا سچا ہے جو اس کے مطابق حکم کرے گا عادل ہوگا جو اسے دلیل بنائے گا کامیاب ہوگا۔ جو اس کے موافق تقسیم کرے گا منصف ہوگا جو اس پر عمل کرے گا اجر پائے گا جو اس کا دامن تھامے گا راہ ہدایت و راست پر گامزن ہوگا جو اس کے سوا کسی کتاب میں رشد و ہدایت طلب کرے گا گمراہ ہوگا جو اس کے بغیر فیصلہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ توڑ دے گا یہ ذکر حکیم اور نور مبین ہے یہ صراط مستقیم اور اللہ تک پہنچنے کا مضبوط ذریعہ ہے یہ شفا ہے امراض میں نافع ہے اس سے تموج کرنے والوں کیلئے عصمت اور پیروی کرنے والوں کے لئے نجات ہے اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کرنا پڑے''۔

''اسی قسم کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ ''میں آپ علیہ السلام پر ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جس کی بدولت اندھی آنکھیں بینا بہرے کان شنوا ہو جائیں گے اور محجوب دلوں کے پردے اٹھ جائیں گے، اس میں علوم کے سرچشمے حکمت کا بیان اور دلوں کی بہار ہے''

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا ''تم پر قرآن کا مطالعہ لازم ہے، کیونکہ اس میں عقل کی روشنی اور حکمت کا نور ہے''

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''حق و باطل کی اس کشمکش میں جو بہترین بھرپور اور واضح بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علی روس الاشہاد کفار کو بلند آہنگی کے ساتھ فرمایا: کہ ''وہ قرآن حکیم کے ساتھ معارضہ کرنے سے عاجز رہیں گے اور اس کی مخالفت و مناقضت کی کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے'' یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس معارضہ کے قریب تک نہ پھٹکا حالانکہ اس کے داعی اور اسباب بہت تھے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پیشین گوئی کی صداقت سے بخوبی آگاہ تھے، اسی لئے فرمایا: (سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 88)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ۔ ''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو''

چنانچہ وہ سب قرآن کے ساتھ معارضہ کرنے سے باز رہے مگر عجز کے باوجود معارضہ پر قدرت کے باطل ادعا پر قانع رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ باطل کو بطور حکایت بیان کیا۔ سورۃ الانفال آیت 31

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ۔ ''اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے یہ تو نہیں مگر اگلوں کے قصے''

دراصل یہ ان کی بے شرمی اور فرط عناد کے باعث دشمنی کی انتہا ہے اگر وہ قرآن حکیم سے معارضہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے تو انہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے روک رکھا تھا؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیس سال سے زائد عرصہ تک ان سے طلب معارضہ کرتے رہے اور ان کی عجز و درماندگی کا کھلے عام اعلان فرماتے رہے، یہاں تک کہ ان کے خلاف تلواریں بے نیام کرنی پڑیں، مگر وہ اس ننگ و عار اور داغ رسوائی کے باوجود قرآن کی مثل لانے سے عاجز رہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس حالت عجز کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتا ہے، (سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 88)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ۔ ''اے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اعلان فرمادیں کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔ اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو''۔

یہ آیت کریمہ کفار کے اسی باطل دعویٰ کے رد میں نازل ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مانند کلام کہہ سکتے ہیں اور یہ دعویٰ نضر بن حارث نے کیا تھا۔

اس آیت کریمہ میں جِنّوں کا ذکر قرآن حکیم کی معجزانہ شان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے ورنہ تحدی یعنی طلب معارضہ تو صرف انسانوں سے ہوا تھا، کیونکہ جِنّات اہل زبان عرب نہ تھے جس کے اسالیب پر قرآن نازل ہوا تھا اور اس لئے بھی کہ ہیئت اجتماعیہ کو جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ افرادی صورت میں نہیں ہوتی، لہٰذا ان کی اس لفاظی کا کوئی جواز نہیں کہ اگر ہم چاہیں تو اس کلام کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ارباب فصاحت و بلاغت اس امر کا برملا اعتراف کر چکے ہیں کہ قرآن سے معارضہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں، کیونکہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔

جن لوگوں نے قرآن کی اس اعجازی شان کا اعتراف کیا ان میں سے قریش کا ایک سردار عتبہ بن ربیعہ ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن قریش کے کچھ افراد جمع تھے۔ انہوں نے کہا کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا چاہئے جو تم سے جادو، کہانت اور شعر میں زیادہ ماہر ہو وہ اس شخص محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آکر گفتگو کرے جس نے ہماری جماعت کے ٹکڑے کر دیئے، ہمارے معاملے کو درہم برہم کر دیا ہے، اور ہمارے دین پر عیب لگائے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے؟ سرداران قریش نے کہا ہمارے علم کے مطابق اس مرتبے کا آدمی سوائے عتبہ بن ربیعہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ عتبہ قریش کی مجلس میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے۔ اس نے سرداران قریش سے کہا اے گروہ قریش! اگر اجازت ہو تو جا کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کروں، اور چند امور ان کے سامنے پیش کروں ہو سکتا ہے وہ کوئی بات مان لے، ہم اس کا مطالبہ پورا کر دیں اور وہ ہمارے بارے میں خاموش رہے انہوں نے کہا ہاں جایئے، چنانچہ وہ اٹھ کر رسول کریم سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا۔ بھتیجے! آپ علیہ السلام کو معلوم ہے کہ قبیلے میں آپ علیہ السلام کا ہمارے نزدیک کتنا بلند مرتبہ ہے؟ مگر آپ علیہ السلام نے قوم کو ایک مصیبت میں ڈال دیا ہے، آپ علیہ السلام نے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ انہیں احمق ٹھہرایا ہے ان کے معبودوں اور دین پر عیب لگائے ہیں اور آباء واجداد کے طور طریقوں کا انکار کر دیا ہے۔ کیا آپ علیہ السلام یہ چاہتے ہیں کہ ہم تلواریں لے کر اٹھیں اور ایک دوسرے کو فنا کر دیں؟ سنئے میں آپ علیہ السلام کے سامنے چند شرائط پیش کرتا ہوں آپ علیہ السلام ان میں غور کریں، شاید کوئی شرط آپ علیہ السلام کے لئے قابل قبول ہو، یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے ابوالولید! کہو میں پوری توجہ کے ساتھ سنوں گا'' اس نے کہا ''اے بھتیجے! اگر آپ علیہ السلام اس کلام کے بدلے جو آپ علیہ السلام لائے ہیں، مال کے خواہش مند ہیں، تو ہم اپنے مالوں میں سے اتنا مال آپ کو اکٹھا کر

دیتے ہیں کہ آپ (علیہ السلام) ہم سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے، اگر آپ (علیہ السلام) جاہ ومنصب کے طلبگار ہیں تو ہم آپ (علیہ السلام) کو اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں یہاں تک کہ کوئی فیصلہ آپ (علیہ السلام) کے حکم کے بغیر طے نہ پائے گا۔ اور اگر آپ (علیہ السلام) سلطنت کے خواستگار ہیں تو ہم آپ (علیہ السلام) کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں، یا پھر آپ (علیہ السلام) کو آسیب کا اثر ہے جسے ہم بذات خود دور نہیں کر سکتے تو آپ (علیہ السلام) کے لئے طبیب کا بندوبست کر دیتے ہیں اور آپ (علیہ السلام) کے علاج کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) شفایاب ہو جائیں اس کی اس گفتگو کے دوران رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے، جب وہ فارغ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے ہو؟'' تو اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا ''اب میرا کلام غور سے سنو، پھر آپ علیہ السلام نے سورہ حم سجدہ کی شروع کی آیات تلاوت کیں، یہاں تک کہ قُرْآنًا عَرَبِيًّا تک پہنچے، اس عرصہ میں عتبہ پیچھے ہاتھ باندھے بڑے انہماک کے ساتھ سنتا رہا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے سجدہ کیا، پھر فرمایا ''اے ابوالولید! کیا تم نے سنا ہے؟'' اس نے جواب دیا ہاں سنا ہے آپ (علیہ السلام) جانیں اور آپ (علیہ السلام) کا کلام جانے، پھر اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا، تو اس کے ساتھیوں نے اسے آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ابوالولید کا حال متغیر ہے وہ جس چہرے کے ساتھ گیا تھا اس کے ساتھ وہ نہیں لوٹا، پس جب وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: اے ابوالولید! اپنے پیچھے کیا معاملہ چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں نے ایک بے نظیر کلام سنا ہے، بخدا! نہ وہ شعر ہے نہ سحر اور نہ کہانت، اے گروہ قریش! میرا کہا مانو، اس شخص کو کرنے دو وہ جو کرتا ہے ایک اور روایت میں ہے۔ عتبہ نے کہا: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے کچھ ایسا جواب دیا ہے جو نہ جادو ہے نہ شعر نہ کہانت، اس نے پڑھا۔ سورہ حم سجدہ آیت 3,2,1

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٢﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾

ترجمہ۔ ''یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل بیان فرمائی گئیں۔ عربی قرآن عقل والوں کے لئے''

یہاں تک سورہ حم سجدہ آیت 13 کے ان کلمات تک پہنچے

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾

ترجمہ۔ ''پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ: کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی''۔

تو میں نے آپ (علیہ السلام) کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابت کا واسطہ دیکر کہا: کہ اب بس کریں، تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہوتی، مجھے تو اس وقت یہ خوف پیدا ہو گیا تھا، کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کا واقعہ بیان کیا ہے، جب انہیں مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس کو تحقیق حال کے

لئے مکہ شریف بھیجا، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی انیس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے انیس سے بڑا شاعر نہیں سنا، ایام جاہلیت میں اس نے بارہ نامور شعراء سے مقابلہ کیا جس سے اس کی فصاحت اور شعر کی معرفت کا پتہ چلتا ہے انیس مکہ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کر کے واپس اپنے بھائی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ میں نے مکہ میں ایک ایسا شخص دیکھا جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے رسول ہے میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا: لوگ اسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں حالانکہ میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں۔ اس شخص کی باتیں کاہنوں کی سی نہیں ہیں۔ میں نے اس کی باتوں کو مختلف شعراء کے کلام سے موازنہ کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ کسی شاعر سے ایسی باتیں موزوں نہیں ہو سکتیں خدا کی قسم! وہ شخص یقیناً سچا ہے اور وہ لوگ جھوٹے ہیں۔

امام بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ولید بن مغیرہ کے قصہ میں بیان کیا کہ وہ میدان فصاحت میں قریش کا سردار تھا۔ اس نے سرکارِ دوعالم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ کچھ پڑھ کر سنایئے، تاکہ میں اس میں غور کروں تو آپ علیہ السلام نے چند آیتیں پڑھیں۔ (سورۃ النحل آیت 90)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

ترجمہ۔ ''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔''

تو ولید نے کہا: مکرر پڑھیے تو آپ علیہ السلام نے دوبارہ پڑھیں اس نے کہا:

''وَاللهِ اِنَّ لَهُ الْحَلاَوَةُ وَاِنَّ عَلَيْهِ لَطَلاَوَةُ وَاِنَّ اَعْلاَهُ الْمُشْمِرُ وَاِنَّ اَسْفَلَهُ لَمُغْدَقُ وَمَا يَقُوْلُ هٰذَا بَشَر'' ''

ترجمہ۔ ''اللہ کی قسم! اس کلام میں بڑی شیرینی اور تازگی ہے، اس نخل کی شاخیں ثمر آور اور اس کا تنا مضبوط ہے یہ کسی انسان کا کلام نہیں''

پھر اس نے اپنی قوم سے کہا، بخدا! تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار کا علم نہیں رکھتا، نہ مجھ سے زیادہ کاہنوں اور جادوگروں کے اقوال سے واقف ہے خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی ان سے کوئی مشابہت نہیں، کیونکہ آپ (علیہ السلام) کا کلام انتہائی شیریں اور تروتازہ رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور اس کے نیچے جو آجاتا ہے، اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔

ابن اسحاق، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ اسناد جید کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ قریش ایام حج میں ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے وہ ان کا سردار، عمر رسیدہ اور فصاحت میں باکمال شخص تھا۔ اس نے ان سے کہا: اے گروہ قریش! حج کا زمانہ آگیا ہے عنقریب عرب کے وفود تمہارے پاس آئیں گے جنہوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حال سن رکھا

ہے، اس کے بارے میں ایک رائے پر متفق ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کی تکذیب کر بیٹھو۔
قریش:۔ آپ ہی ایک رائے قائم کر دیں ہم اس پر کاربند رہیں گے۔
ولید:۔ نہیں تم کہو میں سنتا ہوں۔
قریش:۔ ہماری رائے ہے کہ ہم اسے کاہن کہیں
ولید:۔ اللہ کی قسم! وہ کاہن نہیں ہم نے کاہن دیکھے ہیں، اس کا کلام نہ کاہن کا زمزمہ ہے نہ اس کا سجع
قریش:۔ پھر اسے مجنون کہیں یعنی وہ دیوانہ ہے
ولید:۔ خدا کی قسم! وہ دیوانہ بھی نہیں ہم نے دیوانے دیکھے ہیں، ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اچھی طرح جانتے ہیں اس میں دیوانوں کا سا غیظ وغضب اور خلجان و وسوسہ نہیں۔
قریش:۔ اچھا پھر اسے شاعر کہہ دیتے ہیں۔
ولید:۔ بخدا! وہ شاعر بھی نہیں، ہم شعر کی تمام اقسام رجز، ہزج، قریض، مقبوض اور مبسوط سے آگاہ ہیں اور اشعار کو اس کے کلام سے کوئی نسبت نہیں
قریش:۔ ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے
ولید:۔ وہ ہرگز جادوگر نہیں ہم نے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہیں، اس کا کلام نفث (پھونک مارنے) اور عقد (گرہیں لگانے) سے پاک ہے
قریش:۔ پھر آپ ہی اپنی رائے بتا دیں۔
ولید:۔ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے کلام میں بڑی حلاوت اور تازگی ہے اس کی اصل مضبوط اور فرع بڑی ثمر آور ہے، تم نے اس کے بارے میں جتنی آراء دی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ سب باطل ہیں۔ البتہ اس کے متعلق قریب تر قول یہ ہے کہ تم اسے جادوگر کہو اور یہ مشہور کرو کہ اس کا کلام جادو ہے جو باپ بیٹے، بھائی بھائی، میاں بیوی اور خویش واقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔

پھر اہل قریش اس کی رائے پلے باندھ کر چلے گئے جب لوگوں کی موسم حج میں آمد شروع ہوئی تو وہ راستوں میں بیٹھ کر گزرنے والوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ڈراتے اور آپ علیہ السلام کا حال بیان کرتے، پس جب اہل عرب حج سے لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا چرچا ان کی زبان پر تھا یوں آپ علیہ السلام کا ذکر گرامی تمام بلاد عرب بلکہ سارے آفاق میں پھیل گیا اور کفار کا مکر اور منصوبہ انہیں پر الٹ پڑا یہاں تک کہ انصار مدینہ نے اسلام قبول کر لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور ایک نئے عالمی نظام اسلام کی بنیاد رکھی۔

بنو سلمہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب بنو سلمہ کے کچھ نوجوانوں نے اسلام قبول کر لیا تو عمرو بن جموع نے اپنے بیٹے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: مجھے اس شخص کے کلام میں سے کچھ سناؤ جو تم نے سنا ہے۔ معاذ جو کہ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے، نے (سورۃ فاتحہ) اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

تک تلاوت کی، عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا: یہ تو بہت خوبصورت کلام ہے: کیا سارا کلام اس جیسا ہے؟ اس نے جواب دیا والد محترم! اس سے بھی زیادہ حسین۔

امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مواہب میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اگر یہ قرآن ایک مصحف میں مکتوب کسی جنگل میں پڑا مل جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اسے وہاں کس نے رکھا ہے تو سلیم عقلیں اس بات کی گواہی دیں گی کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے اور یہ کہ کسی انسان کو اس طرح کے کلام کی تالیف پر قدرت نہیں ہے جب کسی صورت میں انکار کی گنجائش نہیں تو دنیا کے سب سے زیادہ سچے نیکوکار اور متقی شخص کی طرف نازل ہونے پر کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو چیلنج دیا کہ وہ اس جیسی ایک سورت ہی لے آئیں مگر وہ ایک سورت ہی پیش کرنے سے عاجز رہے تو اس صورت میں اس کے کلام الٰہی ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکاروں کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ بڑے وثوق کے ساتھ یہ اعلان کرنا کہ اگر سارے انسان اور جن اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اس قرآن کی مثل لائیں تو ہر گز اس کی مثل نہ لا سکیں گے۔ نہ اس زمانے میں، نہ آئندہ کے تمام زمانوں میں، تو آپ علیہ السلام کی یہ للکار آپ علیہ السلام کے وثوق اور تیقن کی آئینہ دار ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ علیہ السلام نے یہ اعلان باعلام خداوندی فرمایا تھا۔

اسماء وصفات قرآن

قرآن نظم واسلوب عجیب ونادر ہے جو معروف ومتداول اسالیب کلام کی جنس سے نہیں ہے یہی ہے کہ کوئی اس اسلوب کی نظیر نہ لا سکا، کیونکہ یہ اسلوب شعر، رجز، رسائل اور خطابت کی جنس سے نہیں نہ ہی اس کا نظم انسانی کلام سے مشابہت رکھتا ہے۔

قرآنی فصاحت وبلاغت بھی وعجیب وغریب ہے اور خارق عادت ہے جو تمام مخلوق کے کلام میں بے نظیر و بے مثال ہے۔

توحید باری تعالیٰ اور اسماء وصفات کے باب میں قرآن حکیم نے جو آگاہی دی ہے وہ حیران کن خارق عادت امر ہے جس کی مثال انسانی کلام میں موجود ہے نہ کسی نبی یا غیر نبی کے کلام میں پائی جاتی ہے اسی طرح قرآن حکیم نے ملائکہ، عرش، کرسی، جنات، تخلیق آدم وغیرہ امور کے متعلق جو خبریں دی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں۔ یونہی دین و شرائع کے قرآنی احکام، امثال ودلائل سب ورطہ حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔

فضلائے زمانہ نے الٰہیات، اخلاقیات اور سیاست کے موضوع پر جو تصنیفات لکھی ہیں، تو وہ ان تصنیفات اور الہامی کتابوں مثلاً تورات، انجیل، زبور اور صحیفۂ انبیاء علیہم السلام کے درمیان عظیم تفاوت پائے گا۔ اسی طرح ان کتابوں اور قرآن حکیم کے درمیان لفظ ونظم کے حوالے سے بہت زیادہ فرق دیکھے گا۔ قرآن حکیم لفظ کی نسبت معانی کے لحاظ سے عظیم تر معجزہ ہے اور دنیا کے تمام دانشمندوں کا اس کے معانی کی مثل لانے سے عاجز رہنا بہ نسبت عربوں

کے الفاظ کی مثل ونظیر لانے سے عاجز رہنا فزوں تر ہے۔

اعجاز قرآن

اعجاز قرآن کے بارے میں سب سے زیادہ جامع اور نافع عبارات علامہ ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید احمد دحلان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیں۔ نیز علامہ فخر الدین رازی، حافظ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ مقاتل اور ابن ابی حاتم جیسے مستند علماء کی تفاسیر گرانقدر سرمایہ ہیں۔ میں انہیں عبارات کو پیش نظر رکھوں گا اگر چہ ان میں کچھ تکرار بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ ماوردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اعلام النبوۃ کے ساتویں باب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''قرآن حکیم پہلا معجزہ ہے جس کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کی دعوت دی ہے اور کھلم کھلا اپنی رسالت کا اعلان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام میں سے صرف آپ علیہ السلام کو اس معجزہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے یہ اگر چہ کلام ملفوظ اور قول محفوظ ہے مگر مندرجہ ذیل تین اسباب کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخصوص ترین معجزہ اور ظاہر نشان بن گیا۔

1- ہر پیغمبر کا معجزہ اس کے زمانہ رسالت کے احوال کے موافق اور اس کے معاصرین کے حالات کے مطابق ہوتا تھا مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو اس زمانے میں جادو کا دور دورہ تھا، لہٰذا آپ سمندر پھاڑنے اور لاٹھی کو اژدھا بنا دینے کے معجزات سے مخصوص کئے گئے جنہوں نے ہر جادوگر کو مغلوب اور ہر کافر کو ذلیل کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ طبی کمالات کا زمانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پرانے امراض کے علاج اور مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزات سے سرفراز ہوئے جنہوں نے طبیبوں کو دہشت زدہ اور عقل مندوں کو ہکا بکا کر دیا۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عصر فصاحت وبلاغت میں ہوئی تو آپ علیہ السلام کو قرآنی معجزہ کے ساتھ مختص کیا گیا جس کی مثل لانے سے فصحاء عاجز آ گئے اور بلغاء نے جس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور شعراء کا سارا جوش طبیعت جاتا رہا، تا کہ قرآن کا قاہرانہ اعجاز ثابت ہو جائے اور اس کی تصدیق کا معاملہ زیادہ واضح ہو جائے اس طرح ان انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اختلاف کے باوجود معانی اور علل میں مشابہت پیدا ہو گئی۔

2- ہر قوم میں ظاہر ہونے والے معجزات اس قوم کے افراد کی ذہنی اور عقلی سطح کے مطابق ہوتے تھے چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں کند ذہنی اور بے عقلی تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ ان سے کسی مستحسن کلام کی تدوین منقول نہیں نہ ان سے افکار تازہ مستفاد (حاصل) ہیں وہ جب ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو بتوں کے سامنے آسن مارے بیٹھی تھی تو انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایسے ہی معبود بنا دیجئے جس طرح کہ ان کے پاس ہیں۔ ان کی اس ناسمجھی کی بناء پر انہیں ایسے معجزات دیئے گئے جن تک رسائی کے لئے انہیں غور وفکر اور تامل کی ضرورت نہ تھی، جبکہ اہل عرب صحت فہم اور تیزی ذہن میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ کمال فصاحت وبلاغت

اور آداب حسنہ میں کوئی ان کا ہم پایہ نہ تھا یہی وجہ ہے کہ انہیں قرآن حکیم کے معجزہ سے خاص کیا گیا جو افہام واذہان کی جولان گاہ بنا وہ اس کے مطالب کا ادراک سمجھداری اور فطانت سے کرتے تھے بلا سوچے سمجھے نہیں۔ وہ قرآن کو دیکھ بھال کر سمجھتے، عجلت میں نہیں، تا کہ معجزات کا ہر امت کے ساتھ اختصاص ان کی طبعی مشابہت اور فکری ہم آہنگی کے مطابق ہو۔

3- قرآن حکیم ان معجزات کے مقابلہ میں دیرپا دائمی اور عالمگیر ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ مختص تھے اور زمانہ کے گزرنے سے مٹ گئے، لہٰذا قرآن ایک لازوال معجزہ ہونے کے باعث زیادہ بڑی دلیل ہے اور اختصاص (خصوصیت) کا زیادہ مستحق ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کی وجہ سے معجزہ ہے۔

اس کی اہل سیر نے بے شمار خصوصیات بیان کی ہیں۔ چند معجزانہ اعجاز وخصوصیات تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

(1) اختصار کلام

قرآنی اعجاز کی اس وجہ کا ایجاز ''اختصارِ کلام'' ہے یعنی غیر مربوط طویل کلام سے پاک ہونا اور مختصر کلام میں بھرپور معانی کا ادا کرنا مثلاً آیت کریمہ ہے۔ سورۃ ھود آیت 44

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝۴۴

ترجمہ۔ ''اور حکم فرمایا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ''۔

قرآن کریم انتہائی فصیح ومختصر کلام کے زبردست معجزہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جہاں تک قصص اور وعدہ وعید کی تکرار کا تعلق ہے تو اس کے کئی اسباب ہیں۔

1- تکرار سے وعدہ وعید وغیرہ میں زیادہ تاکید اور مبالغہ پیدا ہو جاتا ہے۔

2- تکرار سے الفاظ میں تبدیلی یعنی کمی بیشی اور تقدیم تاخیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کلام کو فوری قبول کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

3- اگر کسی مقام پر مفہوم کلام سمجھنے میں کوتاہی ہوگئی تو تکرار کے باعث اس کا ادراک دوسرے مقام پر ہو جائے گا اور ترغیب وترہیب میں کوئی کمی نہ رہے گی۔

(2) بے مثل اسلوب

قرآن حکیم کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ اس کا اسلوب اور وصف اعتدال منظوم ومنثور کلام سے جدا ہے اور

تمام انواع کلام شعر، رجز، سجع، خطبہ میں سے کسی سے نہیں ملتا، یہاں تک کہ ایک بے نظیر و بے مثل اسلوب کی وجہ سے تمام انواع کلام سے متبائن اور مختلف ہے اگرچہ اس کے الفاظ و حروف کلام عرب کی جنس سے ہیں مگر یہ تمام مروج اقسام کلام سے الگ اور ممتاز ہے۔

انیس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ برادر ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ فصاحت و بلاغت میں امام تھے، بیان کرتے ہیں میں نے قرآن حکیم کے اسلوب بیان کو عربوں کے مروج طرز کلام سجع، شعر اور نظم و نثر پر پیش کیا مگر اسے کسی سے ہم آہنگ نہ پایا۔

ولید بن مغیرہ مخزومی اپنے قبیلے کا سردار اور فصیح و بلیغ شخص تھا وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرے سامنے قرآن حکیم کا کچھ حصہ تلاوت کرو، تو انہوں نے کچھ آیات پڑھیں۔ سن کر کہنے لگا یہ انسانی کلام نہیں نہ یہ از قسم شعر ہے۔ ابولہب نے اس کے پاس جا کر کہا تم نے تو اس بات سے قریش کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے، اس نے کہا اچھا میں اب کہتا ہوں کہ یہ جادو ہے۔

(3) فصاحت و بیان قرآن

یہ تین شرائط کے باعث قابل لحاظ ہے

یہ تین شرائط کے باعث قابل لحاظ ہے۔

1- بلاغت الفاظ
2- استیفائے معانی (بھرپور مفاہیم و مطالب کی ادائیگی)
3- حسن نظم

بلاغت الفاظ دو وجہ سے ہوتی ہے۔

1- الفاظ کی جزالت حتی کہ کوئی کمزور لفظ سیاق کلام میں نہ آئے۔
2- الفاظ کا ٹھیک انطباع و انطباق کہ بیگانگی محسوس نہ ہو۔

استیفائے معانی کی بھی دو صورتیں ہیں۔

1- معانی مبادی الفاظ سے بیگانہ نہ ہوں اور مقاطع کے محتاج نہ ہوں۔
2- معانی الفاظ سے مطابقت رکھتے ہوں، ان میں کمی بیشی نہ ہو ان میں بیشی ہوگی تو اختلاف الفاظ میں ہوگا اور کمی ہوگی تو اختلاف معانی میں ہوگا۔

حسن نظم بھی دو وجوہ سے ہوتا ہے۔

1- کلام متناسب ہو ثقالت نہ ہو۔

2- وزن معتدل ہو متبائن (باہم مختلف) نہ ہو۔

اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ یہ شرائط بعض اوقات انسانی کلام میں بھی جمع ہو جاتی ہیں تو اسکا جواب دو وجہ سے ہوگا۔

1- مذکورہ بالا شرائط کی روشنی میں قرآن کریم کا جو اسلوب نظم ہے وہ غیر الہامی کلاموں میں موجود نہیں، لہٰذا دونوں کلاموں کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔

2- نظم قرآنی پر جو رونق اور شادابی ہے وہ دوسرے کلاموں میں مفقود ہے مثلاً آیت کریمہ (سورۃ البقرہ آیت179) وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ"

اور عربوں کے مقولہ القتل انفی للقتل میں موازنہ کیجئے، آپ دونوں کے درمیان لفظاً ومعناً بہت سے فرق پائیں گے۔

(4) جامع علوم

قرآنی اعجاز کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ اتنے علوم کا جامع ہے کہ کوئی بشر ان کا احاطہ نہیں کرسکتا نہ کسی مخلوق میں اتنے علوم کا اجتماع ہوسکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن حکیم اللہ کی طرف سے ہے، جس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اس سے علم کا ظاہر ہونا معجزہ ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اُمی محض تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی حصول علم کی کوشش کی، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اظہار علم معجزہ ہے۔

(5) سابقہ امتوں کی نقاب کشائی

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی پانچویں وجہ گذشتہ زمانوں کی خبریں سابقہ امتوں کے قصے اور وہ واقعات ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کو بطور تحدی بیان فرمائے، مثلاً اصحاب کہف کا قصہ، موسیٰ وخضر کا واقعہ اور ذوالقرنین کی داستان اور یہ ہو بہو اسی طرح نکلے جس طرح ان کے انبیائے کرام علیہم السلام نے بیان کئے تھے اور ان کی کتابوں میں موجود تھے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سربستہ رازوں کی نقاب کشائی کی اور پوشیدہ باتوں کو کھول کر رکھ دیا، لہٰذا آپ علیہ السلام کا عرف سے غیر عرف کی طرف نکلنا معجزہ ہے۔

(6) ضمائر قلوب

ضمائر قلوب (دلی رازوں) کی خبریں جن تک سوائے علام الغیوب کے کسی کی رسائی نہیں، قرآنی اعجاز کی آئینہ دار ہیں۔

مثلاً ارشاد خداوندی ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 122

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾

ترجمہ۔ ''جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے''

قرآن مجید میں ایک اور آیت کریمہ ہے۔ (سورۃ الانفال آیت 7)

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ﴿٧﴾

ترجمہ۔ ''اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا، کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے''۔

چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق ہوا حالانکہ یہ بات ان کے لبوں تک نہ آئی تھی، اسی طرح دیگر نظائر قرآن حکیم میں بہ کثرت ہیں۔

(7) دلائل و براہین

قرآنی اعجاز کی ساتویں وجہ وہ دلائل و براہین ہیں جو اس نے توحید و رجعت کے اثبات اور دہریت و شرک کی نفی پر قائم کئے ہیں یہاں تک کہ ہر مدمقابل اور مخالف اس کے سامنے لاجواب ہو گیا۔

(8) کثرت معانی

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی یہ وجہ اس کی کثرت معانی ہے جو کسی انسانی کلام میں جمع نہیں ہو سکتے اس کثرت معانی کی دو وجوہات ہیں۔

1- قلیل کلام کثیر معانی پر مشتمل ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے:۔ سورۃ القصص آیت 7

وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

ترجمہ۔ ''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے''

اس آیت کریمہ میں دو امر و نہی دو خبریں اور دو اشارے جمع ہو گئے ہیں۔

2- اس کے الفاظ متغائر اور مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہوں جن میں انسانی عقلیں حیرت زدہ رہ جائیں اور قلوب وطبائع اس کی تہہ یعنی حقیقت تک رسائی میں درماندہ ہو جائیں اور اسکی انتہاء تک پہنچ نہ پائیں یہاں تک کہ اس کی وجوہ ونظائر میں اختلاف وتقابل پیدا ہو جائے۔

(9) غیبی خبریں

قرآنی اعجاز کی نویں وجہ اس کا آئندہ کی غیبی خبروں پر مشتمل ہونا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے ارشاد فرمایا: سورۃ البقر آیت 94

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

ترجمہ۔ ''تم فرماؤ: اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو، نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو''

پھر ارشاد فرمایا: سورہ البقرۃ آیت 95

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۝

ترجمہ۔ ''اور (وہ یہودی) ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو''

پس یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور کسی نے بھی موت کی تمنا نہ کی، یا جیسا کہ کفار سے ارشاد فرمایا: البقر آیت 24

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۝

ترجمہ۔ ''پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے''۔

اس پیشین گوئی میں حتمی طور پر اعلان فرمادیا کہ وہ قرآن کی مثل نہ لاسکیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ وہ مثل قرآن نہ لاسکے۔

قرآنِ کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورہ القمر آیت 45

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝

ترجمہ۔ ''عنقریب یہ لشکر شکست خوردہ ہوں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے'' (روز غزوہ بدر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی)

مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ضمن میں ارشاد فرمایا (سورۃ القصص آیت 85)

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍؕ
قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝

ترجمہ۔ ''بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے''۔ (اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان وشوکت۔شکوہ اور عزت ووقار اور غلبہ واقتدار کے ساتھ داخل فرمائے گا)

پس اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ لوٹا دیا، اس قسم کی بہت سے مثالیں قرآن حکیم میں موجود ہیں۔

(10) الہامی الفاظ ومعانی

اعجاز قرآن کی دسویں وجہ یہ ہے کہ یہ الہامی الفاظ ومعانی کے ساتھ منقول ہے، فرشتے نے اسے بلفظہ، نظم و ترتیب کے ساتھ پہنچایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اسی طرح امت کے حوالے کر دیا ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں کمی واقع ہوئی، نہ معانی میں کوئی فساد پیدا ہوا نہ ہی اس کی ترتیب میں تغیر رونما ہوا یہاں تک کہ یہ ہر خامی اور تبدیلی سے محفوظ ہو گیا تمام زمانوں میں اس کی یہ محفوظ صورت برقرار رہی، ہر زمانے میں یہ نوک زبان رہا، مقامات کی دوری سے اس میں کوئی خلل آیا نہ زبانوں کے اختلاف کے باعث کوئی تغیر پیدا ہوا، جبکہ دیگر آسمانی کتابوں کے معانی کی حفاظت پر اقتصار کیا گیا حالانکہ ان کے الفاظ میں تبدیلی واقع ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ نے تورات کے معانی موسیٰ علیہ السلام کی طرف القاء فرمائے تو انہوں نے اپنی زبان میں ان معانی کی تعبیر بیان کی اور انجیل وہ کلام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے حوالے سے خود بیان کیا تو ان کے شاگردوں نے اپنے الفاظ میں اسے جمع کر کے ایک کتاب بنالیا۔ زبور ان دعاؤں حمدوں تسبیحوں کا مجموعہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اگرچہ ان کتابوں کے مطالب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مگر ان کے الفاظ نظم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم، الفاظ معانی اور ترتیب آسمانی کے ساتھ نازل فرمایا اس سے قرآن کریم دیگر کتابوں سے الگ اور ممتاز ہو جاتا ہے یہ سب امداد الٰہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قرآنی اعجاز کو محفوظ کر دیا، نیز اپنے رسول کی مدد فرمائی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الحجر آیت 9

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝

ترجمہ۔ ''بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں''۔

(11) متغائر معانی

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی گیارہویں وجہ مختلف سورتوں میں اس کے مختلف والگ معانی کا قرب واجتماع ہے۔اس طرح یہ معانی وعدے وعید کی طرف، ترغیب سے ترہیب کی طرف، ماضی سے مستقبل کی طرف، قصص سے امثال کی طرف اور حکم سے جدل کی طرف نکلتے ہیں مگر کوئی ثقالت وتنافر پیدا نہیں ہوتا، جبکہ دیگر کلاموں میں ثقالت و تنافر پیدا ہو جاتا ہے جن کے معانی میں باہم قرب ومجانست اور ربط نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ دوسری الہامی کتابوں میں ہر نوع کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے تورات پانچ اسفار (سفر) پر منقسم ہے۔

سفر اوّل۔۔۔۔۔پیدائش

سفر دوم۔۔۔۔۔خروج (بنی اسرائیل کا مصر سے خروج)

سفر سوم۔۔۔۔۔احبار

سفر چہارم۔۔۔۔۔گنتی

سفر پنجم۔۔۔۔۔تجدید اور اختلاف معانی کو موجب فضیلت ٹھہرانا۔

یہودیوں کے نزدیک وہ دس احکامات زیادہ فضیلت کے حامل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تورات میں موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب فرمایا ہے۔وہ صرف انہیں کلمات سے قسم کھاتے ہیں دوسرے کلمات سے نہیں۔انجیل کے چار صحیفے افضل ہیں جو مسیح علیہ السلام کے چار شاگردوں کی طرف منسوب ہیں اور وہی عبادت اور مذہبی تہواروں میں قرأت کے ساتھ مخصوص ہیں۔

زبور کا وہ حصہ افضل ہے جس کے انتخاب پر یہودیوں اور عیسائیوں کا اتفاق ہے۔

قرآن حکیم جن تغائر معانی پر مشتمل ہے، دو وجہ سے اولیٰ وافضل ہے۔

1- قارئین قرآن کسی ایک حصے کو مخصوص نہیں کرتے کہ دوسرے حصہ کو چھوڑ دیں۔

2- ان معانی کا استیعاب (شروع سے آخر تک) کیا جاتا ہے، جب سارے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو بھر پور فوائد اور عظیم ثواب ہاتھ آتا ہے۔

(12) معجزانہ اسلوب

آیات قرآنی کا طوالت وقصر میں اختلاف اس کے معجزانہ اسلوب سے جدا نہیں ہوتا نہ اس کے اعتدال کلام کو زائل کرتا ہے مگر دیگر کلاموں کے نظم ونثر میں جب ان کے اجزاء ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں تو نظم کا وزن اور نثر کا اعتدال جاتا رہتا ہے، یہ اعجاز قرآن کی دلیل ہے۔

سب سے چھوٹی سورت سورۃ الکوثر ہے مگر قصر کے باوجود وہ چار معانی پر مشتمل ہے۔

1- اخبار نعمت

2- امر عبادت

3- خوشی کی بشارت

4- اور معجزانہ اسلوب

(13) جزالت الفاظ

اعجاز قرآن کی تیرھویں وجہ یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ کبھی عجیب وغریب جزالت (فصاحت) اور انتہائی آسان صورت میں استعمال ہوتے ہیں مگر نہ ان کی جزالت قابل وحشت ہوتی ہے نہ ان کی آسانی باعث عدم توجہ اور جب یہ دونوں (جزالت اور آسانی) اکٹھی ہوتی ہیں تو دلکش ہوتی ہیں۔ یہ کمال انسانی کلام میں نہیں پایا جاتا۔

(14) فصاحتِ قرآن

اس کی کثرت تلاوت سے کسی کی فصاحت میں اضافہ نہیں ہوتا، جبکہ دوسرے کلاموں سے اس کی فصاحت بڑھ جاتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن حکیم بشری طبائع سے خارج ہے وہ ان سے ملتا نہیں، جبکہ دوسرے کلام انسانی طبیعت میں داخل ہوتے ہیں، لہٰذا وہ ان سے ہم آہنگی پیدا کر لیتے ہیں یوں قرآنی اسلوب دونوں حالتوں میں اور دونوں صورتوں میں معجزہ ہے۔

(15) تلاوتِ قرآنِ کریم

تلاوت قرآن حکیم کے پانچ باعث ہیں۔

1- سہولت مخرج 2- بہجت رونق 3- سلامت نظم 4- حسن قبول 5- اس کا قاری اور سامع اس سے اکتاتا نہیں۔

یہ خوبیاں دوسرے کلاموں میں نہیں پائی جاتیں۔

(16) آیاتِ قرآنی

قرآن حکیم کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ اس کی آیات میں کہیں زیادتی کر دی جائے تو وہ زیادت اور اضافہ نمایاں اور علیحدہ نظر آتا ہے اور الفاظ کا تغیر بھدا معلوم ہوتا ہے اگر یہ زیر قدرت ہوتا تو اس زیادتی سے باہم مشابہت پیدا ہو جاتی۔

(17) معارضہ (چیلنج)

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی یہ وجہ قوموں کا اس کے معارضہ سے عاجز آنا ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس کی مثل صرف ایک سورت بنا کر لانے کا چیلنج (معارضہ) دیا مگر تحدّی (چیلنج) کی ناگواری اور عار نے بھی ان میں جنبش پیدا نہ کی۔ وہ ناکامی اور عجز کا صدمہ اٹھا کر بیٹھ رہے حالانکہ انہیں اس کا مقابلہ کرنے کی شدید ضرورت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بے عقل اور احمق ٹھہرایا، ان کے بتوں کو برا بھلا کہا مگر وہ دم سادھے رہے اگر انہیں معارضہ کا راستہ ملتا اور اس پر ان کا بس چلتا تو اسے چھوڑ کر ہرگز کشت وخون کا راستہ انتخاب نہ کرتے۔

ابن قتیبہ مسیلمہ کذاب سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے قرآن کے ساتھ معارضہ کرتے ہوئے کہا:

يَا ضَفْدَعُ نَقِّيْ كَمْ تَنَقِّيْنَ اَعْلاَكَ فِي الْمَاءِ وَاَسْفَلَكَ

فِي الطِّيْنِ لاَ الْمَاءَ تُكْدِرِيْنَ وَلاَ الشَّرَابَ تَمْنَعِيْنَ

ترجمہ۔ ”اے مینڈک! اپنے آپ کو صاف رکھ جیسے پہلے تو رکھا کرتی ہے تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ مٹی میں ہے نہ تو پانی کو گدلا کرتی ہے اور نہ تو پانی پینے سے روکتی ہے“

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیہودہ کلام سنا تو فرمایا: کہ یہ کلام اللہ کی بارگاہ سے صادر نہیں ہوا۔

اسود عنسی کے بارے میں روایت ہے کہ اس نے کہا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِالْحُبْلٰى اَخْرَجَ مِنْ بَطْنِهَا

نَسَمَةً تَسْعٰى مِنْ بَيْنِ شَرِّ اَسِيْفٍ وَحُشِيّ

ترجمہ۔ ”کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے حاملہ عورت سے کیا کیا، اس نے اس کے پیٹ سے ایک ذی روح پیدا کیا، ایک گندے مقام اوجھ سے“

ایک اور آدمی سے منقول ہے کہ اس نے کہا:

اَلْفِيْلُ لَهُ ذَنَب“ وَثِيْل“ وَمُشْفِرِ طَوِيْلٍ وَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خُلُقِ رَبِّنَا لَقَلِيْل“

ترجمہ۔ ہاتھی کی دم چھوٹی ہے اور سونڈ لمبی ایسی چیزیں ہمارے پروردگار کی مخلوق میں بہت کم ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نضر بن حارث جو کہ قریش کے فصحاء میں سے تھا، سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے قرآن کا معارضہ کرتے ہوئے کہا:

وَالزّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًاوَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا فَالْخَابِزَاتِ خَبْزًا فَاللاَّقِمَاتِ لَقْمًا

ترجمہ۔ قسم ہے کھیتی بونے والیوں کی اور کاٹنے والیوں کی پیسنے والیوں کی گوندھنے والیوں کی روٹی بنانے والیوں کی اور لقمے بنانے والیوں کی

ایک اور شخص نے یوں کہا:

اَفْلَحَ مَنْ هَيَمَ فِيْ صَلاَتِهٖ ، وَاَطْعَمَ الْمِسْكِيْنَ مِنْ مَّخلاَتِهٖ، وَاَخْرَجَ الْوَاجِبَ مِنْ زَكَاتِهٖ

ترجمہ۔ فلاح پا گیا وہ شخص جو اپنی نماز میں وارفتہ ہو گیا اور محتاج ہونے کے باوجود مسکین کو کھانا کھلایا اور اپنی زکوٰۃ کا فرض حصہ نکالا۔

سورہ نجم کے ساتھ معارضہ کرتے ہوئے ایک آدمی نے کہا:

وَالنَّجْمِ اِذَا سَمَاء وَ الْبَحْرِ اِذَا طَمَأَ مَازَغَ مُنْذِرُكُمْ وَمَا طَغٰى ' وَمَا كَذَبَ وَمَا غَوٰى ' فِيْمَا نَطَقَ بِهٖ وَمَارَوٰى

ترجمہ۔ قسم ہے ستارے کی جب بلند ہو اور سمندر کی جب لبالب بھرا ہو تمہارا ڈرانے والا نہ کج رو ہوا نہ سرکش نہ اس نے جھوٹ بولا نہ گمراہی اختیار کی اپنی گفتگو میں اور روایت میں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی بے ہودہ گو کے بارے میں ارشاد فرمایا: سورۃ الانعام آیت 93

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾

ترجمہ۔ ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی۔ اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں جیسا اللہ نے اتارا اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبّر کرتے۔''

(18) افضل و اعلیٰ کلام

کلام کے تین درجے ہیں۔

1- منثور۔۔۔۔۔ یہ کلام مخلوق کے بس میں ہے۔

2- نظم۔۔۔۔۔ یہ نثر سے افضل ہے جس پر ایک گروہ قادر ہوتا ہے، مگر دوسرا اس سے عاجز رہتا ہے۔

3- قرآن حکیم۔۔۔۔۔ یہ تمام اقسام کلام سے افضل و اعلیٰ ہے اور دونوں گروہوں کی بساط سے باہر ہے۔

(19) زبانوں پر اجرا

قرآن حکیم کا تمام زبانوں پر یہاں تک کہ غیر عرب عجمیوں اور توتلوں کی زبانوں پر جاری ہونا ایک معجزہ ہے کوئی اور کتب اس کی مانند آسانی سے حفظ نہیں ہوسکتی اور نہ اتنی روانی سے زبانوں پر جاری ہوسکتی ہے یہ ایک ربانی خصوصیت ہے جس نے اسے دیگر کتابوں پر فضیلت بخشی ہے۔

(20) فصاحت واسلوبِ بیان

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''قرآن کے اعجاز کی وجہ اس کی فصاحت، اسلوب بیان کی ندرت اور اس کا تمام عیوب کلام سے سالم وپاک ہونا ہے۔''

امام زملکانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ

''قرآن حکیم کا اعجاز ایک خاص ترتیب وتالیف کی طرف راجع ہے، نہ کہ مطلق تالیف کے باعث ہے، وہ خاص ترتیب وتالیف یہ ہے کہ اس کے مفردات ترکیب ووزن کے لحاظ سے مساوی ہیں اور اس کے مرکبات معنی کے اعتبار سے بلند ترین درجہ رکھتے ہیں اس طرح کہ ہر ایک فن کا اظہار بلند ترین مرتبہ پر ہوا ہے''۔

(21) قرآنِ کریم کلام اللہ

ابن عطیہ کا بیان ہے ''صحیح نکتہ نگاہ وہی ہے جس کو جمہور اور ماہر علمائے کرام وجہ اعجاز قرار دیتے ہیں یعنی قرآن حکیم اپنے نظم عبارت، صحت معانی اور پے در پے فصاحت الفاظ کے باعث معجز ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء اور ہر قسم کے کلام پر محیط ہے پس جب قرآنی الفاظ کی ترتیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے احاطہ علمی کے ساتھ ہوئی کہ کونسا لفظ کس لفظ کے بعد آنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ایک معنی کے بعد دوسرے معنی کی وضاحت کرتا ہے پھر قرآن پاک کی اول سے آخر تک یونہی ترتیب ہوئی قرآن حکیم کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کی عبارت سے کوئی لفظ نکال دیا جائے پھر زبان عرب کو چھان مارا جائے اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں ملے گا۔ ہمیں قرآن حکیم کے اکثر حصوں میں براعت اور حسن عبارت نظر آتا ہے مگر بعض مواقع پر اس کے حسین گوشے ہماری نظروں سے اوجھل رہتے ہیں، کیونکہ ہم اس زمانے کے اہل عرب زباندانوں سے ذوق سلیم اور جودت طبع میں بہت کم ہیں۔

قرآن کے ذریعے دنیائے عرب پر حجت اس لئے قائم ہوئی کہ وہ لوگ ارباب فصاحت وبلاغت تھے اور ان کی طرف سے معارضہ کا گمان بھی تھا۔ اقامت حجت کا یہ وہی انداز ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جادوگروں پر اور عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ طبیبوں پر حجت قاطع بن گیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عام طور پر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو ان کے زمانے کے بہترین امر قرار دیئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو مرتبہ کمال پر پہنچا ہوا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام

کے عہد میں فن طب اپنی بلندیوں کو چھو رہا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں فصاحت لسانی عروج پر تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو وہ باکمال معجزہ دیا ہے جس نے اس عہد کے بے نظیر فن کا طلسم توڑ دیا۔

(22) بلاغتِ قرآن

حازم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب منہاج البلغاء میں لکھتے ہیں۔

''قرآن کی وجہ اعجاز یہ ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت ہر مقام پر برقرار رہی ہے کہیں بھی اس کا سلسلہ ٹوٹتا نظر نہیں آتا۔

(23) قرآن ترتیب کلام الٰہی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سورۃ حم السجدہ آیت 42,41

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ لَمَّا
جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾

ترجمہ۔ ''بیشک جو ذکر سے منکر ہوئے جب وہ ان کے پاس آیا ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ۔ بے شک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔ اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔''

یہ اس بات کی تنبیہ ہے کہ قرآن حکیم کی تالیف و ترتیب انسانی کلام کی ترتیب پر نہیں ہوئی،

(24) اوامر و نواہی کا وجوب

توحید باری تعالیٰ، صفات میں پاکیزگی، اطاعت الٰہی کی دعوت، اس کی عبادت کے طریقوں کا بیان، حلال، حرام، ممنوع اور مباح کی وضاحت، وعظ و نصیحت، نیکی کا حکم، برائی سے ممانعت، محاسن اخلاق کی طرف رہنمائی اور بری باتوں سے زجر و توبیخ، یہ تمام امور اس میں موجود ہیں اور ان کے علاوہ بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر چیز اپنے موقع و محل میں ہے جس سے اور کوئی چیز بہتر متصور نہیں نہ کوئی عقلی صورت اس سے زیادہ سزاوار نظر آتی ہے، اس میں گذشتہ زمانوں کے واقعات، سابقہ امتوں کے عبرت انگیز حالات اور آئندہ زمانوں کی پیشین گوئیاں جمع ہیں، نیز دلیل و مدلول علیہ کو یکجا ذکر کیا گیا، تاکہ دعوت میں زیادہ تاکید پیدا ہو اور امر و نہی کے وجوب کی پھر اطلاع ہو۔

(25) قرآن رعب وہیبتِ الٰہی

قرآن حکیم کا اثر دلوں اور طبیعتوں پر بہت زیادہ پڑتا ہے قرآن کے علاوہ کسی منظوم و منثور کلام کو نہیں سنو گے

جو کانوں میں پڑے تو کان اس کی طرف انتہائی متوجہ ہو جائیں اور دل میں لذت وحلاوت پیدا ہو اور کبھی دل میں رعب وہیبت طاری ہو جائے قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ سورۃ الحشر آیت 21

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ۔ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے تو دیکھتا جھکا ہوا، پاش پاش ہوتا، اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

اور دوسری جگہ پر یوں ارشاد فرمایا: سورۃ الزمر آیت 23

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ۔ ''اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں''۔

(26) قرآن سامعین کے دلوں پر طاری

قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کا پڑھنے والا قرأت سے تھکتا نہیں اور سننے والے پر اس کا سننا گراں نہیں گزرتا اگرچہ اسے بتکرار تلاوت کیا جائے۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ برہان میں فرماتے ہیں کہ:۔

''محققین رحمہما اللہ کے نزدیک اعجاز قرآن کا وجود مذکورہ بالا تمام امور کی وجہ سے ہے نہ کہ علیحدہ ہر ایک وجہ سے، کیونکہ قرآن حکیم میں یہ سب باتیں جمع ہیں، اس لئے اعجاز کو ان میں سے کسی ایک بات سے مخصوص کرنے کے کوئی معنی نہیں حالانکہ قرآن حکیم ان باتوں کا جامع ہے بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے جن کا پہلے ذکر نہیں ہوا''

''ان میں سے ایک رعب ہے جو سامعین کے دلوں پر طاری ہو جاتا ہے خواہ سننے والے قرآن کو مانتے ہوں یا اس کے منکر ہوں''

''دوسری بات یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ سے سننے والوں کے لئے جاذب اور تر وتازہ ہے اور پڑھنے والوں کے

لئے لطف اندوز اور کیف آور ہے"

"تیسری بات یہ ہے کہ قرآن حکیم جزالت (اختصار) اور شیرینی کی دو ایسی صفتوں کا جامع ہے جو باہم متضاد امور کی طرح ہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب بنا کر دیگر پہلی کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے بلکہ کبھی وضاحت طلب باتوں میں اسی کی طرف رجوع کی ضرورت پیش آتی ہے"
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ النمل آیت 76

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

ترجمہ۔ "بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں"

(27) اعجاز قرآن کی چار مختصر اقسام

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔
"قرآن حکیم بہ کثرت وجوہ اعجاز پر مشتمل ہے مگر ضبط انواع کے لحاظ سے انہیں چار اقسام پر تقسیم کیا جاتا ہے"

قسم اول:

"اعجاز قرآن کی پہلی قسم اس کا حسن تالیف، کلمات کا باہم التیام و ربط، اس کی فصاحت، اس کے وجوہ اعجاز اور اس کی وہ بلاغت ہے جو اہل عرب کے لئے خارق عادت ہے حالانکہ وہ زبردست زبان دان اور میدان کلام کے شہسوار تھے، جنہیں بلاغت وحکمت سے وہ خصوصی کمال ملا تھا جو دیگر اقوام عالم کے حصہ میں نہ آیا"

قسم دوم:

"اعجاز قرآن کی دوسری قسم قرآن کا نظم عجیب اور اسلوب اعلیٰ وارفع ہے جو کہ کلام عرب کے اسالیب سے قطعاً مختلف ہے اس قسم میں قرآن کا وہ انداز بھی شامل ہے جس میں آیات کے مقاطع اور کلمات کے فواصل کی انتہاء ہوتی ہے یہ انداز کلام نہ تو قرآن سے قبل پایا گیا نہ اس کے نزول کے بعد اسکی نظیر ملتی ہے پھر ان انواع میں سے ایجاز و بلاغت اور اس کا مخصوص انوکھا اسلوب بالتحقیق ایک ایسی نوع اعجاز ہے کہ اہل عرب کو ان میں سے کسی ایک کی نظیر لانے پر بھی قدرت نہ ہوئی، کیونکہ یہ ان کی قدرت سے باہر اور ان کی فصاحت وکلام سے منفرد و متغائر تھی، اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے اس شخص کے جو اعجاز کو بلاغت اور اسلوب کا مجموعہ قرار دیتا ہے"

قسم سوم:

"اعجاز قرآن کی تیسری قسم اس کی آئندہ کی غیبی خبریں ہیں جو وقوع سے پہلے صادر ہوئیں اور پھر ان کا وقوع

ان پیشین گوئیوں کے مطابق ہوا"

قسم چہارم:

"قرآن کا گذشتہ زمانوں، تباہ شدہ اُمتوں اور مٹی ہوئی شریعتوں کے ایسے تاریخی حالات بیان کرنا جن میں سے کوئی قصہ بجز معدودے چند کتابی علماء کے جنہوں نے ساری عمر اس فن کے سیکھنے میں صرف کی اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کو جیسا کہ وہ حقیقت میں تھا، بیان فرما دیا حالانکہ آپ علیہ السلام اُمی (ناخواندہ) تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے"

الغرض! قرآنی اعجاز کی یہ چار وجوہ بالکل واضح اور صریح ہیں کہ ان کے بارے میں قطعاً کوئی نزاع نہیں ان کے علاوہ وجوہ اعجاز میں وہ آیات بھی شمار ہوتی ہیں جو بعض معاملات میں کسی قوم کو عاجز کرنے کے بارے میں آئی ہیں اور انہیں صاف بتا دیا کہ وہ یہ کام ہرگز نہ کرسکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اس کام کے کرنے پر قادر نہ ہوئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا: سورۃ البقرآیت 94-95

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾

ترجمہ۔ "تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز کبھی اسکی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو"۔

فی الواقع یہودیوں میں سے کسی نے بھی موت کی تمنا نہ کی، یہ صورت اعجاز بھی دراصل مذکورہ بالا چوتھی وجہ میں داخل ہے۔

قرآن کی ایک وجہ اعجاز اس کا وہ رعب ہے جو سامعین کے دلوں کو اس کے سننے کے وقت لاحق ہوتا ہے اور وہ ہیبت ہے جو کہ قرأت کے وقت سامعین کے دلوں پر چھا جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک جماعت نے کلام الٰہی کی آیات سن کر اسلام قبول کر لیا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ "انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ الطور آیت 35

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ:۔ "کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں"

پر پہنچے اور اس کو (سورۃ طور آیت 37) ''الْمُصَيْطِرُوْن'' تک تلاوت فرمایا: تو اس وقت میرے دل کی یہ حالت تھی گویا وہ میرے سینہ سے نکل پڑے گا''

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''یہ پہلا موقع تھا، کہ اسلام کی خوبی میرے دل میں راسخ ہوگئی'' ایسے ہی لوگوں کی ایک جماعت نے قرآن کی آیات سن کر اپنی جانیں جاں آفریں کے سپرد کر دیں جن کے حالات میں علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں۔

قرآن حکیم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اس کا تا قیامت باقی رہنا بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

قرآن کی ایک وجہ اعجاز یہ بھی ہے کہ اس کی تلاوت کرنے والا اس کی قرأت سے ملول نہیں ہوتا اور نہ سننے والے کا دل اس کے سننے سے تنگ ہوتا ہے بلکہ اس کی تلاوت میں منہمک رہنا اس کی حلاوت میں اضافہ کرتا ہے اور اس کو بار بار پڑھنا اس کی محبت کو بڑھاتا ہے حالانکہ قرآن کے علاوہ دوسرا کلام دہرایا جائے تو اس کا سننا ناگوار ہو جاتا ہے اور اس کی تکرار سے ملامت پیدا ہو جاتی ہے۔اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا کہ ''وہ باوجود کثرت سے تکرار کرنے کے پرانا نہیں ہوتا''

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ قرآن کے اندر اس قدر علوم اور معارف جمع کر دیئے گئے ہیں جتنے نہ تو کسی کتاب میں جمع کئے گئے ہیں اور نہ ان سب کا جان لینا کسی آدمی کے بس کی بات ہے پھر قرآن میں ان علوم کو بہت تھوڑے حروف میں جمع کر دیا گیا ہے یہ وجہ قرآن کی بلاغت میں شامل ہے اس لئے اس کو اعجاز قرآن کا ایک جداگانہ فن شمار کرنا ضروری نہیں اور اس سے قبل جس وجہ اعجاز کا ذکر کیا گیا اس کا شمار قرآن کے خواص اور فضائل میں ہونا چاہئے نہ کہ اس کے اعجاز میں، کیونکہ اعجاز قرآن کی حقیقت وہی وجوہ چہارگانہ ہیں، لہٰذا انہیں پر اعتماد کرنا چاہئے۔

قرآن کریم میں ذکر دعا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم فرقان مجید میں جا بجا دعا کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا'' (سورۃ المومن آیت 60) نیز فرمایا کہ ''اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں''

(سورۃ البقرآیت) 186 نیز مندرجہ ذیل آیت قرآنی میں دعا کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا گیا ہے:۔

1. سورۃ البقرآیت 186
2. سورۃ الانعام آیت 52
3. سورۃ الانعام آیت 63
4. سورۃ الاعراف آیت 29
5. سورۃ الاعراف آیات 55،56
6. سورۃ الاعراف آیت 180
7. سورۃ بنی اسرائیل آیت 110
8. سورۃ الفرقان آیت 77

9. سورۃ النمل آیت 62
10. سورۃ المومن آیت 20
11. سورۃ المومن آیت 60
12. سورۃ المومن آیت 65

ماخذِ کُتب

1- تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2- تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3- تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
4- تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5- تفسیر ابراہیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراہیم بن معقل النسفی المتوفی (295ھ)
6- تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی (المتوفی 305ھ)
7- تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ)
8- تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبانؒ (المتوفی 369ھ)
9- تفسیر بغوی۔ علامہ بغویؒ (المتوفی 516ھ)
10- تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہؒ (المتوفی 410ھ)
11- فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ (المتوفی 638ھ)
12- طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعدؒ (168ھ۔230ھ)
13- بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (194ھ۔256ھ)
14- صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج رحمتہ اللہ علیہ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
15- سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہؒ (209ھ۔273ھ)
16- سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی (202ھ۔275ھ)
17- البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
18- سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
19- سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبی رحمتہ اللہ علیہ (975-1044ھ)
20- شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانیؒ (المتوفی 1172ھ)
21- کتاب شفا۔ قاضی عیاض مالکیؒ (المتوفی 544ھ)
22- خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی 911ھ)
23- جذب القلوب۔ علامہ بدالدین عینیؒ (المتوفی 855ھ)
24- دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقیؒ (المتوفی 458ھ)

ک

کتبِ سماویہ میں
حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: سورۃ الاعراف آیت 157

اَلَّذِيْنَ
يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ
عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ
اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ:۔ ''جو لوگ ایسے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں، جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور (قرآن کریم) کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے''

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد پارہ چھبیس 26 میں اس طرح ہے: سورۃ الفتح آیت 29

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ٻ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

ترجمہ:۔ ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ساتھی اور اَصحاب ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (مہربان) ہیں۔تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ اُن کے اَوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوگئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مِلا تو میں نے ان سے کہا کہ، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا، ہاں! خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے: ''اَے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شاہد، مبشّر، نذیر اور اُمّیوں کا پناہ گاہ کرکے رسول بنایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے بندے اور رسول ہیں۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام المتوکّل رکھا۔نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ دُرشت خو۔نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے ہیں۔بلکہ عفو و درگزر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خصلت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کجرَو سیدھے نہ ہوجائیں اور وہ لاَ اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ نہ کہہ لیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان، اور دِلوں کے پَردے کھولے گا۔صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم''۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بہ طریق محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن سلام اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہجرتِ مکّہ کی خبر کو سُنا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت کو آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا:

''اے ابن سلام تم اہلِ مدینہ کے عالم ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ہاں''۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

''میں تمہیں اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب (توریت) میں پاتے ہو؟''

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''اَے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ اپنے رَب کا نسب بیان کیجیے!''

یہ سُن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ارتعاش کی کیفیت طاری ہوگئی۔ عین اسی وقت، حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر وحی سُنائی: سورۃ اخلاص آیات 1 تا 4

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: ''اَے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! کہہ دیجئے۔ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اُس کی کوئی اُولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ''دِل نشین و دِل کُشا'' کلام سُن کر عرض کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔ اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب (توریت) میں یہ پڑھا ہے کہ'' اَے نبی! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شاہد، مبشّر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام متوکل رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ سخت مزاج، دُرشت خو اور بد گو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلّانے والے ہیں، اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رُوح مبارک کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ بداخلاق لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں، اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ نہ کہنے لگیں'' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دِلوں کے پردے کھولے گا۔''

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بہ روایت ابی فروہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعریف توریت میں کس طرح پائی؟ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔ ہم نے توریت میں پڑھا ہے کہ: محمد بن عبداللہ (علیہ السلام) مکّہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیّبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور اُن کا ملک شام ہوگا۔ نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیں گے، بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ اُن کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اِس طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدانِ جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ اُن اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سُنی جائے گی۔

زبیر بن بکار نے ''اخبار مدینہ'' میں، اور ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری علامات اور اَوصاف میں (سابقہ کُتُبِ سماوی)، میں بیان ہوا ہے کہ:

''احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم متوکل ہیں اُن کی جائے ولادت مکّہ اور اُن کا مقامِ ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بد خلق

اور سخت مزاج ہیں اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے بلکہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں۔اُن کی اُمّت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاءِ جسمانی پر وضو کریں گے۔اور ان کے سینوں میں کتابِ الٰہی ہوگی، وہ نمازوں کے لئے اِس طرح صف باندھیں گے جس طرح میدانِ جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں۔اور اُن کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا۔راتوں میں عبادتیں کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل (اللہ کے دین کے سپاہی)، جنگ کریں گے۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔''حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اُسے پڑھا تو اِس امت کا تذکرہ اس میں پایا، انہوں نے عرض کیا۔اَے رب! میں توریت کی تختیوں میں اِس امّت کا ذکر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر اُن کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا۔تُو ایسے لوگوں کو میری امّت میں شامل فرما دے۔حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وہ امّت تو احمدِ مجتبٰے نبی آخرالزّماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمان بردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تُو اُسے میری امّت بنا دے۔ربّ عظیم نے فرمایا وہ امّت تو احمدِ مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السام نے پھر عرض کیا۔اے پروردگارِ عالم! میں نے اُن اَلواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتابِ الٰہی ہے جس کو وہ پڑھیں گے تو اظہار ہوگا، تُو اس امت کو میری امت بنا دے۔حق تعالیٰ نے پھر فرمایا وہ امّت تو احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اَے پروردگارِ کائنات! میں نے اُن الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی، تو اس امت کو میری امت بنا دے۔حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ امت تو احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدَقات کے نفے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر وثواب بھی دیا جائے گا، تو اس کو میری امّت بنا دے حق تعالیٰ نے فرمایا وہ امّت احمدِ مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اَے رب! میں نے اُن الواح میں دیکھا ہے کہ اس امّت کا کوئی شخص اگر نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اسکے لئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی، تو اُس امّت کو میری امّت بنا دے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امّت تو احمدِ مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اَے رَبِّ قدیر! میں نے الواحِ مقدّسہ میں دیکھا ہے کہ جب اُس امّت میں سے کوئی شخص بدی کرنے کا ارادہ کرے اور پھر خوفِ خداوندی سے باز رہے تو کچھ نہ لکھا جائے گا، اور اگر ارتکاب کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی، تو اس امّت کو میری امّت بنا دے۔فرمایا احمدِ مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہی وہ تو امّت ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے رب! میں نے ان الواح میں تحریر پایا ہے کہ وہ امّت علمِ اوّلین و آخرین کی وارث ہوگی اور گم راہ پیشواؤں اور مسیح دجّال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امّت بنا دے۔ارشاد فرمایا وہ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے مہربان پروردگار پھر تو تو مجھے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امّت میں شامل فرمادے۔اِس کے جواب میں اُن کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں، اور حق تعالیٰ نے فرمایا: سورۃ الاعراف آیت 144

قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ٘ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ

ترجمہ:۔ ''فرمایا اَے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں کے لئے چُن لیا۔تو جو کچھ میں تم کو عطا فرما رہا ہوں اُسے لو! اور شکر گزاروں میں ہو جاؤ۔''

اِس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ''اَے رَب! میں راضی ہو گیا''

کھجور

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں قریش کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لئے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ قیادت بھیجا اور زادِ راہ کے لئے ایک بوری کھجوروں کی عطا فرمائی۔ان کھجوروں کے علاوہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم کو ایک ایک کھجور عطا کرتے تھے جسے ہم چوس کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے، یہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہو رہتی، پھر سمندر نے ایک بہت بڑی جسامت کا جانور جسے عنبر کا نام دیا جاتا ہے، باہر پھینک دیا، ہم نے اس جانور یعنی مچھلی کے گوشت پر ایک ماہ گزارا کیا، یہاں تک کہ ہم اس کے گوشت کی وجہ سے موٹاپے کا شکار ہو گئے۔(مسلم)

محدثین کرام کی روایت ہے کہ یہ فوجی دستہ تین سو سپاہیوں پر مشتمل تھا۔یہ جانور اتنی بڑی جسامت کا تھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستے کے دراز قد شخص کو بڑے اونٹ پر سوار کر کے اس کی ایک پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ بآسانی گزر گیا۔

کھجوروں میں برکت

حافظ ابن عساکر نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''میں سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔غزوۂ تبوک میں ایک رات کسی ضرورت کے لئے چند لمحوں کیلئے چلا گیا واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''کہاں تھا''۔میں نے عرض کیا تو اتنے میں جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آ گئے۔ہم تینوں بھوکے تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانے کیلئے کچھ طلب فرمایا۔ مگر نہ ملا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تیرے پاس کچھ ہے''۔ اس نے تھیلی سے تلاش کر کے سات کھجوریں نکالیں اور ایک برتن میں رکھ دیں۔ آپ علیہ السلام نے اس پر دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا اور فرمایا ''بسم اللہ کیجئے''۔ میں کھاتا جاتا تھا اور گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا جاتا تھا۔ میں نے 54 کھجوریں کھائیں اور میرے ساتھیوں نے پچاس پچاس کھجوریں کھائیں۔ ہم خوب سیر ہو چکے تو کھجوریں بدستور سات تھیں۔۔ آپ علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ''اسے تھیلی میں رکھ لو''۔ دوسرے دن پھر برتن میں رکھ کر فرمایا ''کھاؤ''۔ دس اشخاص نے خوب سیر ہو کر کھائیں اور کھجوریں بدستور اسی طرح ہی تھیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ سے شرمسار نہ ہوتا تو مدینہ میں واپسی تک انہی سے کھاتے رہتے''۔ چنانچہ جب آپ علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک لڑکے کو عنایت فرمادیں وہ چباتا ہوا چلا گیا''۔

ماخذِ کُتب

1۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 295ھ)

2۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 327ھ)

3۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 410ھ)

4۔ انجیل شریف

5۔ تورات شریف

6۔ اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ)

7۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 638ھ)

8۔ ہدایۃ الرسول فی تفصیل الرسول۔ علامہ عزّ الدین بن عبدالسلام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 660ھ)

9۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ حضرت محی الدین یحییٰ النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ)

10۔ شرح شفاء۔ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1016ھ)

11۔ اھل الاسلام والایمان۔ علامہ شیخ علی نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ)

12۔ شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1172ھ)

13۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 516ھ)

14۔ کتاب مکہ والحرم۔ عبید بن شریہ رحمۃ اللہ علیہ (110ھ-209ھ)

15۔ وفاء الوفاء۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 991ھ)

16۔ معجم البلدان۔ علامہ شہاب الدین ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 626ھ)

17۔ تاریخ ابن خلدون۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (732ھ۔808ھ)
18۔ تاج العروس۔ حضرت علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 791ھ)
19۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)
20۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

گ

گستاخوں کو سزا اور دشمنوں کے شر سے حفاظت

گستاخی کی سزا

مسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ'' اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس کے سیدھے ہاتھ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ یہ بات اس نے بے باکی اور بیہودگی سے کہی تھی اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے اثر سے یہ حال ہوا کہ اس کا سیدھا ہاتھ بے کار ہو گیا منہ تک اٹھانے سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔

کسریٰ فارس کی حکومت کا خاتمہ

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فارس کے بادشاہ کسریٰ پرویز کے پاس اسلام کی طرف بلانے کا خط بھیجا۔ کسریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو پھاڑ ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر دعا فرمائی کہ ''اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردے'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کے اثر سے فارس کی حکومت مٹ گئی اور اس وقت سے اب تک مجوسیوں کی کوئی حکومت دنیا میں کہیں قائم نہ ہو سکی۔

مختصر واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے بادشاہوں کو خطوط ارسال فرمائے تھے نوشیرواں عادل کے پوتے کسریٰ پرویز کو بھی ایک خط بھیجا جس میں ''بسم اللہ'' کے بعد یوں لکھا تھا کہ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس یہ خط بھیجا جا رہا ہے۔ من محمد رسول اللہ الیٰ کسری و عظیم فارس'' کسریٰ نے تکبر سے کہا کہ ''میرا نام اپنے نام کے پیچھے کیوں لکھا ہے'' اور مکتوب مبارک چاک کر دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا سے یہ حکومت جو صدیوں سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ چلی آ رہی تھی بالکل پامال ہو گئی اسی زمانے میں نصاریٰ کی حکومت کے بادشاہ ہرقل کو بھی آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط لکھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب مبارک کی عزت کی جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اسکی قوم کی سلطنت برابر باقی رہی۔

باران رحمت کا نزول

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم مضر پر بددعا فرمائی کہ ''اے اللہ! اس قوم پر ایسا قحط نازل فرما جیسا یوسف علیہ السلام کے وقت پڑا تھا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان پر بڑا سخت قحط پڑا قریب تھا کہ پوری قوم اور ان کے تمام مویشی تباہ ہو جائیں۔ پریشان ہو کر لوگ ہڈی اور خون کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ناچار ابوسفیان یا کعب بن مروہ نے رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشتہ داروں سے سلوک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ (علیہ السلام) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا فرمایئے کہ بارش ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ''جلد ایسی نفع بخش بارش برسا کہ چراگاہ شاداب ہو جائے'' چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر ہی زور کی بارش ہو گئی۔

بددعا

بیہقی، حاکم اور ابن اسحاق رحمہما اللہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتیبہ پر بددعا فرمائی کہ ''اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما دے''۔ چنانچہ عتیبہ کو شیر نے ہلاک کر دیا۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں واقعہ کی تفصیل یہ تحریر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب قرآن کی سورۃ تَبَّتۡ یَدَ اَبِی لَھَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب نے اور اس کی بیوی حمالۃ الحطب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

چنانچہ عتیبہ نے اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا کر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں کہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ سَلِّطۡ عَلَیۡهِ کَلۡبًا مِّنۡ کِلَابِکَ.

چنانچہ بددعا کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے ابونوفل کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتیبہ ملک شام کے سفر پر گئے تھے۔ راستہ میں مقام زرقاء پر ایک راہب کی رہائش کے پاس دونوں ٹھہرے، راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کر لینا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عتیبہ پر بددعا کی ہے اس لئے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے چنانچہ سارا سامان اکٹھا کر کے خوب اونچائی پر عتیبہ کو سلایا اور سب اس کے آس پاس نگرانی کے لئے سوئے رات میں ایک شیر آیا اس نے

ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عتیبہ کا سر چبا ڈالا۔ یہ شیر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا پر خدا کی طرف سے آیا تھا اس لئے آس پاس والوں کو چھوڑ کر عتیبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عتیبہ کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا اس لئے اس کے گوشت کو شیر نے بھی نہ کھایا۔ ابولہب کے دوسرے دو بیٹے عتبہ اور معتب بن فتح مکہ کے موقع پر اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ شیر کے گوشت نہ کھانے سے معلوم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام لینا تھا اور بس۔

بددعا

اہل سیر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے انہوں نے آپس میں گفتگو کی کہ کوئی تم میں سے ایسا ہے جو فلاں جگہ سے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ پر رکھ دے؟ یہ سن کر بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی لا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ پر سجدہ کی حالات میں رکھ دی اور آپس میں ہنسنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں پڑے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو یہ گندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھوں سے اتار پھینکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ تمام قریش پر بالعموم اور خاص کر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کی تباہی کے لئے بددعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کارگر ہوئی اور یہ سب ہلاک ہو کر رہے اور اکثر ان میں سے غزوۂ بدر میں مارے گئے اور قتل ہوئے۔

تمسخر

بیہقی کی روایت ہے کہ حکم بن ابی العاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرماتے تو اپنا منہ بنا کر اور نتھنے پُھلا کر اور منہ کو پھڑکا کر منافقوں سے آنکھ کا اشارہ کرتا۔ جس کا مطلب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کا مذاق اڑانا یا اس کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ حرکت دیکھ کر فرمایا کہ ''تو ایسا ہی ہو جا'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرتے دم تک ایسا ہی رہا کہ منہ پھڑکایا کرتا تھا۔

بصارت کام نہ آئی

بیہقی نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب کو جب سورۃ تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَهَبٍ کا مضمون معلوم ہوا تو ایک پتھر لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنے کی غرض سے آئی

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ابولہب کی بیوی قریب پہنچی تو اس کو سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی نظر نہ آیا صرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس کو نظر آئے حالانکہ وہیں آپ علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے مگر خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس کو اندھا کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں، میں نے سنا ہے کہ وہ میری بُرائی بیان کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں ان کو پاتی تو ان کے منہ پر پتھر مارتی۔ یہ کہہ کر نا کام واپس چلی گئی۔

کفار کے شر سے محفوظ

ابونعیم اور طبرانی نے حکم بن ابی العاص سے روایت کی ہے کہ ہم چند کافروں نے آپس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا عہد کیا ترکیب یہ سوچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نکلیں تو بیک وقت حملہ کر دیں۔ چنانچہ ہم ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے گزرے ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ایک بڑی زور کی چیخ سنی۔ ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس چیخ سے مکہ میں کوئی آدمی زندہ نہ بچا ہو گا اور ہم بھی بیہوش ہو کر گر پڑے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام گئے اور نماز پڑھ کر اپنے گھر واپس آ گئے تب تک ہم بے ہوش ہی رہے دوسری رات کو بھی ہم نے یہی ارادہ کیا چنانچہ اس رات بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آڑے آ گئی ہیں اور ہم ان دونوں پہاڑوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچ سکے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز سے کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔

گستاخِ رسول کی سزا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ الانفال آیت 13

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ ۚ وَمَن
يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾

ترجمہ:۔ ”یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، سورۃ التوبہ آیت 12

وَإِن نَّكَثُوٓا أَيْمَانَهُم
مِّنۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِى دِينِكُمْ فَقَٰتِلُوٓا
أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَآ أَيْمَٰنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَنتَهُونَ ﴿١٢﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کرو۔ بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آجائیں''۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے، سورۃ الحشر آیت 3، 4

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۖ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے اُن پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا میں ہی ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے خدا اور رسول کی مخالفت کی''۔

ربّ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: سورۃ الاحزاب آیت 57

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''

اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا: سورۃ التوبہ آیت 61

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ترجمہ:۔ ''اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے''

قرآن کریم میں ایسی آیات کثرت سے موجود ہیں جن سے شاتم رسول کا کفر اور وجوبِ قتل یا ان میں سے ایک ثابت ہوتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایذا رسانی، اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

گستاخ رسول علیہ السلام کی سزا

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف (کتاب المغازی) میں بیان کیا کہ:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا. سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ

قَالَ

فَاذَنْ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ شَیْئًا

قَالَ دُوْنَکُمْ فَقَتَلُوْہُ ثُمَّ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَاَخْبَرُوْہُ.

ترجمہ:۔ ''علی بن عبداللہ، سفیان، عمرو بن دینار سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام سے فرمایا کعب بن اشرف یہودی کا کام کون تمام کرتا ہے (قتل کرتا ہے) (یہ مال دار یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہجو کیا کرتا تھا) اس نے اللہ اور رسول کو بہت ستا رکھا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری (قبیلہ اوس) نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اجازت دیں تو میں اس کام کو سرانجام دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اجازت ہے'' اُنہوں (محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فوراً قتل کر دیا اور پھر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر قتل کعب کی خوشخبری سُنائی۔''

اِسی طرح ایک اور گستاخِ رسول ابو رافع جو کہ خیبر میں قلعہ میں رہتا تھا قتل کیا گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں بخاری شریف میں حدیث بیان فرمائی ہے:۔

حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ رَھْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَتِیْکٍ بَیْتَہٗ لَیْلاً وَّ ھُوَنَآ ئِمٌ'' فَقَتَلَہٗ

ترجمہ:۔ ''اسحاق بن نصر، یحٰیی بن آدم، ابن ابی زائدہ، ابوزائدہ، ابواسحاق حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چار صحابہ کرام کو رافع کی طرف بھیجا ان میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن قیس بن اسود بن مری بن کعب بن غنم بن سلمہ۔ قبیلہ سلمہ) بھی بطور امیر شامل تھے وہ رات کو اس کے گھر میں گھسے وہ سو رہا تھا اور انہوں نے اس کو اسی حالت میں قتل کر دیا۔''

گویا یہ فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ثابت ہے کہ گستاخ رسول علیہ السلام کی سزا قتل ہے اور اس طرح کے کئی واقعات عہدِ رسالت میں ملتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نعلین مبارکہ کو لگنے والی خاک مبارک اور آپ علیہ السلام کے مدینہ منورہ کی مٹی کی بے ادبی کرنے والے کا بھی ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں گستاخانہ ہجو لکھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کون اس عورت سے مجھے نجات دلائے گا۔''

اس قبیلہ خطمہ ہی کے ایک شخص اُٹھے اور عرض "یہ کام میں سرانجام دوں گا۔" آپ علیہ السلام سے اجازت پا کر اُنہوں نے اس بدزبان عورت کو قتل کر دیا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حارث بن سوید بن صامت کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تو بنی عمرو بن عوف کے ابوعفک کا نفاق واضح ہو گیا اس نے حارث کا مرثیہ کہا اور اسلام میں داخل ہونے کی مذمت کی اور اشعار کہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "من بهذا الخبيث" ("میری خاطر اس خبیث کا کون کام تمام کرے گا"۔) تو سالم بن عمیر بکائن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ذمہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو اس کی طرف روانہ فرما دیا اور اس نے ابوعفک کو قتل کر دیا۔

ابوعفک کے قتل کے بعد عصماء بنت مروان زوجہ یزید بن زید خطمی جو اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتی تھی نے ہجویانہ اشعار کہے۔ عصماء بنت مروان کے ہجویانہ اشعار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو علم ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"الا اخذلي من ابنة مروان"

ترجمہ:۔ "کیا کوئی بنت مروان پر میری خاطر گرفت کر سکتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خواہش پر عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا اور اسی رات اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صبح کو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اے عمیر! تو نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے"۔ تو اس نے عرض کیا اس قتل کے بارے میں مجھ سے کچھ باز پرس ہوگی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"لا ينتطح فيها غزان"

ترجمہ:۔ "اس میں دو بھیڑیں بھی نہ لڑیں گی، کچھ نہ ہوگا۔"

چنانچہ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلہ خطمہ میں چلا گیا۔ وہ اس عورت کے قتل کا ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نے اس عورت کو قتل کیا ہے تم سب میرے بارے کچھ تدبیر کر لو اور مہلت نہ دو۔ یہ پہلا دن تھا جس میں قبیلہ خطمہ کے اندر اسلام کا بول بالا ہوا۔ چنانچہ اسلام کی سربلندی کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خود اپنے گستاخوں کے لئے قتل کی سزا کا حکم فرمایا چنانچہ فتح مکہ کے روز گستاخ رسول عبداللہ بن خطل غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا اسے چشمہ آب زم زم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان حسب الحکم نبی علیہ السلام قتل کیا گیا۔

ایک اور گستاخ رسول عقبہ بن ابی معیط کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکماً قتل کروایا۔

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم الحنفی (المتوفی 182ھ بغداد) نے ''کتاب الخراج'' (صفحہ 182) پر تحریر کیا ہے کہ ''جس شخص نے بھی آپ علیہ السلام کو گالی دی آپ علیہ السلام پر کوئی عیب لگایا یا تکذیب کی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر اور واجب القتل ہے۔''

علامہ قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی الشفاء (جلد 2 صفحہ 232) پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی کسی نے توہین کی، مقام میں تقصیر کی، عیب جوئی کی یا گالی دی تو اس کو آگ میں جلا دیا جائے''

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء (جلد 2 صفحہ 284) میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالی گلوچ کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا ''اس شخص کو کون قتل کرے گا۔'' اس کے جواب میں میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ''میں اسے قتل کروں گا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں حکم دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے قتل کر دیا۔

حضرت امام عبدالرزاق اپنی تصنیف ''المصنف'' میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو برا بھلا کہا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے اس دشمن سے کون نپٹے گا''۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں اسے قتل کروں گا۔'' چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے قتل کر دیا۔

امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ذِمّی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالی دیتا ہے تو وہ اہل ایمان کو ایسا دکھ پہنچاتا ہے جو اُن کا خون بہانے سے بھی زیادہ دکھ اور ملال کا باعث ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالی دینے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے غضب وحمیّت کے جذبات بیدار ہوتے ہیں اور اس سے بڑا غضب وغیظ مومن کے دل میں کسی اور چیز سے نہیں بھڑکتا۔ صراطِ مستقیم پر چلنے والا مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی اس قدر غضب ناک ہوسکتا ہے۔ مسلمان چاہتا ہے کہ اہلِ ایمان کے سینہ کو شفا حاصل ہو اور اس کا غم وغُصّہ دور ہو جائے اور یہ مقصد صرف گالی دینے والے کو قتل کرنے سے حاصل ہوتا ہے یہی اولیٰ وافضل ہے۔''

نیز امام ابن تیمیہؒ رقمطراز ہیں کہ '' آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین جب کسی کے بارے میں سنتے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالیاں دیتا اور دکھ پہنچاتا ہے تو اسے قتل کر ڈالتے اگرچہ وہ ان کا قریبی رشتہ دار ہوتا۔ اس معاملے میں آپ علیہ السلام اُن کی تائید کرتے اور اس سے خوش ہوتے بعض اوقات آپ ایسا کرنے والوں کو اللہ اور اُس کے رسول کے ''ناصر'' کا لقب دیتے''۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 728ھ) ''الصارم المسلول'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں دُشنام طرازی ایک عام مومن کو گالی دینے کی طرح نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عام حقوق اور فرائض ومحرّ مات میں عام مومنین کی طرح نہیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ علیہ السلام کی اطاعت ومحبت واجب ہے اور آپ علیہ السلام کی محبت تمام لوگوں سے مقدم ہے نیز یہ اکرام واحترام میں کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سہیم وشریک نہیں ہے آپ علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا واجب ہے اور آپ علیہ السلام کی ان گنت خصوصیات وممیّزات ہیں۔ آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اسکے مومن بندوں کے لئے ایذا کا موجب ہے آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کفر وقتال کا مؤجب ہے جب کہ دوسروں کو گالی دینا صرف گناہ اور معصیت کا آئینہ دار ہے۔

معراج نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

قرآن کریم میں ذکر مبارک

قرآن کریم میں سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 1

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾

ترجمہ:۔ ”پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

اس آیت میں عبد سے مراد بالا جماع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات گرامی ہے۔ اسکی تفصیل اور اس کے عجائبات کی تشریح میں تیس سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے احادیث مروی ہیں۔

امام قسطلانی نے مواہب میں چھبیس (26) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا شمار کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ واقعہ اسراء پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، یہ واقعہ بعثت کے گیارہویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روح وجسد کے ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا، مہینوں کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ربیع الاول، ماہ رمضان، ماہ رجب، زیادہ مشہور ماہ رجب ہے۔ اسی پر لوگوں کا عمل ہے، معراج واسراء کی رات سوموار کی رات تھی جیسا کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دیگر اہم معاملات مثلاً ولادت، ہجرت اور وصال بھی پیر کے دن ہوئے۔

اسراء کی حد بیت المقدس ہے جبکہ معراج النبی کا سفر آسمانوں (سے بھی آگے) تک ہے، تاکہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عجائب ملکوت سے آگاہ ہوں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ بنی اسرائیل آیت 1)

لِنُرِيَهُ مِنْ آيٰتِنَا اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

ترجمہ:۔ ''تاکہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اپنی نشانیاں دکھائیں (ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تو زمان و مکان سے منزہ اور پاک ہے)۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے''

راویان احادیث معراج النبی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسراء کا واقعہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طویل و مختصر روایات میں آیا ہے۔

1۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
2۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
3۔ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
4۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
5۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
6۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
7۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
8۔ شداد بن اوس رضی تعالیٰ عنہ۔
9۔ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
10۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
11۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
12۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
13۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
14۔ ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
15۔ ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
16۔ ابی حیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
17۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
18۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
19۔ عبداللہ بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

20۔ عبدالرحمن بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

21۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

22۔ ابی الحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

23۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

24۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

25۔ ابوسفیان ابن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

26۔ عبدالرحمن بن ابی الیلیٰ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

27۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

28۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

29۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

30۔ ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

31۔ ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترمذی حاکم بہ صحیح، ابونعیم ابن مردویہ اور بزار رحمہما اللہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: شب اسریٰ جبریل امین اس پتھر کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی کے ساتھ اس پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اسکے ساتھ باندھ دیا۔

حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف ومسلم شریف حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''جب مجھے معراج شریف سے مشرف کیا گیا تو قریش نے میری تکذیب کی میں اس وقت مقام حجر میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے منکشف کر کے رکھ دیا اور میں دیکھ دیکھ کر بیت المقدس کی نشانیاں قریش کو بتانے لگا''

حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام مسلم نے ازطریق ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''معراج کی رات میرے پاس براق لایا گیا وہ ایک چوپایہ ہے سفید رنگ کا، دراز قد، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا، اس کا قدم حدنظر پر پڑتا تھا، میں براق پر سوار ہوا اور بیت المقدس میں آیا، براق کو میں نے اس زنجیر سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اس کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد کے

اندر گیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر آیا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا لیکر آئے میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا: آواز آئی کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں، پوچھا گیا ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، تو ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام ہیں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا: اور دعا دی۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کیلئے کہا: پوچھا گیا تم کون ہو؟ کہا: جبریل ہوں۔ سوال ہوا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ پھر پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا۔؟ کہا: ہاں! اسکے بعد ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام سے ہوئی۔ ان دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور وہاں بھی سوال و جواب کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا وہاں یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جنہیں حسن کا ایک حصہ دیا گیا انہوں نے بھی خوش آمدید کہا اور دعائے خیر دی۔ پھر چوتھے آسمان کی طرف میرا عروج ہوا تو ادریس علیہ السلام کو دیکھا، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام ملے اور دعائے خیر کے ساتھ استقبال کیا۔ چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو جبریل علیہ السلام کے مطالبہ پر در آسمان کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ بیت المعمور وہ مقدس مقام ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جنہیں دوبارہ حاضری کی سعادت نہیں ملتی۔ اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ یہ ایک درخت ہے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند اور پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں، پھر اس درخت پر اللہ کے حکم سے ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی تو وہ اتنا خوبصورت ہوگیا کہ مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن و جمال کو بیان نہیں کرسکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو وحی فرمائی تھی وہ نازل فرمائی اور مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں نازل فرمائیں۔ میں وہاں سے اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: آپ علیہ السلام کے پروردگار نے آپ علیہ السلام کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ''پچاس نمازیں'' موسیٰ نے کہا: ''اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور تخفیف کی درخواست کیجئے، آپ علیہ السلام کی امت اس بوجھ کی متحمل نہ ہوگی، میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھ لیا ہے۔'' چنانچہ میں اپنے رب کی طرف واپس گیا اور عرض کیا اے پروردگار! میری امت کے لئے نمازوں میں تخفیف فرما، پس اللہ تعالیٰ نے پانچ کم کردیں۔ میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کردی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ علیہ السلام کی امت اتنی نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی، پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر کمی کی درخواست کیجئے، اسی طرح میں اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب محمد! یہ نمازیں اگر چہ تعداد میں پانچ ہیں مگر ان میں سے ہر نماز دس نمازوں کے برابر ہے اور پانچوں وقت کی نمازیں پچاس نمازوں کے برابر، آپ کی امت میں سے جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اور اس کو عمل میں نہیں لائے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جب اس پر عمل کرے گا تو دس نیکیاں لکھوں گا اور جو برائی کا ارادہ کرے گا مگر بدی کو عمل میں نہ لائے گا تو اس کے لئے کوئی برائی نہ لکھی جائے گی اور اگر بدی کرے گا تو صرف ایک بدی لکھوں گا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں صورت حال کی خبر دی۔ انہوں نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جایئے اور مزید تخفیف کا سوال کیجیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میں کئی بار اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اب مجھے شرم آتی ہے"۔ (مسلم)

امام بخاری اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے از طریق شریک بن عبداللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شب اسراء مسجد کعبہ سے معراج پر لے جایا گیا۔ آپ علیہ السلام اس وقت مسجد الحرام میں سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کون سے ہیں؟ درمیان والے نے کہا: ان میں سے جو بہترین شخص ہیں۔ کہا: اس بہترین شخص کو لے لیجئے، اس رات یہ ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ ایک اور رات وہ اشخاص آئے اس حالت میں کہ آپ علیہ السلام کا دل دیکھتا تھا اور آپ علیہ السلام کی آنکھ سوتی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دل بیدار تھا اور اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی ہیں مگر ان کے دل نہیں سوتے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کو اٹھا کر لے گئے اور بیئر زمزم کے پاس لٹایا پھر جبریل علیہ السلام نے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سینہ اقدس کو (سینہ سے ہنسلی تک چیرا) جب سینہ اطہر اور شکم مبارک سے فارغ ہوئے تو اسے آب زم زم سے دھویا، پھر ایمان وحکمت سے لبریز ایک سنہری طشت لائی گئی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سینہ اطہر میں رکھ دیا گیا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے حلق مبارک کی رگیں اس سے بھر گئیں پھر اسے برابر کر دیا۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آسمان دنیا تک لے گئے اور اس کے ایک دروازہ پر دستک دی۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبریل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پھر سوال کیا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبریل امین نے جواب دیا ہاں ان کو بلایا گیا ہے تو اہل سماء نے آپ علیہ السلام کو مرحبا کہا: آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام سے آپ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی جبریل امین نے عرض کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں سلام دیا حضرت آدم علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے صاحبزادے! خوش آمدید! آپ علیہ السلام بہترین صاحبزادے ہیں، وہاں آسمان دنیا پر آپ علیہ السلام کی نظر دو نہروں پر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا: جبریل یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ دونوں نہریں نیل وفرات کا عنصر ہیں، پھر جبریل امین آپ

علیہ السلام کو آسمان میں لے گئے وہاں آپ علیہ السلام نے ایک ایسی نہر دیکھی کہ اس پر موتی اور زمرد کا ایک محل تھا آپ علیہ السلام نے اس نہر کر چھوا تو خوشبودار مشک تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا: جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل بولے یہ نہر کوثر ہے جو آپ علیہ السلام کے پروردگار نے آپ علیہ السلام کے لئے چھپا کر رکھی ہے۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے پوچھا گیا ''کون ہے؟'' فرمایا: ''جبریل'' کہا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہیں۔ دریافت کیا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں، چنانچہ سب نے آپ علیہ السلام کو مرحبا کہا، پھر یونہی ساتویں آسمان تک ہر آسمان پر یہی سوال و جواب ہوئے۔ ہر آسمان پر انبیائے کرام علیہم السلام تھے جن کے اسماء جبریل امین نے بیان کئے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اوپر لے جایا گیا جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام سدرۃ المنتہی تک جا پہنچے پھر راوی نے نمازوں کی فرضیت اور دیگر مشاہدات کا ذکر کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں اسکے بعد واپسی کے لئے سوار ہوا، دوران سفر قریش کے ایک تجارتی قافلے پر سے گزر ہوا، اونٹوں پر غلہ لدا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک اونٹ پر دو بوریاں لدی تھیں ایک سفید اور دوسری سیاہ جب آپ علیہ السلام اونٹوں کے مقابل ہوئے تو وہ اونٹ بدک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ اونٹ گر پڑا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہاں سے روانہ ہوئے صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس واقعہ کو بیان فرمایا: مشرکین نے یہ سنا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور بولے: کہ اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اپنے ساتھی کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟ وہ یہ بتاتے ہیں کہ میں آج رات ایک مہینہ کی مسافت کے برابر گیا ہوں اور پھر رات کے وقت ہی واپس آ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسا ارشاد فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے ہم تو اس سے کہیں زیادہ دور کی باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تصدیق کرتے ہیں ہم آپ علیہ السلام کی آسمانی خبروں کو سچا مانتے ہیں۔

مشرکین نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا: ''آپ (علیہ السلام) کے اس دعویٰ کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرا گزر قریش کے ایک قافلہ پر سے ہوا اور وہ فلاں جگہ پر تھا اس قافلے کے اونٹ ہمیں دیکھ کر بدک اٹھے، اس قافلہ میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں لدی تھیں ایک سفید بوری اور ایک سیاہ، وہ اونٹ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں'' جب قافلہ مکہ پہنچا تو مشرکین نے اہل قافلہ سے یہ واقعہ دریافت کیا تو قافلہ والوں نے وہی بیان کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان کیا تھا، اس واقعہ کی تصدیق ہی کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ''صدیق'' پڑا۔ مشرکین نے سوال کیا کہ جن انبیائے کرام علیہم السلام سے آپ (علیہ السلام) کی ملاقات ہوئی کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں شامل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے فرمایا ''ہاں! وہ دونوں موجود تھے''

انہوں نے کہا: آپ (علیہ السلام) ان دونوں کا حلیہ بیان کیجئے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا ''موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی ہے گویا وہ ازدعمان کے یمنی لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، سیدھے بالوں والے، ان کے رنگ پر سرخی جھلک رہی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑ رہے ہیں''۔

مفسرین ومحدثین کرام کا بیان

ابن جریر اور ابن مردویہ اپنی تفسیروں میں اور امام بیہقی بہ طریق عبدالرحمٰن بن ہاشم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب جبریل امین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس براق لائے تو اس نے اپنے کان کھڑے کئے جبریل امین بولے ''اے براق! ٹھہر! اللہ کی قسم! رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جیسی ہستی تجھ پر کبھی سوار نہیں ہوئی ہے'' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سوار ہو کر روانہ ہوئے کہ اچانک راستہ کی ایک جانب ایک بڑھیا پر نظر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''جبریل! یہ کون ہے؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: چلئے، آپ علیہ السلام کچھ دیر چلے کہ راستہ کے ایک طرف سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پکار رہی تھی کہ اے محمد! میری طرف آیئے تو جبریل علیہ السلام نے کہا: چھوڑیئے آگے بڑھئے پس آپ علیہ السلام آگے بڑھتے رہے جتنا اللہ کو منظور تھا، پھر خدا کی ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی جس نے کہا: السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر۔ جبریل امین نے کہا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے سلام کا جواب دیجئے'' تو آپ علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا، پھر وہی مخلوق دوسری بار ملی اور سلام کیا اس کے بعد تیسری دفعہ بھی اس نے سلام کیا تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیت المقدس پہنچے وہاں پانی شراب اور دودھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے دودھ لے لیا۔

جبریل امین نے عرض کیا کہ دودھ لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ علیہ السلام پانی پیتے تو آپ علیہ السلام کی امت غرق ہو جاتی اور شراب نوش کرتے تو آپ علیہ السلام کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر آدم علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام آپ علیہ السلام کے لئے بھیجے گئے جن کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس رات امامت فرمائی۔ پھر جبریل امین نے بتایا کہ جو بڑھیا راستے کے کنارے پر آپ علیہ السلام نے دیکھی تھی۔ دنیا کی اب اتنی ہی عمر باقی رہی رہ گئی ہے جتنی اس بڑھیا کی عمر باقی ہے اور جس چیز نے آپ علیہ السلام کو مائل کرنے کی کوشش کی وہ دشمن خدا ابلیس تھا اسکی خواہش تھی کہ آپ علیہ السلام اس کی طرف مائل ہو جائیں اور جن لوگوں نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

احمد، ترمذی، بیہقی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ بہ طریق قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شب معراج رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ایک براق لایا گیا، اس پر زین کسی ہوئی تھی اور اسے لگام دی ہوئی تھی، تاکہ آپ علیہ السلام اس پر سوار ہوں پس وہ شوخی کرنے لگا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

''اے براق! تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے شوخی کرتا ہے۔ بخدا! اللہ کے ہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ معزز ہستی کبھی تجھ پر سوار نہیں ہوئی'' یہ سن کر براق پسینے سے شرابور ہوگیا۔

احمد اور ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور جوان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے میں نے جبریل امین سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی آبرو ریزی کرتے ہیں''۔

ابویعلی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے''

ابن مردویہ از طریق قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے جس وقت ان کے ہونٹ کاٹے جاتے وہ پھر اصلی حالت پر آجاتے۔ میں نے دریافت کیا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ آپ علیہ السلام کی امت کے واعظین ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے''

اسی حوالے سے یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔

ابن ماجہ، حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ بروایت یزید بن ابی مالک نقل کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''میں نے شب معراج جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ثواب ہے، میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کیا وجہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے، حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ اس لئے کہ مانگنے والا اپنے ہونے کے باوجود سوال کرتا ہے، جبکہ قرض خواہ بوقت حاجت ہی قرض لیتا ہے۔

ابن ابی حاتم، بیہقی، بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ علیہ السلام کو معراج کس طرح ہوئی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عشاء کی نماز پڑھائی میں اس وقت عمامہ باندھے ہوئے تھا، کہ جبریل امین میرے پاس سفید رنگ کا ایک جانور لائے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، انہوں نے کہا: آپ علیہ السلام اس پر سوار ہوجائیں تو وہ جانور شوخی کرنے لگا۔ جبریل امین نے اس کے کانوں کو تھپکی دی اور مجھے اس پر سوار کیا، پھر مجھے لے کر روانہ ہوا۔ اس کا قدم حدنگاہ پر پڑتا تھا یہاں تک کہ ہم کھجوروں کی سرزمین میں پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتارا اور نماز پڑھنے کے لئے کہا تو میں نے نماز پڑھی، پھر ہم سوار ہوئے۔ جبریل علیہ السلام نے پوچھا: آپ علیہ السلام جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کہاں پڑھی؟ میں نے کہا: ''نہیں'' جبریل نے کہا: آپ علیہ السلام نے مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی ہے، پھر روانہ ہوئے تا آنکہ ایک اور مقام پر پہنچے جہاں جبریل نے مجھے اتر کر نماز پڑھنے کے لئے کہا، دوبارہ سوار ہوئے تو جبریل امین نے دریافت کیا آپ علیہ السلام کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے جواب دیا ''نہیں''، تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ علیہ السلام نے شجرہ موسیٰ کے پاس نماز پڑھی ہے اس کے بعد ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں محلات ظاہر ہوئے۔ جبریل نے عرض کیا کہ اتریئے اور نماز ادا کیجئے تو میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ پوچھا: آپ علیہ السلام کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: ''نہیں''، جواب دیا یہ بیت لحم ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے پھر وہ مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم ایک شہر میں اسکے دوسرے دروازے سے داخل ہوئے جبریل نے مسجد کے سامنے سواری کو باندھا اور ہم مسجد میں اس دروازے سے داخل ہوئے جس میں سے سورج اور چاند ڈھلتا تھا، میں نے مسجد میں نماز پڑھی جہاں خدا نے چاہا۔ مجھے اس وقت شدت سے پیاس لگی تھی تو میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد، میں نے دونوں کو یکساں سمجھا، پھر اللہ کی ہدایت سے میں نے دودھ لیا اور برتن خالی کردیا۔ میرے سامنے ایک بوڑھا شخص منبر سے تکیہ لگائے بیٹھا تھا، وہ بولا تمہارے ساتھی نے فطرت کا انتخاب کیا ہے اور وہ مخلوق کو ہدایت کریں گے۔

پھر جبریل امین مجھے لے چلے یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں آئے اس وادی میں ایک شہر تھا اچانک میری نظر جہنم پر پڑی جو زرابی فرش کی مانند نظر آرہا تھا''

راوی بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام نے جہنم کو کیسا پایا؟ تو آپ علیہ السلام نے جواب دیا ''کھولتے ہوئے چشمے کی طرح''۔

''بعدازاں ہم نے واپسی کا سفر اختیار کیا راستے میں ہمارا گزر قریش کے ایک قافلہ پر ہوا جو فلاں مقام پر تھا۔ ان کا اونٹ گم ہوگیا تھا ایک آدمی اسے تلاش کررہا تھا میں نے اس کو سلام کیا تو ان میں سے ایک کہنے لگا یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ پھر میں صبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا''

''ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آکر کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! رات کے وقت آپ

علیہ السلام کہاں تھے؟ میں نے آپ علیہ السلام کو ہر جگہ تلاش کیا تھا؟ میں نے جواب دیا تم جانتے ہو کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بیت المقدس تو ایک ماہ کی مسافت پر ہے آپ علیہ السلام مجھے اس کی کیفیت بیان کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''میرے لئے راستہ منکشف کر دیا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں، پھر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جس چیز کے بارے میں بھی دریافت کیا تو میں نے انہیں بتادی ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے۔ اشھد انک رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں''۔

مشرکین نے یہ سن کر کہا کہ ابن ابی کبشہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو دیکھو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آج رات وہ بیت المقدس گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تم سے جو کہہ رہا ہوں اسکی نشانی یہ ہے کہ فلاں مقام پر میں تمہارے قافلہ کے پاس سے گزرا، قافلہ کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور اسے فلاں آدمی تلاش کر رہا تھا۔ ان کے پڑاؤ کے فلاں فلاں مقام ہیں اور اہل قافلہ فلاں وقت تمہارے پاس پہنچیں گے، ان کے آگے گندمی رنگ کا ایک اونٹ ہوگا جس پر سیاہ کمبل اور دو بوریاں ہوں گی'' چنانچہ اس روز قافلے کے انتظار میں اٹھ اٹھ کر اس کی راہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت قافلہ آپہنچا تو وہ اونٹ آگے آگے تھا جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نشاندہی فرمائی تھی۔

امام احمد ابونعیم اور ابن مردویہ، سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شب اسریٰ جنت میں تشریف لے گئے آپ علیہ السلام نے جنت کی ایک جانب ہلکی سی آواز سنی، آپ علیہ السلام نے جبریل امین سے دریافت فرمایا ''یہ کیسی آواز ہے؟''

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ یہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موذن ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کی طرف واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''بلال فلاح پا چکے ہیں میں نے ان کے لئے ایسا ایسا دیکھا'' اس سفر معراج میں آپ علیہ السلام کی ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے کہا: خوش آمدید اے امی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے دراز قد آدمی ہیں، ان کے بال کانوں تک یا کانوں سے اوپر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ ''یہ کون شخص ہیں؟'' تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، آپ علیہ السلام آگے بڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خوش آمدید کہا اور سلام کیا۔ آپ علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا ''یہ کون بزرگ ہیں؟'' تو جبریل نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

احمد، ابونعیم اور ابن مردویہ نے بہ طریق عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور اسی شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے آپ علیہ السلام نے لوگوں سے اپنے سفر معراج و اسراء کا ذکر کیا اور انہیں بیت المقدس کے احوال اور قافلہ کے متعلق بتایا تو کچھ لوگوں نے کہا: ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دعویٰ کو نہیں مانتے اور مرتد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے (بعدازاں) ابوجہل کے ساتھ ان کافروں کی گردنیں کٹوا دیں۔

ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں شجرہ زقوم سے ڈراتے ہیں تم لوگ کھجور اور مکھن لاؤ اور اسے ملا کر کھاؤ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب اسریٰ دجال کو اس کی اصلی صورت میں بچشم ظاہر دیکھا خواب میں نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو بھی دیکھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال کے احوال پوچھے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہاتھی پیکر شخص ہے۔ اس کی خباثت ظاہر اور اس کی ایک آنکھ قائم ہے گویا روشن ستارہ ہے اور اس کے بال درخت کی شاخوں کی مانند ہیں۔''

''میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ سفید رنگ گھنگھریالے بال تیز نظر عظیم البطن ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے بال سیاہ گندم گوں رنگ، زیادہ بال اور مضبوط جسم کے مالک ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام تو شکل وشمائل میں مجھ سے ملتے جلتے ہیں، جبریل امین نے کہا: اپنے جدامجد کو سلام کیجئے تو میں نے ان کو سلام کیا''

بخاری شریف میں بہ طریق عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ مشاہدہ ہے جو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کیا تھا۔

بخاری ومسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''شب معراج میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوا وہ دراز قد، گھنگھریالے بالوں والے آدمی تھے جیسے قبیلہ ازدشنوء کے فرد ہوں، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد اور سفید سرخ رنگ کے آدمی تھے اور بال ان کے سیدھے اور چمکدار تھے۔ انہی مشاہدات میں سے ایک مالک داروغہ جہنم اور دجال کا دیکھنا بھی ہے، لہٰذا اس ملاقات کے بارے میں شک نہ کرنا چاہیئے، حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت کریمہ (سورۃ السجدہ آیت 23)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی تو تم اسکے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت کیا''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

ابن ابی شیبہ، نسائی، بزار، طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ بطریق زرارہ بن اوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس صبح میں مکہ مکرمہ میں اس خوف کے تحت لوگوں سے الگ تھلگ غمگین ہو کر بیٹھا تھا، کہ لوگ اس حیران کن واقعہ کو جھٹلا دیں گے کہ اسی اثناء میں دشمن خدا ابوجہل وہاں سے گزرا وہ آپ علیہ السلام کے پاس آ کر بطور استہزاء کہنے لگا۔ کوئی نئی بات ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں! ایک نیا واقعہ ہے'' اس نے پوچھا: کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا ''آج کی رات مجھے معراج ہوئی ہے'' بولا: آپ کہاں تک پہنچے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بیت المقدس تک'' کہنے لگا، پھر آپ صبح کو ہمارے پاس آ گئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں!''

پھر اس خیال سے اس نے ردوکد نہ کی کہ کہیں آپ علیہ السلام قوم کے سامنے اس بات کا انکار نہ کر دیں، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا کہ اگر میں آپ علیہ السلام کی قوم کو بلا لاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہی بات ان کے سامنے دہرائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیوں نہیں؟''

تو اس نے پکار کر کہا: اے اولاد کعب بن لوی بن غالب! اکٹھے ہو جاؤ تو لوگ فوراً اکٹھے ہوئے ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خطاب کر کے کہا: ہاں! وہی بات ان لوگوں کے سامنے بیان کر دیجئے جو آپ (علیہ السلام) نے مجھے بتائی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''آج رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا ہے''۔ انہوں نے پوچھا: آپ (علیہ السلام) کہاں تک گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا ''بیت المقدس تک''

انہوں نے تعجب سے کہا: پھر صبح کے وقت آپ (علیہ السلام) ہمارے درمیان آ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہاں! ایسا ہی ہے''

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر بعض لوگوں نے بطور تمسخر تالی بجائی اور بعض نے تعجب سے ہاتھ پیشانی پر رکھ لئے، کہنے لگے، کیا آپ (علیہ السلام) بیت المقدس کے احوال بیان کر سکتے ہیں؟ کیونکہ ان میں سے کچھ لوگوں نے بیت المقدس کا سفر کر رکھا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں ''میں انہیں بیت المقدس کے احوال بتانے لگا یہاں تک کہ بعض احوال میں مجھے اشتباہ پڑنے لگا اس ازالہ اشتباہ کے لئے مسجد میری نظروں کے سامنے دار عقیل کے پاس لا کر رکھ دی گئی اور میں اس کو دیکھ کر اس کے احوال مشرکین سے بیان کرنے لگا'' لوگ سن کر کہنے لگے، بخدا! مسجد کے احوال تو صحیح بیان کئے ہیں۔

ابن مردویہ بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''شب معراج میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی امت کو

بتادیجئے کہ جنت ایک ہموار زمین ہے اور اسکے درخت سبحان اللہ ، الحمد للہ ، لاالٰہ الا اللہ و اللہ اکبر ہیں"

ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شرف معراج عطا کیا گیا آپ علیہ السلام ہر ایک نبی کے پاس سے گزرنے لگے۔ بعض انبیاء کے ساتھ ان کی امتوں کے گروہ تھے، بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، یہاں تک کہ ایک عظیم الشان جماعت گزری، میں نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟" بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے آواز آئی کہ اپنا سر مبارک اٹھا کر دیکھئے، کیا دیکھتا ہوں کہ "ایک بہت ہی عظیم الشان جماعت ہے جس نے سارے افق کو گھیر رکھا ہے، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپ علیہ السلام کی امت کے ستر ہزار (70000) دوسرے ہیں جو بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے"

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر پچاس نمازیں فرض کیں آپ علیہ السلام نے تخفیف کی درخواست کی تو اللہ نے پانچ کر دیں۔

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا "معراج کی شب جب میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا تو اس کے بیر مٹکوں کی مانند نظر آئے"

امام احمد صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیان فرمایا کرتے کہ "میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے"

طبرانی۔ سند صحیح کے ساتھ انہیں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے پروردگار کو دو دفعہ دیکھا ہے ایک بار سر کی آنکھ سے اور دوسری بار دل کی آنکھ سے۔

نیز فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، فرمایا: ہاں! دیکھا ہے اللہ نے کلام موسیٰ علیہ السلام کے حصہ میں کیا خلت (خلیل) ابراہیم علیہ السلام کیلئے اور دیدار ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حصہ میں کیا ہے۔

بیہقی نے کتاب الرویا میں اس روایت کی یوں تخریج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور خلت عطا کی، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے برگزیدہ کیا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رؤیت کیا (دیدار) سے نوازا۔ (سورہ النجم آیت 11)

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾

ترجمہ:۔ ''دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا'' (یعنی سیّد المرسلین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا)

امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سورۃ النجم آیت 11 کی تفسیر میں روایت فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ اپنے قلب مبارک سے دیکھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عبید بن آدم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ کے مقام پر تھے اور بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمہاری نظر میں کہاں نماز پڑھنا بہتر ہے؟ عرض کیا ''صخرہ کے پیچھے'' فرمایا ''نہیں، میں تو اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھی ہے'' چنانچہ آپ قبلہ رخ ہوئے اور نماز ادا کی۔

ابن مردویہ نے بہ طریق مغیرہ بن عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''شب معراج میں نے نماز مسجد کے اگلے حصہ میں ادا کی اس کے بعد صخرہ میں آیا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا جس کے پاس تین برتن تھے، میں نے شہد لیکر اس میں سے تھوڑا سا پیا، پھر دوسرا برتن لیا اور اس سے سیر ہو کر پیا، وہ دودھ تھا، اس فرشتے نے کہا: اگر اس تیسرے برتن سے پیتے تو اس میں شراب تھی، میں نے کہا: میں سیر ہو گیا ہوں وہ فرشتہ بولا اگر آپ علیہ السلام اسے پی لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کبھی بھی فطرت پر مجتمع نہ ہوتی پھر مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور مجھ پر نماز فرض کی گئی''

ابو نعیم نے محمد بن الحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شب معراج جب آسمان تک لے جایا گیا تو آسمان کے ایک مقام پر آپ علیہ السلام رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ آسمان کے اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں قبل ازیں کھڑا نہ ہوا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ وہ فرشتہ آپ علیہ السلام کو اذان کی تعلیم دے تو فرشتے نے کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندہ نے سچ کہا ہے'' پھر اس نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اللہ نے پھر ارشاد فرمایا کہ ''میرے بندہ نے سچ کہا ہے'' فرشتے نے کہا: اشھد ان محمد رسول اللہ، تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ ''میرے بندہ نے سچ کہا ہے واقعی میں نے آپ کو رسول بنایا ہے اور برگزیدہ کیا ہے اور امین بنایا ہے''۔ فرشتے نے حی علی الصلوۃ کہا: تو اللہ نے فرمایا ''یہ سچ ہے اس نے میرے فریضہ اور میرے حق کی دعوت دی ہے۔ سو جو شخص ثواب کی نیت سے نماز کی پابندی کرے اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہے'' پھر فرشتے نے حی علی الفلاح کے کلمات کہے تو اللہ نے فرمایا ''میرے بندہ نے سچ کہا ہے میں نے ہی اپنے فریضہ، اس کی تعداد اور اس کے اوقات کو مقرر کیا ہے'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کہا گیا کہ آگے بڑھیے، چنانچہ آپ علیہ السلام آگے چلے اور آسمان والوں کی امامت فرمائی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شرف و فضل تمام مخلوق پر تام ہو گیا۔

ابن مردویہ۔ زید بن علی کی سند سے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو معراج کی شب اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ علیہ السلام پر نماز فرض کی گئی۔

طبرانی اوسط میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو معراج کرائی گئی تو آپ علیہ السلام کو اذان کے بارے میں وحی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے لیکر نیچے تشریف لائے تو جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو اذان سکھلائی۔

ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ شروع میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ غسل جنابت سات مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب سات مرتبہ دھونے کا حکم ہوا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم برابر اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے کو پاک کرنے کا حکم ایک مرتبہ تک محدود ہو گیا۔

احمد، بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج ہے مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شب معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ''میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا، کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اپنے ساتھی سے کہنے لگا جسے میں سن رہا تھا، پھر انہوں نے یہاں سے یہاں تک میرا سینہ شق کیا اور میرا قلب اطہر باہر نکالا، پھر ایمان و حکمت سے بھرا ہوا ایک سنہری طشت لایا گیا اور میرے قلب کو دھو کر اسے ایمان وحکمت سے لبریز کیا گیا اور بعد ازاں اسے اپنے مقام پر لوٹا دیا گیا۔ اسکے بعد میرے پاس ایک جانور خچر سے کوتاہ قد اور گدھے سے بڑا لایا گیا۔ (راوی کہتا ہے کہ وہ براق تھا) اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا، مجھے اس پر سوار کرایا گیا، پھر جبریل امین مجھے لے کر روانہ ہوئے تا آنکہ ہم آسمان پر پہنچے جبریل امین نے دروازہ کھلوایا، دریافت کیا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبریل ہوں، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! انہیں بلایا گیا ہے آواز آئی خوش آمدید آپ کی تشریف آوری مبارک، پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں اوپر آیا تو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل نے کہا: یہ آپ علیہ السلام کے جد امجد آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے تو میں نے انہیں السلام علیکم کہا: انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: فرزند صالح اور نبی صالح علیہ السلام خوش آمدید۔

پھر جبریل اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر آئے اور اس کا دروازہ کھلوایا دریافت کیا گیا کون ہے؟ بتایا جبریل ہوں پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سوال کیا گیا کہ کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا، جی ہاں! پھر دعائے مرحبا کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔

حضرت یحیٰی وعیسیٰ علیہم السلام نے استقبال کیا تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مرحبا کہا: چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام ملے اور خیر مقدم کیا پانچویں آسمان پر آئے تو ہارون علیہ السلام

نے دعائیہ کلمات سے استقبال کیا۔ چھٹے آسمان پر پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو محوانتظار پایا انہوں نے مرحبا کہا:

جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام اشکبار ہو گئے، رونے کا سبب پوچھا: تو فرمایا: اس وجہ سے روتا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے مگر ان کی امت کے لوگ میری امت سے تعداد میں زیادہ جنت میں جائیں گے اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے آگے بڑھ کر ساتویں آسمان کا دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا۔ کون ہے؟ جواب دیا: جبریل ہوں۔ دریافت کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں سوال کیا گیا، کیا آپ کو بلوایا گیا ہے؟

جبریل نے فرمایا: ہاں! آپ کو بلوایا گیا ہے۔

فرشتوں نے کہا: مرحبا آپ کی تشریف آوری مبارک ہو جب میں آگے بڑھا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جبریل امین نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے تو میں نے انہیں السلام علیکم کہا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: مرحبا فرزند صالح نبی صالح علیہ السلام۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا اسکے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، جبریل امین نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں چار نہریں نظر پڑیں دو بیرونی اور دو اندرونی میں نے دریافت کیا جبریل یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبریل نے جواب دیا کہ اندرونی نہریں جنت میں جاتی ہیں اور بیرونی نہریں نیل وفرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور تک بلند کیا گیا اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں اس کے بعد میرے پاس ایک برتن میں شراب اور ایک میں دودھ اور ایک برتن میں شہد لایا گیا میں نے دودھ لے لیا، جبریل نے کہا: یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ علیہ السلام کی امت ہے پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جب میں وہاں سے اترا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: آپ علیہ السلام کے پروردگار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں انہوں نے فرمایا: آپ علیہ السلام کی امت ان پر عمل نہیں کر سکے گی،، کیونکہ میں پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے بارے میں انتہائی مشقت اٹھا چکا ہوں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس جا کر اپنے پروردگار سے تخفیف کی التجا کیجئے؟'' حضور اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''میں مسلسل آتا جاتا رہا تا آنکہ روزانہ صرف پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ اس کے بعد میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں نے بار بار اس کی درخواست کی ہے اب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے لہٰذا اب اس حکم کو قبول کرتا ہوں اس کے بعد ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے''

امام مسلم بہ طریق مرہ ہمدانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ معراج کی شب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، زمین سے اوپر جانے والی اشیاء وارواح کی یہی آخری منزل ہے اور جو اوپر سے نیچے اترتی ہے وہ بھی یہیں آکر رکتی ہیں پھر انہیں قبض کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (سورہ النجم آیت 16)

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾

ترجمہ:۔ جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیتی ہیں وہ چیزیں جو کہ ڈھانکتی ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یعنی سنہری پروانے، وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پانچ نمازیں سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور امت محمدیہ کے ہر موحد شخص کو ہلاک کر دینے والے گناہوں سے نجات عطا فرمائی۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم۔ بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

''پھر میں اور جبریل اوپر چڑھے تو ایک فرشتہ سے ملاقات ہوئی جس کا نام اسماعیل ہے، وہ آسمان دنیا کا داروغہ ہے اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور پھر ہر فرشتہ کے زیر حکم ایک لاکھ فرشتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، دریافت کیا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل ہوں، پوچھا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کہا گیا انہیں آنے کی دعوت دی گئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر آدم علیہ السلام کی زیارت ہوئی ان کی ہیئت وہی تھی جوان کی تخلیق کے روز تھی، ان کے سامنے ان کی اہل ایمان اولاد کی روحیں پیش کی جارہی تھیں اور وہ انہیں دیکھ کر فرمارہے تھے پاکیزہ روح اور پاکیزہ جان ہے انہیں علیین میں رکھو، اس کے بعد ان کے سامنے ان کی کافر اولاد کی روحیں پیش کی گئیں وہ ان کو دیکھ کر فرمانے لگے خبیث روح وجان ہے انہیں سجین میں لے جاؤ''۔

''پھر تھوڑی دیر کے بعد دستر خوان نظر پڑے جن پر پکا ہوا گوشت موجود تھا جو متعفن ہو چکا تھا اور لوگ اس میں سے کھارہے تھے میں نے پوچھا جبریل امین یہ کون لوگ ہیں فرمایا آپ علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام اختیار کرتے ہیں، پھر کچھ وقت کے بعد ایسے گروہوں کے پاس سے گزرے جن کے پیٹ مکانوں کی مانند بڑے تھے۔ جب کوئی ان میں سے اٹھتا تو فوراً گر جاتا اور کہتا الٰہی قیامت قائم نہ فرما۔ دراصل یہ لوگ قوم فرعون کے طریقہ پر تھے مختلف قومیں آتیں اور انہیں روند کر چلی جاتیں، میں نے انہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے میں نے دریافت کیا جبریل امین یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ آپ علیہ السلام کی امت کے سود خور ہیں''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 275

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوٰا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَوٰا ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوٰا ۚ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَانتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾

ترجمہ:۔ یہ سود کھاتے ہیں روز قیامت کو یوں اٹھیں گے گویا شیطان نے انہیں مخبوط الحواس کر دیا ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے ربّ کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اُسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

''اس کے بعد آگے بڑھا تو ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے، وہ اپنے منہ کھول کر اس میں پتھر ڈالتے، جو ان کے نیچے سے نکل جاتے، میں نے انہیں اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار کرتے سنا، میں نے جبریل امین سے پوچھا یہ بد بخت کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے''۔ (جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے) سورۃ النساء آیت 10

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾

ترجمہ:۔ ''وہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں وہ عنقریب جلا دینے والی آگ میں داخل ہوں گے''

''اس کے بعد آگے بڑھا تو ایسی عورتیں نظر آئیں جن کو پستانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں آہ و زاری کر رہی تھیں، میں نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کون عورتیں ہیں؟ فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت میں سے وہ عورتیں ہیں جو زنا کار ہیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی ہیں''

''پھر کچھ گروہ ایسے نظر آئے جن کے پہلوؤں کا گوشت کاٹا جا رہا تھا اور وہ اس گوشت کو کھا رہے تھے، ان میں سے ہر ایک کو کہا جاتا کہ اس گوشت کو کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نے جبریل سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتے اور سامنے طعنہ بازی کرتے''

''اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک انتہائی حسین و جمیل ہستی سے ملاقات ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس ہستی کو مخلوق پر اس طرح فضیلت حسن دی ہے جس طرح چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا: یہ صاحب حسن و جمال کون ہیں؟ فرمایا یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں، ان کے ساتھ ایک قوم تھی میں نے ان کو سلام دیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے میں نے انہیں السلام علیکم کہا اور انہوں نے اس کا جواب دیا ان کے ساتھ ان کی قوم تھی پھر میں چوتھے آسمان پر آیا، وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مرتبہ عطا کیا ہے ان کے ساتھ سلام و جواب ہوا۔ سلام کے بعد میں پانچویں آسمان پر پہنچا۔ وہاں ہارون علیہ السلام تھے ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی اور اس قدر دراز تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟

فرمایا یہ اپنی قوم کے ہر دلعزیز و محبوب ہارون بن عمران علیہم السلام ہیں ان کے ہمراہ بھی کچھ لوگ تھے میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے وعلیکم السلام کہا: پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ گندمی رنگ کے زیادہ بالوں والے بزرگ تھے اگر ان پر دو قمیض ہوتے تب بھی ان کے بال قمیض سے باہر نکل آتے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگوں کا خیال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ معزز ہوں حالانکہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ معزز و مکرم ہے۔ میں نے جبریل امین سے دریافت کیا، یہ کون صاحب ہیں فرمایا یہ آپ علیہ السلام کے بھائی موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں۔ انؑ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر چڑھا، وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گروہ تھا میں نے انہیں السلام علیکم کہا تو انہوں نے وعلیکم السلام کہا پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ علیہ السلام کی اور آپ علیہ السلام کی امت کی منزل ہے پھر میں نے دیکھا کہ میری امت دو حصوں میں بٹ گئی ہے ایک جماعت تو وہ تھی جس کے جسم پر کاغذ کی طرح سفید پوشاک تھی اور دوسری جماعت کے جسموں پر میلے کچیلے کپڑے تھے پھر میں بیت المعمور کے اندر گیا۔ میرے ہمراہ وہ لوگ بھی گئے جو سفید پوشاک پہنے ہوئے تھے مگر میلے کپڑوں میں ملبوس لوگوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا حالانکہ وہ بھی خیر اور بھلائی کے حامل تھے پھر میں اور میرے اہل ایمان ساتھیوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی، پھر میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر آ گیا۔ بیت المعمور وہ مقام ہے جہاں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں پھر وہ قیامت تک دوبارہ یہاں نہیں آئیں گے''۔

سدرۃ المنتہیٰ

''اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اس کا ہر ایک پتہ اس قدر بڑا تھا، کہ اس ساری امت کو ڈھانپ لے، میں نے وہاں ایک بہتا ہوا چشمہ دیکھا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اس سے دو نہریں نکل رہی تھیں۔ ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت، میں نے اس میں غسل کیا تو میری اگلی اور پچھلی فروگذاشتیں معاف کر دی گئیں، پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو ایک کنیز سامنے آئی میں نے پوچھا تو کس کی کنیز ہے؟ کہنے لگی میں زید بن حارثہ کی کنیز ہوں، پھر جنت میں تازہ پانی کی ایسی نہریں نظر آئیں کہ جن کے پانی میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا۔ بہت سی نہریں دودھ کی تھیں جن کا ذائقہ متغیر نہ ہوگا۔ اسی طرح بہت سی نہریں شراب کی دیکھیں جو پینے والوں کے لئے بہت لذیز ہیں، وہاں شراب کی کئی نہریں نظر آئیں جو بہت صاف و مصفّٰی ہیں، ان کے انار ڈولوں کی مانند تھے، وہاں کے پرندے دیکھے جو تمہارے ان اونٹوں کی جسامت کے تھے، اس کے بعد جہنم میرے سامنے لایا گیا، اس میں اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب تھا، اگر اس میں لوہا اور پتھر ڈالا جاتا تو وہ اس کو نگل جاتی، پھر اسے بند کر دیا گیا''۔

''اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا جس نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور ہر پتہ کے اوپر ایک فرشتہ اتر آیا، پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لئے ہر نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور جس وقت آپ نیکی کا ارادہ کر لیں اور اس پر عمل نہ کر

سکیں تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس وقت آپ اس ارادے کو عملی جامہ پہنا دیں تو پھر دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جب برائی کا ارادہ ہوگا اور اس کا ارتکاب نہ ہوگا تو کچھ نہیں لکھا جائے گا اور جب برائی کے ارادہ کو عملی جامہ پہنا لیا گیا تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔"

"پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپ علیہ السلام کے پروردگار نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، فرمایا: واپس جایئے اور اپنی امت کے لئے رب تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیجئے، کیونکہ آپ علیہ السلام کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، چنانچہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی۔ اے پروردگار! میری امت پر تخفیف فرما، کیونکہ وہ کمزور امت ہے پس اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ غرضیکہ میں اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان کئی بار آیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرما کر نمازیں پانچ کر دیں اس وقت بارگاہ خداوندی سے اعلان ہوا میں نے اپنے فریضے کی تکمیل کر دی اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی اور انہیں ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں عطا فرمائیں۔"

"پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا: اب کس چیز کا حکم ہوا ہے؟ میں نے کہا: پانچ نمازوں کا کہنے لگے اپنے پروردگار کے پاس جا کر مزید تخفیف کی درخواست کیجئے میں نے کہا: میں کئی بار بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا ہوں، اب اس کام کے لئے مجھے شرم آتی ہے"

پھر صبح سویرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو ان عجائبات سے آگاہ کیا کہ "میں رات کے وقت بیت المقدس گیا، اسکے بعد مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور میں نے حیران کن مشاہدات کئے"۔ ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تم سے جو کچھ بیان کر رہے ہیں کیا تم کو اس پر حیرت نہیں ہوتی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اہلِ مکہ کو قریش کے قافلے کی خبر دی اور بتایا کہ "وہ مجھے آسمان کی طرف جاتے ہوا ملا تھا اور میں نے اسے فلاں مقام پر دیکھا تھا، قافلے کے اونٹ بھاگ گئے تھے اور جب میں واپس آیا تو میں نے اس قافلے کو گھاٹی کے پاس دیکھا میں نے ان لوگوں کو ہر شخص اور اس کے اونٹ اور مال ومتاع کے بارے میں بتایا کہ وہ ایسا ایسا ہے" حاضرین میں سے ایک شخص بولا: میں بیت المقدس کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں، لہٰذا بتایئے کہ اس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے اور وہ پہاڑ سے کتنا قریب ہے؟ پس بیت المقدس اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے رکھ دیا گیا آپ علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "بیت المقدس کی تعمیر ایسی ہے اور اسکا نقشہ ونمونہ ایسا ہے، نیز یہ پہاڑ سے اس قدر قریب ہے" یہ سن کر وہ کہنے لگا آپ علیہ السلام نے بالکل سچ کہا ہے۔

ابن مردویہ از طریق ابی نضرہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "شب معراج میرا گزر حوض کوثر پر ہوا تو جبریل امین بولے: یہ حوض کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے میں نے اس کی مٹی کو چھوا تو وہ خوشبودار کستوری تھی"۔ انہی سے روایت ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ "میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کو

دیکھا تو وہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے"

ابن ابی حاتم اور مردویہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''آپ علیہ السلام اپنی امت کو حکم دیں کہ جنت میں کثرت کے ساتھ درخت لگائیں، کیونکہ جنت کی زمین وسیع اور مٹی پاکیزہ ہے'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے پوچھا کہ ''جنت کا درخت کیا ہے'' فرمایا: لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا اللہ

طبرانی، ابن ابی قانع اور ابن مردویہ حضرت ابی الحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان تک لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے داہنے پائے پر لکھا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللہِ۔

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ بزار، ابویعلی اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبریل امین نے میکائیل علیہ السلام سے کہا: کہ میرے پاس زمزم کے پانی کا ایک طشت لایئے، تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قلب اطہر کو پاکیزہ اور آپ علیہ السلام کے سینہ مبارک کو کشادہ کروں، چنانچہ جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شکم مبارک شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا میکائیل تین بار آب زمزم لائے اور جبریل امین نے سینہ مقدس چیر کر اس سے غل وغیرہ نکال دیا اور اس میں حلم وعلم، ایمان ویقین اور اسلام بھر دیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ثبت کر دی۔ پھر آپ علیہ السلام کے پاس ایک گھوڑا نما سواری لائی گئی۔ آپ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اس کا ہر قدم منتہائے نظر پر پڑتا تھا آپ جبریل کی معیت میں تشریف لے چلے''۔

مشاہدات

''آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو ایک دن میں کھیتی کاشت کرتی اور اسی دن اسے کاٹ لیتی اور جب وہ لوگ اس کھیتی کو کاٹتے تو پھر وہ پہلے کی طرح ہو جاتی۔ ختم الرسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہیں انہیں ہر نیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کا گزر ایسی قوم پر سے ہوا جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جا رہے تھے جب ان کے سر پھوڑے جاتے تو وہ پہلے کی حالت پر آ جاتے اور یہ عمل مسلسل جاری تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: کہ یہ کون لوگ ہیں، فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے فرض نمازیں گرانی کا باعث ہوتیں۔ پھر ایک

قوم پر آپ علیہ السلام کا گزر ہوا کہ ان کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے، اور وہ اونٹوں اور جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم ضریع اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے دریافت فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، پھر آپ علیہ السلام کا گزر ایک قوم پر سے ہوا جن کے سامنے ہانڈی میں پکا ہوا گوشت رکھا تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا سڑا ہوا گوشت پڑا تھا وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کون ہیں، فرمایا یہ آپ علیہ السلام کی امت میں سے وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال پاکیزہ بیبیاں ہوں مگر پھر بھی ناپاک عورتوں کے پاس آئیں اور شب باش ہوئے ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جائے اسی طرح وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال شوہروں کے پاس سے اٹھ کر ناپاک و ناجائز مردوں کے پاس آئیں اور رات انہیں کے ہاں گزاریں حتّٰی کہ صبح ہو جائے۔

پھر آپ علیہ السلام ایک لکڑی کے پاس سے گزرے جو راستے میں پڑی تھی اور پاس سے گزرنے والے کے ہر کپڑے اور چیز کو پھاڑ دیتی تھی، آپ علیہ السلام نے جبریل سے سوال کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا؟ یہ آپ علیہ السلام کی امت میں سے ان لوگوں کی حالت ہے جو راستوں میں بیٹھ کر رہزنی کرتے ہیں پھر ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا جمع کر رکھا تھا مگر اسے اٹھانے سے قاصر (معذور) تھا، مگر اس کے باوجود وہ اور لکڑیاں لا لا کر اس میں رکھ رہا تھا، آپ علیہ السلام نے جبریل سے پوچھا: یہ احمق کون ہے؟ فرمایا: یہ آپ علیہ السلام کی امت میں سے وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں جن کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر ان میں اور اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا گذر ایسی قوم کے پاس سے ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب وہ کٹ جاتے تو پھر سابقہ حالت پر آجاتے اور یہ سلسلہ بند نہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا؛ تو انہوں نے بتایا یہ گمراہی میں ڈالنے والے خطیب اور واعظ ہیں، پھر آپ علیہ السلام کا گزر ایک باریک سوراخ پر سے ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل باہر نکلتا ہے پھر وہ بیل اس کے اندر داخل ہونا چاہتا ہے مگر داخل نہیں ہو سکتا آپ علیہ السلام نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس شخص کا حال ہے جو بڑی بات منہ سے نکالتا ہے پھر اس پر نادم ہوتا ہے۔ مگر منہ سے نکلی بات کو واپس کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، پھر ایک وادی پر گزر ہوا وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور کستوری کی خوشبو آئی اور وہاں ایک آواز سنی آپ علیہ السلام نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے کہ اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا کر اور مجھے حسب وعدہ عطا کر، کیونکہ میرے پاس بالا خانے، استبرق، حریر، سندس، عبقری موتی، مونگے، چاندی، سونا، گلاس، طشتریاں، سواریاں، شہد، پانی، دودھ اور شراب بکثرت ہو گئے ہیں لہٰذا مجھے وہ عطا کر جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: ہر مسلم مرد اور عورت اور مومن ومومنہ تیرے لئے ہیں جنت نے کہا: میں راضی ہوگئی۔

پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک دہشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا یہ جہنم کی آواز ہے جو کہتی ہے کہ اے پروردگار! مجھ سے جو تو نے وعدہ کیا ہے وہ پورا کر میرے پاس زنجیروں، طوقوں، شعلوں، گرم پانی، کانٹوں، پیپ اور عذاب کی کثرت ہو گئی ہے اور میری گہرائی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ میری تپش بڑھ گئی ہے لہٰذا مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے دیجئے ارشاد فرمایا: تیرے لئے ہر ایک مشرک اور مشرکہ، کافر اور کافرہ، خبیث اور خبیثہ اور ہر متکبر روز جزا کا منکر ہے جہنم بولی میں راضی ہوگئی، پھر آپ علیہ السلام روانہ ہوئے تا آنکہ بیت المقدس پہنچے اور سواری پر سے اتر کر اسے پتھر سے باندھ دیا، پھر اندر تشریف لے گئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، جب نماز ادا کر چکے تو فرشتوں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں فرشتوں نے کہا: کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے فرمایا: جی ہاں! فرشتوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں اور کیا خوب تشریف آوری ہے؟ پھر ارواح انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی سب نے اپنے پروردگار کی حمد وثناء کی۔

ابراہیم علیہ السلام نے حمد وثنا کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا کیا اور قانت بنا کر مقتدا کیا مجھے آتش نمرود سے نجات دی اسے میرے لئے ٹھنڈا کیا اور سلامتی والی بنایا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا اور مجھے لشکر فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا ذریعہ بنایا اور میری امت میں سے ایک جماعت جو حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور حق پر کاربند ہے۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی یوں تعریف کی۔ ''سب تعریفیں اللہ جل جلالہٗ کے لئے جس نے مجھے عظیم سلطنت عطا فرمائی مجھے زبور کا علم دیا میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندے بھی، نیز اس نے مجھے حکمت اور فصل خطاب سے مشرف فرمایا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر کیا اور شیاطین کو میرے بس میں کر دیا، کہ جو میں چاہتا ہوں وہ بنا دیتے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں، مورتیں، لگن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ لگی رہیں، بنا دیتے ہیں۔ اس نے مجھے پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل وکرم سے مجھے ہر ایک چیز عطا کی اور میرے لئے شیاطین انس وجن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا اور اپنے بہت سے مومن بندوں پر مجھے فوقیت عطا فرمائی اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب نہ ہوگا۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے کلمہ بنایا اور مجھے آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا کہ انہیں مٹی سے پیدا کر کے حرف کن سے وجود عطا فرما دیا اور مجھے کتاب وحکمت تورات وانجیل سکھائی مجھے ایسا بنایا کہ میں اس کے اذن سے مٹی سے پرندے کا مجسمہ بنا کر اس میں پھونک مارتا تو وہ زندہ پرندہ ہو جاتا، میں اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا، اور مُردوں کو زندہ کر دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے رفعت عطا کی اور طہارت بخشی اور مجھے اور میری ماں کو مردود شیطان سے پناہ عطا فرمائی، پس شیطان کو ہماری طرف آنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے پروردگار کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے گروہ انبیاء! آپ سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی ہے اب میں اس کی تعریف وثناء میں اپنی زبان مبارک کھولتا ہوں سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین اور تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ تمام امتوں کے لئے بطور نمونہ کمال پیدا کی گئی ہے، نیز میری امت کو امت وسط بنایا ہے، میری امت کے خوش نصیب اول بھی ہیں اور آخر بھی میرے سینہ کو فراخ کیا اور میرا بار نبوت ہلکا کر کے آسان کر دیا میرے ذکر کو بلندی عطا فرمائی اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

یہ خطبہ سن کر ابراہیم علیہ السلام پکار اٹھے۔ یہی کمالات ہیں جن کی وجہ سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو آپ سب انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی۔

پھر میرے پاس تین منہ بند برتن لائے گئے ان میں سے ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی تھا آپ علیہ السلام نے اس میں سے کچھ پیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دوسرا برتن دیا گیا جس میں دودھ تھا۔ اسے پینے کے لئے کہا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے سیر ہو کر پیا۔ پھر تیسرا برتن لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بس میں اب سیر ہو گیا ہوں۔ جبریل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فرمایا کہ یہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت پر حرام ہو جائے گی اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے نوش کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کے بہت کم لوگ اتباع شریعت کرتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل امین نے دروازہ کھولنے کی استدعا کی، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا: جبریل ہوں دریافت کیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہیں سوال ہوا کیا آپ کو بلا بھیجا گیا ہے، جبریل نے فرمایا: جی ہاں! فرشتوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام پر تحیت نازل فرمائے آپ علیہ السلام اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں اور آپ علیہ السلام کی تشریف آوری بہت خوب ہے۔ پھر آپ علیہ السلام کی ارواح انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آسمان اول پر تشریف فرما ہوئے تو ایک تام الخلقت شخصیت کو دیکھا کہ ان کی خلقت میں کوئی کمی نہیں تھی جیسا کہ انسانوں کی خلقت میں کمی ہو جاتی ہے ان کی داہنی طرف ایک دروازہ تھا جس میں سے خوشبودار ہوا آ رہی تھی، ان کے بائیں جانب ایک دروازہ تھا جس میں سڑاند اور بدبو آ رہی تھی، وہ بزرگ جب دہنی جانب کے دروازہ کی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے اور جس وقت بائیں طرف کے دروازہ کی طرف دیکھتے تو روتے اور غمگین ہوتے، میں نے جبریل امینؑ سے پوچھا: یہ کون ہیں فرمایا: آپ علیہ السلام کے جدامجد آدم علیہ السلام ہیں اور یہ دروازہ جوان کی داہنی جانب ہے۔ یہ جنت کا دروازہ ہے جب وہ اپنی اولاد میں سے جنت میں داخل ہونے والوں کو دیکھتے تو مسکراتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جو دروازہ ان کی بائیں جانب ہے وہ دوزخ کا دروازہ ہے جب وہ اپنی نسل میں سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اس میں داخل ہونے والے ہیں تو روتے اور پریشان ہوتے ہیں اس کے بعد جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دوسرے آسمان پر لے گئے پھر یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک منازل طے کرائیں اور اسی طرح کے سوال و جواب ہوئے۔

ساتویں آسمان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک سفید مو بزرگ جنت کے دروازہ کے پاس ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں ان کے پاس ایک جماعت بیٹھی ہے جن کے چہرے کاغذ کی طرح سفید ہیں۔ ایک اور جماعت ہے جن کے رنگوں میں فرق ہے یہ جماعت کھڑی ہے یہ لوگ نہر میں داخل ہو کر غسل کرتے ہیں اور باہر آتے ہیں تو ان کی رنگت صاف ہو جاتی ہے پھر دوسری نہر میں نہاتے ہیں تو ان کے رنگ اور اجلے ہو جاتے ہیں پھر وہ تیسری نہر میں داخل ہوتے ہیں اور نہا کر باہر آتے ہیں تو ان کے چہرے اپنے ساتھیوں جیسے ہو جاتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل امین سے دریافت فرمایا؛ یہ سفید مو بزرگ کون ہیں؟ اور یہ روشن چہرہ جماعت کون ہے؟ اور دوسری جماعت کا کیا تعارف ہے؟ اور یہ کونسی نہریں ہیں؟ جن میں یہ حضرات داخل ہوئے۔ حضرت جبریل امین نے فرمایا: یہ آپ علیہ السلام کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کے بال روئے زمین میں سب سے پہلے سفید ہوئے اور یہ سفید چہروں والے لوگ وہ ہیں جن کے ایمانوں میں شرک کا شائبہ تک نہیں اور دوسرے جن کے رنگوں میں فرق ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ اور اعمال سیہ مخلط کر دیئے۔ پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی جہاں تک ان نہروں کا تعلق ہے تو ان میں سے پہلی نہر رحمت الٰہی دوسری نعمت الٰہی اور تیسری شراب طہور کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ آپ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ یہ وہ سدرہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت پر کاربند ہوگا، اس تک پہنچے گا یہ ایسا درخت ہے جس کی جڑوں سے صاف وشفاف پانی نکلتا ہے اور ایسی دودھ کی نہریں نکلتی ہیں جن کا ذائقہ ہر دم تازہ ہے، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوتی ہیں، نیز صاف شہد کی نہریں ہیں یہ ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں ستر سال تک چلے تب بھی اسے پار نہیں کر سکتا۔ اس کا ہر پتہ اتنا بڑا ہے کہ ساری امت کو گھیر لے، جیسے نور خداوندی

نے اس درخت کو گھیر رکھا ہے اور اسے فرشتوں نے اس طرح گھیر رکھا ہے جس طرح کوّے کسی درخت پر بیٹھیں اور اسے ڈھانپ لیں۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) مانگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عرض کیا، اے اللہ! تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ملک عظیم عطا فرمایا تو نے موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی سے مشرف فرمایا داؤد علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی، ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اور پہاڑوں کو مسخر کیا۔ اے اللہ! تو نے سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان حکومت بخشی اور جن وانس اور شیاطین کو ان کے زیر تصرف کیا، نیز انہیں ہوا پر اختیار عطا کیا، تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو توریت وزبور کی تعلیم دی، انہیں یہ شان بخشی کہ تیرے اذن سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے تو نے ان کو اور ان کی ماں کو شیطان کی دخل اندازی سے محفوظ فرمایا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خلیل وحبیب بنایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نام تورات میں حبیبِ رحمٰن مکتوب ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سینہ کشادہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا بوجھ ہلکا کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذکر کو رفعت عطا کی ہے جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کو بہترین امت بنایا ہے، تاکہ دوسری امتوں کے لئے نمونہ ہو، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کو امت وسط بنایا ہے جو دخول جنت کے اعتبار سے اولین ہیں اور صفحہ ہستی پر ظہور کے لحاظ سے آخری امت ہے یہ ایسی امت ہے کہ ہر خطبہ میں یہ شہادت دے گی کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت میں سے ایسے گروہ بنائے ہیں جن کے دل انجیلیں ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تخلیق کے اعتبار سے اوّل اور بعثت کے حوالہ سے آخری کیا ہے اور تمام انبیاء کرام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سبع مثانی عطا کیں جو کسی اور کو عطا نہ ہوئیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سورہ بقرہ کے خواتیم عرش کے نیچے خزانے سے عطا فرمائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے کسی کو نہ ملے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حوض کوثر عطا کیا اور آٹھ حصے دیئے یعنی اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، صوم، رمضان، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فاتح اور خاتم بنایا'' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''میرے پروردگار نے مجھے فضیلت بخشی۔ مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کی طرف مجھے مبعوث کیا، میرے دشمن کے دل میں ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب ڈال دیا، میرے لئے غنیمتوں کو حلال ٹھہرایا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ٹھہرائی گئیں اور تمام زمین کو میرے لئے مسجد اور طہور بنا دیا گیا اور مجھے فواتح کلم، خواتم کلم اور جوامع کلم عطا کئے گئے اور میری امت میرے

سامنے پیش کی گئی یہاں تک کہ کوئی تابع یا متبوع مجھ پر پوشیدہ نہ رہا، میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس آئے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں اس کے بعد دیکھا کہ وہ ایسی قوم کے پاس آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا انہیں سوئی سے چھیدا گیا ہے پس مجھ پر کوئی ایسی بات پوشیدہ نہ رہی جو میرے بعد میری امت میں وقوع پذیر ہونے والی تھی۔ مجھے وہاں پر پچاس نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا گیا پھر واپسی پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اوران کی خواہش پر تخفیف نماز کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب سفر معراج سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ذی طویٰ میں آئے اس وقت آپ علیہ السلام نے جبریل امین سے فرمایا: کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: آپ علیہ السلام کی تصدیق ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے، اس لئے کہ وہ صدیق ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے سیر کے لئے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو صبح سویرے آپ علیہ السلام نے لوگوں کو اس کے واقعات بیان کرنے شروع کئے تو اہل ایمان نے ان واقعات کی تصدیق کی مگر بعض لوگ اس سے مرتد ہو گئے وہ بھاگ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ خبر ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: کیا آپ علیہ السلام نے ایسا فرمایا؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آپ علیہ السلام ایسا فرمار ہے ہیں تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں ان لوگوں نے کہا: کیا آپ ان کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تو اس سے زیادہ دور کی بات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی صبح کی یا شام کی آسمانی خبروں کو سچا مانتا ہوں اسی تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق پڑا''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو جبریل امین نے اذان دی۔ فرشتوں نے خیال کیا کہ جبریل علیہ السلام انہیں نماز پڑھائیں گے، مگر جبریل امین نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی''

حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث

طبرانی اور ابن مردویہ بحوالہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمارے ہاں قیام فرمایا مگر رات کے وقت ہم نے آپ علیہ السلام کو نہ پایا، چنانچہ اس خوف سے مجھے نیند نہ آئی کہ کہیں قریش نے آپ علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس ضمن میں فرمایا کہ ''جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر لے گئے مکان کے دروازہ پر مجھے ایک چوپایہ نظر پڑا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جبریل امین مجھے اس پر سوار کر کے لے گئے یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچے۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرائی جو مجھ سے خلقت میں بہت مشابہت رکھتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرائی جو گندم گوں، دراز قد، قبیلہ از دشنوء کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد اور سفید رنگ تھے اور عروۃ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکل وشباہت ملتی تھی۔ اس کے بعد مجھے دجال کی پہچان کرائی گئی اس کی داہنی آنکھ مٹی ہوئی تھی اور وہ قطن بن عبدالعزیٰ کے مشابہ تھا''

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں قریش کے پاس جا کر انہیں اپنے واقعات معراج سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں'' تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام کو خدا کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تکذیب کریں گے اور آپ علیہ السلام کی بات کا انکار کریں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں آپ علیہ السلام پر حملہ آور نہ ہو جائیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دامن چھڑا لیا اور قریش کی طرف چل دیئے وہ لوگ صحن حرم میں بیٹھے تھے آپ علیہ السلام نے جا کر ان سے قصہ معراج بیان کیا تو مطعم بن عدی نے اٹھ کر کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جوان ہوتے تو اس طرح کی گفتگو نہ کرتے ایک اور شخص نے پوچھا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فلاں فلاں مقام پر ہمارے تجارتی قافلہ کے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ فرمایا ''ہاں، میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ ان کا ایک اونٹ گم تھا اور وہ اس کی تلاش کر رہے تھے'' پھر بولا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فلاں قبیلہ کے تجارتی اونٹوں کے پاس گئے ہیں آپ علیہ السلام نے جواب دیا ''میں نے انہیں فلاں مقام پر دیکھا ان کی ایک اونٹنی کے اگلے اور پچھلے پاؤں ٹوٹ گئے تھے اور ان کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا''

پھر حاضرین بولے: ہمیں بتایئے کہ وہ کتنے اونٹ تھے اور کتنے چرواہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم نے مجھ سے ان اونٹوں کی تعداد پوچھی ہے تو ان کی تعداد اتنی ہے ان میں اتنے چرواہے تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چرواہا بھی شامل ہے وہ صبح کے وقت گھاٹی پر پہنچنے والے ہیں'' چنانچہ کفار قریش گھاٹی پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے اور جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمائی تھی اس کی صداقت جاننا چاہتے تھے۔ اسی اثناء میں وہ قافلہ آ گیا تو انہوں نے اہل قافلہ سے پوچھا: کہ کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں! پھر دوسروں سے پوچھا: کیا تمہاری سرخ اونٹنی کے پاؤں ٹوٹ گئے تھے۔ انہوں نے جواب

دیا: ہاں! پھر پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی پیالہ تھا، کہا گیا: ہاں! ایک پیالہ رکھا گیا تھا مگر ہم سے کسی نے اس کو پیا نہیں نہ اس کا پانی گرایا گیا۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کی تصدیق کی اسی وجہ سے آپ کا نام صدیق پڑا۔

ابویعلیٰ اور ابن عساکر نے اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صبح کی تاریکی میں میرے پاس تشریف لائے، میں اس قت اپنے بستر پر تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا'' کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج رات میں مسجد الحرام میں سو رہا تھا، کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے پھر مجھے مسجد کے دروازہ پر لے گئے وہاں میں نے ایک سفید چوپایہ دیکھا، میں اس پر سوار ہوا۔ یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچے۔ (اس کے بعد سیر آسمان کی وہی داستان ہے)''

کفار نے کہا: اچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم سے بیت المقدس کے حالات بیان کیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میں رات کے وقت بیت المقدس گیا اور رات کے وقت ہی اس سے واپس آ گیا جبریل علیہ السلام نے فوراً بیت المقدس کو اپنے بازوؤں پر رکھ کر سامنے کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کفار سے فرمایا: کہ بیت المقدس کا فلاں دروازہ ایسا ہے اور وہ فلاں جگہ پر ہے دوسرا دروازہ فلاں جگہ پر ہے۔ آپ علیہ السلام یہ بتا رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تصدیق کرتے جا رہے تھے۔

فوائد

امام سیوطی ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد فائدے ذکر فرماتے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔ اکثر علمائے کرام کا مذہب یہ ہے کہ معراج دوبار ہوئی اس قول سے احادیث میں واقع ہونے والے اختلاف کی تطبیق ہو جائے گی اور اس قول کو جن علماء نے اختیار کیا ہے ان میں ابوالنصر مشیری، ابن عربی اور امام سہیلی ہیں۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ معراج خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ہوئی ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں جگہ اس کا وقوع ہوا ہے خواب میں معراج ہونے کی حکمت یہ ہے کہ نفس پہلے سے اس کا متحمل ہو جائے اور آئندہ بیداری میں ہونے والی معراج کی تیاری ہو جائے اور معراج بیداری آسان و سہل ہو جائے جیسا کہ ابتدائے نبوت میں آپ علیہ السلام کو رویائے صادقہ نظر آتے تھے، تا کہ امر نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کئی بار معراج ہونے کے قائل تھے انہوں نے بزار کی تخریج کردہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استناد کیا ہے۔

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے حدیث ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط دے کر قیصر روم کی طرف روانہ فرمایا: دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کے مقام پر قیصر سے ملاقات کی، قیصر (ہرکلیس (Heraclius-Byzantine emperor-610 to 641 A.D.) نے

اپنے ترجمان کو بلایا: خط کا آغاز اس طرح تھا۔

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام''

یہ دیکھ کر قیصر کا بھائی آتش زیر پا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو اس شخص کے خط کو نہیں دیکھتا کہ اس نے خط میں تمہارے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے اور تجھے صرف قیصر روم سے خطاب کیا ہے تیری بادشاہت کا ذکر نہیں کیا۔ قیصر نے کہا: میرے نزدیک تم احمق کم سن اور پاگل ہو، کیا تم چاہتے ہو کہ ایک شخص کا خط دیکھے بغیر پھاڑ دیا جائے۔ مجھے اپنی زندگانی کی قسم اگر وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا ذکر میرے نام سے پہلے آئے اور اگر اس نے مجھے صاحب الروم کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے، میں ان کا صاحب ہی تو ہوں بادشاہ نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل روم کو میرے تابع کر دیا ہے ورنہ اللہ چاہے تو ان کو میرے اوپر مسلط کر دے اس کے بعد قیصر نے نامہ رسول کھول کر پڑھا اور بولا۔

اے معشر روم! میرے خیال میں یہ وہی شخص ہے جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اگر مجھے یقین ہو جائے کہ یہ وہی ہستی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح دل و جان سے خدمت کروں کہ آپ علیہ السلام کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے پائے بلکہ اپنے ہاتھوں پر بطور تبرک لوں۔

یہ سن کر اہل روم کہنے لگے، اللہ تعالیٰ یہ منصب ان پڑھ بدوؤں کے سپرد کرنے والا نہیں کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود ہمیں اس سے محروم کر دے۔

قیصر روم نے کہا: میرے اور تمہارے نزدیک ہدایت کا معیار انجیل ہے، ہم اسے منگاتے اور کھول کر دیکھتے ہیں کہ اگر وہی نبی ہیں تو ہم آپ علیہ السلام کی اتباع کریں گے ورنہ اس کو پھر سر بمہر کر دیں گے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس وقت انجیل پر سونے کی بارہ مہریں لگی ہوئی تھیں، سب سے پہلے اس پر ہرقل نے مہر لگائی، اس کے بعد جو بادشاہ اس کا جانشین ہوا اس نے مہر کی یہاں تک کہ قیصر روم کے زمانے تک اس پر بارہ مہریں لگ چکی تھیں۔ ہر بادشاہ اپنے جانشین کو اس بات کا پابند بناتا کہ وہ انجیل کو نہیں کھولے گا جس دن وہ اسے کھول دیں گے تو دین عیسائیت میں تغیر آ جائے گا اور ان کی بادشاہت ختم ہو جائے گی (شاہ روم قسطنطین اوّل Constantine-I 306ء سے 337ء تک حکمران رہا اس نے قسطنطنیہ (ترکی) کو دارالحکومت بنایا۔ اسی نے نیقیا کانفرنس 325ء میں منعقد کروائی تا کہ انجیل کا مسئلہ حل کیا جا سکے)، الغرض! قیصر نے انجیل منگوا کر اس کی مہریں کھولیں جب گیارہ مہریں توڑ دی گئیں اور صرف ایک باقی رہ گئی تو اس کی طرف علماء، اسقف اور بطریق اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ منہ پیٹ ڈالے اور بال نوچ لئے، قیصر نے ان سے پوچھا: کہ تم کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بولے آج تیرے گھرانے کی سلطنت برباد ہو جائے گی اور تیری قوم کا دین متغیر ہو جائے گا۔ قیصر نے کہا: اصل ہدایت میرے پاس ہے، وہ بولے، جلدی نہ کیجئے اس شخص کے احوال معلوم کر لیجئے اور اس شخص سے خط و کتابت کر کے مزید غور

کر لیجئے۔ قیصر نے پوچھا: کون ایسا شخص ہے جس سے ہم اس نبی (علیہ السلام) کے احوال معلوم کریں؟ ان لوگوں نے کہا: کہ شام میں بکثرت لوگ موجود ہیں۔ قیصر نے شام میں قاصد بھیجا، تا کہ ایسے لوگوں کو بھیج دے جن سے وہ اس مدعی نبوت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے بارے میں سوال کر سکے۔

غرضیکہ ابوسفیان اوران کے ساتھیوں کو قیصر روم کے پاس لایا گیا قیصر نے ابوسفیان سے کہا: کہ ہمیں اس شخص کے بارے میں بتاؤ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ابوسفیان نے ہر ممکن طریقے سے اس دعویٰ نبوت کو بے قدر کرنے کی کوشش کی اور کہا: اے بادشاہ! آپ اس نبی (علیہ السلام) کے معاملہ کو بڑا نہ سمجھیں ہم تو اسے جادوگر، شاعر اور کاہن کہتے ہیں۔

قیصر:۔قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان سے پہلے لوگ بھی انبیائے کرام کو یہی القابات دیتے تھے تم مجھے اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔

ابوسفیان:۔ ہماری قوم کے لڑکے کم سن اور کم عقل لوگ اس کے اصحاب ہیں، ہمارے سرداروں میں سے کسی نے اس کی اتباع نہیں کی۔

قیصر:۔ بخدا! اسی قسم کے لوگ انبیائے کرام کے متبع ہوتے ہیں، امراء اور سرداروں کو تو ان کی حمیت اور نخوت مانع ہوتی ہے اب مجھے اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ بتاؤ کہ کیا ان میں کوئی یہ دین اختیار کرنے کے بعد پر چھوڑ دیتا ہے۔

ابوسفیان:۔ کوئی اس سے الگ نہیں ہوتا۔

قیصر:۔ لوگ اسکے دین میں مسلسل داخل ہو رہے ہیں؟

ابوسفیان:۔ جی ہاں!

قیصر:۔ تم اس شخص کے بارے میں میری بصیرت میں اضافہ کر رہے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس نبی (علیہ السلام) کا اس ملک پر غلبہ ہو گا یہاں تک کہ میرے پاؤں کے نیچے واقع زمین پر۔

اے گروہ روم! آؤ ہم اس نبی کی دعوت قبول کر لیں پھر ہم اس ملک شام کی درخواست کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ہی زمانے میں پامال کر دی جائے، کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے جس نبی علیہ السلام نے کسی بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اس بادشاہ نے دعوت قبول کرنے کے بعد اس نبی علیہ السلام سے کوئی درخواست کی تو اس نبی علیہ السلام نے وہ درخواست قبول کر لی، لہٰذا تم لوگ میرا کہا مانو۔ اہل روم نے کہا: ہم اس بارے میں آپ کی بات ہرگز نہیں مانیں گے۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں، بخدا! مجھے اس بات سے کوئی امر مانع نہ ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قیصر کی نظر سے گرا دوں مگر یہ کہ میں قیصر روم کے سامنے کوئی جھوٹی بات کہوں گا تو وہ اس پر میری گرفت کرے گا اور مجھے جھوٹا قرار دے گا۔ البتہ! میں نے قیصر سے آپ علیہ السلام کی معراج کا ذکر کیا اور کہا: اے بادشاہ! میں آپ کو ایسی

بات سے آگاہ نہ کروں جس سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ قیصر نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: وہ شخص ہم سے بیان کرتا ہے کہ وہ سرزمین حرم سے راتوں رات مسجد ایلیاء تک آیا ہے اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات واپس حرم مکہ پہنچ گیا۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ ایلیاء کا بطریق قیصر کے سر پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا: مجھے اس رات کا علم ہے اس کی طرف دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے اس رات کا کیسے علم ہوا؟ بطریق بولا رات کو جب میں نے بیت المقدس کے تمام دروازے بند کر دیئے تو ایک دروازہ رہ گیا جسے بند نہ کر سکا تو میں نے خدمت گاروں اور حاضرین سے مدد لی مگر سب مل کر بھی اسے حرکت نہ دے سکے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ہم کسی پہاڑ کو حرکت دے رہے ہیں اس کے بعد میں نے نجاروں کو بلایا، انہوں نے اسے دیکھا اور کہا: اس پر دروازہ کی چوکھٹ گر گئی ہے یا کوئی دیوار، لہٰذا ہم اسے ہلا نہیں سکتے۔ صبح ہونے پر اسے دیکھیں گے۔ بطریق بولا، میں اس دروازے کو کھلا چھوڑ کر چلا گیا جب صبح کو اٹھا تو میں نے اس پتھر میں جو کہ دروازہ پر تھا سوراخ دیکھا اور اس میں سواری باندھے جانے کا نشان بھی موجود تھا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ دروازہ آج کسی نبی (علیہ السلام) کے لئے کھلا رکھا گیا ہے جس نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے۔

یہ سن کر قیصر نے کہا: اے اہل روم! تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان صرف ایک نبی علیہ السلام ہوگا، حضرت عیسیٰ نے تمہیں اس نبی علیہ السلام کی بشارت دی ہے یہ وہی نبی (علیہ السلام) ہیں جن کی عیسیٰ نے بشارت دی ہے، لہٰذا جس دین کی طرف وہ نبی تمہیں بلاتا ہے اس کو قبول کرو مگر جب اہل روم کی انتہائی نفرت کا مشاہدہ کیا تو کہا: اے اہل روم! تمہارے بادشاہ نے تمہیں آزمائش کے لئے طلب کیا تھا، تاکہ معلوم ہو کہ تم اپنے دین پر کس قدر پختہ ہو تو تم نے اس کے سامنے اسے برا بھلا کہا جس سے تمہاری دین پر مضبوطی ثابت ہو گئی ہے۔ یہ سن کر تمام اہل روم قیصر کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

حوالہ جات از کتب

1. تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
2. تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
3. تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ (متوفی 911ھ)
4. تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری (المتوفی 310ھ)
5. تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 327ھ)
6. دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)
7. صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)
8. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ-458ھ)
9. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ سیوطی (المتوفی 911ھ)

10. مسند امام احمد۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد164ھ وفات بغداد241ھ)
11. کتاب فقہ اکبر۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت ابن زوتی (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد150ھ)
12. جذب القلوب۔علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی855ھ)
13. موطا امام مالک۔امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
14. سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ275ھ)
15. سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین209ھ وفات273ھ)
16. مسلم شریف۔ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت204ھ وفات نیشاپور261ھ)
17. اعلام النبوت۔قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی450ھ)
18. فتوحات مکیہ۔شیخ اکبر محیی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی638ھ)
19. سیرت الکبریٰ۔امام محمد بن سعید الناس رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی734ھ)
20. معارج النبوۃ۔ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی907ھ)
21. سیرۃ ابن ھشام۔عبدالملک بن ھشام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی213ھ)
22. طبقات ابن سعد۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد العصری رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
23. شواہد النبوت۔مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی878ھ)

مکی معجزات

شق القمر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ القمر آیت 1

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①

ترجمہ:۔ ''قیامت قریب آئی اور چاند شق ہو گیا۔''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اہلِ مکہ نے ختم الرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ چاند کے ٹکڑے کر کے انہیں دِکھائے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، چاند دو ٹکڑے ہوا، ہم اس

وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم گواہ رہو''

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مکّہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکینِ مکّہ نے کہا، یہ جادُو ہے جو تم پر کیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو اُنہوں نے بتایا قمر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔

اہل سیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، رحمۃ اللعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہدِ سعادت میں شق القمر ہوا۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہدِ رسالت علیہ السلام مکّہ مکرمہ میں تھے۔ کافروں نے کہا۔ ہم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جادو کیا ہے۔

ابونعیم نے بہ طریق عطا اور ضحاک، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشرکینِ مکّہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا:

''اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اِس طرح دو ٹکڑے کر کے دِکھائیں کہ ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس پر ہو اور دوسرا ٹکڑا جبلِ قعیقعان پر ہو۔ اور وہ رات چودھویں کی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے دُعا کی کہ'' کفّار جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں، اَے میرے ربّ! اسکو پورا کر دے'' بحکمِ ربّ ذوالجلال پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے آدھا جبلِ ابوقبیس پر اور آدھا جبلِ قعیقعان پر تھا، حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا'' تم گواہ رہو''۔

علماءِ کرام رحمہما اللہ نے شق القمر کو معجزۂ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو بُرہانِ نبوّت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

معراج رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا۔ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 1

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ①

ترجمہ:۔ ''پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دِکھائیں، بے شک وہ سُنتا دیکھتا ہے۔''

مسلم نے بہ طریق حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

''براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجدِ اقصیٰ سے باہر آیا تو جبریل علیہ السلام نے دو پیالے پیش کئے ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دُودھ کو پسند کیا۔ اِس کے بعد ہم آسمانِ دُنیا کی طرف پہنچے، جبریل علیہ السلام نے دَستک دی، کہا۔ کون ہے؟ کہا جبریل۔ پوچھا ساتھ میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوچھا کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا، ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے، تو ہمارے لئے دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور دُعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمانِ اوّل کی طرح حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب ہوئے پھر دَروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دُعائے خیر دی۔ اِس کے بعد ہم تیسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھُل گیا۔ وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دُعائے خیر دی۔ اِس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھُل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دُعائے خیر دی۔ اِس کے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔ اِس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دُعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا، پھر مجھے سِدرَۃُ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری اُمّت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میں چھٹے آسمان پر اُترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اپنے رب کے حضور واپس جائیے اور نماز میں کمی کے لئے عرض کیجئے کیونکہ آپ علیہ السلام کی امّت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضورِ خداوندی میں واپس گیا اور تخفیفِ نماز کے لئے عرض کی اور بارگاہ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا لوگوں کی برداشت کم ہے، ربّ کے حضور جائیے اور مزید کمی کے لئے درخواست کیجئے''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ''میں اسی طرح اپنے رب کے حضور اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ ربّ العالمین نے فرمایا:

''اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر دن کیلئے پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس (10) نمازوں کے قائم مقام ہے۔''

''پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے بتایا کہ آپ علیہ السلام پھر واپس جائیے اور کمی کے لئے درخواست کیجئے!۔ میں نے کہا اَب تو کمی کے لئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے''۔

ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایتِ معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً متذکرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے کہ:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیچے تشرف لائے تو جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ''آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسّم اور شگفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا، سوائے ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور شگفتگی کے آثار اس کے چہرے پر نہ تھے''۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنّم ہے۔ وہ کبھی شگفتہ نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سُن کر مشرکین مکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ازراہِ استہزاء کہنے لگے ''ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔''

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ آپ علیہ السلام کی شان سے بعید نہیں۔''

پھر مشرکوں نے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں، اس کی نشانی کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو فلاں مقام پر تھا، اُن کے اونٹ ہم سے بدکے اور چکّر لگانے لگے۔ اُن میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔''

جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہلِ قافلہ سے وہی باتیں دریافت کیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صدّیق رکھا لوگوں نے پوچھا۔ جن لوگوں سے آپ علیہ السلام نے ملاقاتیں کی ہیں، کیا ان میں حضور موسیٰ علیہ السلام بھی تھے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندمی رنگ تھا جیسے اَزدعمان کے یمنی باشندوں کا رنگ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، لانبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھا گویا کہ ان کی ڈاڑھی سے موتی جھڑتے تھے''۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''شبِ معراج کے مشاہدات میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے

اپنے مُنہ اور سینے کو چھیل رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا تجسُس اوراُن کے دَرپے ہوکر بے آبروئی کرتے تھے''۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ مِیں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جارہا تھااور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہوجاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔تو مجھے بتایا گیا یہ آپ علیہ السلام کی امّت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے'' (جن کی ذاتی اور نجی زندگی اوراُس کے معاملات، اِن کی قومی زندگی اور عوامی رویّہ سے متضاد ہوتی ہے جو بداخلاقیوں کو چھپاتے اور تقوٰی اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دِکھاتے ہیں)۔

ترمذی نے اور حاکم نے اسے روایت کرکے صحیح کہا اور ابونعیم وابن مردویہ اور بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو جبریل امین بیت المقدس کے صخرہ کے پاس آئے اورانہوں نے اپنی رسّی صخرہ میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہوگیا اوراس سوراخ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے براق کو باندھ دیا''۔

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازۂ جنت پر لکھا دیکھا کہ ''صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقمِ قرضہ سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا'' میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ''کیا وجہ ہے قرض، صدقہ سے افضل ہے'' انہوں نے فرمایا اِس لئے کہ سائل سُوال کرتا ہے اوراس کے پاس مال موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اُسی وقت قرض مانگتا ہے جب اُسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

حدیث اسراء

ابن مردویہ نے بہ طریق عبید بن عمیر حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو درۂ بیضا سے دیکھا۔ میں نے کہا اَے جبریل علیہ السلام! لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُوال کرنے والوں کو بتادیں کہ جنّت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اوراس کی مٹی مُشک ہے۔''

ابن مردویہ نے بہ طریق قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں نے شبِ معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ ایک کنگھی کرنے والی کی اور نیز اس کے شوہر اور بیٹی کی

خوشبو ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے گر پڑی اُس نے اس کو اُٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اِس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی۔ جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرا دیا تھا''۔

بیت المقدس

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب مجھے بیت المقدس کی سَیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور مضحکہ اُڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے، میں اس وقت حَجَرِ اَسوَدْ کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکّہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا''۔

ابن مردویہ اور طبرانی نے اوسط میں بہ سندِ صحیح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''شبِ معراج میں میں مَلاءِ اعلیٰ پہنچا تو حضرتِ جبریل علیہ السلام کی خشیتِ الٰہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حِس و حرکت ہی نہیں ہے''۔

اسراء وسَیرِ جنّت ودوزخ

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، نسائی، ابن جریر ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الیمان سے روایت کی کہ آں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم براق پر ہی سوار رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے آسمانوں کے دَروازے کھلے پھر آپ علیہ السلام نے جنّت و دوزخ اور عالم بالا کے مذکورہ قُرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے۔ اِبن مَردویہ کے الفاظ یہ ہیں۔

''آپ خاتم النبیین علیہ السلام کو آسمانوں کی مابعد الطبیعی تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام طبیعی مادّی اشیاء اور مقامات کی سَیر کرائی گئی''۔

حضرت سُمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن مردویہ نے حضرت سُمرہ بن جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''شب معراج سماوی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیّال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پتھر نگلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟'' حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا یہ سُودی کاروبار کرنے والا ہے۔

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اقدس عرش پر

ابن عساکر نے حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "شبِ اسراء میں نے سموات علیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبریل (علیہ السلام) نے اِس وقت مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول خوف نہ کھایئے۔ بلاشبہ آپ کا نام عرش پر لاَاِلٰہ اِلَّا اللہُ مُحَمَّد "الرَّسُولُ اللہ لکھا ہوا ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شئے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ مثل چوپایے کے تھا، طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حدِّ نظر تک فاصلہ تھا"

صَخرہ کا شق ہونا

ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابونعیمؒ اور ابن مردویہ اور بزار نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اس رات جب مجھے معراج ہوئی جبریل علیہ السلام اس صخرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صخرہ پر رکھی اور اس کو شق کر دیا اور پھر اس سے براق کو باندھا"۔

حضرت صُہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سنان

طبرانی وابن مردویہ نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ علیہ السلام کے سامنے پانی، شراب اور دُودھ کے پیالے پیش کئے گئے تو آپ علیہ السلام نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہِ راست اختیار فرمائی اور طریقۂ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے اِس میں پانی اور غذا دونوں کا امتزاج ہے، یہ بھوک اور تشنگی دونوں کا مداوا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراب قبول کر لیتے تو آپ علیہ السلام کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کے بھٹک جانے کا احتمال تھا۔

اذانِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد وابونعیم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات میں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ علیہ السلام نے دھیمی سی آواز سُنی دریافت فرمایا:

''اے محترم جبریل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟'' حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: ''یہ آپ علیہ السلام کے موذّن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقامِ اعلیٰ میں اَذان سُنی ہے''

پھر حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحبا کہا۔ یعنی مَـرْحَبَـا یَـا نَبِیَّ الْاُمِّیِّ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، طویلُ القامَتْ اور کانوں تک یا اس سے کچھ اُونچے لٹکے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں''

پھر اُور آگے بڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت وسطوت شخص نے ملاقات کی اور مَرحَبا کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سلام وکلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا ''یہ کون صاحب ہیں؟''

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا ''یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جَدِّ اَعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پھر میں نے جہنّم کا معائنہ کیا اور وہاں لوگوں کو مُردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا: ''اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟'' ''انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی غیبت کرتے ہیں''

''پھر میں نے ایک سُرخ رنگ کا آدمی دیکھا جس کی آنکھیں وَحشتناک گہری نیلی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا آدمی ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ اقصیٰ پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُودھ کا پیالہ لے لیا اور اُسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا کہ: اَے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے خطرہ کو پالیا۔

امام احمد، ابویعلیٰ، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بہ طریق عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، اُنہوں نے فرمایا۔ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لیجایا گیا اور پھر فضل ورحمتِ باری تعالیٰ سے اُسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور زیرِ سفر قافلوں کے حالات بیان کیئے۔ جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمارہے ہیں، ہم اُس پر کسی طرح یقین نہیں کرسکتے، وہ لوگ اسی بنا پر مرتد وکافر ہوگئے۔

کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی (جو اپنے خیال میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لیکر چلے تھے بے سروسامان، خصر اور غریبُ الدّیار دینِ الٰہی کے فوج داروں اور علمبرداروں نے اُن سب حقائقِ معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابوجہل کے ساتھ کاٹ دیں۔

ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں لوگو! تم کھجور اور مکھن خوب کھاؤ۔

دجّال کو اسکی اصل صورت میں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دِکھایا گیا۔ اور آپ علیہ السلام نے رویت عینی سے دیکھا موسیٰ اور سیّدنا ابراہیم علیہم السلام سے ملاقاتیں کیں۔

ایک شخص نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجّال کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے اُسے عظیمُ الجُثّۃ اور واضح وظاہری خباثت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا، گھنگریالے بال والا اور تیز نظر دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ، سیاہ بال اور قوی خِلقت دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شکل وشمائل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے، اِتنے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں، جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے کہا "اپنے جدِّ اعلیٰ کو سلام کیجئے، تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیۂ کریمہ سورۃ بنی اسرائیل آیت 60

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ
اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ
الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

ترجمہ:۔ "اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا (شب معراج بحالت بیداری مگر لوگوں کی آزمائش کو اور وہ پیڑ (زقوم کا درخت جو جہنّم میں پیدا ہوتا ہے) جس پر قرآن میں لعنت ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں (دینی اور دنیوی خوفناک امور سے) تو انہیں نہیں بڑھتی مگر سرکشی"۔

اس آیت کی تفسیر میں روایت کی کہ معراج کی رات میں امورِ غیبی کا مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشمِ ظاہری سے کیا تھا۔

محدثین کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ "جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران کو طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلۂ اَزْدشنوہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سَر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا۔ اور میں نے داروغہ جہنّم اور دجّال کو دیکھا اور ان

سب کا دیکھنا ان نشانیوں میں سے ہے جن کو رحمتِ پروردگار نے دِکھایا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ سورۃ سجدہ آیت 23۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا۔''

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

امام احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں سماوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دخترِ فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے۔ اور واقعہ اُس خاتونِ نیک نہاد کا یہ ہے کہ، ایک روز دخترِ فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دَوران اُس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بِسمِ اللہ پڑھ کر اُس کو اُٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: ''میرا اللہ سارے جہان کا، میرا اور تیرا نیز وہ تیرے باپ کا بھی رَبّ ہے۔''

لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ''کیا تمہارا رَبّ، میرے باپ کے سِوا کوئی اور ہے؟''

مشاطہ نے جواب دیا: ''ہاں! میرے ربّ کے سِوا کوئی ربّ نہیں۔''

یہ خبر دخترِ فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔

پس فرعون نے اُس کو طلب کیا اور پوچھا: اَے معمرّ اور وَفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رَبّ سمجھ بیٹھی ہو؟

پرستارِ توحید مشاطہ نے جوابدیا: ''میرا رَبّ اور تیرا بھی، نیز ساری کائنات کا تو وُہی ایک رَب ہے جو رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے''۔

مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے مجسمے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سُرخ کر دینے کا حکم دیا۔ جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہو گیا تو اُس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اور اُس کی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اُس کی اَولاد کو ڈالا حتّٰی کہ شیر خوار بچے کو اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

''اَے امّاں! تم اس میں آ جاؤ پیچھے نہ ہٹنا کیوں کہ تم حق پر ہو۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھا شیر خوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابن مریم (علیہما السلام) ہیں''۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، نسائی، طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمنِ خدا ابوجہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اُس نے اِستہزاء کے طور پر کہا کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا ''ہاں'' اُس نے پوچھا: ہم سے بھی ارشاد ہو! ''میں نے کہا'' رات مجھ کو لے جایا گیا'' اُس نے پوچھا کہاں تک؟ بتایا ''بَیْتُ المقدس تک'' اُس نے کہا'' کیا اِس سفر کے بعد صبح کو ہمارے شہر میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) موجود ہیں؟''
''میں نے کہا''ہاں''

کج فہم اور بد باطن ابوجہل نے سوچا کہ اِسی وقت تردید کرنا اور جھٹلانا مناسب نہیں۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ قوم کے سامنے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اِن باتوں سے انکار کر بیٹھے۔ کچھ دیر وہ اسی انداز پر سوچتا رہا۔ پھر اُس نے کہا:
''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بُلاؤں تو کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُن کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت جُوں کے تُوں رہتے ہیں اور حق وسچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔''

یہ سُن کر دشمنِ رسول کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا، کیوں کہ اُس نے سوچا کہ نعوذُ باللہ اَب وہ وقت آ گیا ہے کہ اِن کی سخن سازی اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا، پس اُس نے پکارا اے بنی کعب، آؤ، آؤ!

''ابوجہل کی یہ آواز سن کر لوگ اِدھر اُدھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر ابوجہل اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اس وقت ابوجہل نے مجھ سے کہا''

اَے ابن عبدُ اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں اِس وقت اپنی قوم کو سُنایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے رات بیت المقدس تک لیجایا گیا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''حالانکہ صبح کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہیں تھے؟'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔'' راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر تعجب کرنے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مسجدِ اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں؟ (ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنھوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں بَیْتُ المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا

یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے رُوبرُو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں لوگوں نے کہا۔ جہاں تک نشانیوں کا معاملہ ہے، خدا کی قسم آپ (علیہ السلام) نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "شبِ معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امّت کو بتا دیجیے کہ جنّت ہموار و وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے سُبْحَانَ اللہ ، وَالْحَمْدُلِلّٰہ ، وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ ہیں"

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ اسراء میں تمام انبیاء علیہم السّلام کے پاس سے گزرے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں مگر چند انبیاء ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ پھر آں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ لیکن اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اُٹھایئے۔ میں نے سر اُٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت ہے اور ان کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنّت میں جائیں گے"۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو وہ اپنی قبر میں مصروفِ نماز تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے امّتِ محمدیہ پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں۔ پھر آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے، کہ "جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سِدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اسکا پھل یعنی بیر بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے رب عزّ وجل کو دیکھا"۔

طبرانی نے اَوْسَط میں بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ جسم ظاہری سے ایک مرتبہ چشمِ قلب سے۔ طبرانی نے ایک

دوسری حدیث بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس سلسلہ میں روایت کی کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے رب کو اپنی چشم سے دیکھا۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نظر اپنے ربّ کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا ''ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نظر سے اپنے ربّ کو دیکھا! اللہ تعالیٰ نے ''کلام'' کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ''خُلّت'' کو حضور ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) کے لئے، اور ''دید کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مخصوص فرمایا''۔

بیہقی نے ''کتابُ الرؤیۃ'' میں اِن الفاظ سے روایت کی کہ، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رؤیت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور بیہقی نے ان لفظوں سے روایت کی کہ کیا تم اِس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے کلام، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے رؤیت ہے۔

مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آیہ کریمہ سورۃ النجم آیات 11، 12، 13۔

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾

ترجمہ:۔ ''دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔''

یعنی، دل نے نہ جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اُسے دوبار دیکھا، کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے اپنے رب کو دِل کی آنکھ (قلب بصیرت) سے دومرتبہ دیکھا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''شبِ اسراء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجُوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے اُن کو دینِ اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس وہ سب اور ان کے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اسکی ذرّیات سب جہنم میں جائیں گے''۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

طبرانی نے اوسط میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب شبِ معراج آسمان پر لیجایا گیا تو آپ علیہ السلام کی طرف اذان وحی کی گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس آئے تو جبریل امین نے اذان پڑھنے کا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سکھایا۔

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رَفعِ جنابت کے لئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اِس پر رسول

اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برابر کمی کے لئے استدعاء کرتے رہے حتّٰی کہ نمازیں پانچ اور غسلِ جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

تاریخ معراج

ابن مردویہ، عمرو بن شعیب کے جدِّ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جس رات میں معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاوّل کی سترھویں شب تھی۔

بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا۔ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل رسولُ اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ اور بیہقی نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔

بیہقی نے سُدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہجرت سے سولہ مہینہ پہلے معراج ہوئی۔

ترمذی اور ابن مردویہ نے بہ طریق عبد الرحمٰن حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، حضور رسالت مآب نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نے شبِ معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، تو انہوں نے فرمایا:

''اَے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ علیہ السلام اپنی امّت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے اور اُن کو بتایئے کہ جنّت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع وہموار ہے اور اس کے بیل بوٹے ''سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہیں''۔

مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۃ النجم آیت 13 ''وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی'' (ترجمہ: اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا) کی تفسیر میں روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی کے پاس دیکھا۔ اُن کے چھ سَو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں''

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریمہ سورۃ النجم آیت 18

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ﴿۱۸﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اپنے ربّ کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں''۔

اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سبز رَفْرَف کو دیکھا کہ جس سے سارا اُفق پُر ہوگیا۔ (رفرف کا ذکر سورۃ الرحمٰن آیت 76 میں فرمایا گیا ہے)

عبدُاللہ بن اَسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زرارہ

ابن قانع اور ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن اسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ''شبِ اسراء میں مجھے اس قصرِ اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب دار کی، فرش زرِ خالص ہے اور وہ نور سے منوّر ہے۔ اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے: سَیِّدُ المرسلین، امام المتّقین، قائد الغرالمحجّلین۔''

بغوی اور ابن عساکر نے اس کو اِن الفاظ میں روایت کیا کہ ''مجھ کو موتیوں کے ایک قفس کی سیر کرائی گئی اور اُس کا فرش سونے کا تھا۔''

فرشتہ کو اذان کا حکم!

ابونعیم نے بہ طریق محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (21۔81ھ۔ فرزندار جمند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کی کہ شبِ اسراء میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان پر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے توقف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اِس سے پہلے کوئی کھڑا نہ ہوا تھا۔ اُس کو حکم ملا اذان دو۔ تو فرشتے نے کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔''

پھر فرشتے نے کہا: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں'' پھر فرشتے نے کہا ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہ'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول بنایا اور اُن کو پسند کیا اور میں ہی اُن کی حفاظت کروں گا۔''

پھر فرشتے نے کہا: ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بُلاتا ہے۔ تو جو کوئی اُس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا وہ اس کے ہر گناہ کا کفّارہ ہوگا۔''

پھر فرشتے نے کہا: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی اِس فریضہ کو قائم کیا اور اِس پر وعدہ دیا اور اس کے لئے اوقات مقرر کئے۔''

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھے اور تمام اہلِ آسمان کھڑے ہوئے۔ اِس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کی رات اَذان سِکھائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نماز کو فرض کیا گیا۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''شبِ معراج عالم سمٰوات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزرا اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم فرمائیں''۔

اقامتِ صلوٰۃ اندرونِ بیت المقدّس

امام احمد نے عبید بن آدم سے روایت کی کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں تھے، وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صخرہ کے پیچھے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اِس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رُو بہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

ابن مردویہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''شبِ معراج میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے، جو اس نے مجھے پیش کئے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ لیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا۔ پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا۔ پھر فرشتے نے کہا۔ اِس تیسرے میں سے لیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہو گیا ہوں، اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اِس کے بعد فرشتہ نے کہا اگر آپ علیہ السلام اِس جامِ شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت دینِ فطرۃ پر کبھی مجتمع نہ ہوتی۔''

''پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں''

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ہم سے حسن نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حدیث بیان کی کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیتُ المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ اُن کی باری نہیں آتی (بیت المعمور سورۃ الطّور آیت 4)۔ پھر قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لے لیا۔ کہا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ علیہ السلام کی اُمت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کے لئے پچاس نمازیں فرض ہوئیں''۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُترے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ علیہ السلام کے ربّ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر کیا فرض کیا ہے، فرمایا ''روزانہ کی پچاس نمازیں'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ علیہ السلام کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعیّن مذکور ہے۔

حدیث حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی تو سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امّت کو ترغیب دیں کہ وہ جنّت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پُر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیّب، لطیف اور پاکیزہ ہے نخلستان، باغستان اور پُر کیف بہاریں لگائیں''۔

حضور سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ''لوگ جنّت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا اللہِ''

حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محدثین کرام نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں مکّہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبریل علیہ السلام اُترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آبِ زَم زَم سے دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان و حکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ ازاں بعد کچھ سینے کو مَسلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔ جب میں آسمان پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کون ہے؟ جواب دیا جبریل۔ پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا اُن کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اُس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں۔ جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے۔ پھر اس نے کہا: ''ابن الصّالح اور نبی صالح کو مرحبا۔''

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اُن کی دونوں جانب ان کی اَولادوں کی رُوحیں ہیں۔ داہنی جانب کی جماعتیں اہلِ جنت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہلِ دوزخ کی۔ جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسّم فرماتے ہیں، اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا۔ دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اسنے دروازہ کھول دیا'' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان نہیں کی۔

امام زہری نے فرمایا مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو حبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سَرسَراہٹ کی آواز سُنی''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے میری امّت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں ان کو لے کر واپس ہوا۔ یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جایئے اور کمی کے لئے درخواست کیجئے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو حق تعالیٰ نے فرمایا ''یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور سمجھ لو کہ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی''۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر اپنے رب کے حضور جایئے۔ میں نے کہا ''اَب مجھے اپنے ربّ سے حیا آتی ہے۔''

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃُ المنتہیٰ پہنچا، میں نے اُسے مختلف رنگوں سے ڈھانپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں بعد ازاں میں نے جنت کی سَیر کی، وہاں موتیوں کے قبّے دیکھے اور اسکی مٹی مشک کی تھی۔ (سدرۃ المنتہیٰ۔ سورۃ النجم آیت 14)

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا آپ علیہ السلام نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اُسے دیکھا ہے''

ابن مردویہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شبِ معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے''

ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شبِ معراج میں نے سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و قائد سے بہت زیادہ مشابہ تھے یعنی مجھ سے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)''

دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیصرِ روم

ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیصرِ رُوم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامۂ گرامی اُس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوبِ گرامی میں لکھا پایا ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے قیصر صاحبِ روم کے نام'' تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اُس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام ''قیصر صاحبِ روم'' لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترضِ خط یعنی اپنے بھائی سے کہا۔ ''اَے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا۔ تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی اُسے پھاڑ دوں۔ اپنی زندگی کی قسم اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اِس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدّم رکھیں۔ اگر انہوں نے مجھ کو ''صاحبِ روم'' کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیوں کہ میں اہلِ روم کا ''صاحب'' ہی تو ہوں اور میں اُن کا مالک تو نہیں ہوں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لئے مسخّر کر دیا ہے اور اگر وہؔ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلّط کر دے۔'' اِس کے بعد قیصر نے خط کو سُنا اور کہا:

''اَے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وُہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے دی ہے۔ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود میں ان کی خدمت بجالاؤں اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔''

رُوم کے سرداروں نے جواب میں کہا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اعراب میں نبوّت اور رسالت کا منصب رکھے جو اَن پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا میرے نزدیک، میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اَب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کرینگے ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔ جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں۔ اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سِوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت انجیل پر بارہ مُہریں سونے کی اپنے اپنے دَور میں شاہانِ روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیّت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا اِن (رومیوں) کے دین میں تغیر آ جائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ''اَے رُومہ کے دانشورو! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہِ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اُسے منگاتے ہیں اور راہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مُدعیِ نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اُس کا اتّباع کریں گے، ورنہ ہم اُس پر دوبارہ مُہریں لگا دیں گے۔''

پس قیصرِ روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے گیارہ مُہریں جُدا کر دیں اور ایک مُہر باقی رَہ گئی تو اُس کے اعیانِ مملکت اور تمام اُسقف وبطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط وآداب ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے اپنے وفورِ جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ اَدا کرنے لگا۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اور اُس کی آواز شور وغُل میں گم ہو کر رَہ جاتی تھی۔ وہ اِس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پُر وَقار انداز میں! کہا

''اَے میرے مُشیر واور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے''

انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں صرف چند نمایاں راہنماؤں نے نمایندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا:

''تم مُہریں توڑ کر ایک بہت بُرا اقدام کر چکے، پس اَب موجودہ خانوادۂ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا''۔

قیصر نے پھر کہا: ''تم لوگ اِسوقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو۔ میرے خیال میں میرا یہ عمل کتابِ مقدّس سے راہنمائی کے لئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدّعیِ رسالت کو صحیح جواب دیا جا سکے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''مناسب رَوِیّہ اور صحیح جواب کی تشخیص کے لئے کچھ لوگوں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بارے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جا سکتی ہے۔ مگر انجیل کی مُہریں توڑنا بہت بڑا گناہ اور معصیّت ہے۔''

قیصر نے کہا: ''تمہارے خیال میں کِن لوگوں سے ہم اِس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا پوچھ گچھ کر سکتے ہیں؟''

انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ: ''بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں ان کو تلاش کر کے یہ کام اُن کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔''

چنانچہ قیصر نے آخری مہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امراء کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکّہ سے جن کا تعلق ہو چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان (دشمن رسُول) اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسنِ اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھا۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: ''اَے ابوسفیان! مجھے اُس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے'' ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا ابوسفیان نے کہنا شروع کیا:

''اَے شاہِ روم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مقدّس اور محترم نہ سمجھو، ہم اُن کو سَاحر اور شاعر کہتے ہیں اور

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔''

قیصر نے کہا: ''یہ تو اُن کے رَد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاءِ سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں۔ پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا۔ مجھے پہلے تم اُن کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اَوسط درجہ کے خاندان سے تعلّق رکھتے ہیں۔''
قیصر نے کہا:

''اللہ تعالیٰ سابق میں ہر نبی کو اَوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے۔ اُن کے ماننے والے ہمنواؤں کے متعلّق بتاؤ؟'' ابوسفیان نے جواب دیا:

''اُن کے پَیر و وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، جوشیلے اور کم فہم لوگ ہیں، مگر قوم کے سردار اور رؤساء میں سے کوئی بھی نہ ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے'' یہ جواب سُن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا:

''خدا شاہد ہے، انبیاء کے متبعین اور مُعاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیوں کہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی مَوت نظر آنے لگتی ہے کیوں کہ اُن کی سرداری، ظلم اور اثر، سازشوں کیوجہ سے قائم ہوتے ہیں۔''

قیصر نے ابوسفیان سے اِس کے بعد پوچھا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیروان کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو دین لے کر آئے ہیں اس میں یہ یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کو ترک کر دیا ہے''۔

قیصر کا یہ سوال ایسا تھا کہ ابوسفیان سٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے) چنانچہ:

ابوسفیان نے کہا ''ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا''۔ قیصر نے دریافت کیا کہ ''کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟'' ابوسفیان نے جواب دیا کہ:

''ہاں، اضافہ ہو رہا ہے''

قیصر روم نے کہا! اے عرب کے معزز سردار!

''تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اضافہ کیا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں

میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے۔'' پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا کہ:

''اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت قبول کر لینا چاہیے جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے۔ اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے، اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ کی طرف بلایا ہے تو اس نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے! لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو! اس میں میری تمہاری اور تمام اہالیان ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے''۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں سے گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے معزز قیصر کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جھوٹ ظاہر ہو جائے! قیصر نے کہا ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھا کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برافروختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا۔ اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا ''وہ کیا بات ہے''۔

ابوسفیان نے کہنا شروع کیا کہ ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو حرم مکہ کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ''ایلیا'' کہتے ہیں پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے''۔

قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا ''اے قیصر! میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے''۔

قیصر بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ''تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟'' بطریق نے جواب دیا ''میں رات کو مسجد کے سارے دروازے بند کر کے سوتا تھا مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کے لیے تمام کارکنوں کو بلایا جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے۔ کاریگروں کو بلایا انہوں نے دیکھ بھال کر کہا۔ یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا عمارت میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال اب رات میں اس کی درستی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا

چھوڑ دیا۔ صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور بندھنے کا نشان ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

''اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں۔ یہ کسی نبی کی آمد کے لیے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے، اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے''۔

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل (Heraclius, Byzantine emperor, 610AD-641AD) نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا۔

''اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی ہے اور بلا خوف تردید میں کہتا ہوں کہ وہی نبی مبشر ہیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں''۔

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برافروختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا۔

''اے سلطنت رومہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں۔ میں خوش ہوں کہ رومہ کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے''۔

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اسکے روبرو جھک گئے۔

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی۔ کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا، آپ کے ہادی اور پیشوا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر واپس پہنچا دیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ''صدیق'' ہوا۔ یعنی بہت سچا کہ مقام ذی طویٰ پر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق

نہیں کرے گی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ علیہ السلام کی تصدیق ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے کہ وہ صدیق ہیں۔

ابن مردویہ نے بہ طریق ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب شب اسراء میں سماوات میں پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی۔ میں نے خیال کیا کہ اب جبریل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی"۔

طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا"۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن اسحاق نے کلبی، ابوصالح اور حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی طالب سے روایت کی کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرائی گئی اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرما رہے تھے۔ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم سب سو گئے طلوع فجر کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضور سرکار دو عالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے ام ہانی! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نماز عشاء پڑھی۔ اسکے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے"۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم واقعہ اسراء کے موقعہ پر میرے گھر میں آرام فرما تھے۔ پھر میں نے آپ علیہ السلام کو موجود نہ پایا اور میری آنکھوں سے نینداس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت، گھنگھریالے بال ازدشنوہ کے مردوں کے مشابہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی میں ہے۔ اور میں نے دجال کو دیکھا

جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اور اسکی مشابہت قطن ابن عبدالعزیٰ میں ہے''۔

اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ''اسراء'' کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تھام لیا اور کہا آپ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا۔ جس کو سن کر مطعم بن عدیٰ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر تم صحت فکر رکھتے تو ایسی باتیں نہ کہتے'' اس کے بعد ایک اور قریشی کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے''۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں، میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے'' پھر اس نے کہا ''کیا آپ (علیہ السلام) فلاں قبیلے پر سے گزرے؟'' فرمایا ''ہاں'' میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں'' قریشی نے کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتایئے'' میں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر رہا اور لوٹ آیا''۔

''میں گھر آ کر سو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلہ کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی پھر میں بیدار ہو گیا اور قریش کے پاس دوبارہ جا کر کہا تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ لہٰذا سن لیجئے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے فلاں لوگ بھی ہیں یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا''۔

دوسرے روز بہت سے لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ گئے تا کہ آپ علیہ السلام کے قول کو جانچیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے بتایا ''ہاں''۔ پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں؟ انہوں نے کہا ''ہاں''۔

ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے بطریق یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابو صالح سے انہوں نے اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا ''تمہیں خبر ہے کہ میں آج رات مسجد الحرام میں سویا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے چلے، جب وہ نشیب میں اترتا تو اسکے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور

جب وہ چڑھائی چڑھتا تو اسکے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے۔ کسی لمحے جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ و سفید دو پیالے میرے سامنے لائے گئے۔ میں نے سفید کو لے کر پی لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا:

''اے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ علیہ السلام نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراب کو لے لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت راہ ہدایت سے بھٹک جاتی''

''پھر مجھے سوار کر کے مسجد الحرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃ فجر پڑھی''۔ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ سن کر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردائے مبارک پکڑ لی اور کہا اے ابن عم! میں آپ علیہ السلام کو قسم دیتی ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسراء اور انبیاء علیہم السلام کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میری گرفت سے نکل گیا۔ چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہوگئی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں نے آپ علیہ السلام کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا خدا تیرا بھلا کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا اور سن کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟

جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ گندمی رنگ اور لانبے قد والے تھے، یہ سمجھو کہ وہ شنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی

قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں''۔

قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کو سن کر مذاق اڑایا۔ مطعم نے کہا تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ (علیہ السلام) جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔

مطعم کا انکار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے ابن عدی! تو نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے۔ خدا تجھ کو طبع سلیم دے۔ میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور صادق ہیں۔''

قریش نے پوچھا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو''۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں'' معاً بہ حکم خداوندی حضرت جبریل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور علیہ السلام کے سامنے لے آئے۔ حضور علیہ السلام اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ''الصدیق'' رکھ دیا''۔

پھر قریش نے کہا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔'' آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''میں نے فلاں قبیلہ کے قافلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ میں ان کے کجاووں تک گیا مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا۔ میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں یا نہیں اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا جو تنعیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر آئیں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: یہ ساحر ہے۔

اس کے بعد کچھ لوگ دیکھنے گئے: انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا۔ مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا:

''ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے''۔

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 60۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ
اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ
الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۠

ترجمہ: ''اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے ربّ کے قابو میں ہیں اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا۔ مگر لوگوں کی آزمائش کو اور وہ درخت (درخت زقوم جو جہنم میں پیدا ہوتا ہے) جس پر قرآن میں لعنت ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی''۔

بعض راویوں نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے تو عبدالمطلب کی اولاد آپ علیہ السلام کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تلاش میں مقام ذی لویٰ تک پہنچے، وہ با آواز بلند آپ علیہ السلام کو پکارتے جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے جواب میں ''لبیک'' فرمایا انہوں نے فرمایا ''اے ابن عم! تم کہاں تھے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں بیت المقدس سے آرہا ہوں، انہوں نے کہا ''رات ہی رات میں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ہاں''۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ علیہ السلام ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں نماز صبح کے لیے جگایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا ''اے اُم ہانی! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی''۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام تشریف لے جانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا اس بات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں سے بیان نہ کریں اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''نہیں میں ان کو ضرور بتاؤں گا''۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے۔

آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو ''واقعہ اسراء'' کے بارے میں بتایا جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''اے جبریل امین معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے''۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ علیہ السلام کی تصدیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت

المقدس کو میرے روبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا''۔ پھر ان میں سے کسی نے دریافت کیا:

مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟ چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو تعداد بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (بنی اسرائیل 60)۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

ترجمہ: ''جو دکھاوا ہم نے آپ کو دکھایا تھا اس کو لوگوں کے ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا''۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل عینی مشاہدہ تھا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چشم سر سے دیکھا۔

واقعہ معراج

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقعہ پر حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شئے گم ہوگئی ہے اور واضح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے اہل قافلہ کی خاکی اونٹنی کھوگئی ہے اس پر تمہارا تجارتی مال واسباب تھا''۔ جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ خاکی اونٹنی مکہ پہنچی اور آں حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر سربستہ سامان میں کیا اور کونسا سامان ہے؟

جبریل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا وہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کے سامنے لاکر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ علیہ السلام نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتادی، مگر سوالات کرنے والے کفار، جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

بیہقی نے بطریق اسباط بن نصر، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتلایئے کہ فلاں قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا۔

بیہقی نے اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ علیہ السلام نے بتایا اس وقت کفار نے کہا: آپ یہ بتایئے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''بدھ کے روز''

چنانچہ بدھ کے روز قریش قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے۔ حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہو گیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باری تعالیٰ اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ:

''اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کینہ جو اور حیلے جو قریش کو موقع نہ دے''۔

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور ختم الرسل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے جب وہ اپنی قوم کے کفار کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ''المصنف'' میں اور ابن جریر نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ شب اسراء میں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے لیے ایک جانور استعمال ہوا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حد نظر اسکے ایک ایک قدم کی وسعت تھی، اس کا نام براق تھا۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا یہ کیسا ماجرا ہے؟ دوسروں نے کہا کچھ نظر تو آتا نہیں، سوائے ہوا کے کیا ہوسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس پہنچے اور آپ علیہ السلام کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کو لے لیا جس پر جبریل علیہ السلام نے کہا آپ علیہ السلام نے راہ ہدایت اختیار کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہدایت پر رہے گی۔

ابن سعد نے کہا ہمیں واقدی نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اسکے لیے اپنے ربّ سے دعا بھی کی تھی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفتہ کی شب میں اپنے مکان پر محوخواب تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کے لیے چلیے۔ پھر یہ دونوں مکرم فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام ابراہیم (علیہ السلام) اور چاہ زمزم کے درمیان لائے۔ اس کے بعد سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی طرف لے کر چلے اور ہر آسمان کی سیر کرائی ان پر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جنت کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو سوائے صریر قلم کے کوئی آواز

میں نے نہیں سنی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں پھر جبریل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں اس کو ابن عسا کرنے روایت کیا۔

حاکم نے ''کتاب الرویہ'' میں کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''رویت'' اور اپنے ''کلام'' کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام کیا۔

اسراء و معراج

کثیر علماء کا عقیدہ یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ اس سلسہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جن علماء کا یہ عقیدہ ہے ان میں ابونصر قشیری، ابن عربی اور سہیلی شامل ہیں۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خواب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا نکتہ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب بہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بعثت سے قبل رویائے صادقہ تھے تاکہ آپ علیہ السلام پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ کا عقیدہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں جسے بزار نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقعہ ہونے میں کوئی استحالہ (محال) نہیں ہے کیوں کہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کے لیے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کے لیے ہے، بہر حال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف کی ہے۔ اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تاکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں ہجرتوں کا حصول ہو جائے کیوں کہ اکثر انبیائے سابقین علیہم السلام نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ علیہ السلام سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں

اور آپ علیہ السلام کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہٰذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ سید المرسلین علیہ السلام نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے اس کے برعکس اگر پہلے ہی آپ علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہیں آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ سرور کونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یک بارگی یہ اعزاز و اکرام بر سبیل مفاجات تھا جب کہ آپ علیہ السلام نے ''بینا انا'' فرما کر اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ رویت الٰہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا اس کے لیے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ جبریل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ علیہ السلام کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حق شرف ہم کلامی ایک معیاد اور استعداد پر موقوف تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتظار کی تکلیف اٹھالی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام مکفوف ہے، زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تا کہ آپ علیہ السلام پار جاسکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے جبھی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ علیہ السلام کے آنے سے پہلے انہیں کھولا جائے اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تا کہ آپ علیہ السلام جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ علیہ السلام کے اعزاز میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے، سب ہی آپ علیہ السلام کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے کہ جبریل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپکے ساتھ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا ''کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا'' اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟

دشمنان دین کے شر سے حفاظت

ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حفاظت کے لیے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آیہ کریمہ سورۃ المائدہ آیت 67

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں سے نگہبانی کرے گا۔''

نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسبانوں سے فرمایا ''اے صاحبو! اب تکلیف نہ کرو کیوں کہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے''۔

ابوجہل سے حفاظت

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا، ہاں۔ اس نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابوجہل، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصروفِ نماز دیکھ کر آیا اور آپ علیہ السلام کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا، لوگوں نے پوچھا کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان آگ سے پُر خندق حائل دیکھی۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے''۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ مبارکہ نازل فرمائی سورۃ علق آیت 6 (تا آخر)۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾

ترجمہ: ''ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے''

ابن اسحاق، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ابوجہل نے کہا۔ اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس دین کی دعوت دے رہے ہیں اسے تم دیکھ ہی رہے ہو، وہ ہمارے دین کو باطل، آباؤ اجداد کو گمراہ اور ہم سب کو جاہل کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا۔ پس وہ دوسرے روز پتھر لے کر بیٹھ گیا۔ جب آپ علیہ السلام سجدہ کے لیے جبین مبارک رکھ رہے تھے تو ابوجہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دفعۃً وہ چیختا چلاتا ہوا، دہشت زدہ ہو کر بھاگا قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک نر اونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے نگلنے کے لیے میری جانب بڑھا۔ یہ بات حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابوجہل کو ڈرانے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے، اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا''۔ حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مثل حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ مختلف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں سورۃ علق آیت 1

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①

ترجمہ:۔ ''پڑھو اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔

کی قرات کی اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو جہل کی مذمت والی آیت سورۃ علق آیت 6 پر پہنچے تو کسی شخص نے ابو جہل سے کہا کہ یہی تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ابو جہل نے کہا کہ اے شخص جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ مجھ پر سارا افق گھر گیا ہے۔

ابن اسحاق، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے عبد الملک بن ابو سفیان ثقفی سے روایت کی کہ ایک نو وارد بدوی پہلی بار شہر مکہ میں آیا۔ابو جہل نے غریب کا اونٹ ہتھیا لیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی، وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا اور کہا اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔قریشی ندوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے انہوں نے اپنے فتنہ پردازی کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا:

مظلوموں کے مددگار، وہ بیٹھے ہیں، جا اور ان سے مدد مانگ۔

وہ بیچارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا۔پس حضور علیہ السلام مدد کے لیے کھڑے ہو گئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابو جہل کے گھر پر پہنچے۔آواز دی، وہ باہر آیا۔آپ علیہ السلام نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابو جہل نے غیر معمولی عجلت کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔

قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے ندوہ سے یہاں آ گئے تھے، ابو جہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو بڑی خیریت ہوئی میں بچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے زبردست جبڑوں والا جانور مجھے نگل جاتا۔

عورا بنت حرب (حمالۃ الحطب) سے پنہاں

سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 45۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ⑮

ترجمہ: ''اور اے محبوب جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: سورۃ یٰسین آیت 9۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ⑨

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار اور پیچھے بھی دیوار بنادی ہے اور انہیں اوپر سے ڈھانپ دیا ہے تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا''

ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب سورۃ (تبت یعنی لہب آیت 1)

تَبَّتْ يَدَآ أَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ①

ترجمہ: ''تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہی ہوگیا''

نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی عورا بنت حرب آئی وہ شدید غضب ناک تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت حضور ختم الرسل نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد الحرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی۔ چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور کہا۔

اے عبدالکعبہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ''میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں'' یہ جواب سن کر وہ لوٹ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکی باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھے۔

اسی روایت کو بیہقی نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے اور اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے کہ آپ نے جواب دیا ''میرا آقا یا پیشوا شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے''۔

بنی مخزوم

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ
سورۃ یٰسین آیت 9

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ⑨

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا''۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اس وجہ سے وہ حضور علیہ السلام کو نہیں دیکھ سکے۔ اس سے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز تو برابر سنتا رہا لیکن دیکھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب (سورۃ یٰسین آیت 9) یہی ہے۔

نضر کا شر

واقدی وابونعیم نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نضر بن حارث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتا اور آپ علیہ السلام سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر گھبرا کر لوٹا۔ راستہ میں ابوجہل مل گیا۔ پوچھا نضر کہاں سے آرہے ہو؟ نضر نے جواب دیا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کردوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔

ابوجہل سنتا رہا اور پھر بولا یہ ان کا جادو ہے۔

حکم کا شر

طبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بہ طریق قیس روایت کی کہ بنت حکم نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا۔ اے بیٹی میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ علیہ السلام کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر غشی طاری ہو گئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو رحمۃ اللعالمین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جاچکے تھے۔ دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا۔ جب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آتے دیکھا تو ہم بھی حضور کی طرف

بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے اور خدا کی قسم ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت بخشی۔

رکانہ پہلوان

بیہقی نے بہ طریق ابن اسحاق روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ بن عبد یزید کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَفَرَاَیتَ اِنْ صَرَعْتُکَ اَتَعْلَمُ اَنَّ مَا اَقُوْلُ حَقٌّ'' ''اے رکانہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو اسلام کو حق سمجھ کر قبول کر لے گا'' رکانہ نے جواب دیا، بے شک!

رکانہ کا یہ جواب سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاڑا تھا کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور بہت جلد رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ تو اتفاقیہ طور پر جیت گئے، لہٰذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔

رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ: آپ جادوگر ہیں اور ان کا جادو بڑا پر زور ہے۔

بیہقی نے رکانہ بن عبد یزید سے روایت کی اور رکانہ اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے کہا میں اور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے، سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی یہ تھی کہ:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا'' کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے؟''

میں نے جواب دیا'' کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟'' آپ علیہ السلام نے کہا'' ہاں تیار ہوں'' میں نے کہا کس شرط پر جواب میں فرمایا'' ایک بکری پر''۔

پس میں نے کشتی کی اور آپ (علیہ السلام) نے مجھے پچھاڑ دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی۔ اس کے بعد تبسم آمیز لہجے میں فرمایا۔

''رکانہ! کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟'' میں نے کہا'' ہاں'' پھر کشتی ہوئی اور آپ علیہ السلام نے پھر پچھاڑ دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے آس پاس نظریں دوڑائیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چرواہا ہماری کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا؟

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا'' کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟'' میں نے کہا تیار ہوں۔ پھر ہم دونوں نے کشتی کی۔ اور مجھے پھر ہار ہو گئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دینی پڑی۔

اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر فکر مند ہو کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ''رکانہ کیا بات ہے؟'' میں نے جواب دیا مجھے اس بات کا فکر ہے کہ عبد یزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیوں کہ تین بکریاں آپ (علیہ السلام) کو دے چکا ہوں۔ اور مزید فکر یہ ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔ میرے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''کیا تم چوتھی بار مقابلہ کی ہمت کرو گے؟'' میں نے عرض کیا نہیں اب بے سود ہے۔ اس پر آپ علیہ السلام نے کہا ''میں تیری تینوں بکریاں لوٹائے دیتا ہوں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری بکریاں واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا۔ جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم اور برگزیدہ ہستی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

دارمی، بیہقی اور ابونعیم نے بطریق اعمش حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہت شدائد کیے ایک بار آپ علیہ السلام ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکات سے خون میں تر مکہ مکرمہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ جبریل امین آئے اور پرسش احوال کے بعد کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فلاں درخت کو حکم دیجیے کہ وہ آپ کے پاس آئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب آ گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اب حکم دیجیے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کے لیے دعا کرنے لگے۔ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی طرف بلائیں پس رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آ گئی، اس کے بعد فرمایا ''ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا'' تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دودھ دوہنا

ابن سعد، ابن ابی شیبہ وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میرا ابھی بچپن ہی تھا۔

اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مشرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''تمہارے پاس پلانے کے لیے کچھ دودھ ہے؟'' میں نے کہا میں امانتدار ہوں۔ فرمایا ''تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو؟'' میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک مادہ بچہ جو قدرے بڑا تھا لا کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پیر باندھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برتن لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بچہ سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بھی دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے دودھ اتر جا، تو وہ اتر گیا''۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد اور بیہقی نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کی کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقدمین اسلام سے تھے ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوفزدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں۔ تم ان سے رجوع کرو''۔

پس وہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ''آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو اس سے باز آجاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ ہی وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع وہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں!'' یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے۔ جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کی کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت واسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطرف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین وآسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زمزم سے نورافشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی جتنا وہ قندیل بلند ہوتا جاتا اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء، پہاڑ، عمارات اور نباتات، پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے یثرب کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھ رہا تھا پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سُبْحَانَهٗ ، سُبْحَانَهٗ، تَمّت الكلمة وهلك ابن مارد بهضبة الحصاء بين ادرج والاكمه.

ترجمہ:۔ ''پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، کلمہ پورا ہوا۔ اور ابن مارد، ادرج واکمہ کے درمیان ہضبۃ الحصاء میں ہلاک ہوا۔

خالد نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب وغریب خواب دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ روشن قندیل عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاہ زمزم انہی کی تحویل ہے اور تم نے اس نور کو چاہ زمزم سے نکلتے دیکھا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ:

میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں دفعۃً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب اور ابوبکر صدیق رضی تعالیٰ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔

پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے میں اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں سرکار دوعالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت''۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب آیت کریمہ سورۃ شعراء آیت 214

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾

ترجمہ:۔ ''اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ''

نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو، پھر اقرباء یعنی اولاد عبدالمطلب کو بلالو''۔ تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے۔ جن کی تعدد 40 یا 41 تھی۔ ان لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا یعنی حضرت عباس اور ابولہب بھی موجود تھے میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی۔ اور فرمایا ''بسم اللہ کر کے شروع کیجئے'' تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا ''علی! سب کو دودھ پلاؤ''۔ تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا۔ حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کے لیے ہی کافی تھا۔ اس کے بعد رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام پیش کی۔

پانی کا زمین سے جوش زن ہونا

ابن سعد نے حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت کی کہ ابوطالب نے کہا۔ میں ذی المجاز میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر جھکے، معاً وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا ''چچا پانی پیجئے'' اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

ابوطالب کی صحت کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا کرنا

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب کی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی ''اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما''۔ تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا معبود تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا ''اے چچا! اگر تم بھی اسی معبود کی بندگی اختیار کر لو تو یقیناً تم پر بھی مہربانی فرمائے گا''۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے ابوطالب کا دعائے استسقاء کرنا

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی کہ میں مسجد الحرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہالات وعزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا منات سے

۔یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا ابو طالب نہیں ہے اس کے پاس چلو، چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابو طالب کے گھر پر پہنچے، آواز دی تو ابو طالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے۔ لوگوں نے کہا:

اے ابو طالب! وادیاں خشک ہو گئیں، جانور دبلے ہو گئے۔ چلو بارش کی دعا مانگیں۔ ابو طالب نے کہا زوال آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو۔ پھر ابو طالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں صاف مطلع ابر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخائر بھر گئے، باغات اور کھیت سرسبز شادات ہو گئے۔ اس موقع پر ابو طالب نے کہا

وَابۡيَضَ يُسۡتَسۡقَى الۡغَمَامَ بِوَجۡهِهٖ ثِمَالَ الۡيَتَامىٰ عِصۡمَةً لِّلا رَامِلِ

ترجمہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ علیہ السلام کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار رہتا ہے۔ آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

يَلُوۡذُ بِهِ الۡهَلاَّلكَ الِ هَاشِمٍ فَهُمۡ عِنۡدَهٗ فِیۡ نِعۡمَةَ وَ فَوَاضِلِ

ترجمہ: ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے رہتی ہے۔ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں نعمت وفضائل دیکھتے ہیں۔

وَ مِيۡزَانَ عَدۡلٍ لاَ يُخِسُّ شَعِيۡرَةً وَوَزَانَ صِدۡقٍ وَّزۡنَهٗ غَيۡرَ هَائِلِ

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم وبیش نہیں تولتے۔ اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سید الشہداء) کا حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

ابن سعد و بیہقی نے روایت کی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا "چچا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں"۔

انہوں نے عرض کیا: "درست ہے، بایں ہمہ ان کو مجھے دکھایئے ضرور"۔ سرکار دو عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بیٹھ جایئے"۔

لہٰذا وہ بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "چچا جان اپنی نگاہیں اوپر اٹھایئے"۔ انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں یہ منظر دیکھ کر

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیہوش ہو گئے۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد و ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا۔ وہ بیٹھ گئے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرت و استعجاب سے بہ غور دیکھتے رہے۔ جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابھی جبریل علیہ السلام آئے تھے''۔ ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا انہوں نے آپ علیہ السلام سے کیا کہا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ ''انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا (سورۃ النحل آیت 90)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو''۔

حضرت ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی۔

جنات کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سورۃ الاحقاف آیت 29

وَاِذْ صَرَفْنَآ
اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: ''جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں، پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

سورۃ الجن آیت 1،2۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝١ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝٢

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ بے شک ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔تو ہم اس پر ایمان لے آئے، اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو سوق عکاظ جانے کا ارادہ کر رہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کے لیے آسمانوں پر بند ہو چکی تھی اور ان کو آگ کے شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان وجوہ اور اسباب کو دریافت کریں کہ جن کی وجہ سے ہمیں روکنے کے انتظامات ہوئے ہیں۔جنات اس جائزہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نخلہ میں نماز فجر پڑھتے دیکھا۔ جب انہوں نے رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے! قرآن مجید سورۃ جن آیات 1،2۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝١ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝٢

ترجمہ: ''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کریں گے''۔

ابن جریر و حاکم نے اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ٹھہر گیا۔ پس رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا۔ ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ علیہ السلام نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا۔ اور مجھ سے فرمایا ''اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ''۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ علیہ السلام کو کثیر لوگوں نے آ کر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئے اب نہ میں آپ علیہ السلام کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح ٹکڑیوں کی صورت میں روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر وہ بھی

رخصت ہوگئی۔ پھر حضور سرکار دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''وہ لوگ کہاں گئے؟'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ وہاں ہیں اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوبر ان لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا۔

ابونعیم نے ابورجاء سے روایت کی کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور خیمے نصب کیے اور میں دوپہر میں قیلولہ کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر تڑپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہوگیا۔ مگر پھر لوٹنے اور تڑپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مرگیا۔ میں نے ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کردیا۔ اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہوگئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کے لیے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنیں جس میں کہا جارہا تھا۔

''تم کو سلام ہے، ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ، دو مرتبہ نہیں بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ، نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ''۔

میں نے پوچھا ''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے کہا ہم جنّ ہیں اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کونسا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنّات میں آخری شخص تھا جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی تھی۔

ابونعیم نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اسکے پاس سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا۔ آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مرگیا میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کردیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جاملا۔

انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں ان میں سے ایک نے کہا۔ تم میں سے کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا۔ عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہوئے تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے ان کی حمد وثنا اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ جل تعالیٰ شانہٗ کی حمد وثنا کی۔ پھر ہم حج کرکے واپس ہوئے تو مدینہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

ابونعیم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نا معلوم راہوں پر بھٹکتے رہے، غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے قرآن بھی سنا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ:

''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے''۔

یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری راہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔

بیہقی، ابونعیم نے چند واسطوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ظاہر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ اس کے بعد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ''تمہاری تعریف؟'' بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟''

ہامہ نے عرض کیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پوری عمر بسر کر چکا ہوں۔ بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے جب آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کراتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔

حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے'' بوڑھے نے کہا اے معصیب پوش و خطا بخش خدا کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درگزر کا رویہ اختیار فرمایئے اور ملامت نہ کیجیے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں بددعا کرنے پر ملالت کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔

میں نے عرض کیا: اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک

تھا۔ تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی بارگاہ میں میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا "اے ہامہ تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت وندامت دل سے ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ تو اب اٹھ اور وضو کر کے دوگانہ پڑھ"۔

میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی "اے خوش قسمت ہامہ سجدے سے سر اٹھا آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آ گئی ہے"۔ پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ کے حضور سجدہ شکر میں پڑا رہا۔

میں سیدنا ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بددعا نہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس عہد کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔

میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ علیہ السلام نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے۔ اور فرمایا "اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا"۔ چنانچہ میں نے سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں اور ان کو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ "اگر سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا"۔ راوی کا بیان ہے کہ اس تہنیت وسلام کے پیغام کو سنتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آواز گریہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، جواب کے الفاظ یہ تھے۔

"جب تک دنیا کا قیام وبقا ہے برادرم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو، اے ہامہ!" پھر فرمایا "حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو"۔

اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا رہا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔

حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورۃ واقعہ، والمرسلات، عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ، واذا شمس کورت، معوذتین اور اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا "ہامہ تم کو جب کوئی حاجت پیش

آئے بلا تکلف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔

علامہ بیہقی نے اسید سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (عہدِ خلافت 99ھ۔101ھ) سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا۔ زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ پس انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی کہ:

اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ "اے سرق تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتف سے سوال کیا کہ:

"اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے"۔

جواب آیا: اَے ملّتِ مُسلمہ کے صَالح سردار! میں ایک جِنّ ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے۔ اَب صرف میں اور سرق دو ایسے جِنّ زندہ تھے جنہوں نے براہِ راست دستِ نبوّت پر بیعت کی تھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا کہ "اَے سرق! تم ایک بیابان میں مرو گے اور میری اُمّت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا"

غلبۂ روم

اللہ تعالیٰ جَلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا: سورۃ الروم آیات 1 تا 6

الٓمّٓ ﴿1﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿2﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿3﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿4﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿5﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿6﴾

ترجمہ:۔ "الم ۔اہلِ روم ایک قریب کے مقام پر مغلوب ہو گئے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند برس میں غالب آ جائیں گے۔ پہلے بھی حکم اللہ ہی کا تھا اور پیچھے بھی، اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش

ہوں گے وہ جس کو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست عزت والا ہے رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

امام احمد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب رہیں اس لئے کہ رومی اہلِ کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا اور پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے۔ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''عنقریب رومی، ایرانیوں پر غالب آجائیں گے''۔ یہ بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس بارے میں کوئی مدّت معیّن کرو تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کر دی۔ جب اس بات کی خبر آں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہوئی تو فرمایا کہ ''دس سال کی مدت مقرر کرنا بہتر ہوتا'' چنانچہ دس سال کی مدت مقرر ہوئی۔ اس کے بعد رومی، ایرانیوں پر غزوۂ بدر کے دن غالب ہوئے۔

بیہقی نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رَبّ ذوالجلال والاکرام کی بات کو سچّا جانا اور یقین کر لیا کہ عنقریب رومی اہل فارس پر غلبہ پا لیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے دس سال کی مدّت متعین کر لی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ حضور علیہ السلام کے اَصحاب نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کریں کیونکہ لفظ بِضْعِ (آیت 4) تین سے دس سال کے عدد کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع ہی میں رومیوں کو اہلِ فارس پر غلبہ عطا فرما دیا۔

مُشرکوں کے سوالات

ابن اسحاق، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی احبار کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق اُن سے کرو اور ان کا نکتۂ نظر دریافت کرو کیوں کہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم وفہم میں برتری کے مدعی ہیں۔ چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احبار سے ملے۔ اُس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ:

''اے معزز نمایندگانِ قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے تین سوالات کرو اگر وہ اُن کا جواب صحیح دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچّے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے۔ وہ تین سوالات یہ ہیں:

1۔ ان سے پوچھو کہ ''پچھلے زمانے میں جو، جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟'' کیوں کہ انکا واقعہ عجیب ہے۔

2۔ ان سے دریافت کرو کہ ''وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟''

3۔ ان سے سوال کرو کہ ''رُوح کیا ہے؟''

نضر اور عقبہ دونوں نے مکہ آکر مشرکوں سے کہا کہ: ہم چند ایسے سوالات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کے لئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعی الہام و ہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندۂ برگزیدہ کے لئے ممکن ہے۔

پھر انہوں نے اپنی دُور اندیشی اور مصلحت کی بنا پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یکے بعد دیگرے تینوں سوالات اسی ترتیب سے کئے اور بلا تاخیر جوابات مانگے۔

حضرت جبریل علیہ السلام اس مرحلہ پر سُورۂ کہف لے کر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس علم کی روشنی میں بڑے پُر وثوق لہجے میں کافروں کو جوابات دیئے۔

1۔ فرمایا عہدِ قدیم کے وہ جوان ''اصحابِ کہف'' ہیں اور ان کا یہ واقعہ ہے۔

2۔ فرمایا مشارق و مغارب کے سَیر کرنے والے ''ذوالقرنین'' ہیں۔

3۔ فرمایا (سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 85) ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ'' ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ روح امرِ ربّ ہے''۔ روح کی حقیقت یہ ہے کہ ''وہ اَمرِ رَبّ ہے۔''

ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم رُوح کے بارے میں ان سے پوچھو، چنانچہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی سورۃ بنی اسرائیل آیت 85

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

ترجمہ:۔ ''اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک امر (چیز) ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔''

طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اَحبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے ربّ سے نیکوکاری پر قائم رہنے کے لئے عہد و میثاق کروں۔ وہ مکہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس منیٰ میں ملنے کے لئے گئے۔ اُس وقت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بہت سے لوگ کھڑے تھے، یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو

گئے۔ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِن کو دیکھ کر فرمایا:

''تم عبداللہ بن سلام ہو؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں''

سرکارِ دوعالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''میرے قریب آجاؤ۔'' تو وہ نزدیک ہوگئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے عبداللہ! کیا تم توریتِ آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟'' ابن سلام نے کہا: میرے جواب سے پہلے آپ (علیہ السلام) اپنے ربّ کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ اس وقت آں حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر سورۂ اخلاص وحی کی گئی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: آیات 1 تا 4

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔''

یہ کلام سننے کے بعد عبداللہ ابن سلام نے کہا ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ''۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آگئے۔ لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیّبہ میں رونق افروز ہوئے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وجد آگیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

کفّار کی ایذا رسانی

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی، اُس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اِس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ہمارے معزّز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا۔ ہماری جمعیّت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا۔ مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ اتفاقاً اسی وقت حضور سرکارِ دوعالم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اس کو بوسہ دیا۔ پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا قریش کے یہ سردار یہ ناگوار باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آزار اور تکلیف پہنچانے کے لئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چشم پوشی

فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کرلیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طواف کے دوسرے چکّر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ علیہ السلام نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکّر پر کفار نے جب آوازے کسے تو پھر آپ علیہ السلام نے ٹھہر کر فرمایا ''اَے گروہِ قریش! قسم اُس ذات کی جو خالقِ کُل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کے لئے آیا ہوں اور ہر بُرائی کو ختم کروں گا''۔ قریش یہ سُن کر دَم بخود ہو گئے اور کہنے لگے اَے ابوالقاسم! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں۔ اور اِس بے وقوف کو معاف کریں۔

ابونعیم نے بہ طریق عروہ حضرت عثمان ابن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجرِ اسود کے قریب بیٹھنے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ''اَے سَرکشانِ قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذابِ الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے'' یہ سُن کر مشرکین لرز گئے۔ جب حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر غالب کرنے والا ہے۔ اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب وجگر میں خونِ زندگی بَن کر دوڑے گا''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا آپ علیہ السلام اُس وقت خانۂ کعبہ کے سایے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اُس وقت دشمنانِ اسلام کی اذیت کے پیشِ نظر عرض کیا:

''اَے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے لئے اللہ سے دُعا نہیں فرماتے؟'' میری یہ بات سُن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ انور سُرخ ہو گیا اور فرمایا ''تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت چھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کرسکی۔ اور بعض کے سروں پر آرہ چلایا جاتا اور اس کو دو حصّوں میں بانٹ دیا جاتا، مگر یہ اذیّت بھی اُنکو اُن کے مذہب سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلّی طور پر نافذ فرمادے گا کہ ایک شخص صنعاء سے حضر موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا''۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابوجہل نے کہا اَے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا۔ تعجب ہوا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابوجہل نے کہا تعجب تو اِس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچہ نے نبوّت کا اعلان کیا

ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِن دونوں کی باتیں سُن لیں،اور فرمایا:

''اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ اور اس کے رسولؑ پر غصّہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا۔لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم سُن لے خدا کی قسم تو ہنسے گا بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ''

بخاری، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مبعوث فرمایا اور مکّہ میں نبوّت کا اعلان کیا اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔پھر انہوں نے پوچھا تم اُس مدعیِ نبوّت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح۔اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے،اس میں شبیہیں اور تصویریں تھیں۔تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا۔آپ نے اِن تصاویر کو بہت دِلچسپی سے دیکھا،کیا ان میں اُس مدعی نبوّت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے عبادت خانہ میں لے گئے۔یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔میں نے اُن تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی،میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کے لئے بڑھ رہی تھی۔کہ میری نظر یکبارگی ایک چبوترہ کی شبیہ پر پڑی اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شبیہ تھی اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ پر پھر ٹھہری۔معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا تم صاحب شبیہ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا۔ہاں۔انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شبیہ کی طرف اشارہ کیا)

میں نے جواب دیا: ''جی ہاں، یہی ہیں۔''

انہوں نے کہا: ''کیا تم ان کو پہچانتے ہو۔'' (دوسرے چبوترے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا)

میں نے جواب دیا: پہچانتا ہوں۔

انہوں نے کہا: یہ تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خلیفہ اوّل ہوں گے۔''

طبرانی وابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی التوفی 57ھ مدینہ منورہ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 60 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ میں قریش کی سنگ دِلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی بُرا سمجھتا تھا۔جب اِن مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ علیہ السلام کے اقامت دین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس عبادت خانہ کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدارسیدہ اور ایک واقفِ علم واسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شبیہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس شبیہ سے زیادہ مشابہہ کسی اور تصویر کو میں نے نہیں

دیکھا! اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفار قریش انہیں قتل کر دینگے؟ میں نے کہا کہ ہاں میرا خیال یہی ہے ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو، راہب نے کہا خدا کی قسم وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے، البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ اللہ کے رسول فرمائیں گے؛

قریش کی سَب وشتم اور مذمّت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کے لئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ ناسمجھ لوگ ''مُذَمَّم'' کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔ دراں حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے ''محمد'' ہوں''۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے سورۃ الحجر آیت 95۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں''

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفارِ قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ حضرت جبریل علیہ السلام سے کیا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ''آپ نے یہ کیا کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اَسْوَدْ بن یغوث کے سَر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ حضور پرنور شافع یومِ نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر جواب دیا میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص کو گزارا اور اس کے پَیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا، حضور سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''آپ نے کیا کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ میں نے تدارک کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مَر گیا۔ اور اسود سمرہ کے درخت سے اُترا اور: ہائے کانٹا گھسا: کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اُس کی بینائی کھو بیٹھا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مَر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اُتر آنے سے مَرا۔ اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اُتر اشبرقہ کا کانٹا پَیر کے تلوے میں گھسا جس کے زہریلا پن سے بیمار ہو کر مَر گیا۔

ابولہب کا بیٹا

بیہقی اور ابونعیم نے ابوعقرب سے روایت کی کہ ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز عتیبہ بن ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اِستہزاء کرتا ہوا آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بَددُعا کی کہ ''اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًامِّنْ کِلَابِکَ'' ترجمہ:''اے خدا! اس پر اپنے کتوں سے کسی کتے کو مسلط کردے''۔ راوی نے کہا ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے عتیبہ کو معاونوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا، وہ کہتا میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی بَددُعاء سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرنا۔ مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے پچھاڑ کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا۔ میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی بَددُعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

بیہقی نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ عتیبہ بن ابولہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر زیادتی کی، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر اپنے کتّوں سے کوئی کتّا مسلّط کردے''۔ تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکّر لگایا اور عتیبہ کو پکڑ لیا وہ چیختا رہا کہ ہائے ستیاناس اس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے میرے لئے بَددُعا کی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کردیا۔ پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر جھپٹا اور اس کا سَر دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے:۔

سائل بنی الا شقران جئتھم ماکان ابناء ابی واسع

ترجمہ:۔ ''اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟''

لا وسع اللہ لہ قبر بل ضیق اللہ علی القاطع

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ ابوواسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کاٹنے والے پر تنگ کردے''

رحم بنی جدہٖ ثابت یدعوالی نورلہ ساطع

ترجمہ:۔ ''جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔''

اسبل بالحجر لتکذیبہ دون قریش نھزۃ القارع

ترجمہ:۔ ''حجرِ اسود کے پاس ابوواسع نے قریش کی موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کے لئے زبان درازی کی۔''

فاستوجب الدّعوة منه بما　　　بين النّاظر و السّامع

ترجمہ:۔ ''تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اس پر ایسی بددعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے کے لئے خوب واضح ہے''

ان سلّط الله بها كلبه　　　يمشى الهوينا مشية الخَادع

ترجمہ:۔ ''یہ کہ اللہ تعالیٰ ابو واسع پر اپنا ایک کتّا مسلط کر دے۔ جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔''

حَتّى اتاه وسط اصحابه　　　وقد علتهم سنّة الهاجع

ترجمہ:۔ ''یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلّط تھی۔''

فالتقم الراس بيافوخه　　　والخرمنه فغرة الجائع

ترجمہ:۔ ''تو اس درندے نے اس کے سر، تالو اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا''

ابونعیم نے طاؤس سے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سورۂ النجم آیت 1

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝١

ترجمہ:۔ ''اس پیارے چمکتے تارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی قسم جب یہ معراج سے اترے''

تلاوت کی تو عتیبہ بن ابولہب نے کہا۔ میں ستاروں کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تجھ پر کتا مسلّط کرے''۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دہاڑنے کی آوازیں آئیں سب مسافروں نے حِصار میں سامان لگا کر بستر کرے اور سو گئے شیر آیا اور چند افراد کو سُونگھ کر بڑھ گیا حتّی کہ عتیبہ کو سُونگھا اور پھر چبا ڈالا۔ اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ میں سلیم الطبع شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریشِ مکہ کے ساتھ صحنِ کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی رُقیّہ کا عقد ابولہب کے بیٹے عقبہ سے کر دیا ہے۔ میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت کی۔ کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا۔ وہاں میری خالہ بیٹھی ہوئی تھیں، وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا۔

ابشرو حييت ثلاثا تترا　　　ثمّ ثلاثا وثلاثا اخرىٰ

ترجمہ:۔ اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم پے در پے تین بار عزّت و توقیر سے نوازے جاؤ گے۔ پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار۔

ثمّ باخری کی تتم عشرا اتاک خیر و وقیت شرا

ترجمہ:۔ اس کے بعد مزید ایک بار آور عزّت سے نوازے جاؤ گے تا کہ دس باریاں پوری ہو جائیں۔تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی،اور تم شر سے مامون ومحفوظ رہے۔

انکحت واللہ حصاناً زھرا وانت بکر و بقیت بکرا

ترجمہ:۔ اللہ جانتا ہے تمہارا نکاح ایک حسین وجمیل دوشیزہ سے ہوگا۔کیوں کہ تم خود صبح بہار ہو،تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔

وافیتھا بنت عظیم قدرا

ترجمہ:۔ وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں انہیں تم نے پالیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،میں نے ان کی پیش گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا اے عثمان!تم بلاشبہ صاحبِ جمال ہو اور اہلِ زبان بھی۔وہ نبی جو صاحب بُرہان اور اللہ تعالیٰ کا پیغامبر ہے اور تنزیل وفرقان کا حامل ہے،تم خود کو اس کے حوالے کر دو اُس کی سپُردگی میں دیدو ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔میں نے کہا کہ اے خالہ!تم ایسی بات کہہ رہی ہو جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے،مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) بن عبداللہ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں،اللہ نے اُن پر کتاب نازل فرمائی ہے۔وہ اس کتاب کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں،ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع۔ان کا دین دینِ فلاح ہے۔ان کے حکم کے ماننے میں نجات ہے۔ان کا زمانہ جنگ وجدال کا زمانہ ہے۔یہ تمام سرزمین ان کے زیرفرمان ہے اگر چہ جہاد میں کفّار قتل ہوں۔تلواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کئے جائیں لیکن چیخنا چلاّنا کچھ نفع نہ دے گا۔

پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو اُن کی سپردگی میں دے دو!

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوحِ دل پر کندہ ہو گئیں۔میں اپنے اچھے دوست ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا:

''اے عثمان!تم ایک سمجھ دار اور سلیم الطبع شخص ہو۔بیشک وہ تمہیں حق کی طرف متوجّہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے،اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر اُن کی دعوت وہدایت کے بارے میں کچھ سُننا چاہتے ہو تو چلو۔''

میں نے کہا ''ضرور'' پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں آیا۔تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: ''اے عثمان!اللہ تمہیں جنّت کی طرف بُلاتا ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خُدا کی قسم!جب میں نے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم کا کلام سُنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا۔ اور کچھ عرصہ بعد نورِ چشم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر بکف جا رہے تھے، بنی زہرہ کا ایک شخص ان کو راستے میں مِلا تو اس نے پوچھا:

''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اِس اندازِ جلال سے کہاں جا رہے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو قتل کر کے آج فتنہ کو دفن کر دینے کا ارادہ ہے۔'' زُہری شخص نے کہا ''اس کے بعد تم خود کو، بنی ہاشم اور اَولادِ زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟''

اُس کی یہ بات سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشتعل ہو کر کہا کہ ''تم شاید صابی (یعنی بے دین) ہو گئے ہو۔ اور اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟''

زہری نے کہا: ''میں تم کو اس سے زیادہ تعجّب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔''

یہ اطلاع پا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے۔ جب وہ اُن کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے۔ چونکہ حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہن اور بہنوئی سے کہا:

''تم لوگ آہستہ اور پُراسرار انداز میں کیا اور کِس سے باتیں کر رہے تھے؟ دونوں نے بالاتفاق اور ایک زبان ہو کر کہا:۔

''کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسی ہی باتیں کر رہے تھے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟'' اس پر اُن کے بہنوئی نے کہا ''اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ملے تو؟'' یہ جواب سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تا کہ میں بھی اُسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مِل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی بدنامی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں، باوجود تم اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہو؟ بہن نے جواب دیا۔ تم نجس ہو پہلے غسل کرو۔ پھر حضرت عمر اُٹھے اور وضو کیا اور سورۃ طٰہٰ پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے: سورۃ طٰہٰ آیت 14۔

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾

ترجمہ:۔ ”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو، اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو۔“

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوشۂ مکان سے سامنے آئے اور کہا:

”اے عمر! تمہیں بشارت ہو! مجھے اُمید ہے کہ تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس دعا کے مقصود ہو جو حضور نے جمعرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی۔“

”اَللّٰهُمَّ اَعِزّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرِ بِنَ الْخطّابُ اَوْ بِعُمرو بن هشَامِ.“

ترجمہ:۔ ”اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب، یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ عزت دے۔“

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”دارِ اَرقم“ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں بازیاب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ سے پہلے ہی مسجد الحرام میں پہنچ چکے تھے، میں چپکے سے آپ علیہ السلام کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام سُورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سُنا تو دل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس آیت پر پہنچے: سورۃ الحاقہ آیت 40،41

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾

ترجمہ:۔ ”بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، اور بہت کم ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔“

اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ آیت پڑھی: سورۃ الحاقہ آیت 42

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾

ترجمہ:۔ ”اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم بہت کم سمجھتے ہو۔“

اس نے بعد آخر سورہ تک آپ علیہ السلام نے پڑھا اور میں نے پوری سُورۃ کو سُنا۔ جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

ابونعیم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابوجہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا ''اے گروہِ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے تمہارے معبودوں کو باطل اور قابلِ نفرت کہا، تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتایا اور اُن کا خیال ہے کہ وہ سب داخلِ جہنّم ہوں گے۔ لہٰذا تم میں کوئی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو100 سُرخ و سیاہ اونٹ اور ایک ہزار اُوقیہ چاندی حاصل کرے، تو میں تلوار اور تیر و کمان سے مسلّح ہو کر آں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلا اور میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے۔ کہ دفعتہً بچھڑے سے زوردار آواز نکلی ''یاآلِ ذریح، امرنجیح، رجل یصیح، بلسان فصیح، یدعواالی الشَّھَادۃ اَنْ لَّآاَلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللہِ ''میں نے ذبح کئے جانے والے بچھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سُننے کے بعد خیال کیا کہ ''یہ میرے سنانے کے لئے ہے۔'' اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا، تو اچانک ایک ہاتف نے کہا:

یآ ایُّھا النّاس ذواالاجُسام ما انتم و طائش الاحلام

ترجمہ:۔ اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بے وقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ومسند واالحکم الی الاصنام فکلّکم اَورَہ کا لاانعام

ترجمہ:۔ تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو اس بنا پر تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند بیوقوف اور بے عقل ہو۔

اماترون ماری امامی من ساطع یجلود فی الظلام

ترجمہ:۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک نور تاباں ہے، جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔

قد لا للنّاظر من تھام اکرم بہ اللہ من امام

ترجمہ:۔ صاحبانِ بصیرت کے لئے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر برگزیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی پیشوائی ہے۔

قد جاہ بعد الکفر بالاسُلام والبَرّ والصّلوۃ للارحام

ترجمہ:۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلوٰۃ اور صلۂ رحمی کو (تحفۃً) لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کے لئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بُتِ ضمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی۔

ترک الضمار و کانَ یعبُد وَحْدہٗ بعد الصَّلوۃ مع النّبیّ محمّد

ترجمہ:۔ اَب ضمار کو چھوڑ دیا گیا، کیوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ساتھ نماز میں اَکیلے خدائے بزرگ و برتر

کی بندگی ہو گی۔

انّ الّذی ورث النبوّة والھدٰی بعد ابن مریم من قریش مھتدی

ترجمہ:۔ وہ شخص سیّدنا ابن مریم کے بعد نبوّت وہدایت کا وارث ہوا ہے، وہ ہدایت کرنے والا اولادِ قریش سے ہے۔

سیقول من عبدالضمار و مثلا ست الضّمار و مثله لم یعبد

ترجمہ:۔ عنقریب ضمار کے پرستار کہیں گے، کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔

فاصبر ایاحفص فانّک امن یاتیک عِزّ غیر عزّبنیٔ عدی

ترجمہ:۔ اے ابوحفص! باز آجاؤ، اس لئے کہ تم ایمان لانے والے ہو۔ تم کو وہ عزت نصیب ہو گی جو بنی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔

لاتعجلن فانتَ ناصِرُ دِینه حَقّا یَقِینا باللِّسانِ وَبالیَد

ترجمہ:۔ تم عجلت نہ کرو، تم بلاشبہ اُن کے دین کے مددگار ہو۔ تم یقیناً قول وعمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ، اسکے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری تلقین کے لئے ہو رہا ہے اس کے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن الارت کو اور ان کے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔ خباب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کرلو پھر میں نے پانی منگایا اور وضو کیا اس کے بعد رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے عمر! میری دُعا تمہارے حق میں قبول کرلی گئی، اسلام قبول کرلو'' میں نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور مسلمانوں کی تعداد پوری چالیس ہو گئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سورۃ الانفال آیت 64

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۠ ﴿۶۴﴾

ترجمہ:۔ ''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہے اور یہ صاحب ایمان جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی اتباع میں سرتسلیم خم کردیں۔''

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ جب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ نے اُن کے وسیلے سے عزّت اور غلبہ دیا۔ اور ہم نے اپنے اندر قوّت محسوس کی۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا خدا علیم ہے ہم مسلمان اتنی جرأت اور قوّت نہ رکھتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں علانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم کی دُعا قبول ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور وہ کمزور پھر طاقت وَر ہو کر علانیہ اور بے دھڑک کعبہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

حاکم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اُس مَرد کی مانند تھی جس کے خدّ وخال ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آرہا ہو۔ اور وہ برابر لوگوں سے قریب ہو رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں زیادہ واضح اور حجاب دُوری رَفع ہو رہا ہو، پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مَرد کے مانند ہو گیا جو واپس جا رہا ہو اور اس سے دُوری بڑھتی جا رہی ہو۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا فرمائی کہ ''الٰہی اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام'' اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّةً'' (ترجمہ:۔ الٰہی خاص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے)

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جمعرات کی رات میں دُعا کی کہ ''اَے باری تعالیٰ! عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام کے ذریعہ سے اسلام کو توقیر بخش۔'' پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حلقۂ اسلام میں شامل ہوئے۔

ابن سعد نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ''چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر اسلام لائے۔ اور اسلام کی ایک خفیہ تحریک کی حیثیت علانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔''

ابن سعد نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت اسلام میں داخل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی اس کی علانیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانۂ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشستیں کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی ہم نے اُس سے بدلہ لے لیا۔

حاکم نے اور ابن ماجہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے، ''جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو جبریل علیہ السلام بارگاہِ رسالت علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آسمان والے (فرشتے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر آپ علیہ السلام کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں''۔

حضرت ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام مُسلم، احمد اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کسی ضرورت سے مکّہ میں آئے وہ جادو ٹونے میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سُنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو تندرست اور صحت مند کر دوں۔ پس وہ آ کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملے اور کہا: میں منتر پڑھتا ہوں، مالک جس قدر چاہے گا تم کو صحت اور شِفاء دیدے گا۔ ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری باتیں سُننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر پڑھا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ط نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ج وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط“

حضرت ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ان ہی کلمات کو بَراہِ مہربانی دوبارہ پڑھیے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

واللہ، میں نے ایسا کلام کبھی سُنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام و وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حُسن، آفتاب سے زیادہ نور اور کسی بھی کلام سے زیادہ تاثیر ہے۔

اس کے بعد وہ دوزانو ہوئے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زُمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کے لئے شامل ہو گئے۔

عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن شاہین نے چند واسطوں سے مزیدہ ابن مالک سے روایت کی کہ، اشج عبدُ القیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے مِلا اور اُس کو بتایا کہ عنقریب مکّہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوّت ہو گا اور اس کا دینِ حق تمام باطل ادیان پر غالب اور فتح یاب ہو جائے گا۔

کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا۔ تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو بن عبدالقیس کو مکّہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مِلا اور شانوں کے درمیان علامت نبوّت کو دیکھ کر دینِ اسلام کو قبول کیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عمرو کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ ”اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو“

پھر عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ کر آیا اور اشج کو حالات سُنائے جس کے نتیجے میں اشج نے بھی اسلام کو قبول کیا، مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر وہ سولہ (16) آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آ رہے ہیں، وہ ہماری دعوتِ اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے آپ علیہ السلام ان کے حق میں بددعا کیجئے۔''

پس رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رو بہ قبلہ ہو کر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور التجا کی ''اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما، اور اُن کو یہاں پہنچا''

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ گئے، اس زمانہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے، صاحبِ علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کر دیتے ہیں۔ لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سُننا۔ قریش بہ زعمِ خود برابر مجھے اِس خیرخواہانہ مشورہ کیلئے یاددہانی اور تاکید کرتے رہے اس لئے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اِس درجہ اہتمام کیا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک روز صبح کے وقت میں اُسی حالت میں مسجدِ الحرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے کہ میں اُن کا کلام نہ سُنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین کلام سُنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے فرحت بخش کلام کو سُننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور اُن کے خیالات سُنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ علیہ السلام کے قریب ہو کر کہا۔

''آپ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں نے اِس طرح بیان کیا ہے۔ لہٰذا ذرا بتایئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کِن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟''

پس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآنِ حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی، تو بس ایک عجیب اثر، فرحت، خوشی اور خشیّت سے مِلے جلے جذبات نے مجھے بے قابو سا کر دیا اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر رُوح و وِجدان نے لبیک کہا، میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔ اِس کے بعد میں نے عرض کیا:

''اے اللہ کے صاحب عزّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اَب میں واپس جا کر اُن سب کو دعوتِ اسلام دُوں گا۔ مگر زندگیوں کے ساتھ پُرانے ہو چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے اس لئے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے دُعا فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لئے آسانیاں پیدا فرمادے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرمادے''۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ازراہِ لطف وعنایت دُعا فرمادی۔ اور میں وطن واپس ہونے کے لئے سفر پر روانہ ہو گیا دَورانِ سفر میں کداء کے مقام مین تھا کہ میری دونوں اَبرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں نے اپنے خدا سے نور کی منتقلی کے لئے دعا کی تو وہ باِذنِ اللہ تعالیٰ میرے کوڑے کے تسمے میں آ گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔

لہٰذا میں مکّہ مکرمہ جا کر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ملا صورتِ حال سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعاء کی ''اے باری تعالیٰ! دوسیوں کو ہدایت دے۔'' اور مجھ سے فرمایا:

''طفیل! اَب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمتِ عملی کے ساتھ دعوتِ اسلام دو۔'' لہٰذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت وتحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دَوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں سَتّر یا اَسّی (80) مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر خیبر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نزولِ باران رحمت

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دُعا کی کہ ''الٰہی: یوسف علیہ السلام کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما'' تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا۔ اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ آپ (علیہ السلام) کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعا

کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بارش کیلئے دُعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت حضور علیہ السلام سے کی تو حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ دعا مانگی کہ ''اَللّٰھُمَّ حَوَالَینَا وَمَاعَلَینا'' ''(الٰہی ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو'' چنانچہ اسی دم بادل حضور علیہ السلام کے سرِ اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور کہا۔ اَے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائیے۔ نادار قریش کی بدحالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے چمڑا اور چھال شدّتِ بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن مجید اس طرح بیان فرماتا ہے۔ سورۃ المومنون آیت 76

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے ربّ کے حضور میں جھکے، اور نہ ہی وہ گڑگڑاتے ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے باری تعالیٰ سے اُن کے لئے درخواست کی تو اُن سے یہ عذاب دُور ہوا۔

نابینا خاتون

بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کو توحید پرست اور پیروانِ رسالت ہونے کی بنا پر سخت ترین عذاب اور وحشتناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی جس کہ اُن بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی۔ اور طرفہ ستم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات وعزیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کارسازِ حقیقی سے دُعا کرتیں۔ پس اُن کے مہربان خدا نے ان کی دُعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

ہجرتِ حبشہ

بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کے لئے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبّہ، اور دوسرے مقربینِ شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کئے اور عمرو کو شرفِ باریابی بخشا۔ عمرو نے کہا:

''اَے عالی وقار بادشاہ: ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ

کی سرزمین میں آ گئے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرماں بردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اُٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نبی (علیہ السلام) جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے۔ اُن میں سے چند یہ ہیں: ''وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بُلوایا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مسلمان دربارِ شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح اَلسَّلامُ علیکُم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

''اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتِ حال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔''

نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا:

''اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی۔ اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ''ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔''

نجاشی نے دریافت کیا: ''تو کیا تم یہودیت سے متعلّق ہو؟''

''ہم تو یہودی نہیں ہیں'' مسلمانوں نے جواب دیا

نجاشی نے پھر سوال کیا: ''تم عرب قوم کی طرح اصنام پرست ہو؟''

''ہم اصنام پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔'' حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

نجاشی نے پوچھا: ''تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟''

''ہمارا دین اسلام ہے'' حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

نجاشی نے سُوال کیا: ''اسلام کیا ہے''

''اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرماں برداری میں خود کو دے دینا۔'' حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

نجاشی نے پھر پوچھا: ''یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟''

''اِس کو ایک قابل احترام اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین (علیہم السلام) کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام و الہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آتا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حُسن سلوک، راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلامِ الٰہی جانا اور اُس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن

ہوگئی اور نبی صادق (علیہ السلام) کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہوگئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے اس لئے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔"

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مختصر تقریر سُننے کے بعد نجاشی نے کہا: "اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکزِ نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوّت کا ظہور ہوا تھا۔"

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا: "رہا تعظیم کرنے کا سوال۔ تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں تعلیم کیا ہے کہ اہلِ جنّت کی تحیّت یعنی تعظیم "السّلام" ہے۔ نیز سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں، وہ پاک سُتھری بتول کے فرزند ہیں۔"

اِس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اُٹھایا اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔۔ اِس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمایندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کردو۔ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں، اور ارا کینِ مملکت کو ان کے آرام وآسائش کی ہدایت کی۔ اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

شعب ابوطالب

بیہقی اور ابونعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبہ زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکّہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدّت استعمال کر رہے تھے اور یہ شدّت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن وامان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔

زُہری کہتے ہیں۔ مشرکینِ مکّہ نے جلسۂ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو ہمارے سپُرد نہ کردیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل جول رکھے نہ خرید وفروخت جائز رکھے، اِس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے سردارانِ قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانۂ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔

ابولہب کے سوا جو اس مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا، باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار و مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درّہ میں جس کا نام "شعب ابوطالب" ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو برداشت کیا۔ اور جان سوز تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سُن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کھانے کو جب کچھ نہیں مِلتا تو درختوں کی پتّیاں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑا اُبال کر کھالیتے۔

اِن لوگوں میں عورتیں، مرد، بچّے، اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ آں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلّم اس قدر شدید، صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابوامیہ وغیرہ سردارانِ قریش کو بنو ہاشم کی حالتِ زار پر ترس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وحی کے ذریعہ مطلع فرمایا کہ معاہدہ کرم خوردہ یعنی گھن لگ کر بوسیدہ ہو چکا ہے۔

ابن سعد نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہدنامہ کی عبارت کرم خوردہ ہوگئی تھی اور عہدنامہ کے کاتب منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

ابونعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اس مقاطعہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے: دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

ابن ہشام نے سیرت النبی میں تحریر کیا ہے کہ ابوطالب نے ترکِ مُوالات کے سلسلے میں ذیل کے اشعار کہے:۔

اشعار حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلا اَبلِغَا عَنّی عَلٰی ذَاتِ بَینِنَا لُؤَیًّا وَخُصًّا مِن لُؤَیَّ بَنِیْ کَعْبِ

ترجمہ:۔ سن لو، ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لؤی کو یہ پیام پہنچا دو۔ اور بنی لؤی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

اَ لَمْ تَعلَمُوٓا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِیًّا کَمُوسیٰ خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

ترجمہ:۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو ایسا نبی پایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا لکھا ہے۔

وَاَنَّ عَلَیْہِ فِی الْعِبَادِ مُحَبَّۃً وَلاَ خَیرَ مِمَّنْ خَصَّہُ اللہِ بِالْحُبِّ

ترجمہ:۔ بندوں کا میلان محبت انہیں کی جانب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبّت کے لئے خاص کر دیا ہو اسی سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وَ اَنَّ الَّذِیْ اَنصَقْتُم مِنْ کِتَابِکُمْ لَکُمْ کَائِن" نَحْسًا کَرَاغِیَۃِ السَّقْبِ

ترجمہ:۔ اور تمہارا وہ نوشتہ جس کو تم نے چسپاں کیا ہے وہ تمہارے ہی واسطے منحوس ثابت ہوگا جس طرح اونٹنی کے بچے کی آواز۔

اَفِیْقُوْا اَفِیْقُوْا قَبْلَ اَنْ یُحْضَرَ الثَّریٰ وَ یُصْبِحَ مِنْ لَمْ یُجْنِ ذَنْبًا لَذِی الذَّنْبِ

ترجمہ:۔ تم قبر کھودی جانے سے پہلے اور جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ گناہگاروں کی طرح ہو جانے سے پہلے ہوش میں آ جائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلاَ تَتْبَعُوْا اَمْرَالْوُشَاۃِ وَتَقْطَعُوْا اَوَاصِرَانَا بَعْدَ الْمَوَدَّۃِ وَلْقُرْبِ

ترجمہ:۔ غیبت کرنے والوں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی اور رشتہ داری کے اسباب دوستی اور رشتہ داری کے بعد قطع نہ کرو۔

وَتَسۡتَجۡلِبُوۡا حَرۡبًا عَوَانًا وَ رُبَّمَا اَمَرَّ عَلٰی مَنۡ ذَاقَهٗ جَلۡبُ الۡجَرۡبِ

ترجمہ:۔ ایک کے بعد دوسری جنگ کے اسباب پیدا نہ کرو کیونکہ جنگ کی دھمکیوں کا مزہ جس شخص نے بھی چکھا ہے اکثر اسنے کڑواہی محسوس کیا ہے۔

فَلَسۡنَا وَرَبَّ الۡبَيۡتِ نُسۡلِمُ اَحۡمَدًا لِعِزَّاءَ مِنۡ عَضَّ الزَّمَانِ وَلَا كَرۡبِ

ترجمہ:۔ ربّ البیت کی قسم۔ ہم وہ لوگ نہیں جو زمانے کی کسی صبر آزما سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی مدد سے دست کش ہو جائیں۔

وَلَمَّا تَبِنۡ مِنَّا وَمِنۡكُمۡ سَوَالِفُ" وَاَيۡدٍ اُتِرَّتۡ بِالۡقَسَاسِيَّةِ الشُّهُبِ

ترجمہ:۔ ہماری تمہاری گردنیں اور ہمارے تمہارے ہاتھ قساسی چمکتی ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں۔ اب تک کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعۡتَرَكٍ ضَيِّقٍ تَرَى كِسَرَ الۡقَنَا بِهٖ وَالنُّسُوۡرَ الطُّخۡمَ يَعۡكُفۡنَ كَالشَّرۡبِ

ترجمہ:۔ ایسے گتھے ہوئے معرکوں میں بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے جہاں ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے تجھے نظر آئیں گے اور جہاں بھورے رنگ کے گدھ شرابیوں کے جتھوں کی طرح ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔

كَاَنَّ مُجَالَ الۡخَيۡلِ فِيۡ حَجَرَاتِهٖ وَمَعۡمَةَ الۡاَبۡطَالِ مَعۡرَكَةُ الۡحَرۡبِ

ترجمہ:۔ جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

اَلَيۡسَ اَبُوۡنَا هَاشِمٌ" شَدَّ اَزۡرَهٗ وَاَوۡصٰى بَنِيۡهِ بِالطِّعَانِ وَبِالضَّرۡبِ

ترجمہ:۔ کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا اور اپنی اولاد کو نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

وَلَسۡنَا نَمَلُّ الۡحَرۡبَ حَتّٰى تَمَلَّنَا وَلَا نَشۡتَكِيۡ مَاقَدۡيَنُوۡبُ مِنَ النَّكۡبِ

ترجمہ: ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے۔ جو آفت بھی آئے ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں۔

وَلٰكِنَّنَا اَهۡلُ الۡحَفَائِظِ وَالنُّهٰى اِذَا طَارَ اَرۡوَاحُ الۡكُمَاةِ مِنَ الرُّعۡبِ

ترجمہ:۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چھپے ہوئے بہادروں کی رُوحیں رعب اور خوف سے اڑی جارہی ہوں اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لئے غُصّے میں بھر جانے والے اور باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے تم کو دوبار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ، تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اُٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا چہرہ دکھا رہا تھا۔'' اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ میں نے اس کا قول سُن کر کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا ہی کرے گا۔''

حاکم نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی شریکِ حیات، مُشیر کار اور دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جُدائی ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے اسی زمانے میں حضور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بہ حالتِ خواب دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

''یہ زوجہ آپ کے غم کو رَفع کریں گی اور اِن کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے، یہ ان کی قائم مقام ہوں گی۔''

ابن ابی عمر مدنی اور حاکم نے اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سِن ہی تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم وحیا بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجودیکہ میں صغیر سِن تھی۔

اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ

ابن سعد نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ، سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کے نکاح میں تھیں، سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

اُمّ المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہوگا۔'' اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا کہ:

''آسمان سے چاند ٹوٹ کر اُن پر گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔'' انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اَب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کو فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سرکارِ دو عالم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ہو گیا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رافع

حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع زرقی سے روایت کی کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکّہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دِنوں حرم مکّہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ چھ انصار (خزرج قبیلہ) کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رفاعہ نے دیکھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسلام کی دعوت اُن کو دی۔ اور فرمایا: ''اَے مَدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور اِن بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ نے۔''

اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر پوچھا: ''اِن اَصنام کو، جن کی پُوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور اِن کے مجسّمے بنائے ہیں؟''

ان دونوں مَدنی مسافروں نے جواب دیا: ''ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے اُن کو بنالیا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِس کے بعد سُوال کیا: ''تو ذرا انصاف کرو اور سوچو تو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا یہ اَدنیٰ، بے حِس اور معدنی مخلوق؟ اُن سے کہیں زیادہ محترم اور بَرتَر تو خود انسان ہے کہ جس نے اُن پر آلات چلا کر اُن کا یہ مجسّمہ تراشا ہے۔ پس اَے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمان برداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمان برداری میں، ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، بادل، چاند اور سُورج وغیرہ سب اُس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اُس کی ذات وصفات میں کوئی شریک ہے نہ اُس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اُسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا پیغامبر ہوں۔ میں صِلۂ رحمی کرنے اور ذاتی اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔''

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پُر اثر باتیں سُن کر میں چلا آیا۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دُعا کی کہ اَے خدا جس دین کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اِس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے

نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکلا۔ پس مجھے اطمینان ہوگیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔''

مکّی عہد میں تبلیغ اور اُس کے نتائج

بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس بہ نفسِ نفیس تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا ہجوم دیکھتے وہاں جا کر نہایت پُر اثر طریق پر دعوتِ اسلام دیتے اور لوگوں کو فرداً فرداً بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔ ایک مرتبہ حسبِ دستورِ حج کے موقع پر قبائلِ ثقیف کو دعوتِ اسلام پیش فرمائی مگر اُن کو توفیق قبولیت نہ ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سایے میں غمگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عُتبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بُلانے کے لئے بھیجا اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو سرکارِ دوعالم رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا: ''تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟''

عداس نے جواب دیا: ''میں نینوا کا باشندہ ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''تم اُس مردِ صالح حضرت یونس (علیہ السلام) بن متی کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟''

عداس نے پوچھا: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یونس بن متی سے واقف ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ نے مجھ کو اُن سے واقف کرایا ہے۔'' یہ جواب سُن کر عداس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے۔ پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا۔ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو اُن کے پاؤں کو چھو رہا تھا؟ عداس نے جواب دیا۔ بلاشبہ وہ مردِ خاص اور ہادیِ دین ہے انہوں نے مجھے ایسی بات کی خبر دی ہے جسے پوری طرح صرف رسول ہی سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ کا نبی، یونس بن متی علیہ السلام تھا۔ اُس کی باتیں سُن کر برادرانِ عتبہ وشیبہ ہنستے اور کہنے لگے۔ یہ قریشی کاہن تجھ کو تیرے دینِ نصرانیت سے پھیر دیگا۔ (معاذ اللہ)

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زمانۂ رسالت کی زندگی از سر تا پا کشمکش اور مصائب کی زندگی تھی، اِس حدیث میں طائف کے ''یوم العقبہ'' کا ذکر ہے جس کا مختصر ترین خلاصہ یہ ہے کہ جب سردارِ کونین علیہ السلام کو بیشتر اہلِ مکّہ کے اسلام قبول کرنے سے مایوسی ہوگئی تو اشاعتِ اسلام کے لئے شب و روز تدبیریں سوچنے اور راہیں نکالنے پر غور کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے طائف جانے اور سرداران ثقیف کو دعوتِ اسلام دینے کا قصد

فرمایا۔ چنانچہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمراہ لے کر جب وہاں پہنچے تو قبائل ثقیف کے تینوں سرداروں یعنی عَبد یا لیل، مسعود اور حبیب نے نہ صرف یہ کہ دعوت کو رَدّ کر دیا بلکہ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تذلیل کی اور آبادی کے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا کہ اچھی طرح خبر لیں۔ جس کے نتیجے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمِ اطہر پر ایسی شدید چوٹیں آئیں کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا نعلین مبارک خون میں بھر گئیں حتّٰی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جان کی حفاظت کے لئے ایک باغ کے اندر تاکستان کے قطعہ میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ آں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے مبارک جسم کو خون سے صاف کرتے ہوئے اپنے رب سے یہ دُعا کر رہے تھے:

''اِلٰہُ العالمین! میں تجھ ہی سے اپنی کمزوری اور بے کسی اور لوگوں کی اس جرأت و بے باکی کی شکایت کرتا ہوں۔ اے ارحم الرّاحمین! تو ہی کمزوروں اور ضعیفوں کا ربّ ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے''۔

''اِلٰہ العالمین! میری یہ قوم نادان ہے، مجھے اُمید ہے کہ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو ان کی اولاد ضرُور ایمان لائے گی۔''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پوچھا۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اُحُد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟'' ارشاد فرمایا ''تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ''یوم العقبہ'' مجھ پر گزرا ہے۔ جب کہ میں ثقیف کے سردار عبد یالیل کے پاس بہ نفسِ نفیس خود پہنچا اور اُس نے میری طرف سے دعوت اسلام کو سُن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رُخ موڑ لیا، سرکشی اور جہالت سے اعتراض کئے۔ میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن وملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا یہاں تک کہ میں چل کر ''قرن الثعالب'' آ گیا افراطِ غم سے میرا سَر برابر جھکا رہا، یہاں آ کر میں نے سَر اُٹھایا تو دیکھا کہ اَبر مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو جبریل علیہ السلام سایہ فگن تھے۔ پھر اُنہوں نے کہا:۔

''اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سردارانِ ثقیف کے کفر اور اُس رویّہ سے آگاہ اور واقف ہے جو انہوں نے آپ علیہ السلام کے ساتھ بَرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رنج اور تکلیف پہنچائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرے۔''

پھر فرشتۂ جبال نے آگے بڑھ کر سَلام کیا اور کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرمائیں تو اخشبین پہاڑوں کو ملا دوں تا کہ بنو ثقیف کچل جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ ''نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنّا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔''

ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ جس کو عبد اللہ والصبہ عبسی نے اپنے والد کے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے ہمیں دعوت اسلام دی۔ ہم میں سے کسی نے بھی آپ علیہ السلام کی اس دعوت کو قبول نہیں کیا حالانکہ ہمارے اس انکار میں خیر نہ تھی، ہمارے ساتھ میسرہ بن سروق عبسی بھی تھا۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی تصدیق کریں اور ہم ان کو عزّت کے ساتھ سوار کرا کے اپنے ساتھ اپنے اموال پر لیجائیں تو یقیناً بہتر ہوگا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دین ضرور غالب ہوگا اور حدِ کمال تک پہنچے گا۔ مگر میری قوم نے انکار کیا اور پلٹ آئے۔ اس وقت میسرہ نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں فدک کی طرف چلنا چاہئیے وہاں یہود آباد ہیں ہم ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کریں گے چنانچہ سب لوگ فدک کی جانب چل دیئے ان کے پاس پہنچ کر ان لوگوں میں جو بزرگ تھا اس سے میسرہ نے بھی یہی سوال کیا۔ یہود نے ایک بستہ نکالا اور اسے اپنے آگے رکھ کر کتاب کھولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر پڑھنے لگے اس میں تحریر تھا کہ ''وہ نبی اُمّی عربی ہوگا۔ دراز گوش پر سواری کرے گا اور ایک پارۂ نان پر قناعت کرے گا۔ نہ وہ طویل القامت ہوگا نہ پستہ قد۔ نہ گھنگریالے بال ہوں گے نہ لٹکے ہوئے اس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی اور اس کا رنگ سُرخی کی طرف مائل ہوگا۔ تو اگر اِس حُلیہ کا شخص تمہیں دعوت دے تو تم اس کی دعوت قبول کر لینا اور اس کے دینِ حق میں داخل ہو جانا'' چونکہ ہم اس سے بغض و حسد رکھتے ہیں اس لئے ہم (یہودی) اس کے دینِ حق کی پیروی نہیں کریں گے، عرب میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جو یا اس کی پیروی کرے گا یا اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ یہ سُن کر میسرہ عبسی نے کہا اے قوم اَب تو بات بالکل واضح ہوگئی اب ایمان لے آؤ۔ خود میسرہ عبسی نے حجۃ الوداع کے سال اسلام قبول کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے براہِ راست قبائلِ عرب کو خطاب کرنے اور دعوتِ اسلام دینے کا آغاز فرمایا اور دعوتِ اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مغروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھا۔ مغروق نے سُوال کیا کہ، ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تم کو اِس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وَفادار رہو، محبت کرو اور اخلاصِ عمل کے ساتھ کاموں میں میری مَدد کرو کیونکہ اہلِ قریش، حکمِ الٰہی پر غالب آنے اور اُس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدّ و جہد جاری رکھے ہوئے ہیں اور حق، سچّائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اُسکی جگہ، شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، اُبھارنا اور پَروان چڑھانا چاہتے ہیں۔'' یہ سُن کر مغروق نے کہا:

واللہ، میں نے اِس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سُنی۔ " پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الانعام آیت 151 تلاوت فرمائی"

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا
تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمہ:۔ "تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رَبّ نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور چھپی اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔"

جس کو سُن کر مغروق نے کہا۔ خدا کی قسم، یہ اہلِ زمین کا کلام نہیں ہے۔ اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ النحل آیت 90 تلاوت کی

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ:۔ "بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔"

یہ سُن کر مغروق نے کہا:

"میں اِس میں کچھ شُبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ علیہ السلام نے مکارمِ اخلاق اور محاسنِ اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین اُن کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنادے گا۔ اُن کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اُس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرتے ہوگے"

ابونعیم نے روایت کی ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اُن کو قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے۔ حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا ہم ان دنوں اہل

فارس سے مصروفِ جنگ ہیں، جب اُس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہتے ہیں، اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقامِ ذی قار میں فارس کی مسلّح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صَف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی، سامان کی قلّت اور جدید اصولِ جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اُٹھایا اور اپنے جنگ جُو جوانوں سے وہ اِس طرح سُوال کرنے لگا۔

اُس شریف صورت، اثر انداز شخصیّت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرمِ مکّہ میں ہم کو دعوتِ اسلام دی تھی؟

جوانوں نے کہا: محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)۔

سردارِ لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ "ہمارے لشکر کا نشان محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ہمارا نعرہ "یا محمّد" ہے" پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو معلوم ہوا تو آپ سرور کونین نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "اللہ نے اِسی بنا پر اُن کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔"

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی نے اس کے مثل بشیر بن یزید ضبعی سے روایت کی ہے، کلبی نے کہا کہ ابو صالح نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں "ذی قار" کی جنگ کا ذکر ہوا تو رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "وہ پہلا دن ہے جس میں عرب نے عجم سے بدلہ لیا ہے اور میرے وسیلہ سے ان کی مدد ہوئی ہے۔"

جبریل علیہ السلام نے اس جنگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کر کے دکھایا اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت سرور کائنات ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا کی۔

"اَللّٰھُمَّ اَنصر بکر بن وائل"

ترجمہ: (الٰہی بکر بن وائل کی نصرت فرما)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کئے۔ آپ علیہ السلام تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے تو جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ علیہ السلام مستجیب الدعوات ہیں جب آپ اُن کے لئے یہ دعا فرمائیں گے کہ "ان کے لئے ہمیشہ نصرت رہے۔" تو یہ دعا ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ قائم رہے گی۔ اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آسکے گا۔

رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ابتداء میں جو دو بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسرور ہو کر تبسّم فرمایا و ارشاد کیا کہ "یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے بدلہ لے لیا ہے۔"

ابونعیم نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مکّہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اُس موقع پر لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں وسوسہ پیدا نہ کرے کیونکہ میں اسی شخص کو منتخب کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبریل علیہ السلام اشارہ فرمادیتے ہیں۔''

ہجرت کے مَوقع پر معجزات کاظہور

حاکم اور بیہقی نے جریر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے، وہی آپ کا دارِ ہجرت ہوگا، مدینہ، بحرین یا قنسرین''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسلمانوں سے فرمایا ''مجھ کو تمہارا مقامِ ہجرت دِکھایا گیا ہے میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نخلستانی علاقہ پایا اور لابتین کے درمیان ہے۔'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مسلمانوں نے یہ خبر سُنی تو مدینہ طیبہ کو ہجرت شروع کردی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دے دے گا''۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور انہوں نے سراقہ بن جشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۃ یٰسین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس انتظار میں بیٹھے ہو! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تو تمہارے سامنے سے گزر بھی گئے۔ کافروں نے کہا خدا کی قسم ہم نے ان کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہوگئے۔ اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہوگئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بُن دیا۔

بیہقی نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور (نعوذ باللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ علیہ السلام اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں۔ اور مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بے اندیشہ گھر سے باہر جانے کے لئے اُٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر اُن کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سورۃ یٰسین (آیت 9) تک تلاوت فرمائیں:۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾

(ترجمہ:۔ ''اورہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اوران کے پیچھے ایک دیواراورانہیں اوپر سے ڈھانک دیا توانہیں کچھ نہیں سوجھتا (یٰسین آیت 9)'')

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے تب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا کہ ''اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''مَاظَنُّکَ باثنین اللہ ثالثھا'' ترجمہ:۔ ''تمہیں ان سے بے خوف رہنا چاہئے، جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (قرآن کریم سورہ التوبہ آیت 40)

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

ترجمہ:۔ ''صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے''۔

بعض اصحاب سیر نے یہ بھی روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔ (سورۃ توبہ آیت 40)

''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا''

ترجمہ:۔ ''تم غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین مکّہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سُن کر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا۔ آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! یہ گھوڑا سوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔'' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا کی ''اَے خدا اس کو روک دے'' اِس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اَے اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں اَب آپ علیہ السلام کا فرماں بردار ہوں اور اطاعت کے لئے حکم کا منتظر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے''

یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اِس بارے میں حسب ذیل اشعار اُس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے۔

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا لا مرجوادی اذ تسیخ قوائمہ

ترجمہ۔ ''اے ابوالحکم! خدا کی قسم اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے''

عَلِمتَ وَلم تشکک بانّ مُحَمَّدا رَسُول بُرھان فَمن ذایقاومه

ترجمہ:۔ ''اُس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) برہان کے ساتھ رسُول ہیں، تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔''

بہت سے علماء رحمہما اللہ نے جن میں ابن مندہ اور طبرانی وغیرہ نے ابوخالد سے روایت کی کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مکّہ سے ہجرت فرمائی تو رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ اِن حضراتِ مکرّم ومحترم کے راہبر عبداللہ بن اُریقط تھے۔ خیر البشر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ساتھیوں کے ساتھ اُمِّ معبد خزاعیہ کے خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ ونیکوکار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اِس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تاکہ ان سے کچھ خرید لیں مگر بیچاری کے پاس موجود نہ تھا۔ آں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دریافت فرمایا ''اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟'' انہوں نے کہا: بیمار ولاغر ہے اِسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور وہ دودھ سے بھی خشک ہوگئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر اجازت دو تو میں اِس سے دُودھ دُوہ لوں؟''

انہوں نے جواب دیا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک ایسی بکری سے دودھ کے لئے پُر امید ہیں تو میرا کیا نقصان ہے میری طرف سے اجازت ہے۔ تو اس بکری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور اُمِّ معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اُتر آیا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک بڑے برتن میں دُدھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آ گئے۔ آپ علیہ السلام نے اُمّ معبد کو خوب سیر ہو کر دُودھ پلایا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اُس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دُدھ باقی رہا۔ جب ختم ہو گیا تو آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دوبارہ اس بکری سے دودھ دوہا اور وہ برتن پھر لبریز ہو گیا جو اُمّ معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد امّ معبد سے بیعت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آگے جانے کے لئے سفر پر روانہ ہو گئے۔

اُمِّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔ اُس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ اُمِّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیتے حالات بیان کئے۔ ابو معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَے اچھی بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اِس کے جواب میں ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہنا شروع کیا: ''بہ حیثیتِ مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا چہرہ وجیہہ، اخلاق پاکیزہ، جسم تنومند، آنکھیں روشن، قدِ زیبا خوش نما، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گنجان، ابرو باریک و باہمی پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پُر تمکین وپُر وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخِ اَنور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت، دُور سے نظر ڈالیں تو بارُعب نظر آئیں، کلام شیریں، جملے

جامع اور مختصر، باتوں میں بلا کا اثر، قدِ نازک میں عجیب تعدیل نہ کوتاہ نہ طویل۔اُن کے ساتھی احکام کو توجّہ سے سماعت کرتے اور تعمیل میں عجلت کرتے ہیں، مزاج میں اِعتِدال، تندی اور نہ سختی، ان کے مختصراً یہ اوصاف ہیں''

ابومعبد نے کہا۔ ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہیں جن کے بارے میں مکّہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔

بغوی اور ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اُمّ مَعْبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نکالا تھا، عہد، فاروقی تک اُن کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح وشام کثیر مقدار میں دُودھ دیتی رہی۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سفر ہجرت کے موقع پر قُباء سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے تو مسلمانان مدینہ طیبہ میں سے ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناقہ کی مہار پکڑ پکڑ لیتے۔ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَة'' ''اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اونٹنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔'' اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرّت وشادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنّم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دَف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِى النَّجَّارِ　　　يَا حَبَّذَا مُحَمَّد'' مِّنْ جَارِ

ترجمہ:۔ ''ہم نسلِ نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یثرب میں رَونق افروز ہوئے تو ایک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مِل کر گایا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　　مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا　　　مَادَعَا لِلّٰهِ دَاع

ترجمہ:۔ ''چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے ہم پر پَر تو افگن ہوا ہے۔ پس ہم پر شکرِ خداوندی لازم ہے جب تک دُعا گو خدا سے طلبِ دُعا کریں''

اور اُن اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا　　　بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

ترجمہ:۔ ''اے ہمارے لئے انتخاب شدہ اور تشریف فرما۔ آپ قابلِ عمل اور باعثِ فلاح امور کا تحفہ لیکر تشریف فرما ہوئے ہیں''

ماخذِ کُتب

1۔ الوفاء باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ علامہ عبدالرحمان ابن جوزی (المتوفی 597ھ)

2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)

3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (التوفی 774ھ)

4۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

5۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری (التوفی 310ھ)

6۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 327ھ)

7۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 430ھ)

8۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بخاری (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

9۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ۔458ھ)

10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)

11۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

12۔ کتاب فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)

13۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)

14۔ موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

15۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

16۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

17۔ مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)

18۔ اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 450ھ)

19۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 638ھ)

20۔ سیرت الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 734ھ)

21۔ معارج النبوۃ۔ ملا معین واعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 907ھ)

22۔ سیرۃ ابن ھشام۔ عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 213ھ)

23۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری رحمۃ اللہ علیہ (168ھ-230ھ)
24۔ شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ)

مکی معجزات و براہین

عقبہ بن ابی معیط

امام حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اکثر عقبہ بن ابی معیط کے پاس بیٹھا کرتے تھے ایک بار عقبہ سفر سے لوٹا تو ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں سرداران قریش کو مدعو کیا، اس نے رسول کریم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی دعوت دی، پھر جب اس نے سرداران قریش کے سامنے کھانا لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تناول فرمانے سے انکار کر دیا اور فرمایا ''جب تک تم توحید و رسالت کی گواہی نہیں دو گے میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا'' یہ سن کر عقبہ نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کا کھانا تناول فرمالیا، نیز لوگ بھی کھا کر لوٹ گئے۔ عقبہ، ابی بن خلف کا دوست تھا، لوگوں نے ابی کو عقبہ کے کلمہ شہادت پڑھنے کی خبر دی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا: عقبہ! تو بھی ''بے دین'' ہو گیا ہے، اس نے جواب دیا، بخدا! میں بے دین نہیں ہوا، میرے گھر میں ایک معزز آدمی آیا تھا جس نے بغیر کلمہ شہادت پڑھے، کھانا کھانے سے انکار کر دیا، لہٰذا میرے لئے باعث شرم تھا کہ وہ میرے گھر سے بلا کھائے چلا جاتا، چنانچہ میں نے توحید و رسالت کی گواہی دی، حالانکہ یہ گواہی میں نے دل سے نہیں دی، یہ سن کر ابی نے اس سے کہا میرا تم سے ملنا اب حرام ہو گیا ہے جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو (معاذ اللہ) پامال نہیں کرتے، ان کے چہرے پر نہیں تھوکتے اور ان کی آنکھوں کے درمیان تھپڑ نہیں مارتے، عقبہ نے اس سے وعدہ کیا، پھر جب عقبہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملاقات ہوئی تو اس نے یہ مکروہ حرکت کرنے کی کوشش کی، ضحاک کہتے ہیں کہ جب عقبہ نے تھوکا تو اس کی تھوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرہ انور تک نہ پہنچی بلکہ خود اسی کے چہرے کی طرف آگ کی چنگاری بن کر لوٹی اور اسے جلا دیا جس کا اثر مرنے تک برقرار رہا، اللہ تعالیٰ نے اسی بدبخت کے متعلق یہ مبارک آیات نازل فرمائیں۔ سورۃ الفرقان آیات 27، 28، 29

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ
أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾

ترجمہ:۔ ''اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی، وائے خرابی! میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا، بیشک اس نے مجھ کو بہکا دیا، میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے''۔

ابوجہل

ابوجہل ایک یتیم بچے کا سرپرست تھا، اس نے اس یتیم بچے کا مال ہضم کرلیا اور اسے دھکے دے کر نکال دیا۔ کفار قریش نے اسے رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں بھیجا اور ازراہ مذاق کہا: کہ تمہیں ابوالحکم کی ناانصافی اور زیادتی سے محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) ہی چھٹکارا دلا سکتے ہیں، چنانچہ اسنے اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے مدد مانگی تو آپ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم اس کے ہمراہ چل دیئے، یہاں تک کہ اس کا مال ابوجہل سے لے کر اس کے حوالے کیا جب کفار نے ابوجہل سے مال واپس کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں ان نیزوں سے ڈر گیا تھا جو محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے دائیں بائیں لہرا رہے تھے، میں اگر دینے سے انکار کردیتا تو وہ نیزے مجھے چیر پھاڑ دیتے۔

ابوجہل نے قبیلہ اراشہ کے ایک شخص سے اونٹوں کا سودا کیا مگر رقم دینے میں لیت ولعل کی تو قریش نے بطور مذاق اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے پاس بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم ابوجہل سے اس کا معاوضہ دلائیں، وہ اس گمان فاسد میں مبتلا تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) ابوجہل کے خلاف اسکی قدرت نہ پائیں گے۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ اس اراشی شخص نے قریش کی مجلس میں پکار کر کہا اے گروہ قریش! میں ایک اجنبی مسافر ہوں اور ابوالحکم نے میرا حق دبالیا ہے اس کے خلاف کون میری دادرسی کرتا ہے؟ یہ سن کر قریش نے اس سے کہا، کیا تمہیں وہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) نظر آرہا ہے، اس کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہاری مدد کرے گا، پس وہ رسول کریم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا اور ابوجہل کے ساتھ پیش آنے والا معاملہ بیان کیا اور عرض کیا اے اللہ کے بندے! ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق دبالیا ہے میں مسافر ہوں، میں نے قریش سے کسی ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو میرا حق اس سے لیکر مجھے دے تو انہوں نے آپ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا ہے براہ کرم اس سے میرا حق دلوادیجئے اللہ آپ (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) پر کرم فرمائے گا۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم اسکے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل کا دروازہ جا کھٹکھٹایا اس نے پوچھا: دروازے پر کون ہے؟ فرمایا ''محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) ہوں'' یہ سن کر وہ باہر نکلا، اس وقت اس کے چہرے سے ہوائیاں اڑ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس شخص کا حق ادا کردو'' اس نے کہا: ٹھیک ہے، آپ ٹھہریئے، میں اس کے حوالے کرتا ہوں، بعدازاں وہ شخص مال لیکر اس مجلس کے پاس آیا جنہوں نے اس کو محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) کے ہاں بھیجا تھا اور کہا: اللہ تعالیٰ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) کو بہتر جزا دے۔ بخدا! انہوں نے میرا حق لے کر مجھے دیا ہے، ادھر کفار نے

ایک شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے روانہ کیا اور کہا: جا کر دیکھو، ابوجہل کیا رویہ اختیار کرتا ہے جب وہ واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: بتاؤ تم نے کیا مشاہدہ کیا؟ اس نے جواب دیا، انتہائی حیران کن واقعہ دیکھا، بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ ترساں لرزاں باہر نکلا، گویا روح نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے کہا: اس کا معاوضہ ادا کرو اس نے اسی وقت اس شخص کی رقم اس کے حوالے کر دی، یہ سن کر ان لوگوں نے ابوجہل سے کہا: ہم نے ایسا طرز عمل پہلے تو نہیں دیکھا، اس نے جواب دیا، تم پر افسوس! بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے ان کی آواز سنی تو مجھ پر رعب طاری ہو گیا، پھر میں باہر نکلا تو مجھے سر کے اوپر ایک ایسا خوفناک اونٹ نظر آیا کہ اس جیسا اونٹ میں نے پہلے نہیں دیکھا اگر میں انکار کر دیتا یا لیت ولعل کرتا تو وہ اونٹ مجھے نگل جاتا۔

مشرکین

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ مشرکین قریش مقام حجر میں اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گزریں تو ہم میں سے ہر ایک تلوار سے حملہ آور ہو جائے، میں ان کی یہ بات سن کر اپنے والد محترم کے پاس آئی، میں رو رہی تھی، میں نے عرض کیا والد محترم! قریش حجر میں جمع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش کر رہے ہیں، انہوں نے لات وعزیٰ، مناۃ اساف اور نائلہ کی قسم! کھا کر کہا ہے کہ جونہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں گے آپ (علیہ السلام) پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں گے، فرمایا ''بیٹی رونے کی ضرورت نہیں'' بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کر کے مسجد میں تشریف لائے، کفار نے اپنے سر اوپر اٹھا کر آپ (علیہ السلام) کو دیکھا، پھر سر جھکا لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مشت لے کر ان کی طرف پھینکی، پھر فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پس مٹی کے ذرات جس جس پر پڑے وہ بدر کی لڑائی میں قتل ہوا۔

رفاعہ اور معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حاکم حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور ان کا خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ یہ واقعہ چھ انصار کے ایمان لانے سے پہلے کا ہے۔ رفاعہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفاعہ پر اسلام پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا۔

''مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَالْجِبَالَ''

ترجمہ:۔ ''کس نے ارض وسما اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا۔''

ہم نے عرض کیا اللہ نے، ارشاد فرمایا ''تمہیں کس نے پیدا کیا؟'' ہم نے کہا؛ ''اللہ نے'' فرمایا ''یہ بت کس نے گھڑے ہیں؟'' ہم نے جواب دیا کہ ''ہم نے''

دریافت فرمایا ''پھر خالق عبادت کا زیادہ مستحق ہے یا مخلوق؟ اس لحاظ سے تم تو زیادہ حقدار تھے کہ تمہاری عبادت کی جاتی، کیونکہ تمہیں نے ان بتوں کو بنایا ہے''

میں اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی اور زیادتی نہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں، ہم نے عرض کیا آپ (علیہ السلام) جن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اگر باطل بھی ہوتیں تو اعلیٰ امور اور محاسن اخلاق کی آئینہ دار ہوتیں۔ بعدازاں میں نے جا کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور سات تیر نکال کر ان پر فال لی۔ میں نے دعا کی، اے پروردگار! جس دین کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت دیتے ہیں، اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے، چنانچہ اللہ نے ان تیروں میں سے اس تیر کو سات بار نکالا تو میں نے خلوص دل کے ساتھ پڑھ لیا

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

عداس نے قدم چوم لئے

بیہقی ابن شہاب زہری اور موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر موسم حج میں قبائل عرب کو دین حق کی طرف دعوت دیتے اسی سلسلہ میں آپ علیہ السلام نے خود کو بنی ثقیف کے سامنے پیش فرمایا، مگر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول نہ کی، چنانچہ آپ علیہ السلام مایوس ہو کر لوٹے اور غمزدہ ہو کر ایک دیوار کے سائے میں تشریف فرما ہوئے، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اپنے نصرانی غلام عداس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا، وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا ''تمہارا کس علاقے سے تعلق ہے'' اس نے جواب دیا ''نینویٰ'' سے فرمایا ''پاک باز شخص یونس بن متی (علیہ السلام) کے شہر سے'' اس نے کہا ''آپ کو یونس بن متی علیہ السلام کے بارے میں کیا علم ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس کے بارے میں بتایا ہے'' یہ سن کر عداس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو چومنے لگا، جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو اس حالت میں دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ واپسی پر اس سے پوچھا! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قدم چومنے لگے حالانکہ تم ہم میں سے کسی کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار نہیں کرتے، اس نے جواب دیا، یہ نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو کوئی اللہ کا پیغمبر ہی بیان کر سکتا ہے یہ سن کر وہ ہنس دیئے اور کہنے لگے ''یہ شخص (معاذ اللہ) بڑا عیار ہے، کہیں تمہیں نصرانیت سے بیزار نہ کر دے اور فتنہ میں نہ ڈال دے۔

نعرۂ رسالت ''یا محمد''

دلائل النبوۃ میں خالد بن سعید اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ بکر بن وائل کے لوگ ایام حج میں مکہ شریف آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا ''ان کے پاس جایئے اوران کے سامنے دعوت رسالت پیش کیجئے'' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے ان کے سامنے دعوت رسالت پیش کی تو انہوں نے جوب دیا، ہمارے سردار حارث کو آنے دیں، پھر ہم غور کریں گے، پھر جب وہ آیا تو اس نے کہا: ہمارے اوراہل فارس کے درمیان جنگ جاری ہے جب ہم اس سے فارغ ہوں گے تو اس دعوت پر غور کریں گے۔ بعدازاں ذی قار کے مقام پر اہل فارس کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو ان کے سردار نے پوچھا: اس شخص کا کیا نام ہے جس کی رسالت کی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں دعوت دی ہے؟ لوگوں نے کہا: ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کہنے لگا ''بس یہی نام اس لڑائی میں تمہارے اشعار اور نعرہ ہوگا۔ پس نام ''محمد'' کی برکت سے انہیں اہل فارس پر فتح حاصل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:۔

بی نصروا ''میری برکت سے انہیں فتح ملی ہے''

امام بخاری تاریخ میں بقی بن مخلد مسند میں اور بغوی اسی طرح کی روایت بشر بن یزید صبعی سے نقل کرتے ہیں جبکہ کلبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جنگ ذی قار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے ذکر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ پہلا موقع ہے کہ عربوں کو فارسیوں پر غلبہ حاصل ہوا، اور یہ میری برکت سے ہوا''

میسرہ عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقدی اور ابونعیم حضرت عبداللہ بن وابصہ عبسی کی روایت جو انہوں نے اپنے دادا سے لی ہے، نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور اسلام کی دعوت دی مگر ہم نے قبول نہ کی۔ میسرہ بن مسروق عبسی ہمارے ساتھ تھے انہوں نے کہا: میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم اس شخص کے دعویٰ رسالت کی تصدیق کریں اور اسے اپنے گھروں میں لے جائیں تو انتہائی درست رائے ہوگی کیونکہ اسکا امر نبوت ہرطرف غالب ہوکر رہے گا مگر اس کی قوم نے ماننے سے انکار کردیا اور واپس چلے گئے، میسرہ نے ان سے کہا: فدک کے راستے چلو وہاں یہودی آباد ہیں۔ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں، چنانچہ وہ یہودیوں کے پاس گئے تو انہوں نے تورات کھول کر سامنے رکھی اور اسمیں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حالات دیکھے، لکھا تھا

اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَ یَجْتَزِیُٔ
بِالْکَسْرَۃِ وَلَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلاَ بِالْقَصِیْرِ وَلاَ بِالْجَعْدِ

وَلَا بِالسَّبْطِ فِیْ عَیْنِہٖ حُمْرَۃٌ" مَشْرَبُ اللَّوْنِ

یہودیوں نے کہا کہ اگر یہی نشانیاں اس شخص کی ہیں تو فوراً اس کی دعوت قبول کرلو اور اسکے دین میں داخل ہو جاؤ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم اس سے حسد رکھتے ہیں اور اسکی پیروی سے گریزاں ہیں ہماری اس کے ساتھ سخت لڑائیاں ہوں گی، مگر یہ حقیقت ہے کہ عربوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اسکی پیروی نہیں کرے گا یا پھر قتل کر دیا جائے گا۔ میسرہ نے یہ سن کر کہا: اے میری قوم! یہ معاملہ بہت واضح ہو چکا ہے۔ اسکے بعد میسرہ نے حجتہ الوداع کے موقع پر اسلام قبول کرلیا۔

ظہورِ محمدی

واقدی اور ابونعیم ابن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کے گھروں میں تشریف لائے اور خودکو ان کے سامنے بطور پیغمبر پیش کیا مگر انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، ان کی قوم کے ایک کم عمر نوجوان نے ان سے کہا: لوگو! اس شخص (محمد صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) کی اطاعت کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ تمہیں اسکی بارگاہ میں میں کشاں کشاں لایا جائے، بخدا! اہل کتاب بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک نبی (علیہ السلام) حرم سے ظاہر ہونے والا ہے اور اس کے ظہور کا زمانہ آچکا ہے۔

شیطان کی چیخ وپکار

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروۃ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم نے عقبہ کے مقام پر انصار سے بیعت لی تو پہاڑ کی چوٹی پر شیطان چلا کر کہنے لگا، اے گروہ قریش! یہ بنواوس اور خزرج تمہارے خلاف جنگ پر معاہدہ کر چکے ہیں، وہ یہ آواز سن کو خوفزدہ ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تمہیں یہ آواز خوفزدہ نہ کرے، یہ اللہ کا دشمن ہے جن سے تمہیں خوف ہے وہ اس کی آواز نہ سن سکیں گے" یہ بات قریش کو پہنچی تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مال ومتاع کو نقصان پہنچانے کے لئے دوڑ پڑے مگر انہیں کوئی چیز دکھائی نہ دی جس کی وجہ سے نامراد ہو کر لوٹے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے وہ قبیلہ از دشنوء کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور جھاڑ پھونک اور جادو ٹونے کا کام کرتے تھے، انہوں نے قریش مکہ کے کم عقل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم) معاذ اللہ! مجنوں ہیں تو کہا: میں اس شخص کے پاس آتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر اسے شفا عطا کرے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس سلسلہ میں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے ملا اور عرض کیا، میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ پر شفاء دے دیتا ہے۔ آیئے! میں جھاڑ پھونک کے ذریعے آپ کا علاج کروں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ضماد کی بات سن کر یہ کلمات پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔

ضماد نے عرض کیا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) از راہ کرم ان کلمات کو دہرا دیجئے، بخدا! میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے۔ جادوگروں کے کلمات سنے ہیں اور شعراء کے اشعار سنے ہیں۔ کوئی کلام اس کلام جیسا نہیں، یہ اپنے اندر سمندر کی وسعت اور گہرائی سمیٹے ہوئے ہے، لایئے! ہاتھ بڑھایئے میں آپ علیہ السلام کے دست اقدس پر اسلام قبول کر کے بیعت کرتا ہوں۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ بات تمہارے لئے تعجب انگیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب وشتم اور لعن طعن کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے وہ کسی قابلِ مذمت شخص کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں جبکہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قابل تعریف ولائق ستائش ہوں"

ہیبت

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ "ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن حرم میں تشریف فرما تھے اور آپ علیہ السلام کے پاس کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے تھے اسی اثناء میں قبیلہ زبید کا ایک شخص قریش کے ایک ایک حلقے میں یہ صدا دیتے ہوئے آیا۔ اے گروہ قریش! تمہارے پاس مال ومتاع کی فراوانی کیسے آئے؟ تم نفع مندی کے حقدار کیسے ٹھہرو؟ اور کوئی تاجر تمہارے ہاں کس طرح آئے؟ حالانکہ تم لوگ اپنے پاس حرم میں آنے والے لوگوں پر ظلم کرتے ہو یہاں تک کہ وہ شخص چکر لگاتا ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آپہنچا، حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا "تم پر کس نے ظلم کیا ہے" اس نے بتایا کہ وہ تین خوبصورت اونٹ لیکر آیا ہے اور ابوجہل نے اس سے ان کا سودا کیا مگر معاوضے کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ سے اس نے میرے مال میں نقصان پہنچا کر مجھ پر ظلم کیا ہے۔ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "تمہارے اونٹ کہاں ہیں" اس نے عرض کیا، "جزورہ کے مقام پر" یہ سن کر رسول کریم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اونٹوں کو جا کر دیکھا، وہ فی الحقیقت بہت خوبصورت تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے ساتھ اس کی مرضی کے مطابق اونٹوں کا سودا کیا اور انہیں قبضے میں لے لیا، بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے دو اونٹ اسی قیمت پر بیچ دیئے۔ تیسرا اونٹ جو منافع میں بچ گیا اسے بیچ کر اس کی قیمت بنو عبد المطلب کی بیواؤں میں تقسیم کر دی۔ یہ سب کچھ ابوجہل کی نظروں کے سامنے ہوا جو بازار کے ایک گوشے میں بیٹھ کر دیکھ رہا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبرانہ ہیبت کے باعث بول نہ سکا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل کو خطاب کر کے فرمایا "اے عمرو! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا جو تم نے اس شخص کے ساتھ کی ہے ورنہ اچھا نہ ہوگا"

محو ہونا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوت میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک گروہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو بتایا کہ ایک انصاری نے رات کے وقت ایک سورت جو اسے یاد تھی، پڑھنی چاہی مگر سوائے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے کچھ پڑھ نہ سکا، یہی واقعہ کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ پیش آیا۔ صبح کے وقت انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے اس سورت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے کچھ دیر توقف فرمایا پھر فرمایا ''آج شام یہ سورت منسوخ ہوگئی ہے'' لہٰذا یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں نیز تحریر شدہ نسخوں سے بھی محو ہوگئی ہے''۔ امام بیہقی فرماتے ہیں، اس میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی۔ (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
7۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ۔275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

مختلف واقعات کی خبروں کا بیان

آگِ حجاز

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے آنے سے پہلے حجاز سے اتنی تیز آگ نکلے گی کہ ملک شام سے شہر بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر

دے گی''۔ یعنی اتنی بڑی آگ ہوگی کہ حجاز سے نکلے گی اور اس کی روشنی شام میں اتنی تیز ہوگی کہ شام کے اونٹ اس کی روشنی میں راستہ چلیں گے۔ یہ پیشین گوئی بھی صادق آ گئی۔ خلفائے عباسیہ (132ھ۔656ھ) کے آخری زمانے میں 3 جمادی الآخر 654ھ کو جمعہ کے دن بعد عشاء مدینہ طیبہ کے قریب سے وہ آگ نکلی۔ وہ آگ اتنی بڑی تھی کہ ایک بڑا شہر معلوم ہوتی تھی جس میں قلعہ، برج اور کنگرہ بھی ظاہر ہو رہا تھا یہ آگ 12 میل لمبی 4 میل چوڑی اور ڈیڑھ آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی۔ دریا کی طرح تلاطم نیز سیلاب کی طرح چلتی تھی اور بجلی کی کڑک کی طرح کڑکتی تھی۔ اس میں یہ بات عجیب تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی اور پہاڑوں کو پگھلا کر سیسہ کی طرح بہا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس کی روشنی کا یہ حال تھا کہ مدینہ والے رات میں دن کی طرح کام کاج کرتے تھے۔ اس کی روشنی مکہ مکرمہ، بصریٰ اور تیما تک لوگوں نے دیکھی علامہ قسطلانی نے اس آگ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ آگ 3 جمادی الاخریٰ سے شروع ہو کر 27 رجب یعنی 54 روز تک باقی رہی۔ سید سمہودی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الوفاء باخبار دار المصطفٰے میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جذب القلوب اور ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کے حالات بیان کیے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی واقعہ سے سینکڑوں سال قبل کی کتاب صحیح بخاری و مسلم میں بیان ہوئی اور اتنی سچی ثابت ہوئی کہ کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ پیشین گوئی چھ سو سال کے بعد لوگوں نے اپنی آنکھوں پوری ہوتے دیکھی ہے (درود نازل ہو اللہ کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر)۔

بغداد

ابوداؤد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دریائے دجلہ کے قریب مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا۔ دجلہ پر ایک بڑا پُل ہوگا۔ آخری زمانے میں چوڑے چوڑے چہرے اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ترک حملہ کریں گے اور نہر کے کنارے پڑاؤ ڈالیں گے۔ مسلمانوں کی آبادی تین حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ اپنا سامان بیلوں پر لاد کر شہر سے بھاگ جائے گا۔ دوسرا گروہ ترکوں کی پناہ میں آ کر خود کو ان کے حوالے کر دے گا۔ یہ دونوں گروہ ہلاک ہو جائیں گے۔ تیسرا گروہ اپنے آل و اولاد کو شہر میں رکھ کر خود آگے بڑھے گا۔ اور ان ترک کافروں سے لڑائی لڑے گا۔ یہ گروہ شہادت کا درجہ پائے گا''

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی چنانچہ خلیفہ مستعصم باللہ عباسی (640ھ۔656ھ = 1258ء) کے زمانہ خلافت میں تاتاری ترکوں نے مسلمانوں کے آباد شہر بغداد پر چڑھائی کی بغداد میں دریائے دجلہ ہے اور اس پر ایک پل بھی اس زمانے میں تھا ترکوں نے شہر کو گھیر لیا۔ مسلمانوں میں سے لوگ اپنے بال بچوں کو لے کر بھاگ نکلے مگر وہ بچ نہ سکے اور ترکوں نے ان کو قتل کر دیا اور کچھ لوگوں نے ترک بادشاہ سے امان چاہی ان ہی میں مستعصم باللہ اور اکثر شہر کے بڑے بڑے لوگ تھے انہوں نے ترکوں کی فرمانبرداری کا وعدہ کیا مگر

ان کو بھی ترکوں نے ہلاک کر دیا۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے بہادری کے ساتھ کافروں سے جہاد کیا۔ اللہ نے اس گروہ کو شہادت عطا فرمائی پہلے دو گروہ دنیا اور آخرت میں دونوں میں ناکام ہوئے کیونکہ جان بھی گئی اور آخرت میں شہادت کا درجہ بھی نہیں ملا۔ تیسرے گروہ نے دنیا میں بھی بہادری کی نیک نامی پائی اور آخرت بھی شہادت سے سنور گئی۔ یہ پیشین گوئی جس کتاب میں ہے یعنی ابوداؤد میں وہ اس واقعہ سے چار سو برس پہلے لکھی ہوئی ہے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''زید تم اس بیماری سے صحت یاب ہو جاؤ گے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے''۔ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں صبر کر کے ثواب کی آرزو رکھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم صبر کرو گے تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جاؤ گے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے انیسہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندھے ہو گئے تھے پھر بہت زمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اچھی کر دیں اور پھر ان کا انتقال ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی بھی صادق آئی جس بیماری میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو گئے تھے۔ اس سے اچھا ہونا پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کا نابینا ہونا یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے موافق پیش آیا۔

حجاج بن یوسف

مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قوم ثقیف میں ایک بڑا خونخوار ظالم شخص ہوگا۔ اور ایک بڑا جھوٹا ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ ثقیف میں ایک مشہور خونریز حجاج بن یوسف (عراق کا حکمران 75ھ تا 95ھ) پیدا ہوا۔ اس کی خونخواری بے مثال ہے بعض کتابوں میں اس کے ظلم کی داستان لکھی ہے کہ حجاج کو جتنا مزہ خون ناحق کرنے میں آتا تھا اتنا کسی اور چیز میں نہیں آتا تھا۔ چنانچہ ترمذی میں ہشام بن حبان سے روایت ہے کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کا خون ناحق کیا۔ قوم ثقیف کا دوسرا شخص جسے جھوٹا فرمایا گیا وہ مختار ثقفی (مقتول 67ھ) ہے۔ یہ بڑا جھوٹا اور فریبی تھا۔ اس نے امام محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند۔ حضرت خولہ المعروف بہ حنیفہ کے بطن سے تھے اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوتیلے بھائی تھے۔ المتوفی 81ھ مدینہ منورہ) کی نیابت کا جھوٹا دعویٰ

کیا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لینے کا ڈھونگ رچا کر ریاست اور شہرت حاصل کی اور آخر میں پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ بھی کر بیٹھا۔ مشکوٰۃ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجاج کو خود حجاج کے منہ پر کہا۔

یزید پلید

مسند ابویعلیٰ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری اُمت کا نظام اسلامی بالکل ٹھیک رہے گا سب سے پہلے اس نظام میں بنی امیہ کا ایک شخص خلل پیدا کرے گا اس شخص کا نام یزید ہوگا"۔ یہ پیشین گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ اسلام کے نظام میں یزید (60ھ-64ھ) کے سبب سے فتنہ پیدا ہوا کہ ایسا فاسق، شرابی مسلمانوں کا بادشاہ بنا۔ اس کے لشکر نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (10 محرم الحرام 61ھ) شہید کیا اور مدینہ پر اسی لشکر نے (63ھ) چڑھائی کی اور کعبہ کا محاصرہ کر کے (64ھ) اس قدر پتھر مارے کہ کعبہ کی چھت کو سخت صدمہ پہنچا جو لکڑی کی بنی ہوئی تھی یہی نہیں بلکہ روئی میں تیزاب لپیٹ کر اس میں آگ لگا کر منجنیق کے ذریعہ کعبہ میں آگ پھینکی جس سے کعبہ کا پردہ اور دیواریں سب جل گئیں۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی یزید پر صادق آئی۔ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگتے تھے اے خدا 60ھ کی ابتدا سے اور کم عمر والوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں اور یزید کی بادشاہی 60ھ میں ہوئی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال 59ھ میں ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق یزید کی بادشاہت اور اس کی خرابیوں کا علم تھا۔ ایک دوسری روایت ابوداؤد میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فتنہ برپا کرنے والوں کا نام مع ولدیت بیان فرمایا جو قیامت تک ہوں گے چنانچہ اس روایت کے مطابق یزید جیسے فتنہ انگیز کا نام بھی ضرور بتایا ہوگا جیسا کہ اوپر والی روایت میں موجود ہے۔

شہید

حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

تَعِيْشُ حَمِيْدًا اَوْ تَقْتُلُ شَهِيْدًا

"اے ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم زندہ رہو گے قابل تعریف زندگی کے ساتھ تم مارے جاؤ گے تو شہید ہو گے۔"

یہ پیشین گوئی بالکل سچی ثابت ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر جو لڑائی ہوئی تھی اس میں حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو کر بلند درجہ کو پہنچے۔

خونریزی

ابوداؤد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو مخاطب کر

کے فرمایا ''مدینہ میں ایک مرتبہ اتنی بڑی خونریزی ہوگی کہ اس کے کالے پتھروں پر خون جم جائے گا اور خون کی کثرت سے نظر نہ آئے گا''۔ یہ پیشین گوئی بھی سچی ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب مدینہ کے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی اطاعت سے اس کی بدکرداریوں کی وجہ سے منہ موڑ لیا تو یزید نے مسرف بن عقبہ کو سپہ سالار بنا کر مدینہ پر ایک لشکر خونخوار بھیجا چنانچہ مقام حرا پر کہ جہاں کالے پتھر ہیں سخت جنگ ہوئی اس میں سینکڑوں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اوران کی اولاد شہید ہوئی اور حرہ کے کالے پتھر خون سے چھپ گئے۔

بصرہ

ابوداؤد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ نئے نئے شہر آباد کریں گے ان میں سے ایک شہر بصریٰ نام کا ہوگا۔ دیکھنا اگر تم اس شہر میں داخل ہونا تو اس کی پتھریلی اور شور زمینوں سے اور اس کے باغات اور بازاروں سے امیروں کے دروازوں سے بچ کر کہیں دور جا کر ایک کنارے پر رہنا کیونکہ اس شہر کو دھنسایا جائے گا اس پر پتھر کی بارش ہوگی اس میں زلزلہ آئے گا اور لوگوں کی صورتیں بدل دی جائیں گی'' اس روایت میں دو پیشین گوئیاں ہیں ایک یہ کہ نیا شہر آباد ہوگا اور اس کا نام بصرہ ہوگا اور دوسری یہ کہ اس میں چار طرح کے عذاب آئیں گے۔

پہلی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور دوسری پیشین گوئی انشاء اللہ آئندہ پوری ہوگی پہلی خبریوں پوری ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فارس سے لڑائی تھی شہر بصرہ جہاں آباد ہے وہاں فارس والوں اور ہندوستان سے آنے کی راہ ملتی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس راہ سے فارس کے لوگ ہندوستان سے ہمارے مقابلے کے لئے مدد نہ طلب کرلیں۔ اس لئے وہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھائی جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم سے عتبہ بن غزوان نے 17ھ میں شہر بصرہ کی بنیاد ڈالی اسی کی پیشین گوئی زبان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔

دوزخی

طبرانی میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حاضرین مجلس سے فرمایا ''تمہارے اس مجمع میں سے ایک آدمی کی داڑھ دوزخ میں اُحد پہاڑ کی طرح ہوگی''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی اس مجلس میں تھا اس مجمع کے اور تمام لوگ تو مر گئے۔ پس اس مجمع میں سے میں زندہ ہوں اور ایک دوسرا شخص مرتد ہو گیا اور جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی کہ اس مجمع میں ایک شخص جہنمی ہوگا صادق آئی۔

نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ اس کا نام رجال بن عنقوہ تھا یہ یمامہ کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص بنوحنیفہ کے وفد کے

ساتھ آیا تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور مسلمان ہو کر قرآن سیکھا تھا۔ مگر جب یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ شخص اس پر ایمان لے آیا اور دین اسلام سے پھر گیا اور یمامہ میں جب مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی تو یہ شخص مسیلمہ کی طرف سے لڑتے لڑتے زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم غبتی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مجھ سے ملتے تو سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال ضرور پوچھتے کہ وہ کس حال میں ہیں۔ جب میں کہتا کہ سمرہ اچھے ہیں تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوتے میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ سمرہ کا حال کیوں بار بار پوچھا کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں موجود تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم دس آدمیوں میں سے جو سب سے بعد میں مرے گا وہ آگ میں ہوگا''۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اب تک آٹھ آدمی مر چکے ہیں اب صرف میں اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہ گئے ہیں اسی ڈر سے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی تحقیق کیا کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے مر گئے تو میں سب سے بعد ہو جاؤں گا جس کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں جانا فرمایا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی مذاق سے کہتا کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر گئے تو یہ بے ہوش ہو جاتے آخر سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ سمرہ کو کزاز کی بیماری ہوتی یہ ایک بیماری ہے جس میں سخت سردی لگتی ہے اس بیماری کی وجہ سے دیگ میں خوب گرم کھولتا ہوا پانی بھر کر اس کے اوپر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھا کرتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ اسی کھولتے پانی میں گر پڑے اور جل کر مر گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی سچی ہوئی لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ آخری مرنے والا آگ میں ہوگا تو اس سے لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ جہنم میں جائے گا۔ اسی لئے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ڈرتے تھے حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کا مطلب یہ تھا کہ وہ آخری مرنے والا شخص دنیا کی آگ میں جل کر مرے گا۔ جہنمی ہونا مراد نہیں ہے چنانچہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرم پانی میں جل کر مرے۔

یہود و نصاریٰ

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ قدم بہ قدم ہو بہو ان لوگوں کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزرے ہیں یہاں تک وہ لوگ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے'' لوگوں نے عرض کیا کہ اگلے لوگوں سے یہودی و نصاریٰ

مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں اور کون'' یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر پورے طور پر چلنے کی جو پیشین گوئی فرمائی گئی ہے وہ پوری ہوئی۔ یہود کی عادت تھی حسد کرنا۔ حق کو چھپانا اور دنیاوی لالچ میں پڑ کر غلط مسئلہ بتانا اللہ کی کتاب میں جو حکم اپنے موافق ہو اس کو لے لینا اور جو خلاف ہو اس کو چھپا لینا۔ یہودیوں کی یہ سب باتیں اس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے دین علماء میں بھی پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش یہ تھی کہ نبی اور بزرگوں کو خدائی کا مرتبہ دیتے تھے تو یہ روش بھی اس امت کے جاہل لوگوں میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ بہت سی وضع قطع میں لوگ نصاریٰ کے قدم پر چل رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

طبرانی، دارقطنی اور بیہقی رحمہما اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطاب کر کے فرمایا کہ ''تم کو لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے تکلیف ومصیبت پہنچے گی''۔ یہ پیشین گوئی بھی سچی ہوئی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد 64ھ میں خلیفہ ہوئے شام کے علاوہ باقی تمام اسلامی ممالک نے ان کی خلافت تسلیم کی۔ عبدالملک بن مروان (65ھ۔86ھ) نے 73ھ میں حجاج کی سرپرستی میں ایک بڑی جرار فوج عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لئے بھیجی اس فوج نے مکہ مکرمہ کو گھیر لیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ یہ شہید کر دیئے گئے اور ان کے گھر والوں نے بھی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور لوگوں کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مصیبت پہنچی کہ مکہ والے حجاج کی چڑھائی سے پریشان ہوئے اور بہت سے لوگ مارے گئے اور چونکہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان خانہ کعبہ کے پاس تھا اس لئے حجاج نے ان کے گھر پر پتھر برسائے جس سے خانہ کعبہ پر بھی صدمہ پہنچا۔ اس کے علاوہ یہ مصیبت بھی لوگوں کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے پہنچی کہ انکو قتل کرنے والے عذاب آخرت کے مستحق ہوئے۔ بہرحال پیشین گوئی پوری ہوئی۔

زید بن سوجان رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بیہقی اور ابن عدی کی روایت ہے کہ خاتم الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن سوجان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا ''ان کا ایک عضو ان کے سارے جسم سے پہلے جنت میں پہنچ جائے گا''۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مقام نہاوند کی لڑائی میں ان کا بایاں ہاتھ کٹ کر شہید ہو گیا تھا۔

سہیل بن عمرو

بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ ختم الرسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن عمرو

کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "سہیل سے امید ہے کہ یہ ایسا کام کرے اور ایسی تقریر کرے کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں میں بے حد پریشانی ہوئی قریب تھا کہ لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں تو سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو نے کھڑے ہو کر اسی طرح کا خطبہ دیا جس طرح کا خطبہ مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا۔ سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ سے مکہ والوں کو تسلی ہوئی دین پر ثابت قدم رہے سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے تو اتنے اچھے خطیب تھے کہ کافروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جوش پیدا کر دیتے تھے۔ غزوۂ بدر میں جب سہیل قید ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو سہیل کے اگلے دو دانت توڑ دوں تا کہ اس کی تقریر کا زور جاتا رہے اور کافروں میں ہمارے خلاف پر جوش تقریر نہ کر سکے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلّم نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ دانت نہ توڑو امید ہے کہ یہ اپنی تقریر سے تم کو خوش کر دے گا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر اس کی تقریر نے لوگوں کو خوش کر دیا اور تمام مسلمان مطمئن ہو گئے۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔

مسیلمہ کذاب

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے حق میں فرمایا کہ "خدا تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا"۔ مسیلمہ کذاب قبیلۂ بنو حنیفہ کا ایک شخص تھا اس نے مدینہ میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ (علیہ السلام) اپنے بعد حکومت میرے نام کر دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کروں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں درخت کی ایک شاخ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اگر مسیلمہ یہ شاخ بھی مجھ سے مانگے گا تو نہیں دوں گا" مسیلمہ یہ سن کر مدینے سے چلا گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق و امین علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ "وہ مارا جائے گا"۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہزاروں آدمی اس کی جھوٹی نبوت کے قائل ہو گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک لشکر مسیلمہ سے لڑنے کیلئے بھیجا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح یاب ہوئے اور مسیلمہ اسی لڑائی میں مارا گیا اور پیشین گوئی صادق ہوئی۔

مسالک بدعقیدہ

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ختم الرسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہم لوگ حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ قبیلۂ بنی

تمیم کا ایک شخص آیا جس کا نام حرقوص بن ظہیر اور لقب ذوالخویصرہ تھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انصاف کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" تیرے لئے خرابی ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو اور کون دنیا میں ہے جو انصاف کرے گا اگر میں عدل نہ کروں تو تجھ سے بڑا کون نا امید اور زیاں کار ہوگا"۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت ہو تو میں اس گستاخ کی گردن ماردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کیا اور پھر یہ پیشین گوئی فرمائی کہ" اس گستاخ کی طرح کچھ لوگ آئندہ ہوں گے۔ وہ نماز، روزہ کے اتنے پابند ہوں گے کہ تم اپنی عبادت ان کے مقابل حقیر اور ہیچ سمجھو گے۔ لیکن وہ کلام پاک کی تلاوت کریں گے اور اس کا اثر ان کے حلق سے اوپر بالکل نہیں ہوگا۔ جس طرح تیر شکار کا جسم پار کر کے باہر نکل جاتا ہے اور اس میں خون کا دھبہ تک نہیں آتا، اسی طرح وہ لوگ دین سے ایسا نکل جائیں گے کہ دین کا کچھ اثر دکھائی نہ دے گا اس بدبخت گروہ کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو سکڑ کر عورت کی چھاتی کی طرح جھولتا ہوگا۔ یہ وہ گروہ ہوگا کہ دنیا کے افضل ترین گروہ کے خلاف بغاوت کرے گا" اس پیشین گوئی کی تصدیق اس حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خوارج تھے جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس لڑائی میں خود شریک تھا جو خوارج سے لڑی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین میں سے تلاش کے بعد ہو بہو ایسا ہی ایک آدمی پکڑ کر لایا گیا جس کا بازو نرم تھا اور جھولتا تھا لوگ اس کو پستان والا کہتے تھے۔ یہی اس گروہ کا سردار تھا اور یہ گروہ اس قبیلہ میں سے تھا جس کی پیشین گوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔

گروہ بدکار وفاسق

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" میری امت میں ایک گروہ ہوگا وہ گروہ میری امت میں ایسا ہے، جیسے مجوس" یہ روایت طبرانی کی معجم اوسط میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قدریہ ایک فرقہ ایسا ہے۔ جو کہتا ہے بندے کو پوری قدرت حاصل ہے وہ جو چاہے کرے خدا تعالیٰ کو بندوں کے افعال میں کوئی عمل دخل نہیں ہے گویا خدا تعالیٰ معذور و مجبور ہے اور بندے قادر و مختار ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی صحیح ثابت ہوئی۔ مجوس کا عقیدہ یہ ہے کہ اچھائی اور برائی دونوں کے دو الگ الگ خالق اور خدا ہیں۔ اچھائی کے خالق کو یزداں اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہیں چونکہ بالکل اسی طرح ایک گروہ کے لوگ بھی دو خالق قرار دے کر مادی چیزوں کا خالق خدا کو اور افعال کا خالق انسان کو مانتے ہیں اس لئے اس مناسبت کی وجہ سے اس قسم کے گروہ کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" وہ بیمار ہوں تو بیمار پرسی نہ کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو" مسلم، ابوداؤد، ترمذی کی روایت میں ایک پیشین گوئی کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" میری اُمت

میں کچھ لوگ تقدیر کے منکر ہوں گے۔ ان لوگوں میں خسف ومسخ ہوگا یعنی ان کی آبادی زمین میں دھنسا دی جائے گی اور ان کی صورتیں بدل کر بدنما کردی جائیں گی"۔ ان میں خسف ومسخ کے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سچی ثابت ہوجاتی ہے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

علامہ مستغفری رحمتہ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں ایک مضبوط راوی سے روایت کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم تین آدمی یمن جارہے تھے ہمارے ساتھ کوفے کا رہنے والا ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا ہم نے اس کو بہت سمجھایا کہ ان بزرگوں کو برا بھلامت کہو۔ مگر وہ نہ مانا اتنے میں رات ہوگئی ہم یمن سے قریب ایک جگہ اتر کر سوگئے۔ صبح سویرے جب سفر کا وقت ہوا تو ہم نے اٹھ کر وضو کیا اس کوفی کو بھی ہم نے جگایا وہ نیند سے اٹھ کر کہنے لگا کہ افسوس کہ اب میں تم سے جدا ہوکر یہیں رہ جاؤں، کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سرہانے کھڑے فرمارہے ہیں کہ "اے فاسق بدکار تیری صورت یہیں پر مسخ کردی جائے گی" ہم نے اس کوفی سے کہا کہ اٹھ وضو کر اس نے جب پاؤں سمیٹا تو ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے اس کی صورت تبدیل ہونی شروع ہوگئی ہے۔ تھوڑی دیر میں ہی دونوں پاؤں بندر کے ہو گئے اور رفتہ رفتہ سارا بدن اور منہ بھی بندر کا ہوگیا وہ بالکل بندر ہوگیا۔ ہم نے اس کو اونٹ پر باندھ لیا اور سفر شروع کر دیا۔ سورج ڈوبنے سے پہلے ایک جنگل میں ہم پہنچے اس جگہ کئی بندر جمع تھے جب اس کوفی بندر نے ان بندروں کو دیکھا تو ہماری رسی توڑ کر ان ہی بندروں میں یہ بھی مل گیا۔

علامہ مستغفری کی ہی روایت ہے کہ سچے اور ایک نیک آدمی نے بیان کیا کہ کوفے کا ایک شخص ہم سفر ہوا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہم نے اس کو بہت روکا مگر نہ مانا۔ آخر کار ہم اس کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ کرکے سفر کو چلے گئے۔ سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو اس کوفی کے غلام سے ملاقات ہوگئی ہم نے اس کو حال پوچھا اور کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے ساتھ گھر چلے۔ غلام نے کہا کہ اس کی تو عجیب ہی حالت ہوگئی ہے اس کے دونوں ہاتھ سؤر کے سے ہوگئے ہیں ہم اس کوفی کے پاس گئے اور گھر چلنے کو کہا تو اس نے جواب دیا میں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں یہ کہہ کر اس نے آستین سے اوپر ہاتھ نکالے جو سؤر جیسے ہو گئے تھے وہ ہمارے ساتھ ہولیا راستہ میں ایک جگہ بہت سے سؤر نظر آئے کوفی نے خود کو سواری سے گرادیا اور اسی وقت اس کی پوری صورت سؤر کی سی ہوگئی چنانچہ وہ سؤروں میں جاکر مل گیا۔

زمین میں دھنسانے کا واقعہ طبری نے ریاض النضرہ میں نقل کیا ہے کہ مقام حلب کے بدعقیدہ لوگوں کی ایک جماعت مدینہ منورہ کے حاکم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بہت سارا مال اور عمدہ تحفے پیش کرکے اس جماعت نے حاکم مدینہ سے درخواست کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ پاک کا ایک دروازہ کھلوا دیجئے ہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس لاش کو وہاں سے نکال کرلے جائیں۔ (ان بزرگوں کی لاش اس لئے یہ نکالنا چاہتے تھے کہ ان بدعقیدہ لوگوں کے خیال میں یہ لوگ نعوذ باللہ اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے پاس آرام کریں) مدینہ کا حاکم چونکہ بدعقیدہ تھا دنیا کے لالچ میں پڑ کر اس نے یہ درخواست منظور کر لی اور حرم شریف کے دربان کو بلا کر کہہ دیا کہ جب یہ لوگ آئیں تو ان کے لئے حرم شریف کا دروازہ کھول دینا اور اندر گھس کر جو کچھ کریں کرنے دینا منع نہ کرنا۔ دربان کا بیان ہے کہ نماز عشاء کے بعد مسجد خالی ہوگئی اور حرم شریف کے دروازے بند ہو گئے تو چالیس آدمی پھاوڑے، کدال اور روشنی ہاتھوں میں لئے باب السلام پر آ کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے امیر مدینہ کے حکم کے مطابق دروازہ فوراً کھول دیا اور خود میں نے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا کہ اے خدا یہ کیسی قیامت آن پڑی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ ابھی یہ لوگ منبر شریف کے قریب بھی نہ پہنچے تھے کہ محراب عثمانی کے ستون کے پاس زمین پھٹ گئی اور ان تمام لوگوں کو ان کے سامانوں کے ساتھ نگل گئی۔ اور امیر مدینہ کو انتظار تھا کہ یہ لوگ کام تمام کر کے اب آئے تب آئے۔ مگر جب بہت دیر ہوگئی تو اس نے مجھے بلا کر حال پوچھا۔ میں نے کل آنکھوں دیکھا حال بیان کیا تو اس نے مجھے دیوانہ کہہ کر میری باتوں کو دیوانے کی بڑ بتایا۔ میں نے کہا اے امیر! آپ خود تشریف لے چلیں اور دیکھ لیں کہ اب تک زمین کے پھٹنے کا نشان باقی ہے اور اس جگہ ان کے کپڑے بھی موجود ہیں۔

یہ واقعہ طبری نے ایسے لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے جو سچائی دیانت داری اور ثقاہت میں بہت اونچے تھے ان واقعات سے یہ ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشین گوئی کی تھی کہ ''بدعقیدہ لوگوں کو دھنسایا جائے گا ان کی صورتیں سور بندر کی بنادی جائیں گی'' یہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

مدینہ طیبہ

اہلِ سیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین، سب زمینوں سے زیادہ وَباء رسیدہ اور امراض آلود تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دُعا کی کہ:

''اے خدا! مدینہ کو ہمارے لئے ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ مکّہ ہے بلکہ اے خدا اُس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دیدے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لئے صحت افزا بنادے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کردے۔''

بیہقی نے ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت میں مدینہ کی وَباء مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ کی طرف منتقل کرنے کی دُعا کی۔ پھر جحفہ کی حالت یہ ہوگئی کہ جو بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہونا شاذ و نادر ہوگیا، اسکو وَبائی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے ایک سیاہ فام، بدشکل اور پریشان بالوں والی ایک عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیعہ پہنچ گئی۔ اور اِس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اب مدینہ کی وباء مہیعہ جو کہ مقامِ جحفہ کے مضافات میں ہے پہنچ گئی ہے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم نے فرمایا ''مدینۂ طیبہ کے دہانوں پر اللہ کے فرشتے مامور ہیں، اِس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ دجّال''۔

زبیر بن بکار نے ''اخبارِ مدینہ'' میں روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ تشریف لے آئے تو اکثر مکّی باشندے جو ہجرت کر کے آچکے تھے، بیچارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا کے لئے دست مبارک اُٹھائے اور التجا کی ''الہٰ العالمین! ہم سے وَباء کو منتقل فرمادے'' اِن دُعائیہ کلمات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''آج رات بہ حالتِ خواب بخار کی وباء کو مجھے دِکھایا گیا وہ کالی، بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے۔ پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کردیا جائے''۔

زبیر نے ابوہشام عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ علیہ السلام نے اُس سے دریافت کیا ''راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟'' اُس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے تو کوئی مِلا نہیں، البتہ سیاہ چہرے، برہنہ تن ایک عوت ملی تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''وہ مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اَب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے گی''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدینہ طیبہ اور اس کے ملحقات کے لئے برکت کی دُعا۔

محدثین کرام رحمۃ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے جدّ سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا۔ اور میں نے مدینہ طیّبہ کو۔ نیز میں مدینہ کے مُدّ اور صاع میں برکت کے لئے دُعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کے لئے دعائے برکت کر چکے ہیں''

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''اے ربّ کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کے لئے مکّہ والوں کی طرح دُعا کرتا ہوں۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہوگئے کہ مدینہ کی زندگی اور اُس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شاملِ حال رہے گی۔

وہ معجزات جو تعمیرِ مسجد کے وقت ظہور میں آئے۔

زبیر بن بکار نے ''اخبارِ مدینہ'' میں ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نے اپنی اِس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا''۔

زبیر بن بکار نے ''اخبارِ مدینہ'' میں داؤد بن قیس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسجدِ نبوی کی بنیاد اُس وقت رکھی جب جبریل علیہ السلام کعبہ کی سَمت دیکھ رہے تھے۔ اور اِس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام

حجابات کو اُٹھا دیا گیا تھا۔

زبیر بن بکار نے خلیل بن عبداللہ ازدی سے انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان لوگوں سے کام لے کر سمتِ قبلہ کو درست فرمالیں۔ اسی دَوران حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لے آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تائید خداوندی مِل سکے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ علیہ السلام سَمتِ کعبہ رُخ کر لیجئے، آپ علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے اشارہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا اس کو رَفع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

طبرانی نے الکبیر میں ثقہ راویوں کی سند سے شموس بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور صلی ا للہ علیہ وآلہ وسلّم کو پتھر اُٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے وَزن سے جھکا دیتے تھے۔

زبیر بن بکار نے ''اخبارِ مدینہ'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کیجاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی''

وہ خصائص جو تحویل قبلہ میں واقع ہوئے

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو 16 ماہ بیت المقدس کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خواہش یہ رہی کی قبلہ نماز کعبۃ اللہ کو کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''اے جبریل علیہ السلام! میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے رُخ کو یہود کے قبلے سے پھیر دے۔'' جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تو بہر حال بندہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ بہر حال نماز کے لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیت المقدس کی طرف رُخ کرتے تو اپنا سَر مبارک آسمان کی جانب اُٹھاتے، یعنی عرض مُدعا کے طور پر، اس پر ارشادِ خداوندی ہوا کہ: سورۃ البقرہ آیت 144

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ
وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آسمان کی طرف بار بار آپ کا مُنہ اُٹھانا ہم دیکھ رہے ہیں، تو ہم بہت جلد آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں آپ کی خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد الحرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔ اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ اُن کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے انعال سے بے خبر نہیں۔''

تحویلِ قبلہ کے بارے میں دیا گیا یہ حکم رجب یا شعبان 2 ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بِشر بن بَراء مَعرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک بذریعہ وحی مذکورۂ بالا آیت نازل ہوئی۔ پس اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اقتدا میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کے رُخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں اس کے لئے عام مُنادی کی گئی حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اِس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی۔ حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کعبۃ اللہ کی سمت پر مُڑ گئے۔

اقامت صلوٰۃ کے اعلان کے لئے اذان کا طریقہ

ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بُلانے کے لئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کے لئے آواز دیں''۔ پھر اصحابِ انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سبز پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا۔ پھر اس نے اذان دی اور بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دُہرایا مگر اِس مرتبہ اُس نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کا اضافہ کر دیا۔ اور اِس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ، اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ یہ دیکھنا بہ حالتِ خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا۔ لہٰذا اَب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں''

طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اسی شخص نے اذان سکھائی۔ یہ اذان سیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں گئے اور آپ علیہ السلام سے خواب بیان کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ایسی ہی بات جیسی کہ تمہیں بتائی گئی (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی بتائی گئی ہے۔ تم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ وہ ان کلمات سے اذان دیں''۔

ابن ابی اسامہ نے اپنی مُسند میں حضرت کثیر بن معون خصومی سے روایت کی انہوں نے کہا سب سے پہلے جس نے نماز کی اذان کہی وہ آسمان دنیا میں جبریل علیہ السلام تھے۔ اِسی اذان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت لے گئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس کی خبر دی اس کے بعد حضرت بلال آئے؛ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس نے فرمایا ''تم سے (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سبقت لے جا چکے ہیں''۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وُہی میں بھی دیکھ چکا ہوں مگر چونکہ یہ اُس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے، اِسلئے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بغرض اعلانِ صلوٰۃ بُوق اور قرنا کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقعہ پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اَے بندۂ خدا کیا ناقوس کو بیچے گا؟ اس نے پوچھا: تم اِس کا کیا کرو گے؟

میں نے جواب دیا: اس سے اقامتِ صلوٰۃ کے لئے اعلان کروں گا۔ اُس نے کہا۔ کیا میں تم کو اِس سے بہتر بات نہ بتاؤں، اور وہ یہ کہ تم بلند آوازوں سے کہو:

اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اور پوری اذان کہی۔ پھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اِس سلسلہ میں چند اشعار کہے۔

مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزات

مُردہ زندہ ہوگیا

بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان انصاری کی وفات ہوئی اس کی ماں اندھی اور بوڑھی تھی ہم نے اس انصاری کی میت کو ایک کپڑا اوڑھا دیا اور اس کی ماں سے تسلی وصبر کی باتیں کرنے لگے اس نے کہا کہ کیا میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے ہم نے کہا کہ ہاں! اس نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مصیبت پر میری مدد فرمائے گا۔ اے اللہ! یہ مصیبت دور فرما۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے ہم لوگ وہاں موجود تھے کہ اس نوجوان انصاری نے کپڑے سے منہ کھولا اور اچھا ہو کر اُٹھ بیٹھا اس نے ہمارے ساتھ کھانا بھی کھایا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کی برکت سے ایک بڑھیا کی دعا سے مردہ زندہ ہوگیا اور وہ بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے تھی اس لئے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا معجزہ ہوا۔

مُردے کی گواہی

بیہقی نے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس شہید ہوئے میں ان کو دفن کرتے وقت موجود تھا جب وہ قبر میں رکھ دیئے گئے تو ہم نے ان کو یہ کلمہ کہتے ہوئے سنا مُحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللهِ ابو بكر صديقٌ عمر الشهيد عثمان البر الرحيم" آواز سن کر ہم نے انہیں دیکھا تو اسی طرح مُردہ پایا جس طرح یہ کلمات کہنے سے پہلے تھے یہ بھی آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ مُردہ نے زندہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی خلافت کی گواہی دی۔

میّت کی گواہی

طبرانی اور ابونعیم اور ابن مندہ رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مرنے کے بعد گھر میں رکھی تھی نعش پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی آس پاس عورتیں رو رہی تھیں، یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔ اچانک زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نوحہ مت کرو چپ رہو، یہ سن کر ان کے منہ سے کپڑا اٹھایا گیا تو انہوں نے کہا ''مُحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللهِ الْاَ مِيْن وَخَاتَمُ النَّبِيّن فِي الْكِتَابِ الْاَوَّل'' پھر زید نے کہا ''صَدَّقَ صَدَّقَ'' اس کے بعد زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی اور پھر یہ کلمہ کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ'' یہ کلمہ کہتے ہی پھر سے جیسے لیٹے تھے اسی طرح لیٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ایک شخص نے مرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی گواہی دی۔ اس لئے یہ بالواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا معجزہ ہوا۔

مرغی زندہ ہوگئی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بہت سے بزرگوں سے مُردوں کے زندہ کرنے کا واقعہ موجود ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مرآۃ الثقظان میں حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی شہرت کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی آپ کی محبت میں دنیا کا کاروبار سب چھوڑ دیا تھا ایک دن بڑھیا نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو آپ کی نذر کر دیا اور اللہ کے لئے میں نے اپنا حق معاف کر دیا۔ اب اس کو آپ باطنی علوم سکھایئے۔ چنانچہ وہ لڑکا اس خانقاہ میں رہنے لگا اور ریاضت و باطنی علوم میں مشغول ہو گیا کبھی کبھی بڑھیا اپنے بیٹے

کو دیکھنے وہاں آجایا کرتی تھی ایک دن آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا چنے چبا رہا ہے اور نہایت دبلا لاغر ہو گیا ہے۔ پھر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی تو دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت کھا رہے ہیں بڑھیا نے عرض کیا کہ حضرت آپ مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں؟ آپ نے یہ سن کر مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس خدا کے حکم سے اٹھ اور زندہ ہو جا جس کے حکم سے گلی ہوئی ہڈیاں زندہ ہوں گی چنانچہ مرغی زندہ ہو گئی اور بولنے لگی اس پر آپ نے بڑھیا سے کہا کہ جب تیرا بیٹا اس مرتبہ کو پہنچ جائے تو جو جی میں آئے کھائے۔

عیسائیوں نے مُردوں کو زندہ کرنے پر فخر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مُردے جلایا (زندہ کر دیا) کرتے تھے بلکہ اس معجزہ کی بدولت نعوذ باللہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح کے واقعات و کرامات ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی امت کے بزرگوں سے بھی ثابت ہیں اور جس پیغمبر کے اُمتیوں سے اس قسم کی کرامات کا ظہور ہوا اس پیغمبر کے مرتبہ کی بلندی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مُردوں کا زندہ کیا جانا

ابونعیم بحوالہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرہ انور متغیّر ہے، تو لوٹ کر اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا ہے، میرا خیال ہے، کہ یہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ زوجہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا "بخدا!! اس بکری اور بچے ہوئے توشہ کے علاوہ ہمارے گھر میں کچھ نہیں"

میں نے وہ بکری ذبح کی اور اہلیہ کے پاس موجود غلہ کو پیس کر روٹی تیار کی، پھر ایک پیالے میں اس سے ثرید بنایا اور لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "جابر! اپنی قوم کے لوگوں کو بھی بلا لاؤ" چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد میں اپنی قوم کے لوگوں کو بھی دعوت دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اب انہیں جماعت در جماعت میرے پاس اندر بھیجو" تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی یہاں تک کہ سب نے کھانا کھالیا اور پیالے میں اتنا ہی ثرید باقی بچ گیا جتنا پہلے تھا، کھانے کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان لوگوں سے فرماتے کہ "ثرید کھاؤ مگر ہڈی نہ توڑنا" پھر آپ علیہ السلام نے ان ہڈیوں کو پیالے کے وسط میں جمع فرمایا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھ کر کچھ پڑھا جسے میں سن نہ سکا، اچانک ایک بکری کان ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا: کہ "تم اپنی بکری لے لو۔"

چنانچہ جب میں وہ بکری لے کر اپنی بیوی کے پاس آیا، تو اس نے پوچھا یہ کیا؟ میں نے کہا: یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے زندہ فرما دیا یہ سن کر اس نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے برحق رسول ہیں۔

بیہقی دلائل میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا: میں تو آپ علیہ السلام پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ علیہ السلام میری اس بیٹی کو زندہ نہیں کر دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے اس کی قبر دکھاؤ'' تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے فلانہ'' اس نے جواب دیا لَبَّیک وَ سَعدَیک! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سوال فرمایا ''کیا تو دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہے؟'' اس نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ بہتر پایا ہے، اور آخرت کو دُنیا سے اچھا دیکھا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور بیان کیا، کہ اس نے اپنی بیٹی فلاں وادی میں دفن کی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس شخص کے ہمراہ اس وادی میں تشریف لے گئے اور نام لیکر اسے پکارا ''اے فلانہ! اللہ کے اذن سے زندہ ہو جا'' تو وہ لَبَّیک وَسَعدَیک کہتی ہوئی قبر سے نکل آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس لڑکی سے کہا: کہ تیرے ماں باپ اسلام قبول کر چکے ہیں اگر تو چاہے، تو تجھے ان کی طرف لوٹا دوں اس نے جواب دیا، مجھے ان کی ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کا ریوڑ تھا اور اس کا بیٹا دودھ دوہ (نکال) کر ایک پیالہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لایا کرتا تھا، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے غائب پایا تو اسکے باپ نے آکر بتایا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے یہ سن کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تو چاہتا ہے، کہ میں تیرے بچے کیلئے دعا کروں اور وہ زندہ ہو جائے یا تو صبر کرے، تو تجھے قیامت تک اجر ملے اور قیامت کے روز تیرا بیٹا آکر تیرا ہاتھ تھام لے اور تجھے در جنت کی طرف لے جائے، پھر تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے'' اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اس بات کی ضمانت کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ تیرے لئے ضمانت ہے، اور ہر مومن کے لئے بھی ضمانت ہے'' اس حدیث میں اگرچہ بالفعل احیائے موتیٰ کا وقوع نہیں ہوا مگر یہ وقوع کے مترادف ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس شخص کو اختیار دیا اگر وہ اپنے بیٹے کے زندہ کرنے کا تقاضا کرتا، تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے احیاء کی دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس دعا کو بطور اعجاز قبول فرماتا اور وہ بچہ زندہ ہو جاتا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یقین کے ساتھ علم نہ ہوتا، تو اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم نہ دیتے۔

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صفہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں موجود تھے، کہ ایک نابینا بوڑھی مہاجرہ عورت آئی۔ اسکے ہمراہ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالغ تھا، زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اسے مدینہ شریف کی وباء نے اپنی گرفت میں لے لیا، وہ کچھ دن بیمار رہا، پھر فوت ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور ہمیں اس کے کفن دفن

کا حکم دیا، پھر جب ہم اس کو غسل دینے لگے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''انس اس کی ماں کے پاس جاؤ اور اسے خبر کرو''۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے جا کر اسے اطلاع کی تو وہ آ کر اپنے بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں پاؤں پکڑ لئے، پھر کہنے لگی میرا بیٹا فوت ہو گیا؟ ہم نے کہا: ''ہاں'' تو اس نے کہا:

''اے اللہ! تو اچھی طرح جانتا ہے، کہ میں نے بخوشی اسلام قبول کیا، بتوں سے کنارہ کشی کی اور تیری طرف رغبت کے ساتھ نکلی۔ اے اللہ! تو بتوں کے پجاریوں کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے اور اس مصیبت کے گراں بوجھ کو میرے اوپر نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ''اللہ کی قسم! ابھی اس کے یہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ اس لڑکے نے اپنے قدموں کو حرکت دی اور منہ پر سے کپڑا اتار دیا، پھر ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال تک زندہ رہا جبکہ اسکی والدہ فوت ہو گئی تھی''۔

ماخذ کتب

1۔ دلائل النبوۃ۔ علامہ احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 458ھ)
2۔ کتاب الشفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)
3۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
4۔ دلائل النبوت۔ حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)
5۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 261ھ)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابو جہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو جہل سے فرمایا: ''ابوالحکم! اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف آؤ'' ابو جہل نے جواب دیا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا تم ہمارے معبودوں کو بُرا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور تمہارا اتباع کر لیتا۔ اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے اور ابو جہل نے مجھ سے کہا:

میں جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں لیکن قُصَی کی اَولاد سے ہیں۔ قُصی کے لوگوں نے کہا ہم غلافِ کعبہ چڑھاتے ہیں، ہم مشاورت کے لئے نَدوہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا لِوَاء ہے، ہم میں سِقایہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا، ہم میں اللہ کا

نبی ہے۔ میں نے کہا۔ ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

مسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میرا بھائی انیس جو مکّہ مکرمہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا۔ لوگ اُس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا لوگ اُسے شاعر، ساحر اور کاہن کہتے ہیں۔ اور انیس شعرو ادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا، دنیائے عرب اُس کی اِس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی۔ نیز وہ بڑا سمجھ دار اور فہم وادراک والا شخص تھا، لہٰذا میں نے خود اُس کا تاثر لیا تو اس نے کہا۔ میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاہن نہیں ہیں۔ ادب وشعر کی اَصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا اِس وجہ سے میں تو یہ سمجھا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بد گو لوگ متعصّب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اِس کے بعد میں خود مکّہ مکرمہ آیا اور پورے تیس روز مقیم رہا مجھے خورد ونوش کے سلسلے میں آبِ زم زم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے بھوک تھی نہ نقاہت، بلکہ میں اور بھی فربہ اور چست ہو گیا۔

ابونعیم نے زہری سے روایت کی کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعتِ عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب وبعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں وہ دروغ گو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ علیہ السلام لائے ہیں، اس کے مشابہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

ابونعیم نے بہ طریق ابن اسحاق روایت کی، انہوں نے کہا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجموح نے اپنے بیٹے سے کہا۔ تو نے جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے اُس میں سے کچھ مجھے بھی سُنا۔ تو بیٹے نے عمرو کو سورۃ فاتحہ آیات (1 تا 5 تک) پڑھ کر سُنایا۔ اِس پر عمرو نے کہا۔ یہ کلام کس قدر حسین وجمیل ہے، کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا۔ ابا جان! سب ایسا ہی ہے۔

ابن سعد نے شعبی وزہری وغیرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں قیس سلیمی آیا۔ اس نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کلام اللہ کی تلاوت سُن کر کچھ سوالات کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جوابات دیئے۔ اِس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنوسلیم سے واپس جا کر کہا:

میں نے روم وایران کا اَدبِ لطیف، عرب شعراء کی تخلیقات، کاہنوں کی کہانت، اور حمیر کے مقالات اور کلام سُنا ہے، لیکن ان سب کا کلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کلام کی حکمت وحُسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا۔ لہٰذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت میں خود کو دے دو اور اُن پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔

پھر بنی سلیم کے لوگ فتحِ مکّہ کے سال حاضر ہو کر داخلِ ملّتِ اسلام ہوئے وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

ملائکہ سے متعلق معجزات

ملائکہ اُحد

محدثین کرام رحمہما اللہ نے روایت کی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بائیں نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے دو شخصوں کو دیکھا جو خوب کافروں سے لڑ رہے تھے ان شخصوں کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ اسلام دو فرشتے تھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لئے بہت سی لڑائیوں میں فرشتے بھیجے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں قرآنی ارشاد کے مطابق پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے۔ اسی طرح جنگ حنین اور اُحد میں بھی آئے فرشتوں کا مدد کو آنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

ملائکہ بدر

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ایک انصاری مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اچانک اس انصاری نے کوڑے مارنے کی آواز سنی اور اس کے ساتھ یہ آواز بھی آئی جیسے کوئی سوار کہہ رہا ہو ''بڑھ کر چل اے حیزوم!'' انصاری نے سامنے جو دیکھا تو وہ مشرک چت پڑا ہوا ہے اس کی ناک اور منہ پھٹ گیا اور کوڑے کے اثر سے وہاں کی تمام جگہ نیلی اور سبز ہوگئی انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''تم سچ کہتے ہو۔ یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ ہماری مدد کو آیا تھا۔ اور حیزوم اس کے گھوڑے کا نام تھا''

ابن اسحاق اور بیہقی میں ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں بدر کی لڑائی میں ایک مشرک کو مارنے کے لئے جھپٹا میری تلوار اس پر پڑنے سے پہلے کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا سر زمین پر پڑا ہوا ہے حاکم بیہقی اور ابو نعیم میں سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ بدر کے دن ہم تلوار کا اشارہ ہی کر رہے تھے کہ تلوار مشرکوں کے سر تک پہنچنے سے قبل ہی ان کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑتا تھا۔ یہ فرشتوں کی مدد تھی جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کو قتل کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔

بیہقی میں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ختم الرسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کٹے ہوئے تین سر لا کر عرض کیا کہ ان میں سے دو کو تو میں نے مارا ہے تیسرے کا حال معلوم نہیں کہ کس نے مارا ہے بس اتنا میں نے دیکھا کہ ایک گورا اور لمبا آدمی اس کو قتل کر گیا اور میں نے اس کا سر اٹھا لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''فلاں فرشتہ تھا جس نے اس تیسرے کو قتل کیا ہے''

بیہقی میں سائب بن ابی حبیش کی روایت ہے (سائب غزوۂ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑنے آئے تھے) یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا مجھے کسی نے قید نہیں کیا تھا اچانک ایک گورا لمبا آدمی جو آسمان اور زمین کے درمیان گھوڑے پر سوار نظر آ رہا تھا اس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا اتنے میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے مجھے بندھا ہوا دیکھ کر لشکر والوں سے دریافت کیا اسے کس نے باندھا ہے کسی نے یہ نہ کہا کہ میں نے باندھا ہے۔ بندھا ہوا ہی لے کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ''تجھے کس نے باندھا ہے؟'' میں نے کہا کہ باندھنے والے کو میں نہیں پہچانتا۔ اور جو منظر میں نے باندھتے وقت دیکھا تھا وہ بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس فرشتے کا ذکر اور اسلام کی سچائی کا ذکر ہو جاتا آں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا ''تجھے کسی فرشتے نے باندھ دیا ہے''

امام احمد، ابن سعد ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کیا تھا حالانکہ ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت طاقت ور آدمی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے قید کر لیا۔ ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان کو قید کرنے میں مجھ کو ایک ایسے شخص نے مدد کی جس کو میں نے پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا۔ آں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''معزز فرشتہ تھا جس نے تمہاری مدد کی تھی''

بیہقی کی روایت میں سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں بہت سے گورے لمبے آدمی چت کبرے گھوڑے پر سوار مجھے نظر آئے ان کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا۔ یہ فرشتے تھے جو سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ بعد میں اسلام لائے) کو نظر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مدد کے لئے بھیجے گئے تھے جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک ایسا آدمی حاضر خدمت ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید، بال ایک دم کالے تھے اور اس پر سفر کی علامت گرد و غبار یا تھکن وغیرہ کے آثار بالکل نہیں تھے۔ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں زانوؤں سے اپنے دونوں زانوں کو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں زانوؤں پر رکھ کر سوالات اس طرح شروع کر دیئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! مجھے بتاؤ اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اسلام یہ ہے کہ گواہی دو صرف اللہ کے لائق عبادت ہونے کی اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حق ہونے کی اور نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور اگر وسعت ہو تو کعبہ کا حج کرنا۔ یہ اسلام ہے"۔ اس شخص نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ اس پر ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ سوال کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو واقفیت نہیں ہے مگر جواب کی تصدیق کرتا ہے جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس کو سب کچھ معلوم ہے۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا مجھے بتایئے ایمان کسے کہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا "ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس بات پر کہ اللہ نے ہر اچھائی اور برائی کو پہلے سے مقدر کر رکھا ہے" یہ سن کر اس شخص نے کہا تم سچ کہتے ہو پھر دریافت کیا کہ احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ "احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو اور اللہ کی عبادت میں تمہاری یہ کیفیت ہو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا ہو کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے" اس شخص نے کہا کہ آپ علیہ السلام سچ فرما رہے ہیں۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا قیامت کب آئے گی آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ "اس بارے میں مجھے تم سے زیادہ علم نہیں"۔

پھر اس نے کہا اچھا قیامت کی علامتیں بیان فرما دیجئے۔ حضور ختم المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا "قیامت کی علامت یہ ہے کہ غریب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی (یعنی شرفا میں لونڈیاں رکھنے کا رواج زیادہ ہوگا اور جو لونڈی سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی وہ باپ کی شرافت کی وجہ سے شہزادی ہوگی مگر اس کی ماں لونڈی ہی ہے) یعنی لونڈیاں بکثرت رکھیں گی۔ (اشارہ کثرت عیش اور تعیش کی طرف ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ) اولاد نافرمان ہوگی۔ ماں سے اس طرح گفتگو کرے گی جس طرح کوئی اپنی لونڈی سے بات کرتا ہے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مفلس نادار اور بھوکے ننگے جو بکریاں چراتے وہ اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کریں گے یعنی پست اقوام بلند ہو جائیں گی اور بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کریں گے"۔ اتنا سن کر وہ اجنبی شخص چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے پیچھے دوڑا دیا کہ "جاؤ اسے واپس بلا لاؤ"۔ لوگ اس کے پیچھے گئے مگر کوئی نظر نہ آیا تھوڑی دیر بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ "تم جانتے ہو یہ سوالات کرنے والا کون تھا؟" میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ جبریل علیہ السلام تھے سائل کی صورت میں تم کو دین کی باتیں بتانے آئے تھے"۔ فرشتہ کا بصورت انسان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دلائل النبوۃ اور طبقات ابن سعد میں عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اچھا بیٹھ جاؤ"۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے حضرت جبریل علیہ

السلام کعبہ پر اترے تو آں حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''نظر اٹھا کر دیکھو''۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نظر اٹھا کر جبریل علیہ السلام کو زمرد سبز کی طرح چمکتا ہوا دیکھا تو بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ جس کو ایک دفعہ انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جائے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار دیکھا۔

ملائکہ

ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے ختم الرسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔

مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ابو جہل نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو زمین پر ناک رگڑتے یعنی نماز میں سجدہ کرتے کبھی دیکھ لیا تو اپنے پیروں سے اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اپنے ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے آگے بڑھا۔ پھر اچانک الٹے پاؤں پھرا جیسے ہاتھوں سے کوئی چیز روک رہا ہو لوگوں نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا میں نے اپنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان دہکتی آگ کی ایک خندق دیکھی اور بڑا خوفناک منظر دیکھا اور کچھ پر بھی نظر آئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ابو جہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر جاتے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات سورۂ بقر پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جو پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا۔ اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلاوت بند کی تو گھوڑے کا کودنا بھی بند ہو گیا پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر اچھلنے اور کودنے لگا۔ اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر چپ ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا اسی طرح تیسری دفعہ ہوا کہ پڑھنے لگے تو گھوڑا اچھلنے لگا۔ چنانچہ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے فراغت پا کر اپنے لڑکے یحییٰ کو جو گھوڑے کے قریب ہی سو رہے تھے ہٹا لیا کہ کہیں گھوڑا ان کو کچل نہ دے پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیز خیمہ کی طرح تنی ہوئی ہے اور اس میں چراغاں ہو رہا ہے۔ صبح کو یہ سب واقعہ سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے دو مرتبہ فرمایا کہ ''اے ابن حضیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! قرآن پڑھتے رہو''۔ ابن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈر گیا کہ میرا گھوڑا یحییٰ کو روند نہ ڈالے جب یحییٰ کے پاس گیا۔ اور آسمان پر نظر کی تو روشن سائبان دیکھا۔ میں دیکھتا رہا اور وہ سائبان اٹھتے اٹھتے غائب ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ ''اسید! تم جانتے ہو یہ کیا چیز تھی؟'' اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ فرشتے تھے۔ تمہاری تلاوت کی آواز سن کر تم سے قریب ہوئے تھے تم نے تلاوت بند کر دی تو وہ غائب ہو گئے۔ اگر تم صبح تک تلاوت کرتے رہتے تو لوگ صبح کو انہیں

دیکھ لیتے یعنی مدینے کے لوگ ان فرشتوں سے ملاقات کر لیتے''

موئے مبارک

بیہقی اور ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عنوان کے تحت تحریر فرمایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ عمرہ کیا، تو آپ علیہ السلام نے سر اقدس منڈایا اور لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بال (موئے) مبارک لینے کے لئے ٹوٹ پڑے پس میں نے بھی آگے بڑھ کر جبیں اطہر کے بال بطور تبرک حاصل کر لئے جنہیں میں نے اپنی ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھ لیا۔ اس کے بعد میں جس طرف رخ کرتا۔ فتح وکامرانی میرے قدم چومتی۔ بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے کچھ بال تھے وہ جس جنگ میں شامل ہوتے، فتح ونصرت سے ہمکنار ہوتے۔

میلے سے احتراز

ابن سعد و دیگر آئمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ''بوانہ'' بت کے پاس میلہ لگتا تھا، لوگ اس بت کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور اس کی تعظیم بجالاتے تھے، اس کے لئے قربانیاں کی جاتیں، اسکے قریب حلف لئے جاتے اور ہر سال صبح سے شام تک ایک روز آسن مارا جاتا، ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس میلے میں شرکت کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی اس میلہ میں آنے کے لئے کہتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمیشہ انکار فرما دیتے۔

ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے ایک بار دیکھا کہ ابو طالب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پھوپھیاں آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم سے انتہائی ناراض ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ آپ کو ہمارے خداؤں سے اجتناب کی وجہ سے کوئی نقصان ہو سکتا ہے، اے محمد (علیہ السلام)! کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ اپنی قوم کے ہمراہ میلے میں آئیں اور آپ کی قوم زیادہ نظر آئے وہ اسی طرح اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک بار آپ کو میلے میں لے گئے مگر آپ انتہائی خوفزدہ ہو کر واپس آ گئے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز نے خوفزدہ کیا ہے؟ فرمایا ''مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں مجھے شیطان سے اذیت نہ پہنچے'' وہ کہنے لگے نہیں اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو شیطان کی آزمائش میں نہیں ڈالے گا، کیونکہ آپ میں نیکی کی خصلتیں موجود ہیں۔ فرمایا ''جب بھی میں کسی بت کے قریب آتا ہوں جو بوانہ کے بڑے بت کے پاس پڑے ہیں تو ایک گورا دراز قد شخص پکار کر مجھے کہتا ہے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! اس بت کو ہاتھ نہ لگانا'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کبھی بھی ان کے میلے میں نہیں گئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اعلان نبوت فرمایا۔

مُسیلمہ کذّاب

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لئے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کر لوں گا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس بن شماس تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا ''اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔ اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا۔ اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں تو ہے اور جب کہ مجھے دکھلایا گیا ہے''۔ ''اور یہ ثابت بن قیس ہیں تجھے میری طرف سے جواب دیں گے''۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاد کے بارے میں ''تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے۔ اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے''۔ اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجودگی نے غمگین کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری۔ او وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان سے یہ تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذّاب خروجِ ادعا کریں گے۔ (چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور دوسرا یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)

محدثین کرام رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں سو رہا تھا کہ میرے روبرو زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ یہ کنگن مجھے اتنے شاق گزرے کہ میں ان کی وجہ سے غمگین ہو گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں ان دونوں پر پھونک ماروں تو میں نے ان پر پھونک ماری۔ میں نے ان کنگنوں کی تعبیر یہ لی کہ دو کذّاب خروج کریں گے۔ اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔ ایک کذّاب صنعاء والا ہے اور دوسرا کذّاب یمامہ والا ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قمیص مبارک

ابن عدی نے بطریق محمد بن جابر روایت کی کہا کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے اور وہ میرے دادا سنان بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمامی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ (یمامہ) کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلّم کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے یمامی بھائی بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھولو''۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے ایک نامہ مبارک لکھا۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا مرحمت فرمایئے تا کہ میں اس سے منفعت حاصل کروں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارک کا ٹکڑا اُن کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھو کر پلاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

ن

نکاح مبارک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پیش کش اور پیغام نکاح کے بارے میں اپنے چچاؤں کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے چچا ابو طالب اور حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا عمرو بن اسد کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو طالب نے عمرو بن اسد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے رشتے کا پیغام دیا تو وہ راضی ہو گیا۔

چنانچہ باختلاف روایات مہر نکاح ساڑھے بارہ اوقیہ سونا یا چار سو دینار مقرر ہوا اور ابو طالب نے رؤسائے مضر جن میں حضرت ابوبکر صدیق بھی شامل تھے، کے سامنے خطبہ نکاح پڑھا۔ اس خطبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمَاعِیْلَ وَضِئْضِیْ مَعْدٍ وَ عُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم) لَا یُوَازِنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ بِهٖ شَرَفًا وَنُبْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا فَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ قَلٌّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَمُحَمَّدٌ مَنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهٗ وَقَدْ خَطَبَ خَدِیْجَةَ بِنْتَ خُوَیْلَدَ وَقَدْ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصِّدَاقِ مَا اٰجِلُهٗ وَعَاجِلُهٗ اِثْنَا عَشَرَةَ اُوْقِیَةً ذَهَبًا وَنَشَاءً هُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَخَطَرٌ جَلِیْلٌ جَسِیْمٌ''۔

ترجمہ:۔ ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے، معد کی نسل سے اور مضر کی اصل سے پیدا فرمایا: ہمیں اپنے گھر کا محافظ، اپنے حرم کا منتظم بنایا اور ہمارے لئے ایک ایسا گھر مرکز ٹھہرایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور حرم عطا کیا، جو امن کا مقام ہے، نیز اس نے ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا، میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نجابت و شرافت اور عقل و فضیلت میں ہر شخص سے بڑھ کر ہے اگر یہ مالدار نہیں کیا حرج ہے، مال تو ڈھلنے والا سایہ اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلّم) کی قرابت سے آپ واقف ہیں انہوں نے خدیجہ کو پیغام نکاح دیا اور اس کے لئے معجّل و موجل بارہ اوقیہ سونا حق مہر مقرر کیا ہے اللہ کی قسم! اس کے بعد ایک عظیم خبر اور عالی شان قدر و منزل ظاہر ہونے والی ہے"۔

جب ابو طالب خطبہ سے فارغ ہوئے تو ورقہ بن نوفل کلام کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ان تمام کمالات اور بزرگیوں سے نوازا جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور وہ فضیلتیں عطا کی ہیں جن کو آپ نے شمار کیا ہے۔ بلاشبہ ہم عرب کے سردار ہیں اور رہنما ہیں اور آپ بھی انہی کمالات سے متصف ہیں۔ قبیلے کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا، نہ کوئی آپ کے فخر و شرف کی تردید کرتا ہے ہم آپ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے انتہائی خواہش مند ہیں۔ اے سرداران عرب! گواہ رہو، میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے ساتھ مہر مسمی پر کر دیا ہے۔" اسکے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

پھر ابو طالب نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اس کام میں حضرت خدیجہ کے چچا بھی شامل ہوں تو ان کے چچا عمرو بن اسد بولے اے گروہ قریش! گواہ رہو کہ میں نے محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا نکاح خدیجہ بنت خویلد سے کر دیا جسے محمد بن عبداللہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے قبول کر لیا اور اس پر صنادید قریش گواہ مقرر ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شادی سے قبل ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا: مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نبی ہونے والے ہیں، جنہیں عنقریب مبعوث کیا جانے والا ہے، اگر وہ نبی علیہ السلام آپ ہی ہوں تو میرے حق اور مقام کا لحاظ رکھنا اور میں اس کے لئے اس معبود برحق سے دعا بھی کرتی ہوں جو آپ (صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم) کو مبعوث کرنے والا ہے، آپ (علیہ السلام) نے فرمایا" بخدا! اگر میں وہ نبی ہوا تو آپ کا جو مقام میرے دل میں بن چکا ہے، وہ ضائع نہیں ہوسکتا اور اگر بالفرض کوئی اور ہو تب بھی اللہ تعالیٰ آپ کے مقام و مرتبے کو ضائع نہیں ہونے دے گا"

ماخذ کتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

3۔ دلائل النبوۃ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

4۔ طبقات ابن سعد علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

5۔ دلائل النبوت علامہ ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

6۔ مسند احمد امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

7۔ فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نجد یعنی شہدائے مبلغین نجد

ماہِ صفر 4 ھ میں، غزوۂ اُحد سے ساڑھے چار ماہ بعد ابو براء عامری آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملنے آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کو دعوتِ اسلام دی، انہوں نے اُسے قبول کیا نہ تردید کی۔ البتہ عرض کیا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ وہاں کے باشندے اِس دین کو قبول کرلیں گے۔ اِس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اِنّی اَخشٰی عَلَیہِمْ اَھْلَ نَجْدٍ (ترجمہ: مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہلِ نجد سے ڈر معلوم ہوتا ہے) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مجھے خوف ہے کہ اہلِ نجد عصبیّت کی بنا پر میرے اصحاب کو شہید نہ کر دیں؟'' ابو براء نے عرض کیا ''میں آپ (علیہ السلام) کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذمہ لیتا ہوں۔ پس آپ علیہ السلام نے منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چالیس اور بعض روایات کے مطابق زیادہ سے زیادہ ستّر آدمی روانہ کیے۔ ان مبلغوں نے بیرِ معونہ پہنچ کر وہاں کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مکتوب بھیجا۔ عامر بن طفیل نے از راہِ نخوت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور اپنے قبیلے بنو عامر کو حکم دیا جا کر سارے مسلمانوں کو قتل کر دو۔ اُن لوگوں نے کہا اے ہمارے سردار! جب ابو براء نے مسلمانوں کو اپنی حمایت میں لیا ہوا ہے تو غور فرمایئے اِس کے باوجود ہم اُن کو قتل کر دیں۔ اس کے بعد سردار عامر نے بنو سلیم کو بلوایا اور پھر ان کو ساتھ لے کر بذاتِ خود مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اُن کے ٹھہرنے کی جگہ میں اچانک پہنچ کر سب کو قتل کر دیا۔ صرف دو آدمی بچ سکے۔ ایک تو عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو سردار عامر نے پکڑ لیا۔ مگر پھر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مانی تھی اور دوسرے حضرت کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مجروح ہو کر نعشوں کے نیچے دَب گئے تھے اور ظالم کافر اُن کو مُردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ ان کو جب ہوش آیا تو اُٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس مدینہ آرہے تھے کہ راستہ میں اُن کو قبیلۂ بنو عامر کے دو افراد ملے۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے امان نامہ لکھ کر دیا تھا۔ لیکن حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا خبر تھی وہ تو بنو عامر سے جلے ہوئے تھے، لہٰذا اِن دونوں افراد کو بے خبری میں قتل کر ڈالا اور مدینہ منورہ پہنچ کر سارا ماجرا سُنایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مسلمانوں کے اِس طرح قتل ہو جانے کا نہایت صدمہ ہوا۔ فرمایا کہ مجھے پہلے ہی سے اِس کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے راہ میں جن امان یافتہ دو افراد کو لاعلمی میں قتل کر دیا تھا، اُن کا خون بہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیت المال سے اُن کے وارثوں کو عطا فرمایا۔

ابو براء عامری کی قیادت میں وفد کی دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آمد اور ستّر (70) قراء رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی شہادت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیئر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیّہ ضمری گرفتار ہوگئے تو ان سے عامر بن طفیل نے پوچھا، یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیّہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا جواب سُن کر عامر بن طفیل نے کہا، ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اِن کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب اِن شہداء کی خبر پہنچی تو آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اُن کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کی ''اے ہمارے مہربان خدائے ذوالجلال آقا! ہمارے بھائی مسلمانوں کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے، خبر پہنچادے'' اور میں اُن کی دُعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

مسلم و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ 4ھ میں نجد کے قبیلہ بنی عامر کا ایک سردار ابو براء ملاعب الاسفہ اور کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے قبیلے کو تعلیم اسلام دینے کے لئے ستّر (70) انصاری قراء کو روانہ فرمایا۔ مگر اِن لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا۔ اُن قراء نے بہ وقت شہادت دُعا کی ''اے پروردگار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہماری حالت کی خبر کردیجئے''۔

عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کردیا گیا ہے اور اللہ کے ان دوستوں نے یہ دُعا مانگی ہے ''اللّٰھمّ بلّغ عنا نبیّنا ان قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنّا''

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ''اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہوگئے ہیں، اور اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے اور ان کی دُعا تھی۔ اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کردے اور بیشک ہم اللہ کے سایۂ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے اُن بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہوگئے اور خُدا ان سے راضی ہوگیا''۔

واقدی نے کہا مجھ سے مصعب بن ثابت نے بروایت ابوالاسود حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان

کی کہ حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، تو اُس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکّر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا۔ آخر میں دریافت کیا۔ کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ، ہاں، میں ایک صاحب کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اُس نے پوچھا وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحبِ فضیلت تھے۔ عامر نے کہا۔ کیا میں تمہیں اُن کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص اُن کو اُٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمٰی کلابی نے اُن کے بھالا مارا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی اَنی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا ''فزت واللہ'' یعنی ''قسم خدا کی میں کامیاب ہوگیا''۔ اُس شخص نے کہا۔ اِس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اِس مشاہدے نے دعوتِ اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا لہٰذا میں پورے اذعان (بھروسہ) و یقین کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔

نزولِ رحمت

امام حاکمؒ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک حلقے میں بیٹھے تھے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ان کے ارادے سے آئے جب قریب پہنچے تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے احترام میں خاموشی اختیار کر لی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم کس قسم کے ذکر میں مشغول تھے؟ میں نے تمہارے اوپر رحمت کا نزول دیکھا ہے، لہٰذا میں نے چاہا کہ تمہارے ساتھ اس رحمت میں شریک ہو جاؤں''۔

نور

تاریخ بخاری، ابونعیم، بیہقی رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا، اس وقت مسجد میں کچھ لوگ ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''انس! تمہیں ان کے ہاتھوں پر وہ چیز نظر آرہی ہے جو مجھے دکھائی دے رہی ہے'' میں نے عرض کیا، ان کے ہاتھوں پر کیا ہے؟ فرمایا ''ان کے ہاتھوں پر نور ہے'' میں نے درخواست کی کہ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ نور دکھا دے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ

نے مجھے وہ نور دکھا دیا۔

نشان اقدس

امام ذینی دحلان ''سیرت النبی'' میں فرماتے ہیں۔ ''ایک دفعہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اجازت لے کر ایک بکری پکڑی، پھر اسے چھوڑ دیا تو جہاں آپ علیہ السلام کا دست اقدس مس ہوا تھا وہاں ایک نشان لگ گیا اور وہ نشان اس بکری کی نسل میں بھی برقرار رہا۔

نقل اتارنا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خطبہ دیا، اس وقت ایک شخص پیچھے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی نقلیں اتار رہا تھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کرے تو ایسا ہی ہو جائے'' اس کے بعد وہ اٹھ کر اپنے گھر والوں کے پاس گیا تو اس پر دو مہینے تک جنون کی سی کیفیت طاری رہی جب اسے افاقہ ہوا تو دو ماہ کے بعد بھی وہ نقلیں اتار رہا تھا۔

نورانی روشنی

حاکم رحمۃ اللہ علیہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے، آپ علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھل کر آپ علیہ السلام کی پشت اقدس پر سوار ہو جاتے، پھر جب آپ علیہ السلام سجدہ سے سر اٹھاتے تو نرمی کے ساتھ انہیں نیچے اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دوبارہ پشت اقدس پر چڑھ جاتے جب نماز ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک کو ایک ران پر اور دوسرے کو دوسری ران پر بٹھالیا۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! کیا انہیں ان کی ''اماں'' کے پاس نہ لے جاؤں؟ فرمایا ''نہیں'' پھر اچانک ایک روشنی چھا گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اب انہیں ان کی ماں کے پاس پہنچا دو'' پس وہ اس روشنی میں چلنے لگے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے۔

ابونعیم ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں اپنی اماں کے پاس جاتا ہوں تو میں نے کہا: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) میں ان کے ساتھ چلتا ہوں۔ فرمایا ''نہیں'' اسی اثناء میں آسمان سے ایک نور اترا جس نے فضا کو جگمگا دیا، چنانچہ وہ اس روشنی میں چل کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گئے۔

و

والدہ ماجدہ کے ہمراہ سفر مدینہ

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چھ سال کی عمر شریف کو پہنچے تو آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ آپ علیہ السلام کو ننھیال بنونجار سے ملانے کیلئے لے گئیں۔ اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ تھیں، وہاں آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے کئی ماہ قیام فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت مدینہ کے بعد اس قیام کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے اور اس اقامت گاہ کی طرف دیکھ کر فرماتے، یہاں میری والدہ محترمہ نے مجھے ٹھہرایا اور یہیں میں نے بنوعدی کے کنوئیں میں تیرنا سیکھا، بنوعدی ابن النجار یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مجھے دیکھنے کیلئے آمد و رفت رکھتے تھے، اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے ایک شخص کو کہتے سنا، یہ اس امت کے نبی ہیں اور ان کا دار ہجرت یہی شہر ہے۔ پھر آپ علیہ السلام کی والدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے کر مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئیں۔

ابونعیم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ ''ایک یہودی شخص نے ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھا جو اکثر مجھے دیکھنے کے لئے آتا تھا اور کہا: اے لڑکے! آپ (علیہ السلام) کا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ''احمد'' پھر اس نے میری پشت پر نگاہ ڈالی۔ میں نے سنا، وہ کہہ رہا تھا، یہ اس امت کا نبی ہے۔ بعدازاں وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا، پس انہوں نے میری ماں کو اس بات کی خبر کی تو وہ میرے بارے میں خوف محسوس کرنے لگیں، اسی وجہ سے ہم مدینہ شریف سے روانہ ہوئے جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا اور وہیں انہیں دفن کیا گیا۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو ان کی عمر شریف بیس سال سے متجاوز تھی۔

والدین کریمین کا احیاء اور مشرف بہ ایمان

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر ہزاروں معجزات جاری فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان خصائص سے سرفراز فرمایا جو آپ علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے، انہی معجزات و خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ علماء و محدثین رحمہما اللہ ہمیشہ سے اس حدیث کو روایت کرتے رہے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اس روایت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے، کیونکہ اس میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نقص سے برأت و پاکیزگی پائی جاتی ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات کا سلسلہ وصال شریف تک بلکہ بعد وصال بھی جاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ کیا جانا، اللہ تعالیٰ کے انہی انعامات واحسانات کا مظہر ہے، اوران کا زندہ کرنا شرعاً ممنوع نہیں نہ عقلاً محال ہے''

امام ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''بعض علماء نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بلند مقامات اوراعلیٰ درجات کی طرف ترقی کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی پاکیزہ روح کواپنی طرف قبض فرمالیا اوراپنی بارگاہ میں قرب خاص سے نوازا، لہٰذا جائز ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ درجہ عطا ہوگیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین کو وصال کے بعد زندگی ملے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائیں''۔حافظ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی فرماتے ہیں۔

حَبَی اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَفَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَ کَانَ بِہٖ رَؤُفًا
فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَ کَذَا اَبَاہُ لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا مُّنِیْفًا

ترجمہ:۔ پس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو زندہ فرمایا یونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کو تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔

فَسَلِّمْ فَالْاِلٰہٗ ھٰذَا قَدِیْر''

ترجمہ:۔ لہٰذا اس معجزہ کو مان لو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

مفسرین، محدثین وائمہ علم نے اس بات کی زبردست تائید وتصدیق کی ہے، کہ والدین کریمین کا زندہ ہوکر ایمان لانا عادت الٰہیہ کے موافق ہے جس پر ساری امت کا اتفاق ہے، کیونکہ کسی نبی کو جو معجزہ یا خصوصیت ملی ہے اس جیسی خصوصیت ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کو قبروں میں پڑے ہوئے مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا ہوا، تو ضروری ہے، کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کی مثل معجزہ ملا ہو۔ یہ قصہ ماثور روایت میں مشہور ومعروف ہے اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس طرز کے اور بھی معجزات واقع ہوئے ہیں مثلاً ذراع (دستی) کا بول پڑنا اور خشک لکڑی کا فراق رسول میں آہیں بھرنا۔مگر والدین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتیٰ سے زیادہ مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 15

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں''

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بعثت رسول سے پہلے سزا یا جزا کا سزاوار نہیں ٹھہراتا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔سورۃ طٰہٰ آیت 134

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا
رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ
اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل ورسوا ہوتے''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ القصص آیت 47 میں ارشاد فرمایا:۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ
مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، تو کہتے ہمارے رب! تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: سورۃ القصص آیت 59

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ:۔ ''اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع (مرکزی بستی) میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ ان کے ساکن ستم گار ہوں۔ (عذاب کے مستحق ہوں)''

اللہ تعالیٰ غافلین کو سزا نہ دینے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے، اور اہل نقل اسی کے قائل ہیں۔ سورۃ الانعام آیت 131

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

ترجمہ:۔ ''یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں''

اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ سچا ہے اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے۔ سورۃ الانعام آیت 156

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ
مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

ترجمہ:۔ ''کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی''

اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں اہل جہاں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: سورۃ الشعراء آیت 208، 209۔

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۚ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں، نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے''

اللہ تعالیٰ کافروں کا جہنم میں یہ عذر رد فرماتا ہے جہاں وہ کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔ سورۃ فاطر آیت 37

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾

ترجمہ:۔ ''اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے، اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

محققین و مفسرین کے نزدیک فقہ و اصول کا قطعی ضابطہ یہ ہے جو اپنی شہرت کے باعث کسی نقلی دلیل کا محتاج نہیں کہ اہل فترت کو دعوت نہ پہنچنے کی وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی۔

اس ضابطے کی نظیر اطفال مشرکین کے عذاب کا منسوخ ہونا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ سورۃ الانعام آیت 164

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ:۔ ''آپ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ پھر تمہیں اپنے ربّ کی طرف پھرنا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والدین کریمین کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے وہ میری درخواست قبول کرے گا جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا'' اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر والدین شریفین کے بارے میں قبول شفاعت کی امید تھی اور یہ کہ والدین مصطفیٰ علیہ السلام کو بوقت امتحان طاعت کی توفیق نصیب ہوگی۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی محبت اور تعظیم کا مسلک اختیار کیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''والدینِ مصطفیٰ علیہ السلام ہرگز مشرک نہ تھے، بلکہ عقیدہ توحید اور ملت ابراہیمی پر تھے'' انہوں نے مزید

کہا ”کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدم علیہ السلام تک تمام آباؤ اجداد توحید کے راست عقیدے پر تھے۔“

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مسلک کی تائید میں قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے جو عبادت گزاروں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ سورۃ الشعراء آیت 218، 219

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

ترجمہ:۔ ”جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو (دیکھتا ہے)“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ التوبہ آیت 28

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

ترجمہ:۔ ”بے شک مشرکین نرے ناپاک ہیں“

ناپاک ہونا کافروں کی صفت ہے، جبکہ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں ہمیشہ سے پاکیزہ پشتوں میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں“

اہل سیر نے اولاد قصی کے تمام آباؤ اجداد کی تحقیق کی ہے، تو آدم علیہ السلام سے لیکر کعب بن لوی تک سب کو بالیقین اہل ایمان پایا ہے۔ صرف آزر کا استثناء ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ سلف صالحین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ صحیح روایات میں آیا ہے، کہ آدم علیہ السلام تک کوئی نفس بھی منکر نہ تھا۔ آیت کریمہ سورۃ البقرآیت 213

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ

ترجمہ:۔ ”لوگ ایک دین پر تھے۔“

(سورۃ البقرآیت 213) کا یہی مفہوم ہے۔

سام بن نوح کے متعلق روایت ہے، کہ وہ پیغمبر تھے اور ان کے بیٹے ارفخشد ان کے صدیق تھے، انہوں نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا اور نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تھی، کیونکہ وہ ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

مواہب لدنیہ میں فرمایا: ”طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حجون پر غمگین و پریشان اترے اور وہاں اتنی دیر قیام فرمایا: جتنی دیر اللہ نے چاہا، پھر وہاں سے خوش و خرم واپس لوٹے“ اور فرمایا ”میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری ماں کو زندہ فرمایا: پس وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ بعد ازاں اللہ نے انہیں پھر قبر میں لوٹا دیا“

ابو حفص بن شاہین نے مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت کی۔

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ حجۃ الوداع ادا فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لیکر حجون گھاٹی سے گزرے اور مقام ابواء پہنچے، آپ علیہ السلام اس

وقت اشکبار اور غمناک تھے۔ پس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے کی وجہ سے رو پڑی۔ پھر آپ علیہ السلام سواری سے اتر پڑے اور فرمایا ''حمیرا! تم یہاں ٹھہرو'' چنانچہ میں نے اونٹ کے پہلو کے ساتھ ٹیک لگالی، پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاداں وفرحاں واپس لوٹے اور فرمایا ''میں اپنی ماں کی قبر پر گیا تھا اور اللہ سے دعا کی کہ وہ زندہ فرمائے، تو اللہ تعالیٰ نے میری ماں کو زندہ فرمادیا۔ پس وہ مجھ پر ایمان لے آئیں''

یونہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے والدین کریمین کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کی حدیث مروی ہے۔ امام سہیلی بسند عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنے والدین کریمین کے احیاء کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا اور وہ دونوں آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دیدی''۔

امام زرقانی شرح مواہب میں حدیث احیائے والدین ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ائمہ حدیث نے اس حدیث کو ان احادیث کی ناسخ قرار دیا ہے جو اس کی مخالفت میں وارد ہوئی ہیں اور یہ صراحت کی ہے، کہ یہ حدیث ان احادیث سے متاخر ہے، لہٰذا ان کے درمیان تعارض نہیں ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے مولد اور شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف نہیں، بلکہ بہت سے حفاظ حدیث نے اس کی صحت کا حکم دیا ہے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ کہتے ہیں۔

اَیْقَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّہٗ اَحْیَاھُمَا الرَّبُّ الْکَرِیْمُ
الْبَارِیءُ حَتّٰی لَہٗ شَھِدَا بِصِدْقِ رِسَالَۃٍ سَلَّمَ فَتِلْکَ
کَرَامَۃُ الْمُخْتَارِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِہٖ
فَھُمُ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ عَارِیْ

ترجمہ:۔ ''مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فریق فرمایا یہاں تک کہ دونوں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی، پس اس حدیث میں حضور کا بڑا شرف ہے جو اس کے ضعف کا قائل ہے وہ خود ضعیف العقیدہ اور حقیقت سے عاری ہے''۔

امام تلمسانی فرماتے ہیں۔

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے اسلام لانے کی روایت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے یونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کے اسلام لانے کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ کیا جانا دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف واعزاز کا ثبوت ہے''

بہ کثرت علمائے کرام نے نجات والدین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں بالخصوص امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں ''نجات والدین

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو دلائل کثیرہ سے ثابت کیا ہے، اور منکرین کا شدید رد لکھا ہے، ان کے مندرجہ ذیل تین رسائل کو اس موضوع پر بہت اہمیت حاصل ہے:۔

1. مَسَالِکُ الْحُنفَاءِ فِیْ نَجَاۃِ اَبَرَیِ الْمُصْطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)
2. اَلسُّبُلُ الْجَلِیَّہ فِی الْاٰ بَاء الْعُلْیَۃِ
3. اَلسقَامَۃُ السُّنْدُسِیَّۃ فِیْ نِسبَۃِ خَیرِ الْبرِیَّہِ

امام سیوطی رحمہ اللہ "سبل جلیہ" کے شروع میں لکھتے ہیں۔"یہ میری چھٹی تالیف ہے جسے میں نے ایمان والدین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلہ کے بارے میں سپرد قلم کیا ہے۔

پھر ائمہ اسلام سے نجات والدین کریمین کے کئی طریقے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نجات کے بارے میں پہلا مسلک یہ ہے کہ ان دونوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی اور نوعمری ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کوئی اٹھارہ سال تک زندہ رہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ تقریباً بیس سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور جنہیں دعوت اسلام نہیں پہنچی ان کا حکم یہ ہے، کہ ان کی موت نجات پر ہے انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے"

"ان کی نجات کے بارے میں دوسرا مسلک یہ ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں اور اہل فترت کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ ان کا معاملہ موقوف رہے گا یہاں تک کہ روز قیامت ان کی آزمائش ہوگی۔ ان میں سے جو اطاعت اختیار کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ واصل جہنم ہوگا۔ نجات کا یہ مسلک حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر عسقلانی نے نقل فرمایا ہے، پھر فرمایا: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آبائے کرام، جو زمانہ فترت میں فوت ہوئے، کے بارے میں گمان غالب یہ ہے، کہ وہ بوقت امتحان اطاعت اختیار کرلیں گے تاکہ ان کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں"

تیسرا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کریمین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زندہ کیا یہاں تک کہ وہ دونوں آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اس مسلک کی طرف ائمہ کرام اور حفاظ حدیث کی ایک کثیر جماعت میلان رکھتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استناد کیا جسے بہت سے ائمہ حفاظ مثلاً حافظ ابوبکر خطیب بغدادی، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر، حافظ ابوحفص بن شاہین، حافظ ابوالقاسم سہیلی، امام قرطبی، حافظ محبّ الدین طبری، علامہ ناصرالدین بن منیر، اور فتح الدین بن سیدالناس وغیرہ نے نقل کیا ہے امام صلاح صفدی اپنی نظم اور حافظ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی نے اپنے اشعار میں یہی مسلک اختیار کیا ہے"۔

امام سہیلی روض الانف کے اوائل مین یہ حدیث کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدین کریمین کے زندہ کرنے کی دعا کی" نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور اس کی قدرت

ورحمت کسی چیز سے عاجز نہیں اور یہ بات شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان ہے، کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس فضل واحسان سے چاہے مختص کرے اور جو چاہے اپنا انعام واکرام کرے۔ ائمہ محدثین نے اس حدیث کو متاثر ہونے کی وجہ سے مخالفت میں آنے والی احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے، لہٰذا ان احادیث (اثبات وانکار) کے مابین کوئی تعارض نہ رہا''۔

امام قرطبی لکھتے ہیں۔''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات کا سلسلہ وقت وصال تک بلکہ بعد وصال بھی جاری رہا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین کا زندہ کیا جانا اسی فضل واحسان کی کڑی ہے ان کا زندہ کیا جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً محال ہے، قرآن حکیم میں بنی اسرائیل مقتولین کے زندہ کئے جانے کا ذکر آیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کیا کرتے تھے اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مُردے زندہ فرماتے تھے''۔

امام قرطبی فرماتے ہیں''جب یہ ثابت ہوگیا، تو والدین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ کیا جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت وکرامت کی زیادتی کے پیش نظر ممتنع نہیں''۔

چوتھا مسلک یہ ہے کہ والدین رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حنیفیت یعنی دین ابراہیمی پر تھے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ بعثت سے قبل دین ابراہیمی پر تھے۔ اس مسلک کی طرف امام فخر الدین رازی کا رجحان ہے۔ انہوں نے فرمایا''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدم علیہ السلام تک تمام آبائے کرام عقیدہ توحید پر تھے'' (تلخیص سبل جلیہ)۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مقامہ سندسیہ میں بسم اللہ شریف کے بعد لکھتے ہیں۔ سورۃ توبہ آیت 128

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں، سید المرسلین ہیں آپ علیہ السلام کی شان بلند ہے برہان واضح ہے ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین مخلوق ہیں۔ حسب اور نسب کے اعتبار سے سب سے پاکیزہ ہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیدا فرمائے ہیں اور آپ علیہ السلام کو دارین کی سیادت عطا کی ہے، اور اس وقت آپ کو خاتم الانبیاء افضل الرسل علیہم السلام بنا دیا جب آدم علیہ السلام مٹی گارے میں گندھے پڑے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کو عرش پر لکھا، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ کے ہاں بڑی شان اور فضیلت ہے۔ آدم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اختیار کیا تو اللہ نے

ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں بتا دیا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے، تو ان کو پیدا نہ کیا جاتا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنی بڑی شان ہے۔

نَبِیٌّ خَصَّ بِالتَّقدِیمِ قِدَمًا

وَاٰدَمُ بَعْدُ فِیْ طِیْنٍ وَمَاء

کَرِیْمٌ بِالْجِدِّ اَمِن رَّاحتیہِ

یَجُوْدُ وَفِی الْحَیَاء وَفِیْ الْحَیَاءِ

ترجمہ:۔ ”حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تخلیق کے لحاظ سے سب سے مقدم ہیں، حالانکہ آدم علیہ السلام ابھی تک مٹی اور پانی کے درمیان پڑے تھے، اور ایسے سخی ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے بے اندازہ عطا کرتے ہیں، اور شرم وحیاء میں مرتبہ کمال پر ہیں“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کا مالک بنایا ہے، اور یہ اختیار دیا ہے، کہ جس کو چاہیں جنت کا ٹکڑا عطا فرما دیں، اللہ نے آپ علیہ السلام کی عظمت شان کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طہارت نسب کے ساتھ خاص کیا ہے، اور برہان رسالت کی تکمیل کے واسطے آپ علیہ السلام کے آباؤ اجداد کو شرک وغلط کاری کی غلاظت سے محفوظ فرمایا ہے، اور آپ علیہ السلام کے شجرہ نسب کے ہر بزرگ کو اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی ہے جیسا کہ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں آیا ہے، کہ میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں قرناً فقرناً مبعوث ہوتا رہا، یہاں تک کہ اس قرن میں مبعوث ہوا جس میں اب ہوں۔

بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے:۔

حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَایَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍ وُعَنْ سَعِیْدِ نِالْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ.

ترجمہ:۔ ”قتیبہ بن سعید، یعقوب بن عبدالرحمٰن، عمرو، سعید، المقبری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”مجھ کو بنی آدم کے بہترین طبقوں میں قرن کے بعد قرن (یعنی ہر قرن میں) پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں پیدا ہوا جس میں کہ میں ہوں۔“

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں اپنے نسب، سسرال اور حسب کے اعتبار سے تم سے افضل ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا، ہر آلائش سے پاک کر کے، آلودگی سے صاف کر کے، جہاں کہیں نسل انسانی کی دو شاخیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بہترین

شاخ میں منتقل فرمایا: میں اپنی ذات کے حوالے سے تم سے افضل ہوں اور باپ دادا کے لحاظ سے بھی تم سے بہتر ہوں''
امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَبَدَاَ لِلْوُجُوْدِ مِنکَ کَرِیم''
مِنْ کَرِیمِ اٰبَاءُ ہ' کُرَمَاء
نَسَب'' تُحْسَبُ الِعلاءُ بحلاهِ
قَلَدَتْهَا نُجُوْمُهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عَقْدَسُوددٍ وَفَخَارٍ
اَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيمَةُ الْعَصْمَاء

موتیوں کی اسی لڑی میں حافظ العصرابی بن حجر کا یہ ارشاد ہے۔

نَبِیُّ الْهُدٰی الْمُخْتَارِ مِنْ اٰلِ هَاشِم
فَعَنْ مَجْدِهِم فَلْيُقْصِرِ الْمُتَطَاوِلِ

ترجمہ:۔ ''پیغمبر ہدایت آل ہاشم کی چیدہ ہستی ہیں لہٰذا آپ علیہ السلام کی خاندانی عظمت کے بارے میں کوئی زبان درازی نہ کرے''

روایت میں آیا ہے، کہ رسول کریم علیہ السلام آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے نور کی صورت میں تھے اور یہی نور آدم کی صلب میں درہ فاخرہ کی شکل میں رواں دواں رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' میں ہمیشہ سے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل ہوتا رہا، اس حقیقت کی شہادت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل کلام سے ملتی ہے۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظَّلَالِ وَفِی مُسْتَوْدِع'' حَيْثُ يَخْصِفُ الْوَرَق

ترجمہ:۔ زمین پر آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَا دُ لَا بَشَر'' اَنْتَ وَلَا مُضْغَة'' وَلَا عَلَق

ترجمہ:۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا، اور آپ علیہ السلام اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق

بَلْ نُطْفَة' تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَد اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهُ الغَرَق

ترجمہ:۔ بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت

اوراس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا

تَنقِلُ مِنْ صَا لِبٍ اِلیٰ رَحِمٍ   اِذَا مَضٰی عَالِم" بَدَائطَبَق

ترجمہ:۔ اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ درواسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہوجاتا تھا

حَتّٰی احْتَوِیَ الْمُھَیْمِنُ مِنْ   خِنْدَفِ عُلْیَاءَ تَحْتَھَا النُّطق

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کا خاندانی شرف جوکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت پر شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذرہ عالیہ پر جا گزین ہوا جس کے تحت میں اور حلقے تھے

وَاَنْتَ لِمَا وُلِدتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْ ضُ   وَضَاءَ تْ بِنُوْرِکَ الْاُفُق

ترجمہ:۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ علیہ السلام کے نور سے آفاق منور ہوگئے

فَنَحْن فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاء وَفِی الْ   النُّوْرِ وَسُبُلِ الرِّشَادِ نَخْتَرِق

ترجمہ:۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ پختہ عہد لیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائیں تو وہ آپ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کریں گے اور اگر وہ انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اقدس پا لیتے، تو انہیں بغیر اتباع اور تعظیم ونصرت کے چارہ کار نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق، جنات، انسان اور فرشتوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

امام بازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت رسالت میں جمادات ونباتات اور حجر وشجر سبھی شامل ہیں"

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ اور آئندہ تمام امتوں کے لئے رسول ہیں اور سارے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت کے عموم میں داخل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں تشریف لائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر کار بند ہوں گے اور تمام شریعتیں جو انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے لائے۔ دراصل پہلے زمانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے احکام تھے۔"

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس کے موافق یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا   فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِم

ترجمہ:۔ جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام ان کو آپ علیہ السلام ہی کے نور سے

حاصل ہوئے۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا یُظْھِرْنَ اَنْوَرُھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَم

ترجمہ:۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام آفتاب کمال ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں ستاروں کے مانند ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے

وَکُلُّھُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِس" غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفًا مِّنَ الدِّیَم

ترجمہ:۔ تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِم مِنْ نُّقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَکْلَۃِ الْحِکَم

ترجمہ:۔ تمام پیغمبر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پر اس طرح کھڑے ہیں جس طرح نقطہ اور اعراب اپنی جگہ پر متمکن ہوتے ہیں اور حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

طبقات ابن سعد میں ہے، کہ لوگ نوح علیہ السلام کے عہد سے ہمیشہ اسلام پر رہے یہاں تک کہ نمرود بن کوش نے ان پر اقتدار حاصل کیا اور انہیں بت پرستی کی دعوت دی جہاں تک اہل عرب کا تعلق ہے، تو بخاری وغیرہ مستند کتابوں میں صحیح احادیث آئی ہیں کہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عمرو بن عامر الخزاعی تک کسی نے کفر نہیں کیا۔ عمرو بن عامر پہلا شخص تھا جس نے بت پرستی اختیار کی اور دین ابراہیمی کو بدل دیا۔ یہی وجہ ہے کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جہنم کی آگ میں آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔"

ابن حبیب اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ "عدنان، معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ اور اسد ملت ابراہیمی پر تھے، لہٰذا ان کا صرف بھلائی کے ساتھ ذکر کیا کرو"

روض الانف میں ہے۔ "الیاس کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ وہ مومن تھے"

ابونعیم کی دلائل نبوت میں ہے، کہ کعب بن لوی نے اپنی اولاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیا وہ اعلانیہ یہ شعر پڑھتے۔

یَالَیْتَنِی شَاھِد" فَحْوَاءُ دَعْوَتَہٗ

اِذَا قُرَیْش" تُبْغِی الْحَقَّ خَذْلَانَا

ترجمہ:۔ "اے کاش! میں اس وقت موجود ہوتا اور آپ (علیہ السلام) کی دعوت قبول کرتا، جب قریش حق کو چھوڑ کر بغاوت پر آمادہ ہوں گے"

حضرت عبدالمطلب کے بارے میں ہے کہ وہ اہل فترت میں سے تھے اور واقعہ فیل کے متعلق ان کے اشعار سے ان کے اہل فترت ہونے پر دلیل لائی گئی، وہ فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ

لَهٗ فَامْنَعْ حَلَالَکَ

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ

وَ عَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَکَ

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! آدمی اپنی قیام گاہ کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ اور صلیب کے لشکر اور اس کے پجاریوں کے خلاف آج اپنے گروہ کی مدد فرما''

مجاہد اور ابوسفیان بن عیینہ نے نسل ابراہیم میں عقیدہ توحید رہنے پر مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ سورۃ ابراھیم آیت 35

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ:۔ ''اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی، اے میرے رب! اس شہر کو امان والا کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا (سورۃ ابراھیم آیت 35)

علامہ ابن منذر اپنی تفسیر میں سورۃ ابراھیم آیت 40

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

ترجمہ:۔ ''اے میرے رب! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور میری اولاد کو۔ اے رب ہمارے ہماری دعا سن لے''۔

کی تفسیر میں ایک صحیح قول درج کرتے ہیں کہ نسل ابراہیم میں ہمیشہ ایسے لوگ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، مجاہد اور قتادہ سے سورۃ الزخرف آیت 28

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

ترجمہ:۔ ''اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھا''

کی تفسیر میں قابل اعتماد روایت مروی ہے، کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں اللہ کی توحید ماننے والوں اور اللہ کی عبادت کرنے والوں میں ہمیشہ اخلاص اور عقیدہ توحید رہا ہے۔

حافظ ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِیْمًا تَلَا لَا فِیْ جِبَاهِ السَّاجِدِیْنَا

تَقَلَّبَ فِیْهِمْ قَرْنًا اِلٰی اَنْ جَاءَ خَیْرَ الْمُرْسَلِیْنَا

ترجمہ:۔ ''احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتقل ہوتے رہے، اور ایک نور عظیم کی صورت میں عبادت گزاروں کی پیشانیوں میں درخشاں رہے۔ وہ ان کی پشتوں میں نسل در نسل ودیعت ہوتے رہے یہاں تک کہ خیر المرسلین بن کر آئے''

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ''بلاشبہ اس بارے میں احادیث کے الفاظ صریح اور اس کی بنیادیں فصیح ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں، جو عیسیٰ کی شریعت مٹنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت سورۃ المائدہ آیت 19 سے ظاہر ہے۔

يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾

ترجمہ:۔ ''اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا، تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ اور اللہ کو سب قدرت ہے۔''

اس کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت سے دوسو سال بعد ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو چین سے اُس پار رہتے ہیں اور انہیں دعوت اسلام نہیں ملی جب بعثت محمدیہ کے دوسو سال بعد ایسے لوگوں کا وجود پایا جاتا ہے جنہیں دعوت اسلام نہیں ملی، جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اور دینی تعلیم کثرت کے ساتھ تھی تو آپ کا زمانہ جاہلیت کے متعلق کیا خیال ہے جبکہ روئے زمین پر کفر و جہالت کا دور دورہ تھا اور کرہ ارض پر کفار کا غلبہ تھا۔''

نجات یا عدم نجات کا دارومدار دعوت کے پہنچنے یا نہ پہنچنے پر ہے جنہیں یہ دعوت نہیں پہنچی، خواہ وہ بعثت محمدیہ سے پہلے کے لوگ ہیں یا بعد کے ہیں وہ نجات یافتہ ہیں اور جو لوگ زمانہ فترت میں ہوئے مگر انہیں دعوت اسلام پہنچ گئی اور انہوں نے عناد وانکار پر اصرار کیا، تو ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں یہ آخری قسم محل اجماع ہے اس میں کسی کو کوئی نزاع نہیں اور یہ وہی ہے جس کی طرف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اشارہ کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ السلام معذور قرار دے وہ معذور ہے۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ

ابی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے: ''اہل فترت انسانوں کے ایسے گروہوں کو کہتے ہیں جن کی طرف رسول نہیں بھیجے گئے نہ انہوں نے آنے والے رسولوں کا زمانہ پایا۔ مثلاً وہ دیہاتی جن کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث نہ ہوئے۔ نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاحق ہوئے، پھر اہل فترت کی بقول عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب تین قسمیں ہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے اپنی بصیرت کے ساتھ توحید کا ادراک کر لیا۔ خواہ وہ کسی شریعت کے تابع نہ ہوئے مثلاً زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں داخل ہو گئے۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے نہ شرک کیا نہ توحید اپنایا نہ کسی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ انہوں نے اپنے لئے کسی دین وشریعت کو گھڑا بلکہ تمام شریعتوں کو چھوڑ کر ساری زندگی غفلت میں پڑے رہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایسے لوگ موجود تھے اور وہی لوگ درحقیقت اہل فترت تھے۔ ان لوگوں کو قطعاً کوئی عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ہم اس کا طریقہ ثابت کر چکے ہیں۔

اہل فترت کا تیسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے زمانہ نبوت پایا مگر عقیدۂ توحید اختیار نہ کیا بلکہ شریعت ربانی کو بدل کر خود اپنے لئے شریعت بنالی اور حلال حرام کے احکام وضع کرنے لگے۔ دراصل یہی گروہ ہے جس پر عذاب کا آنا صحت کے ساتھ محمول ہے۔

ماخذ کتب

1۔ مواہب لدنیہ۔ حضرت بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ

2۔ شرح المواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی (متوفی 1172ھ)

3۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی۔852ھ)

4۔ خصائص الکبریٰ۔ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

5۔ کتاب مکہ والحرم۔ عبید بن شریہ (ابوعبیدہ 110ھ۔209ھ)

6۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلی (م581ھ)

7۔ جواہر القرآن۔ امام محمد بن محمد الغزالی الطوسی (450ھ۔505ھ)

8۔ فتوح البلدان۔ علامہ احمد بن یحیٰ بن جابر بلازری (المتوفی 279ھ = 892ء)

9۔ تفسیر کبیر۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی606ھ)

10۔ السیرۃ الحلبیہ۔ امام علی ابن برہان الدین حلبی (متوفی1044ھ)

وحی کے موقع پر ظہورِ معجزات

ابن ابی داؤد نے ''کتابُ المصَاحِف'' میں ابو جعفر سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبریل علیہ السلام کی مناجات جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ہوتی، سُنا کرتے تھے اور وہ ان کو نظر نہ آتے تھے۔

امام احمد، ترمذی، بیہقی اور ابو نعیم نے بہ سند جیّد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سُنا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سُنی جاتی۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ فرمایا ''میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے سخت سردی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی نازل ہوتے دیکھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

ابن سعد نے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے تھے کہ ''میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ، دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹی کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے''

ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نزولِ وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے اِسی لئے ارشادِ باری ہے سورۃ المزمل آیت 5 ''اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً'' ''بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے''

ابو نعیم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

طبرانی نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وحی لکھا کرتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی نازل ہوتی تو آپ علیہ السلام کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ آ جاتا۔ پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے محسوس ہوتے حتّٰی کہ میں خیال کرتا کہ اَب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رنگ کے تغیر سے لوگ پہچان لیتے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ علیہ السلام کے چہرۂ انور اور جسمِ مقدّس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابۂ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وبیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نزولِ وحی کے وقت اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اونٹنی پر سوار ہوتے تو بارِ وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

احمد وطبرانی وبیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اونٹنی کی مہار پکڑے تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُس پر سوار تھے کہ سُورۂ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بارِ وحی سے ٹوٹ جائیں۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جب نزولِ وحی ہوتا، تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نظر ڈال سکیں۔

جناب رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں دیکھا

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کہنے پر جبریل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے اُفق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شبِ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کو سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اُتر رہے ہیں اور ان کی خلقتِ عظیم نے زمین وآسمان کو گھیر لیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ہے، اُس میں اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام سندسی لباس میں ملبوس تھے۔ جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا، ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو

پھیلایا ہوا تھا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جبریل علیہ السلام کو سبز حُلّے میں دیکھا اُس وقت انہوں نے زمین وآسمان کو گھیر لیا تھا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت کی ہے اُس میں ہے کہ اُن کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلّق تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت شرح بن عُبید سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جبریل علیہ السلام کو اُن کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

ابن سعد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت کی اُس میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت حسین وجمیل شخص تھے۔

وسیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ابوطالب کا بارش کی دُعاء مانگنا

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں مکّہ مکرمہ آیا تو اہلِ مکّہ شدید قحط سالی میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاورِ حرم ابوطالب سے کہا ''وادیاں خشک ہوگئیں اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کے لئے دُعا کریں۔''

چنانچہ ابوطالب اپنے ساتھ ایک بچّہ کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچّہ کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانۂ کعبہ سے مِلا دی اور اپنی انگلیوں سے بچّہ کو تھام لیا۔ دفعۃً افق سے بادل اُٹھے اور برسنے لگے، اتنی مُوسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ثنا میں حسب ذیل اشعار کہے۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ:۔ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ایسے حسین وجمیل ہیں کہ آپ علیہ السلام کے چہرۂ انور سے بارش طلب کی جاتی ہے اور آپ علیہ السلام یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں''

یَلُوْذُبِهِ الْهَلَّاکُ من اٰلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ رَحْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ

ترجمہ:۔ ''ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد، آپ علیہ السلام کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے۔ تو وہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے دامن میں رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں''

فَمَنْ مِثْلُهٗ فِي النَّاسِ اَيُّ مُؤَمَّلٍ اِذَا قَاسَهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

ترجمہ:۔ ''احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا سا لوگوں میں ہے کون؟ فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے مرتبے کا اندازہ کیا تو اس کے لئے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں عجیب قسم کی برتری پائی''۔

فَاَصْبَحَ فِيْنَا اَحْمَدُ'' فِيْ اَرُوْمَةٍ تَقْصُرُ عَنْهُ سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

ترجمہ:۔ ''ہم میں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اسے ضرر پہنچانے یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہود کا فرار

ابونعیم نے ابن عون عمرو بن سعید کی سند سے روایت کی کہ کچھ یہودی ابوطالب کے پاس سامان خرید نے آئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کم سنی میں اپنے چچا کے پاس آ گئے۔ جب یہود کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے ابوطالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرز عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔ یہود نے جواب دیا۔ ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا۔ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

ابولہب کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتدا

ابن عساکر نے ابوالزناد سے روایت کی کہ ابوطالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابو طالب کو پچھاڑ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ابولہب کی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا ''اِس لئے کہ میں اُن سے زیادہ محبت کرتا ہوں''۔

وفود کی دربار اقدس میں حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

وفدِ دوس کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا واقدی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ولید بن مسلم نے منیر بن

عبیداللہ دوسی سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ اُم شریک دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر جن کا نام ابوالعکر تھا مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب جس وقت ہجرت کر کے گئے تو اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس ابوالعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟ میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا پھر تو ہم تجھے ضرور شدید سزا دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت سُست رفتار اور ان کی سواریوں میں سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اُتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت وبصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے یا نہیں۔ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں سوائے اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سُنائی دیتا تھا گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت وتکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اُسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دُور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اور اس پانی کو اپنے سر، اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہالیا۔ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے۔ اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا وہ بدستور سربند تھے انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے بیشک اُسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے۔ پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے۔ اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی اور یہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کیا تھا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اسمیں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سورۃ الاحزاب آیت 50

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا
لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ
خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً
مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا
مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٥٠﴾

ترجمہ:۔ ''اے نبی (علیہ السلام) ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اور اگر نبی اُسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کیلئے نہیں ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں یہ خصوصیت تمہاری اس لئے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اے ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری خواہش میں تمہارے لئے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہجرت

ابن سعد نے کہا ہمیں عامر بن طفیل نے خبر دی انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اُم شریک دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا تو انہوں نے اسے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لئے انہیں اٹھایا اس وقت ایک یہودی نے کہا یقیناً میں نے کوئی آواز سُنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا اگر اُم شریک (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ بُرا برتاؤ کروں گا اور وہ بے آب وطعام رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھی کی ایک کُپّی تھی اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں اُبال بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دُھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کُپّی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھی۔

وفد بنی سلیم کی باریابی

ابن سعد نے روایت کی کہ ہم سے ہشام بن محمد نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہ اسلام لایا اور اس نے حضور علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھوڑے سواروں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نو سو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "ایک ہزار میں کے بقیہ لوگ کہاں ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان تنازعات ہیں اس خوف سے ہم سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "ان کو بھی بُلانے کے لئے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لئے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے جسے تم ناگوار سمجھتے ہو" تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام ھداق (جو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آ کے مل گئے۔ جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُنی تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! وہ ہم پر چڑھ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "نہیں وہ تمہارے مخالفین نہیں ہیں۔ بلکہ تمہارے بہی خواہ ہیں وہ سلیم بن منصور ہیں جو آ رہے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعا اور دستِ رحمت کا اثر

ابن سعد نے روایت کی کہ ہمیں ہشام بن محمد نے ان سے جعفر بن کلاب جعفری نے ان سے بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی ہے انہوں نے کہا کہ زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن مالک، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔ اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔

وفد بنی ثقیف

بیہقی و ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق موسیٰ بن عقبہ، زہری سے اور ابن اسحاق روایت کی انہوں نے کہا کہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسعود ثقفی 9 ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں آئے۔ اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا "مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے"۔ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں۔ جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع

ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کے لئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا اور وہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا ''عروہ کے قتل کی مثال، صاحب یٰسین کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا''۔

پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس (19) افراد پر مشتمل بارگاہِ نبوت میں آیا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص تھے۔ اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ابن سعد نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ ''وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے'' اور اس روایت میں ہے ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے اشھد انّ محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا کہ بلاشبہ مجھے اسکی خبر دے دی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے اور کہا یہ خدا کا خاص احسان وکرم ہے جس سے اس نے مجھے نوازا ہے میرا رتبہ ان لوگوں کے برابر ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ شہید ہوئے اس لئے مجھے انہی لوگوں کے ساتھ دفن کرنا۔ زخم مہلک تھا اس لئے جانبر نہ ہو سکے اور وصیّت کے مطابق انہیں شہداء کے قبرستان میں ہی دفن کیا گیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم طائف سے واپس ہوئے تو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسعود نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں۔ بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھ دار لوگ ہیں۔ جس حق کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) بلاتے ہیں ہماری مانند لوگ اس سے جاہل نہیں ہیں۔ بلاشبہ وہ نبی ہیں۔ مَیں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جسے میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بات یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے نجران گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست اُسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابا یعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوم کو قتلِ عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر عروہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام لائے۔

بیعت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا کہ جب ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے''

مسلم نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی العاص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار کر دو''۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی العاص سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے یہ عرض کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے۔ میرے قریب ہو''۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قریب ہوا۔ فرمایا ''اپنا مُنہ کھولو''۔ پھر حضور علیہ السلام نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے مُنہ میں لعاب دہنِ اقدس ڈالا اور فرمایا ''اے اللہ کے دشمن! دُور ہو جا'' اور ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا ''اب تم عمل خیر کئے جاؤ''۔ پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

بیہقی وابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی العاص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اپنے حفظِ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ سرورِ کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ شیطان ہے اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان میرے قریب ہو اسکے بعد اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا ''اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا''۔ اس کے بعد میں نے جو سُنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔ بیہقی وطبرانی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عثمان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا ''اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا''۔ پھر میں اس کے بعد کبھی نہ بھُولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔ بیہقی وابو نعیم نے المعرفہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی العاص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ رسول کریم رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور ''بسم اللہ اعوذ بعزۃ اللہ و قدرتہ من شر ما اجد'' کو سات مرتبہ پڑھو''۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درد کو ایسا دُور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اسکے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اس دعا کی تلقین کرتا رہا۔

خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی وابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی

واقعہ سناؤں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا ''اعوذ بعزیز هذا الوادی من سفهار قومد'' ''میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوفوں سے پناہ مانگتا ہوں'' اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا:۔

عذيا فتى بالله ذى الجلال　　　والمجدد النعماء و الافضال

وافتر آيات من الانفال　　　ووحدالله ولا تبال

ترجمہ:۔ ''اے جوان! عزت وبزرگی اور نعمت وبخشش والے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ تعالیٰ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر'' یہ آواز سنکر میں شدتِ خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون وقرار آیا تو میں نے کہا:

يا ايها الهاتف ماتقول　　　ارشد ک ام تضليل　　　بين لنا هديت ماالسبيل

ترجمہ:۔ اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے، کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتاتا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟

اس پر ہاتف نے جواب دیا۔

هذا رسول الله ذوالخيرات　　　بيثرب يدعو الى النجاة

جاء زبياسين و حاميمات　　　وسو بعد مفصلات

محرمات و محلات　　　يا مرنا بالصوم و الصلوٰة

يزع الناس عن الحصنات　　　ينهى عن المنكر لا الطاعات

ترجمہ:۔ وہ راہ ہدایت یہ ہے کہ یثرب میں صاحب خیرات رسول اللہ؛ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۂ یٰسین، حامیمات اور سورۂ مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز وروزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لمحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے اور آپ علیہ السلام فرما رہے تھے ''ما من عبد مسلم توضاء فاحسن الموضوع ثم صلى صلوة يعقلها و به حفظها الادخل الجنته'' ''کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اسکے اوقات کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے''۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس واقعہ کا کوئی عینی شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے دی۔ اس روایت کو ابن عساکر نے دوسری سند کے ساتھ قیس بن ربیع اسدی سے روایت کی کہا کہ خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں عمرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنّات پر حاکم ہوں اور تیرے اونٹوں کی میں اسوقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ راہ میں مجھے ایک شخص ملا اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اسلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے۔ اور میں نے حق کی شہادت دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اُن صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں معلوم نہیں کہ اس شخص نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر والوں کے پاس پہنچائے''۔

اس روایت کو طبرانی و ابن عساکر نے بھی خریم سے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں ہے کہ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں مالک بن مالک جنی ہوں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے جنّات پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کاش کہ کوئی شخص ہوتا جو میرے اونٹ میرے گھر پر پہنچا دیتا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر مسلمان ہوتا۔ اس پر اس نے کہا میں ان اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ پھر میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ ''وہ شخص جو تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچانے کا ضامن ہوا تھا تو سنو اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر صحیح وسالم پہنچا دیئے ہیں''

خنافر بن التوءم حمیری

ابن ذرید نے ''الاخبار المنشورہ'' میں روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے میرے چچا نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابن الکلبی نے ان کو ان کے والد نے خبر دی کہ خنافر بن التوءم کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے قبیلہ مراد کے ایک شخص کے اونٹوں پر حملہ کیا اور اس کا مال ومتاع لے کر چلتا بنا۔ اور مقام شحر میں جا پہنچا اس کا ایک جن جاہلیت میں تابع تھا اور اس نے زمانۂ اسلام میں اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا میں ایک رات اس وادی میں تھا ایک رات وہ جن اس طرح اُترا جس طرح عقاب اترتا ہے اسے دیکھ کر خنافر نے کہا کیا شصار ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سُن! میں نے کہا کہہ میں سُن رہا ہوں۔ اس نے کہا اس بات کو یاد رکھ اور غنیمت جان لے وہ یہ کہ ''کل ذی امد نهایه ، و کل ذی ابتداء غایه'' ''ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتدا کی غایت ہوتی ہے'' میں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ''کل دولته

الی اجل ثم یتاح لھا حول ، وقد انتسخت البخل، ورجعت الی مقایقھا الملل ''ہر دولت ایک وقت تک ہے پھر اس کے لئے بدلنا ہے بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں''۔ یعنی میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند ترتیب دیا گیا تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصّع ومقفّی کیا گیا تھا میں سامنے آیا تو جھڑ کا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو۔ اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے، اے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا ''ما ھذا الکلام '' یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اسے قبیلہ مضر کے ایک شخص لائے ہیں۔ پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن وواضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ رو گرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جو ان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟ اس نے کہا وہ احمد خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اَجر وثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنّم میں جھونکے جاؤ گے۔ لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر کی تقلید کر۔ ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائیگی ہے ہی، اسکے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔

جہجاہ غفّاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ابن ابی شیبہ نے بطریق عطا بن یسار، جہجاہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بکری کا دُودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکری کا دُودھ دُوہ کر انہوں نے پیا۔ اسکے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا کہ'' بکری کا دودھ دوہ کر پی لو'' تو انہوں نے بکری کا دودھ دُوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لئے فرمایا۔ مگر وہ اسکا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے''

راشد بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو نعیم نے بطریق حکیم بن عطا سلمی جو راشد بن عبد ربہ کی اولاد میں سے ہیں ان کے والد سے وہ ان کے دادا

سے وہ راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا وہ بت جس کا نام سواع تھا اور جو مکّہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنوظفر نے چڑھاوادے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں فجر کے وقت اس بت سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک اور بت کے پاس پہنچا۔ اچانک اس بُت کے پیٹ میں سے ایک آواز برآمد ہوئی اور اس نے کہا "العجب کل العجب، من خروج بنی من بنی عبد المطلب، یحرم الزنا والرباد الذبح للاصنام و حرست السماءٓ و رمینا بالشھب" "بڑی تعجب وحیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے جو زنا، سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جارہی ہے اور ہم پر شہاب (شعلے) مارے جارہے ہیں"۔ اس کے بعد ہاتف نے ایک اور بُت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا "ترک الضحار وکان یعبد، خرج احمد، بنی یصلی الصلوٰۃ و یامر الزکوٰۃ و الصیام، والبر والصلات للارحام" "وہ ضحار جس کو پوجا جاتا تھا نابود ہوا۔ نبی احمد کا ظہور ہوا۔ جو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے، صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے بُت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی۔

ان الذی ورث النبوۃ والھدیٰ ۔ بعدَ ابن مریم من قریش مھتدی

بنی یجز کا سبق ولیکون فی غد

ترجمہ:۔ بلاشبہ وہ شخص نبوت وہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے۔ اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نبی گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والی کی خبر دیتا ہے۔ راوی حدیث راشد نے کہا فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ دو لومڑی اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اسکے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں انہیں کھا رہی ہیں۔ اسکے بعد وہ دونوں لومڑی اس بُت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا۔

ارب یبول الثعلبان براسہ ۔ لقد ذل من بالت علیہ الثعالب

ترجمہ:۔ "کیا یہ بُت رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ یقیناً وہ ذلیل وخوار ہے۔ رب نہیں ہے"۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جاچکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپ علیہ السلام کی بیعت کی۔ اس کے بعد راشد نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں عطا فرمایا "ماء الرسول" اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا۔ اور اس میں آپ علیہ السلام نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا "اس کے پانی کو اس قطعۂ زمین کے بالائی حصّے میں بہادینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا" تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری وباقی ہے اور اس قطعۂ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علاط

ابن ابی الدنیا نے ''الہواتف میں'' اور ابن عساکر نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے روایت کی انہوں نے کہا حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علاط کے اسلام لانے کا سبب واقعہ یہ تھا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی۔ اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے۔

اعیذ نفسی و اعیذ صحبی. من کل جنی بھذالنقب ، حتی اعود سالماد رکبی

ترجمہ:۔ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح وسالم واپس ہوں۔ اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا۔ ''سورۃ الرحمٰن آیت 33

يٰمَعْشَرَ

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾

ترجمہ:۔ ''اے جن وانس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے''

جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ اس سے کہنے لگے یہ کلام تو اس میں سے ہے جس کے بارے میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ اس پر حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر

خرائطی نے الہواتف میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کی کہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کا نام رافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عمیر ہے اس نے اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات صحرائی علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اُتر پڑا اور میں نے کہا میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو تم یہ پڑھا کرو ''اعوذ باللہ رب محمد من ھول ھذا الوادی '' ''میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رب، اللہ سے اس وادی کے وحشت سے پناہ مانگتا ہوں''۔ اور تم کسی جن سے پناہ نہ مانگا کرو۔ کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے

ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کون ہیں؟ اس نے کہا وہ نبی عرب ہیں نہ شرقی ہیں اور نہ غربی۔ دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا ان کی سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا ان کی سکونت یثرب کے نخلستان میں ہے۔ پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ علیہ السلام سے کچھ عرض کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرا واقعہ بیان فرما دیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کیسان

ابن سعد نے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن کیسان کو گرفتار کیا اور انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں اسلام کی دعوت دی مگر حکم نے قبول اسلام میں تاخیر کی اس پر فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ علیہ السلام کب تک حکم کو دعوتِ اسلام دیتے رہیں گے۔ یہ شخص کبھی اسلام نہ لائے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو قبول نہ فرمایا یہاں تک کہ حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے۔ جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت بعد میں دیکھی اس نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی کسی بات کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ یقیناً آپ علیہ السلام اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوصفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن مندہ اور ابن عساکر نے بطریق محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی کہ ابوصفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آپ علیہ السلام سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم پر زرد پوشاک تھی۔ جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے۔ وہ طویل القامت، خوش منظر، حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن مستکبر بن جلندی ہوں۔ جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم ابو صفرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو" اس وقت ابوصفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک عبدہ و رسولہ حقا" میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابُوجہل

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابوجہل آیا ہے۔ اور اس نے میری بیعت کی ہے''۔ پھر جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید مسلمان ہوئے تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی خواب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پوری کر دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''نہیں۔ ضرور اس کی تعبیر اسکے علاوہ ہے''۔ یہاں تک کہ جب عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام حضور کی خواب کا مصداق بنا۔

حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نے ابوجہل کے لئے جنّت میں پھل والا درخت دیکھا۔ جب عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا جنّت میں وہ درخت یہ تھا''۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابوجہل نے سحر الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا۔ جب یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تبسّم فرمایا ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ آپ علیہ السلام نے اس پر تبسّم فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟ فرمایا ''مجھے اس بات نے متبسّم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسّم کیا کہ اس نے جس کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنّت میں ایک درجہ میں ہے''۔

نخع کا وفد

ابن شاہین نے بطریق ابوالحسن مدائنی اپنے مشائخ سے روایت کیا۔ ان کے راویوں نے کہا کہ 10ھ کے ماہ محرم میں نخع کا وفد آیا ان کے امیر زرارہ ابن عمرو تھے۔ زرارہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے میری اہلیہ سے بکری کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رنگ میں کالا مائل بسرخی ہے اور میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے۔ جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ نعمان بن منذر کے جسم پر دو پوشاک، دو بازو بند اور دو مندرے ہیں۔ اور میں نے ایک بوڑھی سیاہ وسفید بالوں والی عورت کو دیکھا جو زمین سے نکلی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے اپنے پیچھے باندی کو حاملہ چھوڑا ہے''۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ''اس نے ایک بچہ جنا ہے جو تمہارا لڑکا ہے''۔ زرارہ نے پوچھا وہ بکری کی شکل اور سیاہ سرخی مائل کیا چیز ہے۔؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے قریب ہو''۔ تو وہ قریب ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا ''کیا تمہارے جسم میں برص کا داغ ہے

جسے تم چھپاتے ہو؟'' کہا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام سے پہلے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ فرمایا ''وہ رنگ وہی ہے'' فرمایا ''وہ آگ جو تم نے خواب میں دیکھی ہے وہ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد رونما ہوگا''۔ زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے؟ فرمایا ''لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے اور خونریزی کریں گے۔ یہاں تک کہ مسلمان کا خون پانی پینے سے زیادہ شیریں ہو جائے گا۔ اب اگر تم فوت ہو گئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پائے گا اور اگر تم زندہ رہے تو وہ تمہیں پہنچے گا''۔ زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ علیہ السلام اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پائے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا یعنی عمرو بن زرارہ لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے خلع کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیزوں کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ زیب وزینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید و سیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو دنیا کی بقیہ عمر ہے''۔ اس روایت کو ابن سعد نے ''الطبقات'' میں تعبیر سند کے بیان کیا ہے۔

خفاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نضلہ

بیہقی وابن سعد نے ''شرف المصطفےٰ'' میں روایت کی کہ مرزبانی نے معجم شعراء میں کہا ہے کہ خفاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نضلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سفیر بن کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

انی اتانی فی المنام مخبر — من خیر و جرۃ فی الامور مواتی

یدعو الیک لیا لیا و لیا لیا — ثم اخزآل و قال لست بآتی

فرکبت ناجتہ اضر بنفسھا — جمز تخب بہ علی الاکمات

حتی ذردت الی المدینتہ — کیما اراک فتفرج الکربات

ترجمہ:۔ ''میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا۔ جو خیر و بھلائی کا نقیب ہے۔ اور امور میں موافق ہے وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا۔ پھر وہ مایوس ہو گیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا۔ پھر میں اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب و فراز سے گزار کر لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تا کہ میں آپ علیہ السلام کو دیکھوں اور آپ علیہ السلام میری سختیوں کو زائل فرمائیں''۔

وفد بنی تمیم

ابن سعد نے زہری اور سعید بن عمرو سے روایت کی دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطارد بن حاجب نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس سے فرمایا "اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو"۔ حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے۔ اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح و بلیغ مسجع (قافیے دار) اور مقفیٰ (قافیہ کیا گیا) خطبہ دیا۔ اسکے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے حسان! ان کے شاعر کا جواب دو" اور فرمایا "اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا۔ جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے رہیں گے"۔ تو حضرت حسان کھڑے ہوئے اور شعروں میں جواب دیا۔ ان قاصدوں نے علیحدگی میں ایک دوسرے سے باتیں کیں۔ اور ان میں سے کسی نے کہا خدا کی قسم یہ شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر فن میں تائید کئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم حضور کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بُردبار اور اہل علم ہیں۔

ایک درخت کا کلمۂ شہادت پڑھنا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھے۔ سرور کونین سیّد المرسلین علیہ السلام نے فرمایا "تم کون سی چیز چاہتے ہو؟" اس نے کہا آپ علیہ السلام فلاں درخت کو بلایئے وہ آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا "جاؤ اسے بلالاؤ" تو وہ اعرابی گیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حکم مان! تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جُنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا۔ اور چل کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا۔ بس بس۔ مجھے یہی کافی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اپنی جگہ واپس چلا جا" تو وہ اپنی جگہ چلا گیا۔ اور اسکی جڑیں اپنی جگہ قائم ہو گئیں۔ پھر اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے"

بنی عامر بن صعصعہ کی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضری

امام احمد و بخاری نے تاریخ میں اور دارمی و ترمذی نے اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابونعیم اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصعہ سے ایک اعرابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دِلواؤں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی۔ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ علیہ السلام کے پاس آگئی اور اس نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدے سے اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آگے کھڑی ہوگئی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''اپنی جگہ واپس چلی جا''۔ تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔ یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

ایک اور اعرابی بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں

دارمی، طبرانی، ابن حبان، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک سفر میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا۔ جب وہ ہمارے قریب آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''کہاں کا ارادہ ہے''۔ اس نے کہا اپنے گھر جانے کا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟'' اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ''تم گواہی دو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ اس نے کہا جو کچھ آپ علیہ السلام فرما رہے ہیں اس پر کوئی شہادت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''وہ درخت ہے''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے تین مرتبہ کلمۂ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا جو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ میں خود واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں رہوں گا۔

وفدِ حضرالموت کی آمد پر ظہورِ معجزات

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے وائل بن حجر بن ربیعہ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ علیہ السلام کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔ ابن سعد نے زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ وغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حضرموت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے مخوس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری زبان کی لکنت دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو رسول کریم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی۔ ابن ہشام نے کہا ہمیں ہشام بن محمد نے خبر دی کہ ہم سے بنی ہاشم کے غلام نے اس سے ابوعبیدہ نے جو عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں حدیث بیان کی انہوں نے کہا مخوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معد یکرب کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس سے روانہ ہو گئے تو مخوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقوہ ہو گیا۔ تو ان میں سے چند شخص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی دوا بتایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سوئی کو لے کر اسے آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے'' چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔ اور ابن سعد نے کہا ہمیں ہشام بن محمد نے خبر دی ان سے عمرو بن مہاجر کندی نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حضر الموت سے کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسد آئے۔ تو حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

کلیب بن اسد کی نعت

من وفر هوت تهوى بى غدافرة — اليک يا خير من يحفى و ينتعل

شهرين اعملها نصاعلى و جل — از جوبذاک ثواب الله يا رجل

انت النبى الذى كنا نخبره — وبشر تنابک التوراة والرسل

ترجمہ:۔ ''اے وہ نبی! جو برہنہ رہنے اور جوتے پہننے والوں میں بہتر ہے آپ کی طرف فرہوت سے جو حضر موت کا جنگل ہے مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی علیہ السلام حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اسکے ثواب کی اللہ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی علیہ السلام ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے''

وہ معجزات جو وفدِ بنو اشعر کی آمد پر ظاہر ہوئے

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں'' پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری تھے۔ عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے خدا کشتی والوں کو نجات

دے"۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا "اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے"۔ پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "وہ لوگ آرہے ہیں اوران کو ایک مردصالح لا رہا ہے"۔ راوی نے کہا وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے۔اور جوان کو لا رہا تھا وہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الحمق خزاعی تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے کہا زبید سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ زبید میں برکت دے"۔ لوگوں نے عرض کیا رمع میں بھی برکت ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ زبید میں برکت دے"۔ انہوں نے کہا رمع میں بھی برکت ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔اسے بیہقی نے روایت کیا۔

آیہ کریمہ سورۃ المائدہ آیت 54

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ
يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾

ترجمہ:۔ "اے ایمان والوتم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

ابن سعد نے عیاض اشعری سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "وہ لوگ یہی ہیں" یعنی ابوموسیٰ اشعری وغیرہ۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی عقیل

بیہقی نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی عقیل سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے ہمارے نزدیک اس سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا۔اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہوگئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اپنے رب سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبسّم فرمایا۔ پھر فرمایا "ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔اللہ تعالیٰ نے ہر نبی

کو ایک خاص دُعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دئے گئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور میں نے اپنی اس دعا کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے"

ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کی بارگاہِ رسالت علیہ السلام میں حاضری

بیہقی نے جعد بن عبدالرحمٰن بن ماعز سے روایت کی کہ حضرت ماعز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سرور کونین سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک تحریر لکھی کہ "ماعز اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ہاتھ" اور اس پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیعت کی۔

مزینہ کے وفد کی آمد پر اعجاز مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

امام احمد و طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے متعدد سندوں کے ساتھ نعمان بن مقرن سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ اور جماعت مردوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا "اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ان کو زادِ راہ دو"۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "جاؤ انہیں زادِ راہ دو" تو انہوں نے بالا خانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے ہم چار سو سواروں کو اس میں سے زادِ راہ دیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا جس وقت میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا کا اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

امام احمد و طبرانی اور ابو نعیم نے دُکین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم چار سو (400) سوار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استدعا کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ"۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا سکوں اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حکم سنو اور اسکی اطاعت کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں سمع و طاعت کرتا ہوں۔ پھر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور گھر کے بالا خانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا آکے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

وفد بنی سُلیم اور اعجازِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

الرشاطی نے ابو عبیدہ سے روایت کی کہ قیس بن نسیبہ بنی سُلیم کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو حکم دیا کہ ''وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں'' اور انہیں پانی کا ایک مشکیزہ دیا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لعاب دہن اقدس یا کلّی اقدس کا پانی ڈالا تھا۔ اور فرمایا ''اسے بنی سُلیم کے پاس لے جاؤ۔ اور اس مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔ اس وقت اپنے سروں کو اونچا رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا کیا ہے''۔ راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروی کی اور نہ ان میں سے کوئی بھی خارجی بنا۔

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں وفدِ شیبان

ابن سعد نے قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مخرمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے دست مبارک سے احتما کئے تشریف فرما تھے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا اس وقت کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اور آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پسِ پشت تھی ''یا مسکینہ علیک السکینہ'' ''اے مسکینہ اپنے آپ کو قابو میں رکھ''۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب وخوف نکل گیا۔

زمل عذری کی دربار رسالت علیہ السلام میں حاضری

ابن سعد نے طبقات میں اور ابو سعد نے ''شرف المصطفٰے'' میں مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری سے انہوں نے اپنے والد سے روایت لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو عذری کا وفد حاضر ہوا۔ اور اس نے اپنے بُت سے جو سُنا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''وہ جنّ مسلمان تھا یہ بات سن کر زمل مسلمان ہو گیا''

ابن عساکر نے زمل بن عمرو عذری سے روایت کی انہوں نے کہا قبیلہ عذرہ کا ایک بُت تھا جس کا نام حمام

تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بُت سے ایک آواز سُنی وہ کہتا تھا ''یا بنی عذر بن حرام ، ظهر الحق واد وی الحمام، ودفع الشک السلام'' راوی نے کہا یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہو گیا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد پھر ہم نے یہ آواز سنی۔ وہ کہتا تھا ''یا طارق یاطارق ، بعثت النبی الصادق ، بوحی الناطق صدع صادع یا رض تهامه لنا صریه السلامه و محاذلیه الندامهٔ و هوٰالوداع منی اِلیٰ یوم القیامه'' اس کے بعد منہ کے بل گر پڑا۔ زمل نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بُت سے جو سُنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ''وہ جنّ کا کلام تھا''۔

وفدِ نجران

ابن اسحاق وبیہقی اور طبرانی رحمہما اللہ نے اوسط میں کرز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن علقمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد سات افراد پر مشتمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا ان میں ابو حارثہ بن علقمہ نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہانِ روم اس کی عزت کرتے، اسے مال کثیر دیتے اس کی خدمت کرتے۔ اور اس کو کئی کنیسے بنا کے دئے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے۔ چونکہ وہ ان کے دین میں خوب ریاضت واجتہاد کرتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بھیجا تو ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بددعا دی اس پر ابو حارثہ نے اس سے کہا انہیں بددعا نہ دے بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لئے؟ ابو حارثہ نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔ کرز نے اس سے کہا اگر تم ایسا ہی جانتے ہو تو قبولِ اسلام میں پھر کیا چیز تمہیں مانع ہے ابو حارثہ نے کہا وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کر لیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس روایت کو ابن سعد نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بلکہ تو ہلاک ہو تو ایسے شخص کو بُرا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور وہ وہ نبی ہے جس کی صفت یقیناً توریت میں ہے۔ کرز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس نے کہا ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات وعزّ واکرام اور آخر تک روایت بیان کی۔ یہ سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی نے بھی

بطریق سعید بن عمرو انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ درمیان میں وہ حدیث طویل ہے۔ اور اسے ابونعیم نے بطریق محمد بن منکدر اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

مباہلہ

بخاری نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سید اور عاقب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ فرمایا۔ اس پر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مباہلہ نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر رسول کریم علیہ السلام نبی ہوئے تو نبی کی مباہلہ ہمیں فلاح نہ دیگی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دینگے۔ مسلم نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے نجران کی طرف بھیجا انہوں نے کہا ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ ''یا اخت ھارون'' کیا پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم نے کیوں نہ بتا دیا کہ پہلے لوگ اپنے پہلے انبیاء وصلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں''

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی اس پر جنہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لو اور مباہلہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت ہم توریت وانجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کر لی۔

ابونعیم نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نجران پر عذاب نازل ہو چکا تھا۔ اور اگر وہ مباہلہ کرتے تو روئے زمین سے ان کی بیخ کنی ہو جاتی''

ابونعیم نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آچکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور درخت کی چڑیاں خبر دے رہی تھیں اگر وہ مباہلہ پر اصرار کرتے وہ سب ہلاک ہو جاتے''

امام احمد وابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مر جاتے اور اگر نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے''

خطیب نے "المتفق و المفترق "میں بطریق قیس بن ربیع، شمر ول بن قباث کعبی سے روایت کی چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لئے کیا چیز حلال ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "رگوں کی فصد اور ناگزیر حالت میں نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سنا کو مطب میں لازم کر لینا اور کسی کا علاج نہ کرنا جب تک کہ اسکے مرض کو نہ پہچان لو"۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ علیہ السلام طِب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانۂ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔

وفدِ ازد (جرش)

بیہقی وابونعیم نے ابن اسحاق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنی جرش کے وفد میں صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ الازدی آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب وجوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اُترے اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ کشر تک پہنچے تو اہلِ جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہلِ جرش نے اپنے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا وہ گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ اِدھر اُدھر دیکھتے آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرما رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "کس علاقے میں کشر ہے" ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے"۔ ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کئے جا رہے ہیں"۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آکے بیٹھ گئے۔ اور ان دونوں نے ان جرشیوں سے فرمایا تم پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو تم دونوں کو تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتا رہے ہیں اور تم سمجھتے ہی نہیں۔ لہٰذا تم اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استدعا کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا

کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دُور ہو تو وہ دونوں اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب آ کر رحمۃ اللعالمین سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کی استدعا کرنے لگے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دُور کر دے''۔ اس کے بعد وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مدینہ منورہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ وقتال واقع ہوا جس گھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان فرمایا تھا اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

بعض دیگر وفود

بیہقی نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حیدہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جب میں آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلّط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے''۔ اس پر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ علیہ السلام پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ علیہ السلام کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیّت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب وخوف طاری رہا۔ یہاں تک کہ اب میں آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آ کے کھڑا ہو گیا۔

ابن سعد نے زامل بن عمرو جذامی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ فروہ بن عمرو جذامی، سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے ختم الرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔ اس نے کہا ہم دینِ محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے، چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن اپنی حکومت پر غرور رکھتے ہو اور حرص و تنگ دلی برتتے ہو۔ اس پر اس نے اُسے قید کر دیا اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

وفد بنی فزارہ

ابن سعد و بیہقی نے ابو جزہ یزید بن عبید الساعدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم 9ھ میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے

باغات خشک ہوگئے اور گھر والے پیاسے ہیں آپ علیہ السلام ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ ''اے خدا اپنے شہروں کو سیراب کر، اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے خدا سرسبز شاداب، یکے بعد دیگرے واسع وعاجل، غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے خدا رحمت کی سیرابی سے سیراب کر۔ عذاب، ویرانی اور غرق وفنا کی بارش نہ ہو۔ اے خدا مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔'' اس پر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبدالمنذر کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کھجوریں خوشوں میں ہیں انہیں نقصان نہ پہنچے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی ''اے خدا ہمیں سیراب کر'' یہاں تک کہ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اموال ہلاک ہوگئے اور راستے منقطع ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر پر تشریف لائے اور دعا کی۔ ''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا، اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابَتِ الشَّجَرِ'' ''اے خدا ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خدا ندی نالوں و وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے'' تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ بارگاہِ رسالت علیہ السلام میں

ابونعیم نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مضر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی مدد فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرمایا اور آپ علیہ السلام کی دعا قبول کی۔ اب ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو آپ علیہ السلام نے یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا، مَرِیْعًا، طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ'' کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لئے بارش ہوگئی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مضر کے کچھ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مَرِیْعًا غَدَاقًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ غَیْرَ رَائِثٍ'' تو ان پر مسلسل بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

قبیلہ بنی طے کا وفد

بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی انہوں نے کہا قبیلہ طے کا وفد آیا ان میں زید الخیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

تھے۔ اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زید الخیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھا۔ اسکے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے"۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سرزمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہو گئے۔ ابن سعد نے ابوعمیر طائی سے اس کی مانند روایت کی اور ابن درید نے "الاخبار المشہورہ" میں ابومخنف سے اس کی مثل روایت کی۔ بخاری نے عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے سرکار دوعالم سرورِ کونین خاتم النبیین علیہ السلام سے راہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے عدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم) اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لئے آئے گی۔ اور اسے سوائے اللہ رب العزّت کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہوگا"۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے۔ جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھُل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے"۔ میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ فرمایا "ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے" اور فرمایا "اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لئے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے۔ مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا" حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھو گے۔ بیہقی نے کہا یہ تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئی۔ پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھائی سال (99ھ۔101ھ) خلافت کی۔ اور وہ اسوقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا بالآخر وہ مال لے کر واپس آجاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کر لے۔ وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ خلافت میں لوگ بہت دولت مند ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مالدار کر دیا تھا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک اور معجزہ

بیہقی نے طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چہار دیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اُتر کر لباس بدلے اچانک ایک شخص دو چادروں

میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم نے کہا ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں۔ اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے۔ ہم نے کہا ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تا کہ ہم کھائیں ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔ پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔ ہم نے کہا اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں۔ جو قیمت ہم نے بتائی تھی اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں۔ اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔ اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج و غم نہ کرو۔ خدا کی قسم میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدعہدی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لمحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرلو۔

وفد عبدالقیس (بحرین)

ابویعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے منزیدہ عصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتہً آپ علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا ''عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں''۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔ انہوں نے پوچھا تم کس قوم سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عبدالقیس سے ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح بنی عبدالقیس (بحرین) کا وفد آیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مشرق سے ایسے لوگ آرہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دُبلا کر دیا ہے۔ اور خود ان کے پاس توشہ نابود تھا۔ اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے'' اور دعا فرمائی کہ ''اے خدا بنی عبدالقیس کو بخش دے وہ میرے پاس آرہے ہیں۔ اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔ وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں''۔ چنانچہ بیس سوار آئے۔ اور ان کے سردار عبداللہ بن عوف تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد ہی میں تشریف فرما تھے انہوں نے حاضر ہو کر سرور کونین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سلام عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور ان سے دریافت فرمایا ''تم میں عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عوف اشج کون ہے''۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہوں۔ وہ ایک مرد بدصورت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھالوں میں پانی نہیں بھرتے ہیں۔ بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم

میں دوخوبیاں ایسی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے"۔ عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا وہ دوخوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا "حلم اور وقار"۔ عرض کیا کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر نئی پیدا ہوئی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا "نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے"

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول کریم علیہ السلام نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں کا ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں۔ اگر آپ علیہ السلام مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علیہ السلام علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور الابرنی ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے"

امام احمد وطبرانی نے وازع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عبداللہ بن عوف اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے قافلے میں تھے۔ اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے اس کے لئے آپ علیہ السلام اللہ سے دُعا فرمایئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میرے پاس لاؤ" تو میں اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے گیا۔ اور حضور علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا یہاں تک کہ میں نے آپ علیہ السلام کے بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا "او اللہ کے دشمن نکل جا" اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آگے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جائے۔ امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کی کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک آدمی سے سنا کہ اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہماری سرزمین کی آب و ہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رُخصت عطا فرمایئے۔ اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے اشج (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر میں تمہارے لئے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لوگے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔

یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا اس وفد میں ایک شخص تھا۔ جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے۔ جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے یہ بات سُنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا۔ اور اس کی یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ظاہر فرما دی تھی۔

وفد بنی عامر

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو نعیم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور جبار بن اسلم تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روبرو آیا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے غداری کرنا چاہتا تھا۔ اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کرلوں تو تُو ان پر تلوار کا وار کر دینا۔ چنانچہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئے تو عامر نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لائے"۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا سُنیے! خدا کی قسم! میں سُرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ (علیہ السلام) کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا کی "اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ"۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا اے اربد تیرا بُرا ہو تجھے کیا ہوا میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ اسکے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اسکی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اسکے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا اے اربد کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اُسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

عامر بن طفیل کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بد دعا

بیہقی نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تیس

دن صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بددعا کرتے رہے کہ "اللّٰھم اکفنی عامر بن الطفیل بما شت وابعث علیہ داء تقیلہ" تو اللہ نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ بیہقی نے مؤمل بن جمیل سے روایت کی کہ عامر بن طفیل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا "اسلام قبول کر لے"۔ اس نے کہا میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لئے ہے اور شہر آپ (علیہ السلام) کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انکار فرمادیا۔ پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھوں گا۔ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ دعا کی "اے خدا عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اسکی قوم کو ہدایت دے"۔ تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ اپنی قوم بنی سلول کی ایک عورت یعنی سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکلی اور وہ اپنے گھوڑے سے کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑاتا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا یہ گلٹی، اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اس حال میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے مر کر گر پڑا۔ اور حاکم نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے تو عامر نے کہا اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو اپنے بعد میرے لئے قرار دے دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "منصب نبوت نہ تیرے لئے ہے اور نہ تیری قوم کے لئے"۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں آپ (علیہ السلام) کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا"۔ جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کر دینا۔ اربد نے کہا میں یہ کروں گا۔ پھر دونوں واپس آئے۔ عامر نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میرے ساتھ چلئے میں آپ (علیہ السلام) سے کچھ بات کروں گا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا۔ اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا۔ اور تلوار مارنے میں دیر کی۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔ جب یہ دونوں رقم نامی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الرعد آیت 8:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ
الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾

ترجمہ: "اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "معقبات" (سورۃ الرعد آیت 11) اللہ کا حکم ہے جس سے اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بچایا۔

وفد مرہ بن قیس

ابن سعد وابونعیم نے بطریق واقدی روایت کی کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم مرہی نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا تیرہ آدمیوں پر مشتمل وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا (ان کا امیر حارث بن عوف تھا) جب کہ سید المرسلین علیہ السلام 9ھ میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟'' ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم! ہم لوگ قحط زدہ ہیں اموال میں فربہی نہیں ہے آپ علیہ السلام ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی ''اللّٰھم اسقھم الغیث'' وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز وشاداب ہوگئیں اوران پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آجاتی ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''الحمد للہ الذی ھو ضع ذالک''

وفد بنی دار

ابن سعد نے بطریق زہری، عبیداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا قبیلہ بنی دار کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد آیا۔ اور وہ دس آدمی تھے۔ ان میں تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ داری بھی تھے۔ وہ سب مسلمان ہوئے۔ اس وقت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے ہمسایہ اہل روم ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام حبری ہے اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو ملک شام فتح کرا دے تو ان دونوں گاؤں کو ہمیں عطا فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ دونوں تمہارے لئے ہیں'' اور اس بارے میں ایک تحریر لکھ کر عطا فرما دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے وہ ان کو عطا فرما دیئے۔

مسلم نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت قیس سے روایت کی وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اُتر کے پانی کی

تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اسنے کہا میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کر لو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے وہاں ایک شخص کو مقید دیکھا اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ ان نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں اس نے کہا یہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زعر کی بابت بتاؤ؟ کہ اس کا کیا ہوا۔ ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اُچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔ پھر اسنے پوچھا نخل بسیان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اُچھلا اس کے بعد اس نے کہا اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکّر لگاؤں سوائے طیبّہ کے۔ راوی حدیث فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو'' اور فرمایا ''یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال ہے''

حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدکلال حمیری

ہمدانی نے انساب میں فرمایا کہ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد کلال حمیری یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں آئے مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخذین ہے''۔ پھر حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اسلام لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کیلئے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

وفدِ بنی البکاء

ابن سعد، ابن شاہین اور ثابت نے ''الدلائل'' میں بطریق جعد بن عبد اللہ بن بکائی، ان کے والد سے روایت کی انہوں نے کہا۔ بنی البکاء کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں 9ھ میں آیا یہ تین افراد تھے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء اور ان کے بیٹے بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نجیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ بن جندح بن البکاء اور ان کے ساتھ عبد عمرو البکائی تھے۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام کے چھونے کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام میرے بیٹے بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں سفید بھیڑیں عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی۔ جعد راوی نے کہا بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ نے اس سلسلے میں کہا۔

وابی الذی مسح الرسول براسه ودعاله بالخیر و البرکات
اعطاه احمد اذا اتاه اغذاً عفوانواجل لیس باللجبات
یملأء ن وفدالحی کل خشیتة ویعودذاک الملاء بالغدوات
بورکن من مسح و بورک مانحا وعلیه منی ماحییت صلات

ترجمہ:۔ ''میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دست مبارک پھیر کر ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی اور رسول کریم علیہ السلام نے ان کو سفید رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات کے وقت دودھ سے بھر دیتی تھیں اور صبح کو پھر اتنا ہی دودھ دیتی تھیں۔ وہ بھیڑیں دودھ میں برکت والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود وسلام ہو''

بخاری نے تاریخ میں اور بغوی وابن مندہ نے الصحابہ میں بطریق صاعد بن العلا بن بشران کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا کی تو ان کا چہرہ رسول کریم علیہ السلام کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے غرہ (چاند) کی مانند چمکنے لگا۔ اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

وفد تجیب

ابن سعد نے کہا ہم سے واقدی نے روایت کی کہ ہم سے عبداللہ بن عمرو بن زہیر نے ابی الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ تجیب کا تیرہ افراد پہ مشتمل وفد 9ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا اسنے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری حاجت روائی فرمایئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تیری کیا حاجت ہے؟'' عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی '' اللّٰهم اغفرله وارحمه واجعل غناه فی قلبه '' پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد 10ھ میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے اس بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے کہا ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا''

وفدِ سلامان

ابونعیم نے بطریق واقدی حبیب بن عمرو السلامانی سے روایت کی کہ ماہ شوال 10ھ میں ہم سات سلامان کا

وفد آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟'' ہم نے کہا قحط سالی ہے۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔ حضور علیہ السلام نے دعا کی ''اسقهم الغيث في بلادهم'' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک دعا کے لئے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دستِ مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ علیہ السلام کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی۔ پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی تھی۔

وفدِ محارب

ابن سعد نے کہا ہم سے واقدی نے روایت کی کہ مجھ سے محمد بن صالح نے ابو وجزہ سعدی سے حدیث بیان کی کہ حجتہ الوداع کے موقع پر 10 ھ میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں ابوالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا بیٹا خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔

وفدِ جنّات

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں جنّات کا اسلام لانا اور ان کے وفود آنے اسی طرح تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج در فوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔ چنانچہ ابونعیم نے بطریق عمرو بن غیلان ثقفی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں لے گئے اس کے بعد مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا ''اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا جب تک میں واپس نہ آؤں'' رسول کریم علیہ السلام تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ پھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس پہنچنا چاہیئے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تا کہ وہ لوگ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شہید کر دیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہیئے اور لوگوں کو مدد کے لئے بلانا چاہیئے پھر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ ''بیٹھ جاؤ'' تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آ گیا اور وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا ''یہ جنّات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زادِ راہ کے لئے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پُرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لئے بتائیں۔ تو یہ جنّات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلّہ اور دانے پائیں گے جسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا''۔ ابونعیم نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پڑھائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رُخِ انور پھیرا تو فرمایا ''تم میں سے کون ہے جو آج رات جنّات کے وفد میں میرے ساتھ جائے''۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان اُڑسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدّتِ خوف سے لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے گرد دائرہ کھینچا۔ اور مجھ سے فرمایا ''اس کے اندر بیٹھ جاؤ''۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو گئی اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا ''میرے ساتھ چلو'' تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہوا ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ ''منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟'' میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے لیتھڑ کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا ''انہوں نے مجھ سے زادِ راہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لئے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دی''

ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مدینہ منورہ کے جنّات کی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے اب جو کوئی ان جنّات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہئیے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہئیے کہ قتل کر دے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے''

مسلمان جنّات اور مشرک جنّات کا مقدمہ

ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابونعیم نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مقام عرج میں اُترے جب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی تیز وطرّ ار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سُنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا۔ اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے تو آپ علیہ السلام تبسّم فرما رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے پاس مسلمان جنّات اور مشرک جنّات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا آپ علیہ السلام ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرما دیں تو میں نے مسلمان جنّات کو الجلس میں اور مشرک جنّات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا''۔ کثیر نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاڑوں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔

خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ علیہ السلام قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا جدا دیکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''اے جابر ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں''۔ تو وہ دونوں درخت باہم مل گئے۔ حتّٰی کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ شئی دکھائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے۔ جب میں نے زمین کو دیکھا صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا آپ علیہ السلام نے آبدست نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہاں لیکن ہم گروہِ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم سے ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے'' اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہو کر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا نر سانپ سامنے آیا۔ اس نے اپنا سر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے گوش مبارک پہ رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دہن اقدس اسکے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہم تو آپ علیہ السلام کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ جنّات کا قاصد تھا وہ ایک سورۃ کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اُسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرا دی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے کر آئے وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی ءگویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے۔ جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونانہ تھی اس کے گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کی حالت پر کرم فرمایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا ''تجھ پر افسوس

ہے۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہو جا'' تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحت مند ہو کر واپس آ گئی۔

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)

5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)

7۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

8۔ موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

9۔ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

10۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 852ھ)

11۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)

12۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 581ھ)

13۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)

15۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 544ھ)

16۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 430ھ)

17۔ اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 450ھ)

18۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)

19۔ شواہد النبوت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 898ھ)

20۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

21۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)

22۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)

ولادتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش وحواس والا سمجھ دار بچہ تھا، میں نے سُنا یثرب کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا: ''اے گروہِ یہود! دیکھو۔'' آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سُن رہا تھا، ان لوگوں نے اُس سے کہا ''تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟'' یہودی نے چھت پر سے کہا: ''احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔''

بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں حتّٰی کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔ پھر جب آمنہ نے وضعِ حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر شے روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

امام احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں اُس وقت اللہ کا عبد اور خاتم النّبیّین تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں تھے۔ اور میں تم، لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔''

بلا شبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی والدۂ ماجدہ نے ولادتِ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے اُن پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ابن سعد، امام احمد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ علیہ السلام اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے!'' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان کیا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے

لئے دُعا کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ کے خواب میں دیکھا کہ اُن سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے، جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں"۔

بیہقی نے بہ روایت خالد بن معدان اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی، کہ انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتایئے!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں اپنے جدِّ اعلےٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانۂ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے، جس سے تمام علاقۂ شام منوّر ہو گیا"

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد کہ "میں اُس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانۂ حمل میں دیکھا۔" تو یہ خواب زمانۂ حمل میں واقع ہوا لیکن شبِ ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالتِ بیداری عینی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے روایت کی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی تھیں کہ زمانۂ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: "اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اُس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اسکے ساتھ ہی ایک نور طلوع ہو گا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) رکھنا"

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، "جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضعِ حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی جانب اُٹھایا"

ابن سعد نے بہ روایت ثور بن بن یزید، ابوالعجفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاعِ نور کی آمد سے بصرہ کے محلات تک دیکھ لئے"

ابونعیم نے بہ روایت عطاء بن یسار، اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ "شب ولادت جب مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور میں نے اُن کو دیکھا"

وصال شریف

حافظ شمس الدین دمشقی کتاب "سلوۃ الکسیب بوفاۃ الحبیب" میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

سورۃ نصر آیات 1، 2، 3

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕؔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

ترجمہ:۔ ''جب اللہ کی نصرت و فتح آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دیکھیں کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی ثناء کرتے ہوئے اس سے مغفرت طلب کرنا بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے''

یہاں فتح سے مراد فتح مکہ اور اس کے قریب تر کے واقعات ہیں۔ لوگوں سے مراد ایک قول کے مطابق اہل یمن اور ان کے حلیف ہیں، کیونکہ جب اہل یمن کو اس فتح مبین کی اطلاع ملی تو کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پروردگار عالم کی طرف سے رسول نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بیت اللہ الحرام سے باز رکھتا جس طرح اس نے تبع اور اصحاب فیل کے ساتھ کیا۔ اس وقت اہل یمن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت کا یقین آ گیا اور وہ اللہ کے دین میں برضا و خوشی فوج در فوج داخل ہو گئے۔ بعض قبیلوں نے الگ الگ اور بعض نے مل کر اسلام قبول کیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ حیران کن منظر دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب اجل قریب ہے پس لقائے رب اور وصال الی اللہ پر انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہ سورۃ کریمہ نزول کے لحاظ سے آخری سورتوں میں سے ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کی خبر ہے۔

ابوالقاسم طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ فتح مکہ میں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کی اطلاع بھی پوشیدہ تھی اسی لئے آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کثرت سے استغفار کریں اور سمجھ لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اجل کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ یہی مفہوم صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ مقاتل سورۂ نصر کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس سورۂ کریمہ کے نزول کے بعد اسی (80) دن تک زندہ رہے۔ ہارون بن ابی وکیع کوفی بروایت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ جب (سورۃ المائدہ آیت 3) اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ (الخ) اتری تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہمارا دین روز افزوں ترقی پر تھا۔ اب جبکہ نکتہ کمال پر پہنچ گیا ہے تو کمال کے بعد تو زوال ہی ہوتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم نے سچ کہا ہے''

آیت اکمال کے نزول اور ادائیگی حج کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ شریف واپس تشریف لائے۔ آتے ہی سر اقدس میں درد اور جسم اطہر میں ضعف پیدا ہوا۔ گویا سفر کے اثر سے جسم گھلنے لگا، پھر طبیعت ٹھیک ہو گئی بعد ازاں صفر 11 ہجری کو مرض لاحق ہوا۔

ابو محمد معتمر بن سلیمان تیمی بصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ صفر کی بائیسویں تاریخ کو بیمار ہوئے۔ درد کا آغاز ریحانہ نامی کنیز کے ہاں ہوا، یہ ہفتہ کا دن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی رات بقیع کی طرف نکلے اور اہل بقیع کے لئے دعا مغفرت فرمائی۔ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ الْمَقَابِرَ

سیف بن عمر کتاب الفتوح میں ابو مویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے رات کے وقت بلا بھیجا اور فرمایا ''مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے مغفرت طلب کروں میرے ساتھ چلو' چنانچہ میں آپ علیہ السلام کے ساتھ ہولیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بقیع کے مزارات کے سامنے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

''تمہیں وہ نعمتیں مبارک ہوں جن میں تم صبح کرتے ہو اور ان فتنوں سے دور ہو جن میں لوگ مبتلا ہیں اور حق تعالیٰ نے تم کو ان فتنوں سے نجات دی ہے۔ یہ فتنے ان پر سیاہ رات کی مانند آئیں گے ان کا آخری سرا پہلے سے ملا ہو گا البتہ آخری پہلے سے زیادہ برا ہو گا'' پھر میری جانب رخ انور کر کے فرمایا ''اے ابا مویہبہ! کیا تمہیں پتہ ہے کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کا اختیار دیا گیا ہے یہاں تک کہ جنت کی بہاریں لوٹوں یا یہ کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور اس کی طرف جانے میں جلدی کروں۔ پس میں نے لقائے رب کو اختیار کر لیا ہے۔'' مویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! خزائن دنیا کی کنجیاں لے کر دنیا میں اقامت فرمایئے، پھر جنت کی طرف تشریف لے جایئے۔ فرمایا ''نہیں ابا مویہبہ خدا کی قسم! میں رب سے ملاقات اور جنت اختیار کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں'' ابا مویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور واپس آ گئے اسی صبح آپ علیہ السلام کا درد لوٹ آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس روایت کی تخریج امام احمد اور امام دارمی نے اپنی مسندوں میں ابن اسحاق سے کی۔ امام احمد نے اسے ابن ابی ملیکہ سے بھی روایت کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا اور پڑھا ''اَذْھَبُ الْبَاْس. رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الطَّبِیْبُ وَاَنْتَ الشَّافِیْ'' اس وقت آپ علیہ السلام کی زبان اقدس سے یہ الفاظ جاری تھے۔ ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی''

ترجمہ: ''اے رب! اپنی رحمت میں لے کر مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا: ہم تمام ازواج رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھیں کہ اسی اثناء میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں ان کا انداز خرام بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا ''مَرْحَبًا یَابِنْتِیْ'' پھر اپنے دائیں یا بائیں بٹھا لیا اور کان میں کچھ سرگوشی فرمائی جس کی وجہ سے وہ زار و قطار رونے

لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کاغم دیکھ کر دوبارہ کان میں کچھ ارشاد فرمایا: تو وہ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: میں نے تمام عورتوں میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رازداری کے لئے مخصوص کیا، پھر بھی آپ رورہی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے گئے تو میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آپ کے ساتھ کیا سرگوشی کی ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا راز کھولنا نہیں چاہتی۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: میں اپنے حق کی وجہ سے زور دے کر پوچھتی ہوں کیا آپ مجھے اس راز سے باخبر نہیں کریں گی؟ فرمایا: ہاں اب بتاتی ہوں جب پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رازداری سے بات کی تو فرمایا ''جبریل امین ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کرتے تھے اس بار انہوں نے قرآن کے دو دور کئے، معلوم ہوتا ہے میری اجل قریب ہے۔ پس اللہ سے ڈرنا اور صبر اختیار کرنا، میں تمہارے لئے آگے بہترین پیش رو ہوں'' یہ سن کر میں رو پڑی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرا جزع فزع دیکھا تو دوبارہ کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا ''اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار بنو''

امام احمد مسند میں ابن سعد طبقات میں اور طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں کے ذریعے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سات دینار تھے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رکھا ہوا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طبیعت علیل ہوئی تو اس وقت فرمایا ''اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ سونے کے دینار علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس بھیج دو'' پھر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تیمارداری میں مشغول ہو گئیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ بات تین بار دہرائی اور ہر بار کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعمیل ارشاد میں وہ دینار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے جنہوں نے ان کو راہ خدا میں صدقہ کر دیا، پھر پیر (سوموار) کی رات رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سکرات وصال طاری ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چراغ دے کر ایک عورت کے پاس بھیجا اور فرمایا: اپنے گھی دان سے تھوڑا سا گھی اس چراغ میں ڈال دیجئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سکرات وصال طاری ہو چکے ہیں۔

ابن سعد طبقات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ پیر کی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انتہائی تکلیف میں گزاری جس کی وجہ سے تمام مرد وزن صبح کے وقت مسجد میں حاضر ہوئے، موذن نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو صبح کی اطلاع کی تو فرمایا ''ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے تکبیر کہی۔ اسی اثناء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پردہ اٹھا کر لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور فرمایا ''بے شک اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی ہے۔''

پیر کی صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو افاقہ محسوس ہوا تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے خادم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لئے باہر تشریف لائے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے، لوگ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں پہلی رکعت ادا کر کے کھڑے ہو چکے تھے جب ان کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر پڑی تو بہت خوش ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑے ہوئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں پکڑ کر آگے مصلّے پر کر دیا، پھر حضور بیٹھ گئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر قرأت قرآن جاری رکھی جب سورۃ پڑھ چکے تو دو سجدے ادا کئے اور تشہد کے لئے بیٹھ گئے، پھر جب سلام پھیرا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پہلی رکعت ادا کی۔ اسکے بعد کاشانہ اقدس کی طرف مراجعت فرمائی۔

خثیمہ بن سلیمان اپنی کتاب ''فضائل صحابہ'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں، بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طبیعت سنبھلی تو باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صفوں میں سے گزرنے کے لئے راستہ بنا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حالت نماز میں پیچھے کی طرف التفات نہ کرتے تھے، پیچھے سے آواز سن کر سمجھ گئے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کوئی اور اس جگہ تک آگے نہیں بڑھ سکتا، چنانچہ پیچھے صف کی طرف ہٹنا شروع کیا، ادھر حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی جائے نماز تک آگے تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے اور نماز شروع کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت کرنے لگے جب نماز سے فارغ ہوئے تو حجرہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں کو فتنوں سے ڈرانے لگے۔ فرمایا: ''اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پھوپھی! اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر جزا کے عمل کرو، میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا'' یہاں تک کہ یہ آواز مبارک مسجد سے باہر سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آج آپ علیہ السلام کی صحت بہتر ہے۔

اس روز حضرت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زہیر کی باری تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر (مقام سخ) جانے کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ابھی دوپہر بھی نہ ہوئی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وصال فرمایا۔

وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے بعد زیارت نبوی علیہ السلام خواب و بیداری میں

خواب میں زیارت نبوی علیہ السلام

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے جسے حافظ سخاوی نے القول البدیع میں عبدالواحد بن زید تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ عبدالواحد بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لئے نکلا۔ میرے ساتھ ایسا شخص رفیق راہ تھا جو بیٹھتے، اٹھتے ہر حالت میں رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات گرامی پر درود بھیجتا تھا، میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا: میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں پہلی بار مکہ مکرمہ کی طرف نکلا۔ میرا والد میرے ہمراہ تھا جب حج سے لوٹے تو ایک مقام پر آرام کیا حالتِ نیند میں ایک شخص نے آ کر کہا: اٹھو تمہارا باپ فوت ہو گیا ہے اور اللہ نے اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے۔ پس میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو فی الواقع وہ مر چکا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ تھا، اس سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ میں اسی غم واندوہ میں تھا کہ نیند آ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں لوہے کے ڈنڈے ہیں۔ اسی اثناء میں سبز پوشاک پہنے ایک حسین وجمیل شخص نمودار ہوا جس نے ان حبشیوں سے کہا: پیچھے ہٹو، اس کے بعد میرے والد کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، پھر میرے پاس آ کر کہا: اٹھو، اللہ نے تمہارے والد کا چہرہ روشن کر دیا۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ فرمایا "میں محمد رسول اللہ ہوں، تمہارا باپ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھا کرتا تھا" اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ سفید تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی ختم الرسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات گرامی پر درود وسلام کا وظیفہ ترک نہیں کیا۔

ابن ابی الدنیا حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب میرا بھائی ابولہب فوت ہو گیا اور اللہ نے اس کی مذمت میں سورہ کریمہ نازل فرما دی تو مجھے بڑا دکھ ہوا، میں ایک سال تک اللہ سے دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے خواب میں اس کی ملاقات کرا دے، پھر جب اسے خواب میں دیکھا تو وہ آگ میں جل رہا تھا میں نے اس کا حال پوچھا: تو اس نے بتایا کہ آگ کے عذاب میں ہوں نہ یہ عذاب کم ہوتا ہے نہ راحت ملتی ہے، البتہ! ہر پیر (یعنی سوموار) کی رات عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے میں نے پوچھا: وہ کیونکر؟ اس نے کہا: : اس رات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی ولادت ہوئی تو میری لونڈی نے آ کر مجھے اسکی خوشخبری دی تو مجھے بڑی خوشی ہوئی، میں نے اسی خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا تو اللہ نے مجھے اس کا صلہ یہ دیا ہے کہ ہر پیر کی رات مجھ سے عذاب اٹھا دیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے، میں بھی سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا، زیادہ دیر نہیں گزری کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف

لائے، وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے، پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے وہ کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کر دیا گیا۔

امام قشیری رسالہ میں ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت کی، آپ علیہ السلام کے گرداگرد فقراء کی ایک جماعت تھی۔ اسی دوران آسمان پھٹ گیا اور دو فرشتے اترے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تھال تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں کوزہ، اس نے تھال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس میں ہاتھ مبارک دھوئے، پھر دوسروں کو دھونے کا حکم دیا۔ بعدازاں تھال اٹھالیا گیا۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: اس (مذکور بزرگ) کے ہاتھ پر پانی نہ ڈال کیونکہ یہ ان میں سے نہیں۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد مبارک نہیں ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کی محبت ہوتی ہے۔ فرمایا ''ہاں'' میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام سے اور ان فقراء سے محبت کرتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے فرشتے! اس آدمی کے ہاتھوں پر پانی انڈیل دے کیونکہ یہ فقراء میں سے ہے''

ابونعیم حلیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''عمر قریب آؤ'' تو میں اس قدر قریب آیا کہ مصافحہ ہوسکتا تھا، اس وقت دو ادھیڑ عمر کے بزرگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی بغلوں میں لے رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب تم امت محمدیہ کے حکمران بنو تو اس وقت تمہارا طرز عمل اس طرح ہو جس طرح ان دو بزرگوں کا اپنے دور خلافت میں رہا'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا: ''ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں''

امام احمد وغیرہ محدثین حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے، میری تمنا تھی کہ انہیں خواب میں دیکھوں، مگر ایک سال کے بعد ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے، میں نے کہا: امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ فرمایا: ابھی ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں اگر اپنے پروردگار کو رؤف ورحیم نہ پاتا تو میرا تخت پاش پاش ہو جاتا۔

حاکم اور بیہقی کثیر بن صلت سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی تعالیٰ عنہ پر شہادت کے روز غنودگی سی طاری تھی جب بیدار ہوئے تو فرمایا: میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''عثمان! تم جمعہ ہمارے پاس ادا کرو گے۔''

حاکم اور بیہقی ہی کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کے وقت بتایا میں نے آج رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم نے فرمایا ''اے عثمان! ہمارے پاس روزہ افطار کرو'' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی اور اسی دن مقامِ شہادت پر فائز ہوگئے۔

ابن ابی الدنیا کتاب المنامات میں ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں، کہا: میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت کی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رخ انور پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کبھی سوال رد نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری طرف التفات فرمایا ''اور دعا کی اللہ تمہیں بخش دے۔''

رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد از

وصال مصطفیٰ علیہ السلام

نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ (خندق رصاص یعنی سیسہ کی بنیاد)

رسالت محمدیہ کی صحت پر دلالت کرنے والا ایک اور عظیم معجزہ جو عادل بادشاہ نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عہد ہمایوں میں وقوع پذیر ہوا جیسا کہ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ الوفاء میں علامہ جمال اسنوی سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ عادل بادشاہ نورالدین زنگی نے سید المرسلین وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک رات خواب میں تین بار دیکھا کہ آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دو بدبخت آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں "جلدی آؤ مجھے ان دونوں کے شر سے بچاؤ" پس اس نے اپنے وزیر کو فوراً طلب کیا اور رات کے بقیہ حصہ میں بیس سواروں کے ہمراہ تیز رفتار اونٹنی پر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا، اس نے اپنے ساتھ کثیر مال بھی لے لیا اور سولہ دن کی مسافت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ روضہ اطہر کی زیارت کے بعد تمام اہل مدینہ کو پیش کرنے کا حکم دیا، پھر مال و دولت تقسیم کرنے کے دوران خواب میں نظر آنے والے دونوں آدمیوں کی شکل وصورت کو غور سے دیکھنے لگا جب سب لوگ مال لے کر رخصت ہوئے، پوچھا: کوئی اور بھی باقی ہے؟ لوگوں نے کہا: سوائے دو عابد زاہد آدمیوں کے جو مغرب کے رہنے والے ہیں کوئی باقی نہیں رہتا، بادشاہ نے انہیں بھی طلب فرمایا جب وہ سامنے آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان لیا کہ یہی وہ ہیں جن کی طرف خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اشارہ فرمایا تھا۔ پوچھا: تمہاری اقامت گاہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا، حجرہ اقدس کے قریب ایک ویران مکان میں رہتے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے انہیں وہیں چھوڑا اور خود ان کی اقامت گاہ کی طرف گیا، وہاں اسے دو خیمے نظر پڑے اور وعظ کی چند کتابیں، نیز غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے بہت سا مال رکھا ہوا تھا، اہل مدینہ نے ان کی سخاوت کی بڑی تعریف کی۔

سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پڑی ہوئی چٹائی اٹھائی تو اسے ایک سرنگ نظر آئی جو کہ خوابگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف جاتی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ کانپ اٹھے۔ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو زدوکوب کرنے کے بعد پوچھا: سچ سچ بتاؤ۔ یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے تسلیم کیا کہ ہم عیسائی ہیں، عیسائی بادشاہ نے ہمیں کثیر مال دے کر مغربی حاجیوں کے روپ میں بھیجا ہے تا کہ کسی حیلہ سے وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جسم اطہر تک رسائی حاصل کریں اور اسے لے جائیں، لہٰذا ہم نے اس ویران مکان کو اقامت گاہ بنایا۔ ہم رات کے وقت سرنگ کھودتے ہیں اور اس کی مٹی اپنے تھیلوں میں بھر کر زیارت کے بہانے جنت البقیع میں لیجاتے ہیں۔

پس جب وہ حجرہ اقدس کے قریب پہنچے تو آسمان کانپ اٹھا اور گرج چمک سے عظیم زلزلہ پیدا ہوا۔ اسی رات کی صبح کو سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ میں آمد ہوئی۔

جب ان دونوں بدبخت عیسائیوں کی یہ مکروہ حرکت بے نقاب ہوئی تو بادشاہ پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے ان دونوں کی گردن زدنی کا حکم دیا، چنانچہ روضہ اطہر کی جالی کے نیچے ان کی گردن ماردی گئی۔ اسکے بعد بادشاہ نے سیسہ لانے کا حکم دیا، پھر پانی کی سطح تک خندق کھدوا کر اس میں سیسہ بھروادیا۔ اس طرح روضہ اطہر کے اردگرد پانی کی سطح تک سیسہ کی دیوار بن گئی۔

مطری نے بیان کیا کہ سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خواب کی وجہ سے 557 ہجری میں مدینہ منورہ پہنچا، میں نے یہ واقعہ فقیہہ علم الدین یعقوب بن ابی بکر سے سنا ہے کہ سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات خواب میں تین بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار کیا۔ ہر بار آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مجھے ان دو بد بخت آدمیوں سے بچایئے'' تو اس نے صبح سے پہلے اپنے وزیر کو طلب کر کے اپنا خواب سنایا اور کہا ''مدینہ طیبہ میں کوئی حادثہ رونما ہو چکا ہے۔ فی الفور ایک ہزار سواریوں کا اہتمام کرو یہاں تک کہ ہم اہل مدینہ کو اطلاع کئے بغیر وہاں پہنچ جائیں'' مطری نے داد و دہش اور سخاوت کا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا بتایا گیا کہ تمام اہل مدینہ اپنا حصہ لے چکے ہیں۔ سوائے اندلس کے دو مجاوروں کے جو حجرہ اقدس کی جانب دار آل عمر کے پاس ایک گوشے میں اقامت گزیں ہیں حکم دیا کہ انہیں تلاش کر کے لے آؤ، پس جب انہیں دیکھا تو اپنے وزیر سے کہا: ''یہی دو آدمی ہیں'' ان سے پوچھ گچھ کرو۔ انہوں نے بتایا ''ہم مجاورت کے لئے آئے ہیں'' بادشاہ نے انہیں دھمکا کر پوچھا: سچ سچ بتاؤ، تم کون ہو؟ تو انہوں نے اقرار کیا کہ ''ہم عیسائی ہیں اور عیسائی حکمرانوں کے متفقہ فیصلے سے آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جسد اطہر کو حجرہ اقدس سے نکال کر لے جائیں'' اس مکروہ منصوبہ کیلئے انہوں نے مسجد نبوی کے نیچے سرنگ لگائی۔ اس پاداش میں بادشاہ نے مسجد نبوی کے باہر روضہ اطہر کی شرقی کھڑکی کے نیچے ان بد بختوں کی گردنیں ماردیں، پھر دن کے آخری حصہ میں ان کی لاشیں جلا کر راکھ کر دیں، بعد ازاں سلطان مذکور نے شام کی طرف کوچ کیا۔

ان بد بختوں کی ہلاکت کی دوسری صورت بھی ہو سکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے نیکی اور جہاد فی سبیل اللہ کے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس شرف عظیم سے مشرف فرمایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے جسے خلاصۃ الوفاء میں علامہ سمہودی نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا کہ بعض زندیقوں نے مصر کے عبیدی حاکم کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صاحبین (ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کر دیا جائے جب یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے گا تو لوگ اقطار ارض سے زیارت کے لئے مصر آئیں گے اور یہ اہل مصر کے لئے عظیم منقبت اور اعزاز کی بات ہوگی۔ حاکم مصر نے اس خیال فاسد کے پیش نظر ایک عظیم الشان عمارت بھی تعمیر کروادی۔ اس نے اپنے معتمد ابو الفتوح کو روضہ اطہر سے تینوں اجسام نکالنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا جب وہ مدینہ طیبہ پہنچا تو کچھ اکابرین مدینہ جو اس کی آمد کی غرض و غایت سے پہلے ہی آگاہ ہو چکے تھے اس کی مجلس میں آئے ان کے ساتھ مشہور قاری الزلبانی بھی تھے جنہوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ سورۃ توبہ آیت 12

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا
اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ:۔ ''اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔''

تو لوگوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا، قریب تھا کہ وہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں سے آمادہ پیکار ہو جائیں مگر شہر پران بدبختوں کی حکومت ہونے کی وجہ سے جلد بازی سے باز رہے، جب ابوالفتوح نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے، بخدا! اگر حاکم کی طرف سے مجھے قتل کرنے کا حکم بھی صادر ہو جائے تو تب بھی میں روضہ اطہر کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔ اسے سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی اور کہنے لگا میں یہ رسوا کن کام کیسے سرانجام دے سکتا ہوں؟

اسی شام ایک زبردست آندھی آئی جس سے کرہ زمین زیروزبر ہونے لگا۔ اونٹ اپنے پالانوں اور گھوڑے اپنے زینوں سمیت اس طرح لڑھکتے تھے جیسے گیند لڑھکتی ہے، اس آندھی میں بہت سے اونٹ ہلاک ہوئے اور کئی لوگ بھی مارے گئے۔ ابوالفتوح نے یہ حالت دیکھی تو اس کا سینہ کھل گیا اور اس کے دل سے حاکم کا خوف جاتا رہا۔

علامہ سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں علامہ محبّ طبری کی ریاض نضرہ سے مندرجہ بالا واقعہ سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے ہارون ابن شیخ عمر بن زغب نے جو کہ ثقہ صالح آدمی ہیں۔ اپنے بزرگ باپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ مجھے شمس الدین صواب مطی نے کہا (یہ شخص خدام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سردار تھے اور نیکو کار سخی آدمی تھے) میں تمہیں عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی حاکم کے پاس بیٹھتا تھا اور میری ضرورت کی خبریں مجھے لا کر دیتا تھا۔ ایک دن میرے پاس آ کر کہنے لگا، آج ایک بہت بڑا واقعہ رونما ہوا ہے۔ حلب کے کچھ بدعقیدہ زندیق امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال بطور رشوت پیش کیا تا کہ انہیں حجرہ اقدس کھولنے اور خلفاءِ راشدین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نکال لے جانے کی اجازت دے، اس نے یہ مطالبہ منظور کر لیا اور فوراً ایک قاصد مجھے بلانے کے لئے بھیج دیا۔ میں حاضر ہوا تو کہا: اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، اسے کھول دینا اور جو کچھ وہ کرنا چاہیں ان سے تعرض نہ کرنا، میں نے کہا: جناب تعمیل ارشاد ہو گی۔ اس کے بعد میں حجرہ اقدس کے پیچھے روتا رہا یہاں تک کہ عشاء کی نماز ختم ہوئی اور تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد باب امیر کے سامنے والے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو چالیس آدمی ایک ایک کر کے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پاس کدالیں پھاوڑے، شمعیں اور دیگر آلات انہدام تھے اور انہوں نے روضہ اقدس کا قصد کیا خدا کی قسم! وہ ابھی منبر اقدس تک بھی نہ پہنچے کہ ان سب کو ان کے آلات انہدام سمیت زمین نے نگل لیا، امیر مدینہ ان کی واپسی کا منتظر تھا جب دیر ہوئی تو اس نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا: صواب! تمہارے پاس وہ لوگ نہیں آئے، میں نے

جواب دیا "آئے ہیں مگر ان کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہے اور انہیں زمین نے نگل لیا ہے" امیر نے کہا: سوچ لو کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ واقعہ سچ ہے اٹھ کر دیکھ لیجئے کیا کہیں ان کا نام ونشان نظر آتا ہے، اس نے کہا: اگر تمہاری بات جھوٹی ثابت ہوئی تو تمہارا سر اڑا دوں گا۔

مطری کہتے ہیں میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے ایک قابل اعتماد آدمی سے کیا تو اس نے بتایا کہ میں ایک دن مدینہ طیبہ میں شیخ ابوعبداللہ القرطبی کے پاس موجود تھا اور شیخ شمس الدین صواب ان کو یہ واقعہ سنا رہے تھے، میں نے خود ان کے منہ سے سنا ہے۔

امام ابومحمد عبداللہ بن ابی عبداللہ بن ابی محمد مرجانی نے اس حکایت کو اختصار کے ساتھ تاریخ مدینہ میں تحریر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے یہ واقعہ اپنے والد امام جلیل ابوعبداللہ مرجانی سے سنا ہے۔ انہوں نے اسے خادم روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی زبانی سنا اور میں نے براہ راست خادم حجرہ سے بھی اس کی سماعت کی ہے۔

قبر انور

دارمی میں سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ میں مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نبوی ہی میں رہے اور انہیں قبر انور سے سنائی دینے والی آواز کے ذریعے نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا۔

روضہ اطہر

حافظ ابوسعد سمعانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اس نے اپنے آپ کو قبر مقدسہ پر گرا دیا اور تربت اطہر کی خاک سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو کچھ فرمایا ہم نے سنا اور اچھی طرح ذہن نشین کرلیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف جو کلام اترا اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے۔ سورۃ النساء آیت 64

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ
جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ:۔ "اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب تمہارے حضور میں حاضر ہو کر اللہ سے استغفار کریں (معافی چاہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی ان کے لئے شفاعت فرمائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"

حضور علیہ السلام! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ علیہ السلام میرے لئے بخشش کی دعا کریں، قبر اطہر سے ندا آئی "اے اعرابی! تجھ کو بخش دیا گیا ہے"

محمد بن حرب باہلی بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ آیا اور روضہ اطہر پر حاضری دی اسی اثناء میں ایک اعرابی اونٹ دوڑاتا ہوا آیا، اسے بٹھایا، باندھا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر خوبصورت انداز میں سلام پیش کیا اور دلکش دعا مانگی پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو وحی سے خاص کیا اور آپ علیہ السلام پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اولین و آخرین کے علوم جمع فرما دیئے ہیں۔ اس کتاب میں یہ ارشاد بھی ہے (سورۃ النساء 64)

ترجمہ "اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"

میں اعتراف گناہ کے ساتھ آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا ہوں اور بارگاہ ربانی میں آپ علیہ السلام کا وسیلہ کرم تھام کر شفاعت کا طلب گار ہوں، خدا نے اس پر بشارت بھی دے رکھی ہے، پھر قبر انور کی طرف رخ کر کے عرض کرنے لگا،

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظَمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

ترجمہ:۔ "اے بہترین ذات! جس کے اعضائے بدن میدانی علاقہ میں دفن کئے گئے تو ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے،

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَم

ترجمہ:۔ "آپ علیہ السلام ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی جبکہ قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔"

نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَم

ترجمہ:۔ "میری جان اس قبر انور پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سکونت ہے، اس قبر نے اپنے پہلو میں پاک دامنی اور جود و کرم کو لے رکھا ہے۔"

اس کے بعد وہ اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا، خدا کی قسم! مجھے اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ وہ شخص سامان بخشش لے کر لوٹا، میں نے اس سے بہتر سلام و استغاثہ کسی شخص کا نہیں سنا، محمد بن عبد اللہ عتبی اس روایت کو ذکر کرنے

کے بعد اضافہ کرتے ہیں کہ اسی دوران میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، پھر خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے عتبی! اس اعرابی کو جا کر بشارت دو، کہ اللہ نے اس کی بخشش فرمادی ہے''

شہادت کی تمنا

حافظ عبد العظیم منذری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ مشہور فقیہہ ابو علی الحسین عبد اللہ بن رواحہ حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں مدحیہ قصیدہ لکھا اور بارگاہ رسالت میں پیش کرکے یہ صلہ مانگا کہ انہیں راہ خدا میں شہادت نصیب ہو، چنانچہ ان کی تمنا پوری ہوئی اور وہ راہ خدا میں شہید ہوئے، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عرج عکا کے مقام پر شعبان 585 ہجری بدھ کے روز جام شہادت نوش کیا۔

استعانت

ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز بن حارث کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب پر ایک زمانہ تنگ دستی کا آیا، یہاں تک کہ ہمارے پاس کچھ نہ رہا، عید کا دن قریب تھا اور ہم اسی خستہ حالی میں مبتلا تھے، عید کی رات آئی تو ہمارے پاس پہننے کے لئے کپڑے تک نہ تھے، وہ رات ہم پر بہت گراں تھی، رات کی کوئی دو گھڑیاں گزری ہوں گی کہ دروازے پر دستک اور شور کی آواز سنائی دی دروازہ کھول کر دیکھا تو چراغ نظر آئے، کچھ آدمی دروازے پر کھڑے تھے جنہوں نے میرے والد محترم سے اندر آنے کی اجازت مانگی، میرے والد نے اجازت دی تو ابن ابی عمیر اندر آئے اور کہا: میں نے ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ابو الحسن تمیمی اور اس کی اولاد محتاجی کی حالت میں ہے ابھی رات کو ان کے لئے کپڑے اور کھانے پینے کا سامان لے جاؤ'' لہٰذا میں کپڑے لایا ہوں درزی بھی میرے ساتھ ہیں یہ سن کر والد محترم ہمیں باہر لے آئے درزیوں نے ہمارا ناپ لیا اور کپڑے سینے کے لئے بیٹھ گئے، ابن ابی عمیر اور دوسرے لوگ صبح کی نماز تک میرے والد محترم کے پاس موجود رہے اس کے بعد واپس چلے گئے۔

زیارت نبوی علیہ السلام خواب میں

خلیفہ مہدی (158ھ-169ھ) ایک رات محو خواب تھا، اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اپنے منتظم کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا کر قید خانہ سے علوی حسینی کو آزاد کردو، اسے اختیار ہے کہ ہمارے پاس عزت کے ساتھ رہے یا اپنے اہل خانہ کے پاس چلا جائے، چنانچہ وہ قید خانہ میں اس علوی کے پاس آیا، تو اس کا جسم پرانی مشک کی مانند ہو چکا تھا، اختیار پا کر علوی نے اہل خانہ کے پاس جانے کو ترجیح دی، پھر بوقت روانگی سوار ہونے لگا تو منتظم نے اسے قسم دے کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین نے تم کو کیوں رہا کیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! اللہ کی قسم! مجھے اس کا علم ہے، میں

رات کے وقت سورہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا "بیٹا! ان لوگوں نے تم پر زیادتی کی ہے" میں نے عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا "اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا مانگو۔"

"یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَیَا کَاسِیَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا اِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ."

ترجمہ:۔ "اے وہ ذات! جس سے کوئی مقصود فوت نہیں ہوتا، اے آہ وفغاں کے سننے والے! موت کے بعد ہڈیوں پر گوشت چڑھانے والے! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آلِ محمد پر درود بھیج، مجھے اس قید سے رہائی دے، بیشک تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو قادر ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا تو علام الغیوب ہے، اے ارحم الراحمین!"

اس علوی کا بیان ہے کہ میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد ابھی ان کلمات کا ورد کر رہا تھا کہ تم نے آکر آواز دی، اور قید سے رہائی دلائی، اس منتظم کا کہنا ہے کہ جب میں خلیفہ مہدی کے پاس آیا اور اسے علوی جوان کی کہانی سنائی تو اس نے کہا خدا کی قسم! علوی نے سچ کہا ہے، حالت خواب میں مجھے ایک حبشی نظر آیا جو لوہے کا گرز لئے میرے سرہانے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا فلاں علوی کو رہا کر دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، اس گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی اور جب تک تم اسے رہا کر کے نہیں آئے میں دوبارہ سونے کی جسارت نہ کر سکا،

رہائی

خلیفہ معتمد علی اللہ (256ھ۔279ھ) میٹھی نیند سو رہا تھا کہ خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھا، اور کہنے لگا، منصور جمال نامی شخص کو قید خانے سے نکال کر پیش کرو، جب اسے خلیفہ کے سامنے لایا گیا تو پوچھا: تم کب سے قید ہو؟ اس نے جواب دیا تین سال سے، کہا: صحیح بتاؤ کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں موصل کا باشندہ ہوں، میرے پاس ایک اونٹ تھا، جس پر میں محنت مزدوری کر کے اس کے کرایہ سے گھر والوں کا پیٹ پالتا، جب موصل میں ذریعہ معاش تنگ ہو گیا تو میں نے سوچا کہ کہیں اور اسباب معیشت تلاش کرنے چاہئیں، چنانچہ اس ارادہ کے ساتھ موصل سے نکلا تو رہزنوں کا قلع قمع کرنے والا فوجی دستہ نظر آیا، جنہوں نے دس رہزنوں کو گرفتار کر رکھا تھا، صاحب برید نے ان کی تعداد دس لکھ کر مرکز کو اطلاع کی، بعد میں ایک رہزن نے مال دے کر رہائی حاصل کر لی، تو فوجیوں نے تعداد پوری کرنے کے لئے مجھے پکڑ لیا، اور میرا اونٹ بھی چھین لیا، میں نے انہیں اللہ کے نام کا واسطہ دیا، مگر وہ نہ مانے، اور مجھے رہزنوں کے ساتھ قیدی بنا لیا، بعد ازاں ان میں سے چھ رہزن فوت ہو گئے اور کچھ نے رہائی حاصل کر لی، صرف میں قید میں رہ گیا، یہ داستان سن کر خلیفہ معتمد نے خازن کو حکم دیا کہ پانچ سو دینار لے آئے اور اس سے لے کر میرے حوالے کئے، نیز تیس دینار ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے مجھے سرکاری اونٹوں کی ذمہ داری سونپ دی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: میں نے ابھی ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا آپ علیہ السلام نے فرمایا "اے احمد! اسی وقت آدمی بھیج کر منصور جمال کو رہا کرو، اور اسکے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے"

استعانت

ایک خراسانی شخص نے ابوحسان زیادی کے پاس دس ہزار درہم کی ایک تھیلی بطور امانت رکھی، وہ حج کرنا چاہتا تھا کہ اس کو اپنے والد کے انتقال کی خبر ملی جس کی وجہ سے اس نے حج کا ارادہ ترک کر دیا اور ابوحسان کے پاس آ کر اپنی تھیلی طلب کی جو اس نے گزشتہ روز رکھی تھی، ابوحسان بہت زیادہ مقروض تھا اس نے وہ رقم اسی روز قرضوں کی ادائیگی میں دے دی، اس مطالبہ سے اس کو بڑی پریشانی ہوئی اسی دوران میں خلیفہ مامون (198ھ۔218ھ) نے اس کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہا: مجھے اپنا قصہ سناؤ، تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا، مامون یہ قصہ سنکر رو پڑا اور کہا: تم پر افسوس! تمہاری وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ کو رات بھر جگا کر رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رات کے پہلے حصے میں تشریف لائے، اور حکم دیا کہ "ابوحسان زیادی کی مدد کرو" میں نیند سے بیدار ہوا، مگر تمہارا کچھ پتہ نہ مل سکا، میں نے تمہارا نام ونسب یاد کر لیا اور دوبارہ سو گیا، حضور علیہ السلام پھر خواب میں تشریف لائے، اور وہی حکم دیا میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا، مگر کچھ دیر کے بعد پھر سو گیا، تو تیسری بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خواب میں زور دے کر فرمایا "ابوحسان زیادی کی مدد کو پہنچو" اس سے میری نیند اڑ گئی، اور میں نے ساری رات جاگ کر گزاری، اب لوگ تمہاری تلاش میں بھیجے ہیں، پھر دس ہزار درہم دیکر کہا: یہ خراسانی کو دے دو، دس ہزار مزید دے کر کہا: ان پیسوں سے فراخ دستی حاصل کرو اور گھر تعمیر کرو، پھر تیس ہزار عطا کر کے بیٹیوں کے جہیز اور شادی کے اہتمام کا حکم دیا، بعد ازاں کہا: کہ جب جشن کا دن آئے تو میرے پاس حاضر ہونا تاکہ تمہیں ایک اہم ذمہ داری سونپوں اور حسن سلوک سے پیش آؤں،

گھر لوٹا تو خراسانی انتظار میں تھا، میں اسے گھر میں لے گیا اور دس ہزار درہم کی تھیلی پیش کی اس نے کہا: یہ تھیلی میری تو نہیں، میں نے اسے ساری داستان سنائی تو رو کر کہنے لگا، اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میں اپنی رقم کا مطالبہ ہی نہ کرتا، بخدا! میں اس مال کو اپنے مال میں شامل نہ کروں گا، یہ تمہارے لئے روا ہے۔

پھر جشن کے دن صبح سویرے ہی خلیفہ مامون کے پاس پہنچ گیا، اس نے قریب بلا کر اور جائے نماز کے نیچے سے ایک فرمان نکال کر دیا اور کہا: یہ مدینۃ السلام کی غربی جانب پر واقع شہر کی قضا کا فرمان ہے، تمہارے لئے اس قدر ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کیا جاتا ہے تم کار تقویٰ پر کاربند رہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چشم عنایت تمہارے شامل حال رہے گی۔

قرآنی آیات (دیدار نبوی علیہ السلام)

بیان کیا جاتا ہے کہ عزیز باللہ نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا کہ وہ مصر میں عاملوں کے ذمہ واجب الادا رقم فوراً وصول کرے، شریف ابن طباطبا پر بھی تین ہزار دینار قرض نکلے تو اس نے حکم نافذ کرتے ہوئے اسے مسجد مہرہ میں قید کرنے کا فرمان جاری کیا، اور اس کی نگرانی پر آدمی متعین کر دیئے، شریف نے وہ رات مسجد میں گزاری، خواب میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم پر ولی عہد نے نگران مقرر کر دیئے ہیں'' عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! فرمایا: ''وہ پانچ آیتیں کیوں تلاوت نہیں کرتے، جن کو بارگاہ خداوندی تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوتی، ان کی بدولت تم کو رہائی مل جائے گی'' عرض کیا، وہ کون سی آیات ہیں؟ فرمایا:

1۔ البقرہ آیات157,156,155 وَ بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ سے الْمُهْتَدُوْنَ تک

2۔ آل عمران آیت 173 ,174 اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ سے الْعَظِيْمِ تک

3۔ الانبیاء آیت83 ,84 وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ سے الْعَابِدِيْنَ تک

4۔ الانبیاء آیات 87 ,88 وَذَا النُّوْنِ سے نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ تک

5۔ المومن آیت 44 ,45 فَسَتَذْكُرُوْنَ سے سُوْءُ الْعَذَابِ سے الْمُؤْمِنِ تک

شریف کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا، تو یہ پانچوں آیتیں مجھے یاد تھیں، صبح کے وقت مسجد کا دروازہ کھولا گیا تو کچھ لوگ میرے پاس آئے، میں ان سے شناسا نہ تھا، وہ مجھے ولی عہد کے پاس لے گئے، اس نے مجھ سے پوچھا: تم نے اپنے جد امجد (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی بارگاہ میں میری شکایت کی ہے، تو میں نے جواب دیا: بخدا! کوئی شکایت نہیں کی، اس نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے اسکے بارے میں فرمایا ہے، پھر واجب الادا رقموں کی فہرست طلب کر کے میرے نام پر لکیر کھینچ دی، اور حساب کتاب بند کر دیا اور میری حالت کے پیش نظر بطور امانت ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا، نیز رہا کر دیا، اس طرح میں نے مذکورہ بالا پانچ آیات کی برکت بھی دیکھ لی۔

فیضانِ نظر

بغداد میں کرخ کا ایک عطار رہتا تھا جو امانت داری اور پردہ پوشی کیلئے مشہور تھا، وہ قرض کی پریشانی کی وجہ سے گھر ہی میں بیٹھ رہا، اور نماز و دعا میں مشغول ہو گیا، جب جمعہ کی رات آئی تو معمول کے مطابق نماز و دعا سے فارغ ہوا، اس کا بیان ہے کہ حالت خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ ''علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ، میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں چار سو دینار دے، وہ لے کر اپنی ضرورت پوری کرو'' اسوقت چھ سو دینار میرے ذمے واجب الادا تھے، میں تعمیل ارشاد میں وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس آیا تو دروازے پر مجھے روک دیا گیا، اسی اثناء میں اسکا معتمد شافعی باہر نکلا، وہ مجھے جانتا تھا میں نے اسے ساری روداد سنائی تو کہنے لگا، وزیر موصوف صبح سے تمہاری تلاش میں ہیں انہوں نے تمہارے متعلق مجھ سے بھی دریافت کیا، مگر میں بھول گیا، ٹھہریئے! میں وزیر موصوف کو مطلع کرتا ہوں، پھر لوٹ گیا اور جلد ہی مجھے اندر بلا لیا، تو میں ابوالحسن علی بن عیسیٰ کے پاس حاضر ہوا، پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں عطار ہوں، کہا: کیا علاقہ کرخ سے تعلق رکھتے ہو، میں نے عرض کیا، ہاں! کہنے لگا، اے اللہ کے بندے! اللہ تمہیں یہاں آنے کی بہتر جزا دے، بخدا! میں تو رات بھر سو نہیں سکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے اور حکم دیا کہ ''فلاں بن فلاں عطار کو چار سو دینار

دے دو، تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کرے" میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور مجھے آپ کے پاس آنے کا حکم دیا،

یہ سن کر علی بن عیسیٰ اشکبار ہو گئے اور کہا: یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نظر عنایت ہے، پھر حکم دیا ایک ہزار دینار لے آؤ، جب پیش کئے گئے تو کہا: چار سو دینار تو حضور علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں لے لو، اور چھ سو دینار میری طرف سے ہبہ ہیں، میں نے عرض کیا، اے وزیر با تدبیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عطیہ سے زیادہ وصول کرنا پسند نہیں کرتا، میں اسی میں برکت کا امیدوار ہوں، اس کے علاوہ نہیں لوں گا،

علی بن عیسیٰ اس طرز عمل کو دیکھ کر رونے لگے، کہا: واقعی یہ حسن اعتقاد ہے جو تمہارا جی چاہے لے لو، تو میں نے چار سو دینار لے لئے اور ان سے کچھ قرض ادا کیا اور باقی ماندہ رقم سے دکان کھول لی، پھر ایک سال بھی نہ گزرا کہ میرے پاس ایک ہزار دینار جمع ہو گئے، جس سے میں نے اپنے قرض اتارے، بعد ازاں میرے مال میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا، اور میرے حالات بہتر اور مستحکم ہوتے رہے، یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نظر کا فیضان تھا۔

نیک اولاد

قیروان کے بعض ثقہ شیوخ سے مروی ہے، ایک شخص نے حج کا قصد کیا تو اس کے احباب میں سے ایک نے کہا: مجھے تم سے ایک کام ہے، میری خواہش ہے کہ تم اس کام کی تکمیل میں بھرپور توجہ دو، اس نے پوچھا: کام کیا ہے؟ کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میرا یہ عریضہ بارگاہ رسالت (علیہ السلام) میں پیش کر کے مزار اقدس کے سرہانے دفن کر دو، ہاں! اس عریضہ کو کھولنے اور اس کا مضمون دیکھنے سے اجتناب کرنا، اس شخص کا بیان ہے کہ جب میں روضہ اطہر کی زیارت سے مشرف ہوا تو سلام عرض کرنے کے بعد اپنی حاجات پیش کیں، بعد ازیں دوست کا سلام اور عریضہ پیش کیا، جب حج و زیارت سے لوٹا تو بیرون شہر اس دوست سے ملاقات ہوئی، اس نے واسطہ دے کر اپنے ہاں ٹھہرنے پر اصرار کیا، تو میں نے اس کے شدید اصرار اور منت سماجت کی وجہ سے مہمانی قبول کر لی، اس نے میری خوب خاطر تواضع کی اور میرے اہل وعیال کے ساتھ بھی عمدہ سلوک کیا، بعد ازاں کہا، اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے میرا عریضہ بارگاہ رسالت (علیہ السلام) میں پہنچا دیا، یہ سن کر مجھے حیرانی ہوئی کہ اس کو دریافت کرنے سے قبل ہی عریضہ کے پہنچ جانے کی خبر ہے، میں نے پوچھا: تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے تمہارا عریضہ اور سلام پہنچا دیا ہے؟ اس نے جواب دیا میری داستان سنو، میرا ایک بھائی تھا جو فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے ایک کم سن بچہ چھوڑ گیا، میں نے اس کی عمدہ تربیت کی، مگر وہ بھی نو عمری میں ہی مر گیا، پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہو گئی ہے، لوگ میدان حشر میں جمع ہیں اور پیاس سے انکا برا حال ہے، اسی اثناء میں مجھے اپنا بھتیجا نظر آیا، اس کے ہاتھ میں پانی تھا، میں نے طلب کیا تو اس نے کہا، میرے باپ کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری، پھر بیدار ہوا تو سخت گھبرایا ہوا تھا، مجھے اپنے بھتیجے کے اس طرز عمل سے اتنا غم اور تعجب تھا کہ صبح ہونے کا یقین نہیں آ رہا تھا، صبح سویرے کچھ دینار راہ خدا میں

خرچ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام سے اولادِ نرینہ کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور مجھے ایک بیٹا عطا فرمایا جسے تم نے دیکھا ہوا ہے جب وہ میرے بھتیجے کی عمر کو پہنچا اور اسی دوران میں تم سفرِ حج پر نکلے تو میں نے یہ عریضہ تمہارے ہاتھ ارسال کیا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے التجا کی کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے میرا فرزند قبول فرمانے کی دعا کریں تا کہ وہ بچہ حشر کے دن میرے کام آئے، چنانچہ تمہاری روانگی کے بعد فلاں تاریخ کو یہ بچہ بخار میں مبتلا ہوا پھر اسی بخار میں فلاں رات اس کا انتقال ہو گیا، اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ میرا عریضہ بارگاہ رسالت علیہ السلام میں باریاب ہو چکا ہے، اور میری تمنا پوری ہو گئی میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس بچے کے بیمار ہونے کا دن اور فوت ہونے کی وہی رات ہے جس روز میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا تھا۔

استغاثہ

امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال شریف کے بعد عالم برزخ میں آپ علیہ السلام سے توسل کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ انکا شمار ممکن نہیں، امام فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مصباح الظلام میں ان واقعات توسل کا ایک حصہ منقول ہے، امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میں ایک دفعہ ایسے مرض میں مبتلا ہو گیا جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے، 28 جمادی الاولیٰ 893 ہجری کی رات میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا، میں نے بارگاہ رسالت علیہ السلام میں اپنے مرض کا استغاثہ پیش کیا تو حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نگاہ کرم فرمائی رات خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اسکے ہاتھ میں یہ تحریر تھی۔

''هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنِ الْقَسْطَلَانِی مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِیْفَةِ بَعْدَ الْاِ ذْنِ الشَّرِیْفِ''

ترجمہ:۔ ''یہ اذن شریف کے بعد بارگاہ رسالت (علیہ السلام) سے احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی دوا ہے''

جب بیدار ہوا تو خدا کی قسم بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا اور میں برکت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے شفایاب ہو گیا، مواہب لدنیہ میں 885 ہجری کا ایک اور واقعہ ہے کہ میں مکہ معظّمہ سے زیارت کے بعد مصر جا رہا تھا، راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب کا اثر ہو گیا، اور کئی دن تک وہ اس حالت میں مبتلا رہی، تو میں نے اس کے لئے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں استغاثہ پیش کیا، بعد ازاں خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا جس کے ساتھ وہ جنّ تھا اس شخص نے مجھ سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے آپ کے پاس بھیجا ہے چنانچہ میں نے اس جنّ کو سرزنش کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ وہ اس عورت کو پریشان نہیں کرے گا، میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس عورت کے چہرے کی سرخی زائل ہو چکی تھی گویا اسکے بندھن ٹوٹ گئے اور اس کو رہائی مل گئی، اس کے بعد وہ ہمیشہ امن و عافیت کے ساتھ رہی، یہاں تک کہ میں نے اسے 894 ہجری میں مکہ مکرمہ چھوڑا،'' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ''

آزادی

اندلس کے ایک صالح بزرگ ابو محمد عبداللہ بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں کہ اندلس کے ایک شخص کا بیٹا گرفتار ہوگیا تو وہ بارگاہ رسالت علیہ السلام میں استغاثہ کے لئے روانہ ہوا، راستے میں اسے ایک واقف حال شخص ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں استغاثہ کے لئے جا رہا ہوں کیونکہ میرا بیٹا رومیوں نے قید کرلیا ہے جس کا فدیہ انہوں نے تین سو دینار مقرر کیا ہے جبکہ میں اتنی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس شخص نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تشفع اور توسل تو ہر جگہ سے ہوسکتا ہے، مگر وہ نہ مانا اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جانے پر بضدر رہا، چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر روضہ اطہر پر حاضری دی اور اپنی حاجت پیش کر کے وسیلہ کی التجا کی، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنے وطن چلے جاؤ تمہاری مشکل حل ہوگئی ہے'' وہ حسب حکم واپس پہنچا تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو رومیوں کی قید سے آزاد کر دیا ہے، اس سے حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بڑی جماعت کے ساتھ آزادی نصیب فرمائی، اور یہ وہی رات تھی جس میں اُسکے والد کو بارگاہ رسالت علیہ السلام میں استغاثہ کرنے کی سعادت ملی تھی۔ آپ علیہ السلام پر اللہ کا سلام ہو اور کروڑوں درود بلکہ اس سے زیادہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شایان شان ہو۔

وسیلہ جلیلہ

کثیر بن محمد بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن خیار کے پاس آیا تو اس نے اس کا پیٹ ٹٹول کر کہا تم ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو، پوچھا کیا بیماری ہے؟ کہا دبیلہ ہے، تو واپس جا کر اس شخص نے تین بار یہ دعا کی۔

''اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْأً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ وَرَبِّیْ اَنْ یَرْحَمَنِیْ مِمَّا بِیْ رَحْمَۃً یُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاہُ''

ترجمہ:۔ ''اللہ! اللہ! میرا پروردگار ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اے اللہ! میں تیرے نبی محمد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلہ سے تیرے طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں آپ علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ علیہ السلام کے پروردگار کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر ایسی رحمت کرے جو مجھے دوسروں کی رحمت سے بے نیاز کردے''

بعد ازاں وہ لوٹ کر عبدالملک بن سعید کے پاس آیا تو اس نے اس کا پیٹ دیکھ کر کہا: تم تو صحت یاب ہو چکے ہو، اس وقت تم کو کوئی بیماری نہیں،

زیارت

ابوالحسن علی بن ابوبکر ہروی اپنی کتاب الاشارات فی معرفۃ الزیارات میں تحریر کرتے ہیں کہ جزیرہ میں ''تونہ'' نام کا ایک شہر ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت گاہیں موجود ہیں، میں نے اہل جزیرہ سے پوچھا کیا یہ زیارت گاہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر تعمیر کی گئی ہیں، انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس کے بارے میں ایک حکایت ہے پھر ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو بلا کر کہا یہ بزرگ جذام کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، تو لوگوں نے جذام کے عام ہونے کے خدشہ سے اس کو جزیرے کے ایک گوشے میں ڈال دیا، بعد ازاں ایک رات اس نے خوفناک چیخ ماری لوگ بھاگ کر اس کے پاس پہنچے اور دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ کھڑا ہے اور اسے کوئی تکلیف یا بیماری نہیں، لوگوں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس مقام پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار نصیب ہوا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہاں مسجد تعمیر کرو'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں بیمار ہوں لوگ میری بات کو سچا نہیں سمجھیں گے تو آپ علیہ السلام نے اپنے پہلو میں کھڑے شخص کی طرف رخ کر کے فرمایا ''اے علی! اسکا ہاتھ تھام لو'' چنانچہ انہوں نے اپنا دستِ اقدس میری طرف بڑھایا تو میں اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو، ابن نعمان کہتے ہیں میں نے اس مسجد کی زیارت کی ہے اور میں نے اپنے شیخ حافظ دمیاطی اور دیگر شیوخ دمیاط کی زبان سے اس حکایت کا تذکرہ سنا ہے اور وہ سب اسکی شفایابی کے قائل ہیں، یہ مسجد مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نام سے مشہور ہے۔

عافیت

صفی الدین ابوعبداللہ حسین بن ابی منصور بیان کرتے ہیں کہ میں شام کے شہر حمص میں تھا، مصر جانے کا ارادہ بنا، مگر راستہ فرنگیوں، عربوں اور غاجریوں کی وجہ سے پر خطر تھا، اسی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا، اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی اور خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ علیہ السلام کی پناہ میں ہوں، فرمایا ''ڈرنے کی ضرورت نہیں'' میں نے دوبارہ عرض کیا تو فرمایا ''تمہیں خطرہ کس بات کا ہے۔ کسی چیز سے خوف نہ رکھو'' میں نے تیسری بار عرض کیا میرے دشمن بہت ہیں، فرمایا ''تم کو خطرہ کیا ہے'' اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی، پھر حمص سے مصر کے لئے روانہ ہوا، مصر پہنچنے تک میں نے اور میرے ساتھیوں نے کوئی پریشانی نہ دیکھی، حالانکہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں قتل و غارت اور پکڑ دھکڑ جاری رہی،

بینائی

محمد بن مبارک حربی کا بیان ہے کہ علی ابوالکبیر نابینا تھے، خواب میں حضور کی زیارت ہوئی، آپ علیہ السلام

نے انکی آنکھوں پر دست مبارک پھیرا صبح اٹھے تو ان کی آنکھوں میں بینائی آچکی تھی،

ابوالقاسم بن یوسف اسکندری کہتے ہیں، ہمارے ایک ساتھی کی بینائی جاتی رہی جس کے لئے بہت سے طبیب اکٹھے ہوئے، مگر کوئی دوائی کارگر نہ ہوئی، ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار ہوا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام کے دامن رحمت میں پناہ لیتا ہوں، فرمایا: ''تم کو بینائی مل جائیگی'' بعدازاں آنکھ کھل گئی پندرہ روز کے بعد دوبارہ زیارت نصیب ہوئی تو میں نے ایفائے وعدہ کی درخواست کی، فرمایا ''سیہی کے خون اور لومڑ کے پتا کی سلائی آنکھوں میں لگاؤ'' پھر میں بیدار ہو گیا، صبح اٹھ کر سیہی پکڑی اور ذبح کر کے اسکا خون حاصل کیا، نیز لومڑ کا پتا لے کر آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت آنکھوں میں بینائی لوٹ آئی، ابوالقاسم کہتے ہیں، میں نے اس کی آنکھوں کو دیکھا وہ بالکل صحیح سالم تھیں گویا انہیں کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا تھا۔

شفا

تقی الدین ابو محمد عبدالسلام بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی ابراہیم کے گلے میں خنازیر نکل آئے جس سے انہیں شدید تکلیف ہوئی، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی تو عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے ایک تکلیف دہ بیماری لگ گئی ہے، فرمایا ''تمہاری شکایت کا ازالہ کر دیا گیا ہے، اور تمہارا مطالبہ پورا ہو گیا ہے'' بعدازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے اسے شفا حاصل ہو گئی۔

عافیت (استجر نا)

ابوعبداللہ محمد بن ابی الامان ذکر کرتے ہیں کہ جب ابوعزیز بدبخت مدینہ منورہ پر قبضہ کے ناپاک ارادے سے آیا اور باب بلاط سے داخل ہو کر باب حدید کی طرف گیا، اور مدینہ شریف کے کچھ حصوں پر قبضہ کر لیا، تو بشریٰ نامی خادم نے طلبہ کے ہمراہ روضہ اطہر پر حاضری دی، بچوں نے اپنے عمامے گلوں میں ڈال کر استغاثہ کیا۔

''اِسْتَجَرْ نَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' ''یارسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پناہ میں آئے ہیں''

اس استغاثہ کے بعد صرف دو آدمیوں شریف اور مولیٰ نے ابوعزیز کے لشکر کو ہزیمت سے دوچار کیا اور وہ مدینہ طیبہ سے نکل گیا،

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ابوالعباس احمد بن محمد لواتی بیان کرتے ہیں کہ فاس شہر میں ایک عورت تھی جو ناگوار چیز دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی اور اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپ لیتی اور آنکھیں بند کر کے پکارتی ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم'' وفات کے بعد اپنے ایک رشتہ دار کو خواب میں ملی، پوچھا: پھوپھی جان! آپ نے منکر نکیر فرشتوں کو قبر میں دیکھا ہے، کہا: ہاں! وہ میرے پاس آئے تو میں نے چہرہ ڈھانپ کر پکارا ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم'' پھر ہاتھ ہٹائے تو وہ فرشتے غائب ہو چکے تھے۔

استغاثہ بحضور خیرالانام علیہ السلام

سید ابواسحاق ابراہیم الحسینی کہتے ہیں کہ میں مدینۃ النبی اور شام کے درمیان تھا، میرا اونٹ گم ہوگیا، مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان معلوم تھا کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو، وہ عبادان میں میری قبر کی طرف رخ کر کے مجھے پکارے اور سات قدم چل کر مجھ سے مدد مانگے تو انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوجائے گی، چنانچہ میں نے عبادان کی طرف رخ کر کے استمداد کا ارادہ کیا تو ہاتف غیبی نے پکار کر کہا: کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کرتے ہو؟ اس آواز کے سنتے ہی میں نے اپنا رخ مدینہ منورہ کی طرف کرلیا اور عرض کیا یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللہِ اَنَا مُسْتَغِیْث" بِکَ ابھی میں نے یہ استغاثہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ میرا اونٹ مل گیا۔

مسافت مدینہ منورہ

ابوالحجاج یوسف بن علی کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جارہا تھا، مگر بھٹک گیا، فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت مدینہ منورہ سے آرہی ہے اور مجھے اپنے پیچھے چلنے کا اشارہ کررہی ہے، چنانچہ میں اس کے پیچھے ہولیا تا آنکہ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

رہائی

ابن سحون ناسخ بیان کرتے ہیں کہ رومیوں نے اسے قید کرلیا، وہ ایک عرصہ تک قید میں رہا، پھر سوچا میرے پاس مال ہے نہ کوئی رہائی دلانے والا، ایک ہی صورت ہے کہ ایک عریضہ میں اپنے احوال لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ارسال کروں، چنانچہ ایک کاغذ پر اپنی داستان لکھ کر ایک تاجر، جو اس شہر میں آیا ہوا تھا، کے حوالے کیا اور درخواست کی کہ روضہ اطہر پر حاضری کے بعد اس کو قبر انور کے ساتھ معلق کردینا، پس تاجر نے ایسا ہی کیا، جب لوگ حج سے لوٹے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا اور بادشاہ سے میری رہائی کا مطالبہ کیا، بعد ازاں بادشاہ کا ایک ایلچی میرے پاس آیا، اور مجھے بادشاہ کے دربار میں لے گیا، دربار میں پہنچا تو اس کے پاس ایک عجمی شکل وصورت کا آدمی نظر آیا، بادشاہ نے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے؟ اس نے کہا: میں پہچانتا نہیں، پھر اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام بتایا، پھر کہا کچھ لکھ کر دکھا تاکہ تیرا خط پہچان سکوں، میں نے چند حروف لکھے تو اس نے پہچان کر کہا یہ وہی شخص ہے چنانچہ اس نے مجھے خرید لیا اور وہاں سے روانہ ہوگیا۔

میں نے اس سے اس ہمدردی اور مہربانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا، میں نے اس سال حج کیا اور مدینہ طیبہ جا کر روضہ اطہر پر حاضری دی، پھر قبر انور کے قریب ہی بیٹھ گیا، دل میں خیال پیدا ہوا، کاش! حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم حیات ظاہری میں تشریف فرما ہوتے اور مجھے کسی کام کی بجا آوری کا ارشاد فرماتے، تو میں جان و دل سے تعمیل ارشاد کرتا، اسی فکر میں غلطاں تھا کہ میری نظر کاغذ کے ایک پرزے پر پڑی، جو روضہ اطہر کے ساتھ معلق تھا اور ہوا اس سے اٹکھیلیاں کر رہی تھی، دل ہی دل میں کہا: مجھے اپنے خیال کی تعبیر مل گئی ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کاغذ کے بارے میں حکم دیا ہے، چنانچہ اسے پکڑ کر پڑھا تو اس میں تمہارا نام تحریر تھا، اور استغاثہ بھی تھا، پس میں نے اس شہر کا قصد کیا جہاں تم اسیر تھے، میں نے بادشاہ سے رہائی کا مطالبہ کیا اور تمہیں طلب کر کے تحقیق کی، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خط تم نے ہی لکھا تھا چنانچہ میں نے تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی خاطر خرید کر آزاد کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابراہیم بن مرزوق بیانی کہتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا جسے قفس آہنی میں بند کر کے جکڑ دیا گیا، وہ فریاد کرتا، اور یارسول اللہ! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہائی دیتا، دشمنوں کے سردار نے طنزاً اس سے کہا: تم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پکارو تا کہ تمہیں رہائی دلائیں، جب رات آئی تو ایک شخص نے جھنجوڑ کر کہا اٹھ کر اذان کہو، اس نے کہا: تم دیکھتے نہیں، میری کیا حالت ہے؟ پھر بمشکل اذان دی جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پر پہنچا تو اس کے سینہ سے لوہے کی سلاخ ہٹ گئی، بعد ازاں ایک باغ نظر آیا، جس میں چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک مقام پر جگہ کھل کر غار بن گئی، پس وہ اس میں داخل ہو گیا، اور جزیرہ شقر میں پہنچ گیا، اس کا یہ واقعہ پورے علاقے میں مشہور و معروف ہے۔

زیارت

شیخ ابواسحاق فرماتے ہیں، میرے کندھے پر برص کا داغ پیدا ہو گیا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ علیہ السلام سے مرض کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست اقدس پھیرا، صبح جاگا تو برص کا نام و نشان تک نہ تھا۔

شفا

شیخ عبداللہ محمد بن محمود تجینی بیان کرتے ہیں کہ مجھے باری کا بخار آتا تھا، ایک دن بخار چڑھنے لگا تو میں نے ''کتاب الشفاء فی شرف المصطفیٰ'' کو اٹھا کر سینے اور کندھے پر رکھا، اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ علیہ السلام کی پناہ میں ہوں، بس اسی وقت درد جاتا رہا، حالانکہ میں صاحب فراش تھا۔

شفا کے لئے حکم دعاء عافیت

ایک صالح شیخ نے بیان کیا کہ رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا اور ساتھ ہی میں بخار میں مبتلا ہو گیا، مجھے

خطرہ محسوس ہوا کہ اس دفعہ روزے نہ رکھ سکوں گا، میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور بخار کی شکایت کی، اللہ نے اسی وقت مرض دور کر دیا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے رمضان کے تمام روزے رکھے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن محمد قرطبی کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب بیمار ہو گئے اور تین ماہ تک صاحب فراش رہے نقاہت کی وجہ سے وہ اٹھ بھی نہ سکتے تھے، وہ صحت یابی سے مکمل طور پر مایوس ہو چکے تھے، تنگ دستی غالب آ گئی یہاں تک کہ علاج معالجہ کی وجہ سے سرمایہ ختم ہو گیا، خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر خستہ حالی کی شکایت کی، فرمایا: یہ دعا مانگو

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِيَةَ وَالۡمُعَافَاةَ فِی الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! تجھ سے دنیا وآخرت میں عفو و عافیت اور معافات کا طلب گار ہوں''

پس انہوں نے حالت خواب میں ہی یہ دعا مانگی، صبح بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب تھے، گویا انہیں مرض تھا ہی نہیں، ان کے احباب حسب عادت ان کی عیادت کے لئے آئے تو وہ صحیح سالم تھے، وجہ پوچھی تو سارا ماجرا بیان کر دیا، اسی دوران میں سلطان ملک الاشرف مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے آئے، انہوں نے میرے والد کے ہاں لوگوں کی آمد ورفت دیکھ کر پوچھا، یہ لوگ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ فلاں آدمی بیمار ہے۔ اور لوگ اس کی عیادت کے لئے آرہے ہیں، پس سلطان بھی عیادت کے لئے تشریف لائے اور میرے والد کو صحیح سالم پا کر بڑے حیران ہوئے، والد صاحب نے ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کیا تو سلطان نے واپس جا کر اس قدر مال بھیج دیا کہ عرصہ دراز تک ہم خوش حال رہے۔

وسیلہ جلیلہ

علی بن عبدون سبتی کا بیان ہے کہ ہم لوگ دشمن کی قید میں آ گئے، تو میری مشکیں کس کر مجھے پابہ زنجیر کر دیا گیا اس حالت میں ذیل کے اشعار میرے لبوں پر آ گئے۔

اَوۡ قَفَنِیۡ حُبُّکَ فِيۡمَنۡ يَزِيۡدُ   فِیۡ شَکۡلَةِ الذُّلِّ وَنَعۡتِ الۡعَبِيۡدِ

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کی محبت نے مجھے ان لوگوں کی صف میں لا کھڑا کیا جن کی منکسر المزاجی اور صفت غلامی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے''۔

قَدۡ حَضَرَ الۡبَائِعُ وَالۡمُشۡتَرِیۡ   عَبۡدُکَ مَوۡقُوۡف'' فَمَاذَا تُرِيۡدُ

ترجمہ:۔ ''بیچنے والے بھی موجود ہیں اور خریدار بھی آپ علیہ السلام کا غلام ان کے درمیان کھڑا ہے، فرمایئے! کیا ارادہ ہے بیچنے کا یا رکھنے کا''۔

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تصور باندھ کر دعا مانگی، اے میرے مالک! اپنے محبوب کی عظمت و وجاہت کا صدقہ میری مصیبت دور کر، چنانچہ اگلی ہی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے رہائی مل گئی۔

وسیلہ جلیلہ

امام ابوالحسن بن ابی القاسم عرف ابن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوالبرکات عبدالرحمان بن معد بن بوری میرے پاس آئے، اسوقت ہم دمیاط کی سرحد پر گرفتار تھے، انہوں نے بتایا کہ آج رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دیکھئے ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ فرمایا ''ابن فضل کا دامن پکڑلو'' ابن فضل فرماتے ہیں اس سے پہلے میں دعا کرنے کی کوشش کرتا تھا، مگر زبان ساتھ نہ دیتی تھی، جب فتح کا زمانہ قریب آیا تو نیند سے بیداری کے وقت یہ حالت ہوتی کہ میرے ہاتھ خود بخود دعا کے لئے اٹھے ہوئے تھے، اور زبان پر کلمات دعا جاری ہو جاتے تھے، پھر جب ماہ رجب 618 ہجری کی ایک جمعرات آئی تو میں نے چھوٹے اسیر بچوں کو روزہ رکھنے کے لئے کہا، افطار کے وقت نماز مغرب کے بعد صلاۃ الرغائب ادا کی، پھر میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو بچے آہ وفغاں میں ڈوب گئے، اس دعا کی برکت سے اسی رات دشمن کو اس جزیرہ میں شکست ہو گئی، اور وہ جمعہ کے دن مکمل طور پر مغلوب ہو گئے، پھر 19 رجب بدھ کے روز پورا علاقہ مسلمانوں کے زیر تصرف آ گیا۔

وسیلہ جلیلہ

جب مخذول افرنسیس دمیاط پر قابض ہوگیا تو یہ وحشت ناک خبر اٹھارہ دن بعد مدینہ منورہ پہنچی، اہل شہر نے اس پر آہ وبکا شروع کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فریاد کناں ہوئے، ایک صالح بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جس روز یہ خبر آئی، میں مدینہ طیبہ میں موجود تھا، سادات مغرب میں سے ایک بزرگ جو روضہ اطہر کے مجاور تھے اشکبار آنکھوں سے کہنے لگے، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے، پھر کئی دنوں تک یہی استغاثہ کرتے رہے اور کھانا پینا چھوڑ دیا، بعدازاں کئی لوگوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور دشمن کے قبضہ کے خلاف شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے انہیں دشمن کی ہلاکت کی بشارت دی جس طرح پہلے دی تھی۔

ابوالحجاج کا بیان ہے کہ میں نے ایک ایسے درویش کو دیکھا جو مدینہ منورہ کے راستہ سے بھٹک گیا تھا، جب اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کیا تو اسے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ دکھائی دیا، حالانکہ اس کے اور مدینہ طیبہ کے درمیان دو دن سے زائد کی مسافت حائل تھی۔

استعانت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ابوعبداللہ سالم المعروف خواجہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں بحر نیل کے ایک جزیرے پر ہوں اور ایک مگرمچھ مجھ کو نگلنا چاہتا ہے، جس کی وجہ سے میں انتہائی خوفزدہ ہوں یکا یک ایک شخص میرے سامنے آیا ایسا معلوم ہوا کہ وہ حضور کی ذات پاک ہے، فرمایا: اِذَا كُنْتَ فِي شِدَّةٍ فَقُلْ اَنَا اَسْتَجِيْرُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

ترجمہ:۔ ''جب تو کسی مصیبت میں گرفتار ہوتو کہہ یا رسول اللہ! میں آپ علیہ السلام کی پناہ میں ہوں''

بعدازاں میرے احباب میں سے ایک نابینا بھائی نے سفر زیارت کا ارادہ کیا، میں نے اس سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا اور کہا: جب تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ، تو مذکورہ بالا کلمات کہنا۔ چنانچہ وہ سفر کرتے ہوئے مقام رابع پر پہنچا، وہاں پانی کی سخت قلت تھی، اس کے ساتھ ایک خادم بھی تھا جو پانی کی تلاش میں نکلا، وہ کہتا ہے کہ مجھے اس وقت وہ ارشاد یاد آیا تو میں نے پکار کر کہا

اَنَا اَسْتَجِیْرُکَ یَا رَسُوْلَ اللہ یہ الفاظ ابھی میری زبان پر تھے کہ ایک شخص کی آواز آئی زَمّ قُرْبَتَکَ اپنا مشکیزہ بھر لے، پھر میں نے مشکیزہ میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ مشکیزہ لبریز ہو گیا، مجھے معلوم نہیں کہ وہ شخص کہاں سے آیا تھا۔

سلامتی

شیخ صالح ابوالحسن علی بن یوسف بقوی فرماتے ہیں کہ ایک رات حالت خواب میں ایک عظیم الجثہ شیر نظر آیا جو پھاڑ کھانے کے لئے میری طرف بڑھ رہا تھا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کرتے ہوئے فوراً ندا کی ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم'' تو وہ سامنے سے ہٹ گیا، مگر اس کے بعد داہنی جانب سے حملہ آور ہوا، میں نے پھر پکارا ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم'' تو وہ ایک طرف ہو گیا، پھر پیچھے سے آیا تو میں نے پھر حضور علیہ السلام کا نام لیا، اچانک ایک شخص آ کر میرے اور شیر کے درمیان حائل ہو گیا، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

زیارت حضور علیہ السلام

ابومحمد عبداللہ بن علی صنہاجی بیان کرتے ہیں کہ میں تقریباً چھ ماہ تک شام میں بیمار رہا، جب میں نے دیکھا کہ کارواں تیار ہے تو میں نے بھی عزم سفر باندھا، اہل قافلہ نے اعلان کیا کہ تین دن کا پانی لے لو، جب رات آئی تو میں نے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی اور عرض کیا اَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَارَسُوْلَ اللہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں آپ کا مہمان ہوں'' پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار نصیب کرے، تاکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنے بارے میں مشورہ کر لوں، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، بخت جاگ اٹھے اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حاصل ہو گیا میں نے سلام پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے مجھے گلے لگا لیا اور فرمایا ''تمہیں اپنی تمنا پوری ہونے کی بشارت ہو، اور خوف نہ کرو'' صبح اٹھے تو حضور علیہ السلام کی برکت سے اتنا پانی دستیاب ہوا کہ تمام قافلہ والوں نے سیر ہو کر پیا، مجھے بھی طاقت حاصل ہو گئی اور میں قافلہ سے آگے آگے چلنے لگا، یہ سب حضور علیہ السلام کی برکت تھی۔

خراسانی کا حج

ایک خراسانی شخص ہر سال حج کرتا تھا، جب وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا تو طاہر بن یحییٰ کو نذرانہ پیش کرتا، مدینہ منورہ کے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ تم بلاوجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو، کیونکہ طاہر ان نذرانوں کو ایسی جگہ خرچ کرتا ہے جو خدا کو ناپسند ہے، چنانچہ اس سال خراسانی نے طاہر کو کچھ پیش نہ کیا، جب اگلے سال حاضر ہوا تو دوسرے لوگوں کو جو کچھ دینا تھا، دیا، مگر طاہر کو کچھ نذرانہ نہ دیا، نہ اس سے ملاقات کی۔

اس خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تیسرے سال حج کے لئے رخت سفر باندھا تو خواب میں حضور رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم پر افسوس، تم نے طاہر کے بارے میں اس کے بدخواہوں کی بات سن لی اور اس سے ملاقات کا تعلق ختم کر دیا، اس طرح نہ کرو بلکہ تلافی مافات کرو اور آئندہ قطع تعلقی سے اجتناب کرو۔''

وہ کہتا ہے کہ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور آئندہ اسے نذرانہ دینے کا ارادہ کیا اور چھ سو دیناروں پر مشتمل تھیلی بھی ساتھ لے لی، جب مدینہ طیبہ پہنچا تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا، اس کے ہاں مجلس منعقد تھی، مجھے دیکھ کر کہا: اے فلاں شخص! اگر تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہ بھیجتے تو تم تو آنے کے لئے تیار نہ تھے، تم نے میرے بارے میں دشمنان خدا کی بات مان لی اور اپنی عادت کریمانہ کو ترک کر دیا، یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خواب میں تم کو ملامت کی اور مجھے چھ سو دینار دینے کا حکم دیا، پھر میری طرف دینار لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا، اس کی بات سن کر مجھ پر دہشت طاری ہوگئی، میں نے کہا: معاملہ ایسا ہی ہے، مگر آپ کو کیسے پتہ چلا ہے؟ طاہر علوی نے کہا: اس کا علم تو مجھ کو پہلے سال سے ہے۔ جب تم نے نذرانہ روک لیا، جب دوسرے سال تمہارے آنے اور پھر چلے جانے کی اطلاع ملی تو مجھ پر انتہائی گراں گزرا، میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا، آپ علیہ السلام فرما رہے تھے ''غم نہ کرو، میں نے خواب میں اس خراسانی کو تمہارے بارے میں سرزنش کی ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ گزشتہ کوتاہی کی تلافی کر کے تمہیں نذرانہ پیش کرے، اور آئندہ جہاں تک ہو سکے، مالی معاونت جاری رکھے'' پس میں نے جب تم کو دیکھا، تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر پوری فرما دی ہے۔ خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تھیلی نکال کر طاہر کے حوالے کی اس کا ہاتھ چوما اور پیشانی پر بوسہ دیا، نیز التجاء کی کہ وہ بدخواہوں کی بات سننے کی غلطی معاف کر دے۔

وسیلہ جلیلہ

ابو عبداللہ محمد بن سالم سجلماسی نے بیان کیا کہ میں نے زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قصد کیا، اور پا پیادہ ہی چل پڑا، راستے میں جب بھی ضعف و ناتوانی کا احساس ہوتا تو عرض کرتا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام کی مہمانی میں ہوں تو کمزوری دور ہو جاتی۔

وسیلہ جلیلہ

احمد بن محمد سلاوی کہتے ہیں کہ جب میں بارگاہ رسالت علیہ السلام سے روانہ ہونے لگا تو عرض کیا، یا حبیبی یا محمد یا سید الکونین میں صحرا میں داخل ہو رہا ہوں جب کسی مصیبت کا سامنا ہو گا تو اللہ سے دعا کروں گا اور آپ علیہ السلام کا وسیلہ پکڑوں گا، بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حضور حاضر ہو کر یہی کلمات دہرائے پھر سات دن تک مسلسل بیابان میں رہا، ایک دفعہ تو پانی کے کنوئیں میں گر گیا، جہاں صبح تک پڑا رہا، اور موت صاف نظر آ رہی تھی اس مشکل گھڑی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کہے ہوئے الفاظ یاد آئے، میں نے پکار کر کہا یا حبیبی یا محمد یا سید الکونین پھر خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استغاثہ کیا ناگاہ معلوم ہوا کہ کسی نے دستگیری کر کے مجھے کنوئیں سے نکال لیا، دراصل یہ حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم تھی۔

وسیلہ جلیلہ

ابوالعباس مرسی فرماتے ہیں کہ میں بحری سفر پر تھا کہ اچانک طوفان آ گیا اور ہمیں غرق ہونے کا یقین ہو گیا، اسی اثناء میں کسی کی آواز سنائی دی اے دشمنو! اے دشمن کی اولادو! تم یہاں کیوں آ گئے ہو؟ تو میں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

"اے اللہ! بحرمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بچا لے اور سلامت رکھ"

وہ کہتے ہیں کہ ابھی میں نے دعا کے الفاظ ختم بھی نہ کیے تھے، کہ فرشتے جہاز کو گھیرے ہوئے نظر آئے وہ مجھ کو سلامتی کی نوید دے رہے تھے، میں نے ساتھیوں کو خوش خبری دی کہ کل انشاء اللہ ہم مرسی بخیر وعافیت پہنچ جائیں گے۔

صالح بن شوشا بلنسی بیان کرتے ہیں کہ ہم کشتی پر سوار تھے کہ دشمن کے جہاز نے ہمارا تعاقب کیا، اور ٹکرانے کی کوشش کی، میں نے پکار کر کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہم آپ علیہ السلام کے مہمان ہیں، اسی اثناء میں اچانک دشمن کے جہاز میں زوردار دھماکہ ہوا، اس کے بادبان ٹوٹ گئے تختے گر گئے اور دشمنوں کو اپنی پڑ گئی جبکہ ہم برکت مصطفیٰ علیہ السلام سے صحیح سالم تونس پہنچ گئے۔

وسیلہ جلیلہ

ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہم بحر عیذاب میں سفر کر رہے تھے، کہ طوفان میں گھر گئے ہم نے تمام اشیاء اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں اور موت کا انتظار کرنے لگے، ہمارے ساتھ دیار مغرب کا ایک صالح آدمی بھی تھا اس نے پکار کر کہا اے حاجیو! صبر سے کام لو، انشاء اللہ تم خیر وعافیت کے ساتھ ساحل تک پہنچ جاؤ گے میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کے یہ امتی مدد کے طلبگار ہیں، آپ علیہ السلام کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضور نے

ان کو حکم دیا کہ ''اس کشتی کو بحفاظت کنارے پر پہنچا دیجئے'' میں نے بچشم خود یہ نظارہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمندر میں اتر کر جہاز کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھا اور اسے کھینچ کر کنارے تک لے آئے، میں نے لوگوں سے کہا: تم کو اس استغاثہ کے باعث یہ نجات ملی ہے اور تم خیر و عافیت کے ساتھ خشکی پر آئے ہو۔

وسیلہ جلیلہ

ابو عبداللہ محمد بن علی کا بیان ہے کہ میں جرجر میں تھا، وہاں سے بحری سفر اختیار کیا تو منجدھار میں پھنس گیا، اور ڈوبنے کی نوبت آگئی، فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پس اللہ کی قدرت سے ایک لکڑی میرے قریب آگئی جس کے سہارے کنارے آلگا یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلہ سے نجات عطا کی۔

وسیلہ جلیلہ

فقیہہ امام قاسم ابن فقیہہ شہید جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے 645 ہجری میں قصیر سے مکہ مکرمہ کا قصد کیا، عصر کے بعد جزیرہ سرناقہ کے گہرے پانی کو عبور کرنے لگے، تو سمندر کی موجیں سرکش ہوگئیں، ہوا بگڑ گئی، ادھر سورج بھی غروب ہو گیا اور خشکی تک پہنچنا ہمارے بس میں نہ رہا، نہ ہی جہت کا پتہ لگ رہا تھا، ہم نے کشتی کا لنگر ڈال کر اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو طوفان میں اضافہ ہو گیا اور کشتی کے دستے کھل گئے، مصیبت کی اس گھڑی میں ہم نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کیا، ابھی ایک پل بھی نہ گزرا تھا کہ کشتی میں سوار ایک حاجی جس نے تین حج کر رکھے تھے، نیند سے بیدار ہوا، وہ بہت خوش تھا اس نے کہا: خوشخبری ہو میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''سلامتی کی بشارت ہو تم سب پیر کے دن، بخیر و عافیت مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ گے''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رات کا باقی حصہ خیریت کے ساتھ گزارا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے سارا سفر خیر و عافیت سے کٹ گیا اور ہم پیر کے روز مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

وسیلہ جلیلہ

شیخ صالح ابو محمد عبدالرحمان میدانی کا بیان ہے کہ ایک رات میں بحر اسکندریہ کے ساحلی جزیرہ پر واقع قیام گاہ میں اقامت پذیر تھا، اچانک خیال آیا کہ ملک صالح کرک میں قید ہے اسکے لئے دعا مانگوں، میں شیخ مغاور کے مزار پر حاضر ہوا، وہاں چند رکعت نماز ادا کی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلہ سے ملک صالح کی رہائی کی دعا مانگی بعد ازاں وہیں سو گیا، خواب میں دیکھا کہ ایک شخص فوجی دستوں کے محاصرے میں ہے اور گھیرا توڑنے کی کوشش کر رہا

ہے، مگر کامیاب نہیں ہوتا، میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ یکا یک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں تشریف لے آئے، آپ علیہ السلام نے سبز حلہ زیب تن فرما رکھا تھا اور آپؐ کے دائیں بائیں نور کے دو مینار تھے جو آسمان تک بلند تھے، جونہی آپ علیہ السلام ان فوجی دستوں کے پاس پہنچے تو وہ تتر بتر ہو گئے، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کے چند دن بعد اطلاع ملی کی ملک صالح رہا ہو کر مصر پہنچ گئے ہیں۔

وسیلہ جلیلہ

شیخ ابو مدین ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک بار حمام میں گیا، وہاں ایک تیل نظر آیا جسے میں نے داڑھی پر ملا، باہر نکلا تو داڑھی کے سارے بال جھڑ چکے تھے، میں نے دعا مانگی، الٰہی! میں تجھ سے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجاہت کے صدقہ میں دعا کر رہا ہوں کہ میری داڑھی اگ آئے، تو اسی رات داڑھی اگ آئی اور حضور کی برکت سے پہلے کی طرح یا اس سے بھی حسین ہو گئی۔

وسیلہ جلیلہ

حافظ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الواعظ بیان کرتے ہیں کہ حماد کے ہاتھ میں آبلے نکل آئے اور وہ پھٹ گیا، طبیبوں کی رائے یہ ٹھہری کی اسے کاٹ دیا جائے، حماد کہتے ہیں کہ وہ رات میں نے انتہائی پریشانی میں چھت پر گزاری، اور بارگاہ خداوندی میں التجا کی، اے بے مثال سلطنت کے مالک! مجھے شفا دے دے، پھر حالت خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ہاتھ کی طرف نگاہ کرم فرمایئے، فرمایا ''اپنا ہاتھ دراز کرو'' میں نے ہاتھ آگے پھیلایا تو حضور علیہ السلام نے اس پر اپنا دست مبارک کرم پھیر کر فرمایا ''اب کھڑے ہو جاؤ'' میں کھڑا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہاتھ کی بیماری زائل ہو چکی تھی۔

وسیلہ جلیلہ

سید شریف قاسم بن زید بن جعفر الحسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور دائیں کا جوڑا کھڑ گیا، وہ کہتے ہیں کہ میرے دونوں ہاتھ ایک ماہ تک میری گردن کے ساتھ بندھے رہے، سردی کا موسم تھا، میں شدت درد کی وجہ سے سو نہ سکتا تھا، ایک رات آنکھ لگی تو تین شخص نظر آئے، میں نے ان میں سے ایک سے تعارف پوچھا تو فرمایا: میں ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں یہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور یہ ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، جونہی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دوڑا اور زار و قطار رو کر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ علیہ السلام میری حالت نہیں دیکھتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ تھام کر اپنا دست اقدس اس کے اوپر پھیرا اور فرمایا ''کھانے میں زیتون کا تیل استعمال کیا کرو، نیز اس کی مالش کرو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری خستہ حالی پر نگاہ فرمایئے تو

آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتے ہوئے فرمایا ''میرا اور میرے اہل بیت کا وسیلہ پکڑو'' جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا، پھر پٹیاں کھول دیں تو برکت مصطفی علیہ السلام سے میرے ہاتھ صحیح ہو چکے تھے، بعدازاں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ارشاد کے مطابق زیتون کے تیل کا استعمال بھی کیا۔

ایمان

استاذ ابوالعباس احمد بن محمد جرجی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیویہ کا ایک شخص دیکھا جو فارس میں ہیمان الھیجادی کے نام سے مشہور تھا، اس نے سلطان کامل کے دربار میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا، یہ وہ زمانہ تھا جب دشمن نے دمیاط کی سرحد کا محاصرہ کر رکھا تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ اہل دیویہ کے ساتھ میری تلخ کلامی ہوئی جس کی وجہ سے میں نے ان کو خیر باد کہا، اور خچر پر سوار ہو کر چل پڑا اور اپنا گھوڑا بھی ساتھ لے لیا، ان لوگوں نے میرا تعاقب کیا جس کی وجہ سے مجھے شدید پریشانی لاحق ہوئی، دوسری مصیبت یہ ہوئی کہ میرا گھوڑا چھوٹ کر بھاگ گیا، اس مصیبت میں گھر کر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے استغاثہ کیا، اے محمد بن عبداللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اگر میرا گھوڑا واپس آ گیا تو خلوص نیت سے آپ (علیہ السلام) پر ایمان لے آؤں گا، اس استغاثہ کے معاً بعد میرا گھوڑا واپس آ گیا اور میرے ارد گرد چکر لگانے لگا تو میں نے اسکو پکڑ لیا، پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر تجدید ایمان کی، کہتے ہیں کہ اس شخص نے راہ خدا میں جہاد کیا اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا یہ سب برکت مصطفٰے علیہ السلام کا ثمرہ تھا، شہادت کے وقت اس کی زبان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسم گرامی تھا۔

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

ایک پاکباز شخص کافروں کی قید میں تھا، اس کا بیان ہے کہ جس علاقے میں وہ قید تھا، وہاں کے حاکم یا اس کے بھائی کا بحری بجرہ ساحل کے قریب لنگر انداز ہوا، تو حاکم نے تمام قیدی اکٹھے کیے اور ان کے ساتھ شہر کے کچھ لوگ بھی طلب کیے تاکہ بجرے کو کھینچ کر کنارے تک لے آئیں، تین ہزار کی تعداد ہونے کے باوجود وہ اسے سمندر سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکے، پھر ایک شخص حاکم کے پاس آیا اور کہا: سوائے مسلمانوں کے کوئی اس بجرے کو باہر نہیں نکال سکتا، مگر اسکے لئے شرط یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہنا چاہیں اس سے انہیں منع نہ کیا جائے، وہ صالح شخص کہتا ہے کہ اس حاکم نے ہم مسلمانوں کو جمع کر کے کہا، کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو، کوئی ممانعت نہیں، اس وقت ہماری تعداد ساڑھے چار سو تھی، ہم سب نے بیک آواز نعرہ بلند کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، تو اس استغاثہ اور توسل کی برکت سے ایک ہی ہلے میں بجرہ باہر نکل آیا۔

آزادی

ابوالقاسم بن تمام کہتے ہیں، ہم دس آدمی ابو یونس کے پاس قصر طوبیٰ میں گئے اور درخواست کی کہ ہمارے

لئے امیر کی ماں کے نام ایک نامہ لکھ دیجئے کیونکہ زیادۃ اللہ امیر نے دوسو علماء گرفتار کر کے فوجیوں کے پاس بھیج دیئے ہیں، ابو یونس نے کہا: میں امیر کو جانتا ہوں نہ اسکی ماں کو، میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شناسائی رکھتا ہوں، آج رات ان کے متعلق بارگاہ الٰہی میں استغاثہ پیش کروں گا، انشاء اللہ آزاد ہو جائیں گے۔ وہ رات جمعہ کی تھی، ابو یونس نے اٹھ کر یوں استغاثہ کیا۔

''یَا اَحْمَدُ یَامُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یَا مَنْ جَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ''

آپ علیہ السلام کی امت کا ایک گروہ میرے پاس آیا اور ایک صالح جماعت کی رہائی کی التجاء کی، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ان کی رہائی کیلئے وسیلہ اختیار کرتا ہوں، بعد ازاں اپنی اوراد و وظائف پڑھ کر سو گیا، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار نصیب ہوا، فرمایا ''اے ابا یونس! تم نے ان صالح قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی ہے انشاء اللہ کل رہا ہو جائیں گے'' ابن تمام کہتے ہیں، جب صبح ہوئی تو ہم نے پوچھا: اے ہمارے سردار! ہماری التجاء کا کیا بنا، فرمایا: میں نے دربار رسالت علیہ السلام میں ان کے لئے استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کل تک ان کی رہائی کا مژدہ دیا ہے، چنانچہ جمعہ کے روز وہ علمائے کرام زیادۃ اللہ بن اغلب کے پاس حاضر ہوئے اور سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دے کر خوش آمدید کہا، پھر کہنے لگا، اے معزز علمائے کرام! اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت کرے جس نے تم کو گرفتار کر کے یہاں بھیجا ہے، میں تم سب کو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔

ادائیگی قرض

ابن محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک شخص نے میرے باپ کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے، پھر جہاد کے ارادے سے نکلا، جاتے ہوئے کہہ گیا کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو خرچ کر لینا، اور میری واپسی پر مجھے ادا کر دینا، کچھ عرصہ بعد اہل مدینہ خشک سالی اور قحط سے دوچار ہوئے تو میرے باپ نے وہ رقم لوگوں میں بانٹ دی، پھر زیادہ مدت نہ گزری کہ وہ شخص واپس آ گیا، اور رقم کا مطالبہ کیا، میرے باپ نے اس سے کہا کل آیئے، ابن محمد کا بیان ہے کہ وہ رات میرے باپ نے انتہائی پریشانی میں کبھی روضہ اطہر کے پاس کبھی منبر کے نزدیک بسر کی، جب پو پھٹنے کا وقت آیا تو دیکھا کہ کوئی شخص پکار کر کہہ رہا ہے، محمد! ٹھہرو، پھر ہاتھ بڑھا کر ایک تھیلی دی جس میں اسی دینار تھے، صبح ہوئی تو وہ شخص آ گیا اور محمد بن منکدر نے اس کے اسی (80) دینار لوٹا دیئے۔

تلاوت قرآن کریم

ابو القاسم عبید اللہ بن منصور مقری کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار مجھ سے کئی کئی ہفتے قرض لیتے رہتے، جب قرض سو درہم سے زیادہ واجب الادا ہو جاتا تو میں ادائیگی کا تقاضا کرتا تو قسم دے کر فرماتے ہفتہ کے روز ادا کر دوں گا اور حسب وعدہ ادا کر دیتے ایسا کئی بار ہوا آخر میں نے پوچھ ہی لیا، والد محترم! یہ رقم آپ کو کہاں سے ہاتھ

آجاتی ہے؟ رو کر کہنے لگے، بیٹا! میں تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف جمع کرتا رہتا ہوں، جمعہ کی رات مکمل کر کے اس کا ثواب بارگاہ رسالت علیہ السلام میں پیش کرتا ہوں، پھر عرض کرتا ہوں، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مقروض ہوں نگاہ کرم فرمایئے، تو اس قدر رقم مجھے مل جاتی ہے کہ جہاں سے وہم و گماں بھی نہیں ہوتا، اسطرح میرے قرضے ادا ہوتے رہتے ہیں۔

ادائیگی قرض

حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مجاور یوسف بن علی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر قرض کی رقم بڑھ گئی تو مدینہ شریف چھوڑ جانے کا ارادہ کر لیا، پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر ادائے قرض کے لئے استغاثہ کیا، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت ہوئی، فرمایا ''یہیں ٹھہرو'' اسی دوران میں اللہ نے ایک بندہ مہیا کر دیا جس نے قرض چکا دیا۔

سفر حرم

اُم فاطمہ اسکندرانیہ کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ آئی تو سفر کی دشواری کی وجہ سے اس کے پاؤں متورم ہو گئے اور وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئی، روضہ اطہر کا طواف کر کے عرض کرتی یا حبیبی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگ گھروں کو لوٹ گئے، میں رہ گئی ہوں، واپس جانے سے قاصر ہوں یا تو کسی صورت اہل و عیال کے پاس جانے کا اہتمام ہو جائے یا پھر ادھر ہی موت آ جائے تا کہ بارگاہ اقدس سے تعلق رہے، وہ ان کلمات کو دہراتی رہی تا آنکہ تین عرب جوانوں نے آواز دی، ہے کوئی جو مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو؟ یہ سن کر اُم فاطمہ نے فوراً جواب دیا: ہاں! میں جانا چاہتی ہوں، ایک جوان نے مجھ سے کہا: اٹھو میں نے کہا میں اٹھ نہیں سکتی اس نے کہا: پاؤں دراز کرو، پس میں نے پاؤں پھیلا دیئے، میری حالت دیکھ کر وہ حیرت سے پکار اٹھے یہ تو وہی ہے، پھر ایک تیز رو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ مکرمہ پہنچا دیا، بعد ازاں ایک جوان سے اس واقعہ کی حقیقت پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے ''اس معذور متورم عورت کو مکہ مکرمہ پہنچا دو کیونکہ یہ کئی دنوں سے میری بارگاہ میں استغاثہ کر رہی ہے'' اس عورت کا بیان ہے کہ میں بہت آرام و سکون کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچی، میرے پاؤں کی تکلیف بھی زائل ہو چکی تھی، بعد ازاں بغیر کسی تکان کے سکندریہ پہنچ گئی۔

شفایابی

حضرت عبدالرحمان جزولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہر سال میری آنکھوں کو بیماری لاحق ہو جاتی تھی، ایک سال مدینہ منورہ میں تکلیف ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر ہو کر استمداد کی۔

''يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَا فِيْ حِمَايَتِكَ فَاِنَّ عَيْنِيْ مَرِيْضَة''۔

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ علیہ السلام کی پناہ وحمایت میں ہوں، میری آنکھ کو تکلیف ہے۔''
بس استغاثہ کی دیر تھی، میری آنکھ ٹھیک ہوگئی اور پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔

توشہ

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم رندی کہتے ہیں کہ، میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا، میرے ساتھ کچھ درویش بھی تھے، جب چلنے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توشہ کے لئے بیس درہم درکار ہیں، اسی اثناء میں ایک شخص ملا جس نے بیس درہم پیش کئے۔

شفا

بغداد میں ایک علویہ اقامت پذیر تھی اور پندرہ سال سے بیمار تھی، ایک رات سو کر اٹھی تو بالکل تندرست تھی اور اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوگئی تھی، اس سے اس حیران کن شفایابی کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیا کہ میں نے گھبرا کر دعا مانگی، الٰہی! میری مصیبت دور کر دے یا مجھے موت آجائے پھر خوب روئی، بعدازاں! خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا میں نے خوفزدہ ہو کر کہا اے شخص! تمہارے لئے کیسے جائز ہے کہ تو میری طرف دیکھے؟ اس نے کہا: میں تمہارا باپ ہوں، میں سمجھی کہ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، میں نے عرض کیا، اے امیر المومنین! آپ نے میری خستہ حالی نہیں دیکھی؟ فرمایا ''بیٹی! میں تمہارا باپ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں'' تو میں نے رو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے صحت کی دعا فرمایئے تو آپ علیہ السلام نے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی، پھر فرمایا ''اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو'' میں نے ہاتھ بڑھایا تو آپ علیہ السلام نے کھینچ کر بٹھا دیا، پھر فرمایا ''اب اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جاؤ'' میں نے کہا: کس طرح اٹھوں؟ فرمایا ''اپنے ہاتھ آگے کرو'' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ کر کھینچا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی؟ آپ علیہ السلام نے تین بار ایسا کر کے فرمایا ''اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت عطا فرمائی ہے، اب اللہ کا شکر بجا لاؤ اور اس سے ڈرو'' بعدازاں مجھے چھوڑ کر چل دیئے، جب صبح آنکھ کھلی تو میں صحت یاب تھی۔

شفا

امام ابومحمد عبدالحق لشبیلی فرماتے ہیں کہ میں غرناطہ کے ایک بیمار شخص کے ہاں ٹھہرا، طبیب اس کے علاج سے عاجز آچکے تھے، اور اسکی صحت یابی سے مایوس تھے، اسی حالت میں وزیر ادیب ابوعبداللہ محمد بن ابی الخفال نے اس کی طرف سے ایک عریضہ بارگاہ میں تحریر کیا جس میں صحت یاب ہونے کی درخواست تھی اس خط میں ذیل کے اشعار بھی لکھے تھے۔

كِتَابُ وَقِيْذٍ فِيْ زَمَانَتِهٖ مُشْفِى ۔۔۔ بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحْمَدَ يَسْتَشْفِىْ

ترجمہ:۔ ''یہ خط ہے عرصہ دراز کے بیمار شخص کا جو ہلاکت کے قریب ہے اور قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفا کا طالب ہے''۔

لَهٗ قَدَم'' قَيَّدَ الدَّهْرُ خَطْوَهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا الْاِ شَارَةَ بِالْكَف

ترجمہ:۔ ''اسکے قدموں کو زمانے نے روک رکھا ہے، وہ کچھ نہیں کرسکتا بجز ہاتھ کے اشارہ کے''

وَلَمَّا رَأَى الزُّوَّارَ يَبْتَدِرُوْنَهٗ وَقَدْ عَاقَهٗ عَنْ قَصْدِهٖ عَالَقُ الضَّعْف

ترجمہ:۔ ''جب اس نے زائرین بارگاہ کو بڑھتے ہوئے دیکھا اور خود اسے اُس کی ناتوانی نے اس ارادہ سے باز رکھا''۔

بَكٰى اَسَفًا وَاسْتَوْدَعَ الرَّكْبَ اِذْغَدَا تَحِيَّةَ صِدْقٍ تُفْعِمُ الرَّكْبُ بِالْعَرْف

ترجمہ:۔ ''تو افسوس سے رو پڑا اور اہل قافلہ کو صبح کے وقت صدق کا تحفہ دیکر رخصت کیا، جو اہل قافلہ کو اپنی خوشبو سے معطر کررہا تھا''۔

فَيَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الشَّفِيْعِ لِرَبِّهٖ دُعَاءَ مَهِيْضٍ خَاشِعَ الْقَلْبِ وَالطَّرْف

ترجمہ:۔ ''اے خاتم الرسل! علیہ السلام اپنے پروردگار کی طرف سے منصب شفاعت پر فائز، مصیبت زدہ کی پکار سن جو دل ونگاہ کی عاجزی سے پکار رہا ہے۔

دَعَاكَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسُ كَشْفُهٗ لِيَصْدِرَ دَاعِيْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ كَشَف

ترجمہ:۔ ''اس نے ایسی بیماری کے ازالہ کے لئے پکارا ہے جس کے علاج سے لوگ عاجز آ گئے تاکہ وہ صحت یابی کے ساتھ لوٹے''۔

لِرَجُلٍ رَمٰى فِيْهَا الزَّمَانُ فَقَصَوَتْ خُطَاهَا عَنِ الصَّفِ الْمُقَدَّمِ فِى الزَّحْف

ترجمہ:۔ ''ایک ایسے شخص کے لئے جسے زمانے نے جنگ کی بھٹی میں ڈالا، مگر اس کے قدم صف اول میں کھڑے ہونے سے قاصر ہیں''۔

وَاِنِّى لَاَرْجُوْ اَنْ تَعُوْدَ سَوِيَّةً بِقُدْرَةِ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَمَنْ يَّشْفِىْ

ترجمہ:۔ ''میں اس ذات سے پرامید ہوں کہ اس کی قدرت سے پہلے کی طرح تنومند ہو جاؤں جو ہڈیوں کو زندہ کرتی ہے اور جو شفا دیتی ہے''۔

فَاَنْتَ الَّذِىْ نَرْجُوْهُ حَيًّا وَ مَيْتًا لِصَوْفِ خُطُوْبٍ لَا تَزِيْغُ اِلٰى صَرْف

ترجمہ:۔ ''آپ علیہ السلام کی ذات سے زندگی اور موت میں مصائب کے ٹلنے کی امید ہے جو کسی صورت ٹلنے کا نام نہیں لیتے''۔

عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ عِدَّةَ خَلْقِهٖ وَمَا تَقْتَضِيْهِ مِنْ مَّزِيْدٍ وَمِنْ ضَعْف

ترجمہ:۔ ''آپ علیہ السلام پر اللہ کا سلام ہو مخلوق کی تعداد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ جو آپ علیہ السلام کے شایان ہو''۔

جس وقت یہ قافلہ روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور مذکورہ بالا اشعار پڑھے تو اس شخص کو شفا مل گئی اس کے بعد جب عریضہ لے جانے والا شخص لوٹا تو اس نے بیمار شخص کو اس حالت میں دیکھا گویا اسے کوئی عارضہ لاحق ہوا ہی نہ تھا۔

شفا

ابن لونی کہتے ہیں میرے والد کو ضیق النفس کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے وہ بالا خانے سے اتر بھی نہیں سکتے تھے، لوگ ان کے پاس پڑھنے کے لئے بھی آتے تھے، ادھر میں نچلی منزل میں صاحب فراش تھا، میں نے خواب میں دیکھا گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے ہیں، میں نے تکیہ پیش کیا تو آپ علیہ السلام ٹیک لگا کر بیٹھے، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے والد صاحب ضعیف العمر ہیں اور ضیق النفس کے مرض میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے وہ بالا خانے سے نیچے نہیں آسکتے، اور میں بھی بوجہ بیماری ان کے پاس نہیں جا سکتا، میری یہ گزارش سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے پاس تشریف لے گئے، جب نماز صبح کا وقت آیا تو میں نے آہ آہ کی آواز سنی وہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے، میرے پاس آ کر کہنے لگے، بیٹا! آج رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے، میں نے جواب دیا: ہاں! حضور علیہ السلام میرے پاس ہی سے آپ کے ہاں تشریف فرما ہوئے اس کے بعد ہم دونوں صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

سفرِ خیر

ابو موسیٰ عیسیٰ بن سلامہ ابن سلیم کہتے ہیں کہ ابو مروان عبد الملک بن حزب اللہ تیرہ سال تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے، اسی دوران میں قحط پڑا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کیا، خواب میں رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے اپنی شدید حاجت کی شکایت کی، فرمایا ''شام چلے جاؤ'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام سے جدائی کیسے برداشت کروں گا؟ فرمایا شام کا راستہ لو، میں نے پھر وہی عذر کیا، تو فرمایا ''حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مزار کی طرف سفر کرو'' پس میں نے حسب ارشاد شام کا سفر اختیار کیا اور واقعتاً یہ سفر بہت خیر و برکت کا سفر ثابت ہوا۔

تلاوت قرآن مجید

ابو موسیٰ ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو الغیث ربیع ماردینی مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرتے تھے حالانکہ وہ الفاظ سے آشنا نہ تھے، مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا، جب میں ان کے پاس مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تو انہیں تجوید کے ساتھ بہترین تلاوت کرتے ہوئے دیکھا میں نے سبب پوچھا تو فرمایا: میں مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران رات مسجد نبوی میں گزارتا تھا اور تنہائی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کرتا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں التجا کی کہ مجھے دیکھ کر قرآن پڑھنے کی توفیق عطا ہو، یہ عرض کر کے وہیں بیٹھ گیا تو اونگھ آ گئی حالت خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار ہوا، تو آپ علیہ السلام نے مژدہ دیا ''مار دینی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اب بسم اللہ پڑھ کر قرآن کی تلاوت کرو'' چنانچہ جب صبح کی روشنی ہوئی تو میں نے حسب ارشاد مصحف کھول کر تلاوت شروع کر دی پھر کہیں غلطی ہوتی تو خواب ہی میں اس پر متنبہ کر دیا جاتا۔

سند قرأت

جامع عتیق مصر کے ایک قاری نے طلاق ثلاثہ کی قسم کھالی کہ جو شخص مجھ سے فن تجوید کی تکمیل کرے گا میں اس کو اس وقت تک سند اجازت نہیں دوں گا جب تک وہ دس دینار بطور نذرانہ پیش نہیں کرتا، اگر چہ وہ سند کا حق دار ہو، اسی دوران میں ایک نادار شخص نے قاری مذکور سے قرأت پڑھی، فراغت کے بعد سند اجازت طلب کی تو قاری نے اپنی قسم کا ذکر کیا جس سے وہ بڑا رنجیدہ ہوا، دوستوں سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ بمشکل پانچ دینار جمع کر پائے، قاری کی خدمت میں پانچ دینار پیش کئے تو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، پس شکستہ خاطر ہو کر نکلا تو حج کے کارواں پر نظر پڑی، دل میں سوچا کہ یہ رقم حج کے لئے خرچ کرتا ہوں، چنانچہ اشیائے ضرور یہ خرید کر کارواں کے ساتھ ہولیا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا، حج کی سعادت حاصل کی، پھر مدینہ طیبہ کا قصد کیا، روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام پر سلام ہو، پھر دس آیات ائمہ سبعہ کی قرأت کے مطابق تلاوت کیں پھر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ قرأت فلاں شیخ ومقری کے واسطہ سے آپ علیہ السلام کی سند کے ساتھ جبریل امین اور اللہ تعالیٰ سے مجھ تک پہنچی ہے، میں نے اپنے شیخ سے سند اجازت طلب کی ہے، مگر وہ دینے سے انکاری ہیں، اسکے لئے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں مدد کی درخواست کرتا ہوں اس استغاثہ کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار ہوا، فرمایا ''جاؤ اپنے شیخ کو میرا سلام دو اور کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تم کو حکم دیتے ہیں کہ سند اجازت مفت دے دیں، اگر وہ تمہاری تصدیق نہ کریں تو کہنا کہ حضور (علیہ السلام) نے اس ارشاد کی نشانی زمراً زمراً فرمائی ہے'' اسکے بعد وہ نادار آدمی مصر آیا اور اپنے شیخ سے ملاقات کر کے پیغام دیا تو شیخ نے ماننے سے انکار کر دیا، اس نے کہا: میری صداقت کی نشانی زمراً زمراً ہے، یہ سنتے ہی شیخ کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر پڑا، جب ہوش آیا تو حاضرین مجلس نے اس واقعہ کا سبب پوچھا، شیخ نے کہا: میں قرآن کی بہت تلاوت کرتا تھا، ایک دن سورۃ البقر آیت 78 وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ کی تلاوت کی تو قسم کھائی کہ آئندہ فہم وتر دید کے بغیر قرآن کی تلاوت نہ کروں گا، اس طرح حفظ وتلاوت کی رفتار کم ہوگئی اور ایک عرصہ تک اس کے قلیل حصے سے تجاوز نہ کر سکا، پھر قسم کا کفارہ دے کر دوبارہ حفظ کرنا شروع کیا اور حفظ مکمل کر لیا، ایک دن دوران تلاوت اس آیت پر پہنچا۔ سورۃ فاطر آیت 32

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا

ترجمہ:۔ ''پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب فرمایا''۔ (پس ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور بعض بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے، یہی بڑا فضل ہے)۔

تو میں نے دل میں کہا، کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا تعلق کس گروہ سے ہے، پھر سوچا کہ میں دوسرے اور تیسرے گروہ سے یقیناً تعلق نہیں رکھتا، لامحالہ پہلے گروہ میں ہی شامل ہوں، پس اس خیال نے مجھے اندوہ وملال میں مبتلا کر دیا، پھر اسی پریشانی میں سو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی فرمایا قرآن مجید کے قاریوں کے لئے بشارت ہے کہ وہ جنت میں گروہ در گروہ (زمـــرا زمـــرا) جائیں گے، پھر اس شیخ نے اپنے طالب علم کی پیشانی چوم کر کہا، حاضرین! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس نادار کو سند اجازت عطا کی ہے، وہ خود قرأت سبعہ کے ساتھ تلاوت کرے، اپنے شاگردوں سے جس کو چاہے ان کی تعلیم دے، یہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ وتوسل کی برکت تھی،

ناداری

شیخ ابو ابراہیم ودارجن کی کرامات کا مغرب میں شہرہ ہے، بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حج کے لئے گئے، مناسک حج سے فارغ ہوئے تو ان کے ساتھی انہیں ناداری کے باعث مکہ مکرمہ میں ہی چھوڑ گئے، انہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام دیکھ رہے ہیں کہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں، تو حضور علیہ السلام نے خواب میں ان سے فرمایا: ''تم مکہ مکرمہ چلے جاؤ، وہاں آب زم زم پر تمہیں ایک شخص ملے گا جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہوگا، اس سے کہنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ مجھے میرے اہل وعیال تک پہنچا دو''

شیخ ابو ابراہیم کہتے ہیں کہ میں حسب حکم مکہ مکرمہ پہنچا اور آب زمزم پر اس شخص سے ملاقات ہوئی جس نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی کہا، ذرا ٹھہریئے، میں پانی پلانے سے فارغ ہو لوں، پھر جب وہ فارغ ہوا تو اس وقت تک رات ہو چکی تھی، اس نے کعبہ شریف سے نکل کر کہا: میرے پیچھے بالائی مکہ مکرمہ کی طرف چلو، میں نے تعمیل کی اور پیچھے چلنے لگا، جب صبح ہوئی تو ہم ایسی وادی میں تھے جہاں پانی تھا اور پیڑ بھی، میں نے حیرت سے کہا یہ تو وادی شقشاوہ ہے، پھر غور سے دیکھا تو وہ وادی شقشاوہ ہی تھی، وہاں سے چل کر اہل وعیال کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا، وہ سن کر دنگ رہ گئے، لوگوں نے میرے ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا تو میں نے بتایا کہ وہ مجھے نادار سمجھ کر وہیں چھوڑ آئے، میری بات سن کر بعضوں نے یقین کر لیا اور کچھ نہ مانے، پھر کئی ماہ کے بعد میرے ساتھی پہنچے اور صورت حال بیان کی تو سب کو یقین آ گیا۔

روضہ اقدس (درود شریف)

ابوالقاسم ثابت بن احمد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے شہر رسول علیہ السلام میں ایک شخص دیکھا جس نے روضہ اطہر کے پاس صبح کی اذان کہی اور اذان میں الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوم کے کلمات کہے، تو ایک خادم نے اس کو تھپڑ دے مارا، اس نے بارگاہ رسالت میں رو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں میرے ساتھ ایسا سلوک؟ اتنا عرض کرنے کی دیر تھی کہ اس خادم پر فالج کا حملہ ہوا، اسے اٹھا کر گھر لے جایا گیا، پھر تین دن تک اسی حالت میں مبتلا رہ کر فوت ہوگیا۔

مدینہ منورہ میں ایک ہاشمی خاتون مجاورہ تھی، اس کی حکایت ہے کہ کچھ خادم اسے تنگ کرتے تھے، اس نے بارگاہ رسالت علیہ السلام میں استغاثہ کیا، تو حجرہ اقدس سے آواز آئی "کیا تیرے لئے میری ذات میں کامل نمونہ نہیں ہے۔ میری طرح صبر کر" یہ سنتے ہی اسکی پریشانی دور ہوگئی اور تنگ کرنے والے جلد ہی فوت ہوگئے اور وہ عورت عرصہ دراز تک وہیں قیام پذیر رہی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

امام نبہانی فرماتے ہیں کہ میں نے ازالہ مشکلات اور قضائے حاجات کے لئے درود شریف کے بہت سے صیغے لکھے ہیں، جن میں سے ایک مختصر صیغہ یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِی اَدْرِکْنِی یَا رَسُوْلَ اللہِ"

شیخ ابوالقاسم بن یوسف اسکندرانی کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا، ایک شخص روضہ اطہر کے پاس دیکھا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام کے ذیل کرم سے لپٹ کر سوال کرتا ہوں کہ میرا گم شدہ بیٹا مجھے مل جائے، میں نے اس کے بیٹے کی گمشدگی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا میں جدہ سے روانہ ہوا، وہ میرے ساتھ تھا، راستے میں قضائے حاجت کے لئے اترا پھر نظر نہیں آیا۔ کئی سال بعد مصر میں اس شخص سے ملاقات ہوئی اور اس سے اس کے بیٹے کے متعلق دریافت کیا، اس نے جواب دیا: اللہ نے مجھے میرا بیٹا ملا دیا ہے۔ وہ بنوشعبہ کے پاس اونٹ چرانے پر مامور تھا، ان کی ایک پاکباز عورت کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس عورت کو حکم دیا کہ "اس مصری نوجوان کو بنوشعبہ سے لے کر اسکے اہل وعیال کے پاس بھیج دو" یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کرم ہے۔

مشرف باسلام

شیراز کے ایک بزرگ فارس حذاء کے ساتھ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سخت سرد ابر آلود رات میں میرے ہاں ایک بیٹا تولد ہوا، اس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا، لکڑیاں تھیں نہ چراغ میں تیل، نہ ہی کھانے کے لئے کوئی چیز، طبیعت میں سخت بے چینی تھی، اسی دوران اونگھ آگئی، میں نے خواب میں حضور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا، آپ علیہ السلام نے سلام کہنے کے بعد پوچھا ''تمہیں کیا پریشانی ہے'' میں نے عرض کیا، مجھے پریشان کن صورت حال درپیش ہے، فرمایا ''جب صبح ہو تو فلاں مجوسی کے پاس جانا'' اس کا نام بھی بتایا جسے میں جانتا تھا اور اس سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم کو بیس درہم دینے کا حکم دیتے ہیں آنکھ کھلی تو میں نے کہا: یہ عجیب معاملہ ہے شیطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت کریمہ اختیار کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، میں دوبارہ سو گیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، فرمایا ''سستی نہ کرو، جلد مجوسی کے پاس جاؤ'' چنانچہ صبح کے وقت حسب الحکم اس مجوسی کے پاس گیا، تو وہ دروازے پر کھڑا میرا انتظار کر رہا تھا، اسکی آستین میں کوئی چیز تھی، اس نے کہا اے شیخ! آپ کو کوئی حاجت درپیش ہے حالانکہ وہ مجھے جانتا نہ تھا اور میں نے بھی شرم کے مارے کچھ نہ پوچھا: کہ کہیں مجھے احمق نہ سمجھے، میں نے جواب دیا: ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ مجھ کو بیس درہم دیدو، یہ سن کر اس نے آستین سے بیس درہم نکالے اور میرے حوالے کئے، میں نے درہم لے کر پوچھا: اے شخص! مجھے تو تمہارا پتہ تھا اور آ گیا، بتایئے کہ تم کو میرے متعلق کس طرح علم ہوا، اس نے جواب دیا کہ میں نے گزشتہ شب اس طرح کی نورانی شکل وصورت کا آدمی دیکھا جس نے کہا: کہ اس حلیہ کا شخص تمہارے پاس آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا، بس رات کے وقت میں نے جو نشانی دیکھی اس سے تم کو پہچان لیا میں نے اس مجوسی کو بتایا، وہ نورانی شخص ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے، اس بزرگ کا بیان ہے کہ وہ مجوسی کچھ دیر سوچتا رہا، پھر کہا: مجھے اپنے گھر لے چلو، میں اس کو اپنے گھر لے آیا تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا، پھر اس کی بہن بیوی اور بیٹا بھی آ کر مشرف باسلام ہو گئے اور ان کے اسلام میں حسن وخلوص پیدا ہو گیا۔

استعانت

ایک شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار کیا اور اپنی خستہ حالی کا شکوہ کیا، فرمایا ''عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس جاؤ، اور اس سے کہو کہ تمہیں اتنی رقم دیدے جس سے تمہارا گزارا ہو سکے'' اسنے عرض کیا، کوئی نشانی بھی عطا فرمایئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس سے کہنا کہ تم نے مجھے نشیبی سنگلاخ زمین سے دیکھا جب کہ میں بلند جگہ پر تھا، پھر میں اتر آیا اور تم بھی میرے پاس آ گئے تو میں نے کہا: اب واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ'' چنانچہ وہ شخص عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا اور اسے اپنی پہچان کرائی، کہا: تم نے سچ بیان کیا ہے، پھر اسے چار سو دینار ادائے قرض کے لئے دیئے چار سو مزید دے کر کہا اسے اپنی پونجی بنا لو۔ جب ختم ہو جائیں تو میرے پاس آ جانا۔

فاقہ کشی

ابوالخیر اقطع بیان کرتے ہیں کہ میں بھوک کی حالت میں شہر مدینہ منورہ پہنچا، پھر پانچ دن فاقہ کشی ہی میں گزر گئے، کسی چیز کا کھانا تو درکنار چکھنا نصیب نہ ہوا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر ہدیہ درود

سلام پیش کیا، پھر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کا مہمان ہوں، پھر آ کر منبر شریف کے قریب سو گیا، تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا آپ علیہ السلام کی دائیں جانب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے چل رہے تھے، انہوں نے مجھے جھنجھوڑ کر کہا: اٹھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے ہیں، تو میں نے اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشانی پر بوسہ دیا، آپ علیہ السلام نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی جس سے آدھی میں نے کھالی، بیدار ہوا تو بقیہ نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن ابی زرعہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی اور ابوعبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ شریف حاضر ہوا، ہم وہاں سخت فاقہ میں مبتلا ہوئے۔ اسکے بعد شہر رسول علیہ السلام میں آئے، اور رات بھوک کی حالت میں بسر کی، اس وقت میری عمر بلوغت تک بھی نہ پہنچی تھی، کئی بار اپنے والد گرامی سے بھوک کی شکایت کی، آخر کار مجھے ساتھ لے کر مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آج رات میں آپ علیہ السلام کا مہمان ہوں، پھر مراقبہ میں بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، اور آپ علیہ السلام نے کچھ درہم عطا فرمائے ہیں، جب ہاتھ کھولا تو اس میں درہم موجود تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں اس قدر برکت فرمائی کہ شیراز پہنچنے تک انہیں خرچ کرتے رہے۔

احمد بن محمد صوفی فرماتے ہیں کہ میں تین ماہ تک جنگل میں آوارہ پھرتا رہا، یہاں تک کہ پاؤں کی جلد تک اتر گئی بعد ازاں شہر مدینہ میں بارگاہ رسالت علیہ السلام کی حاضری نصیب ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خدمت میں ہدیہ درود و سلام پیش کیا، پھر سو گیا تو دیدار مصطفیٰ علیہ السلام سے مشرف ہوا، فرمایا ''احمد! تم آئے ہو'' میں نے عرض کیا، ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے بھوک لگی ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں، فرمایا ''ہتھیلی کھولو'' میں نے اسے کھولا تو حضور علیہ السلام نے اسے درہموں سے بھر دیا، پھر جب آنکھ کھلی تو اس میں درہم موجود تھے، میں نے اٹھ کر اس سے میدہ کی سفید روٹیاں اور فالودہ خریدا، اور تناول کر کے جنگل کی راہ لی۔

ایک صالح مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے، انہیں بھوک لگی تو روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں بھوکا ہوں، پھر اس استغاثہ کے بعد حجرہ اقدس کے قریب ہی بیٹھ گئے، اسی اثناء میں سادات سے ایک بزرگ ان کے پاس آئے اور کہا: چلیئے، انہوں نے پوچھا: کہاں؟ کہا: میرے گھر میں کھانا کھانے کیلئے، چنانچہ وہ بزرگ ان کے ساتھ ہو لئے، پھر ان کے سامنے ثرید کا پیالہ رکھا گیا جس میں گوشت اور زیتون کا تیل بھی موجود تھا، انہوں نے کہا: کھایئے تو اس صالح بزرگ نے سیر ہو کر تناول کیا، پھر اٹھ کر جانے لگے تو کہا اور کھالیجے تو

انہوں نے کچھ اور تناول کیا، پھر جب واپسی کا ارادہ کیا تو صاحب خانہ نے کہا: بھائی! تم میں سے ایک آدمی دور دراز علاقے سے آتا ہے، جنگل بیابان طے کرتا ہے، خاندان اور وطن کو چھوڑتا ہے اور سمندر عبور کر کے زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے، مگر وہاں پہنچ کر اس کا مقصود و مطلوب یہ ہو جاتا ہے کہ حضور کی بارگاہ سے اسے روٹی کا ٹکڑا نصیب ہو جائے، اے میرے بھائی! تم جنت بخشش رضا اور اسی طرح کے عظیم مقاصد کی خواستگاری کرتے تو حضور علیہ السلام کی برکت سے تمہیں یہ بے بہا دولت مل جاتی۔

ابو العباس احمد بن نفیس تونسی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاز مقدس سے مصر پہنچا وہاں سے دیار مغرب جانے کا ارادہ تھا، اسی دوران میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ابو العباس! تم نے تو ہم کو وحشت میں ڈال دیا ہے'' اس وحشت کا سبب یہ تھا کہ میں روضہ اقدس کے قریب کثرت سے تلاوت کرتا تھا۔ علامہ باجی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العباس سے پوچھا: آپ قبر اطہر کے قریب کتنے ختم کرتے تھے، فرمایا: میں ایک ہزار مرتبہ قرآن حکیم ختم کر چکا ہوں، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بھوک نے ستایا تو مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! بھوکا ہوں، پھر آنکھ لگ گئی، اسی اثناء میں ایک نوجوان نے ٹھوکر مار کر کہا: اٹھیے، تو میں اسکے ہمراہ چل دیا، اسکے گھر میں آیا تو اس نے گندم کی روٹی کھجوریں اور گھی پیش کیا اور کہا: خوب شکم سیر ہو کر کھایئے، کیونکہ مجھے میرے جدامجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہاری میزبانی کا حکم دیا ہے آئندہ جب بھی بھوک محسوس ہو تو ہمارے پاس آجایا کیجئے۔

عبد العظیم دکالی فرماتے ہیں ہم دس درویش دکال سے مدینہ منورہ آئے جب رخصت ہونے لگے تو عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس توشہ نہیں، ہم زیارت گاہ خلیل تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مہمان ہیں، جب وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش کو تین دینار ملے، چنانچہ ان تینوں دیناروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارگاہ خلیل تک پہنچے یہ سب حضور علیہ السلام کی برکت تھی۔

ابو عمران موسیٰ بن محمد نبزوتی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا مجھے تنگ دستی نے آگھیرا، میں نے قبر اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا، یا حبیبی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اللہ تعالیٰ اور آپ علیہ السلام کی ضیافت میں ہوں، پھر نماز عصر کا انتظار کرتے کرتے اونگھ آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ حجرہ مبارک کھل گیا ہے، اور تین آدمی حجرے سے برآمد ہوئے ہیں، تو میں سلام کے لئے اٹھا، میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: بیٹھو! حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاجیوں کو سلام سے مشرف فرمانے والے ہیں، اور ان میں سے جو بے سروسامان ہیں، ان میں کھانا تقسیم فرمائیں گے، میں نے کہا: کہ میں بھی تو بے سروسامان اور حاجت مند ہوں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے، حجاج کو سلام دیا میں نے بھی مصافحہ اور دست بوسی کے لئے ہاتھ بڑھایا، اس شرف سے مشرف ہونے کے بعد حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی شیریں چیز مجھے عطا کی، میں نے وہ چیز فوراً ہی منہ میں ڈال لی، جب آنکھ کھلی تو

اس کو نگلنے کے لئے منہ ہلا رہا تھا بعدازاں جب باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شخص بھیج دیا جس نے بلا اجرت سواری کا اہتمام کر دیا، ساتھ ہی اپنے ایک دوست کو میری خدمت پر مامور کر دیا جو مکہ مکرمہ پہنچنے تک میری خدمت سرانجام دیتا رہا، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نگاہ لطف وکرم کا ثمرہ تھا۔

یٰسین بن ابو محمد کہتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضری کے بعد واپس آ رہے تھے، وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش نے بھوک کی شکایت کی، میں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ سے نکلتے ہی تم کو بھوک لگ گئی؟ اس درویش نے کہا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم بھوکے ہیں اور آپ کی مہمانی میں ہیں، اس استغاثہ کے فوراً بعد ہمیں تیار شدہ کھانا مل گیا، جسے ہم نے تین دن تک کھایا، لطف کی بات یہ ہے کہ اس آٹے پر جس سے کھانا تیار ہوا، تازہ تازہ پیسنے کے واضح نشانات تھے۔

شریف ابو محمد عبدالسلام بن عبدالرحمان حسینی قالبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ تین دن تک قیام پذیر رہا، اس دوران میں کھانے کے لئے کچھ نہ ملا، پھر منبر اقدس کے قریب آ کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر عرض کیا، اے نانا جان! میں بھوکا ہوں، آپ علیہ السلام سے ثرید مانگتا ہوں، پھر نیند کا غلبہ ہو گیا اور میں سو گیا زیادہ دیر نہ گزری کہ ایک شخص نے آ کر بیدار کر دیا میں نے اسکے ہاتھ میں لکڑی کا پیالہ دیکھا جس میں ثرید، گھی، گوشت اور مصالحہ تھا، اس نے کہا: کھاؤ، میں نے پوچھا: آپ یہ کہاں سے لائے ہیں؟ کہا: میرے کم سن بچے تین دن سے اسکی خواہش کر رہے تھے، آج اللہ نے اس کے اسباب مہیا فرمائے، پھر نیند آ گئی تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' تمہارے ایک بھائی کو اس کھانے کی حاجت ہے، یہ کھانا اس کو کھلاؤ، لہٰذا میں لے آیا''۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الامان کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں محراب فاطمہ کے پیچھے بیٹھا تھا، اس وقت شریف مکثر القاسمی محراب کے پیچھے سو رہے تھے، پھر جاگ کر حضور کی بارگاہ میں آئے اور سلام پیش کیا، بعدازاں تبسم کناں ہماری طرف آئے، تو روضہ اطہر کے خادم شمس الدین صواب نے پوچھا: اس مسکراہٹ کا سبب کیا ہے؟ کہا: میں بھوکا تھا، گھر سے نکل کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خانہ اقدس میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے استغاثہ کرتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں فاقہ سے ہوں، پھر آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف ہوا، آپ علیہ السلام نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا جسے پی کر میں سیر ہو گیا، راوی بیان کرتے ہیں کہ الامانی نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا تو وہ دودھ ہی دودھ معلوم ہوتا تھا، ہم نے ان کے منہ میں بھی دودھ کا اثر دیکھا۔

شیخ صالح عبدالقادر تنیسی بیان کرتے ہیں کہ فاقہ کشی کی حالت میں سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا اور حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کر کے بھوک کی شدت کا شکوہ کیا، اور گندم کی روٹی گوشت اور کھجوروں کی طلب کی، بعدازاں نماز پڑھ کے سو گیا، ناگاہ ایک شخص نے آ کر جگانا شروع کیا میں بیدار ہونے کے بعد اس کے ساتھ چل پڑا، وہ شخص نوجوان تھا اور صورت وسیرت میں حسن کا پیکر، اس نے ثرید کا بڑا پیالہ میرے سامنے رکھا، جس پر بکری کا گوشت رکھا تھا، نیز

صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا تھال ساتھ تھا، بہت سی روٹیاں جن میں کھجور کے آٹے سے بنی ہوئی روٹیاں بھی تھیں، میں سیر ہو کر کھا چکا تو اس نے میرا توشہ دان گوشت، روٹی اور کھجوروں سے بھر دیا، پھر اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا: کہ میں نماز چاشت کے بعد سو رہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خواب میں تشریف لا کر حکم دیا کہ تمہارے لئے یہ کھانا تیار کروں، حضور علیہ السلام نے تمہارا اتہ پتہ بھی بتایا اور ارشاد فرمایا کہ "تمہیں اس کھانے کی شدید خواہش ہے"۔

ایک صالح بزرگ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا اور میرے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا، میں بھوک سے لاغر ہو گیا، پھر حجرہ اقدس کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا، اے اولین وآخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں پانچ ماہ سے حضور علیہ السلام کے جوار میں ہوں اور فاقہ کشی کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ علیہ السلام سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے کسی ایسے آدمی کا انتظام ہو جائے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، یا پھر وطن واپس لے جائے، بعد ازاں حجرہ اقدس کے پاس دعا کر کے منبر شریف کے قریب جا بیٹھا اچانک ایک شخص حجرہ اقدس کی طرف آیا وہ اس وقت یا جداہ یا جداہ (اے جد امجد!) کہہ رہا تھا، پھر میرے پاس آ کر میرا ہاتھ تھام لیا، اور کہا اٹھئے سو میں اس کے ساتھ ہولیا، وہ مجھے باب جبریل سے بقیع کی طرف لے گیا، باہر نکلے تو ایک خیمہ نصب تھا، جس میں ایک لونڈی اور ایک غلام موجود تھا، اس نے دونوں سے کہا: اٹھ کر اپنے مہمان کے لئے پرتعیش کھانا تیار کرو، پس غلام نے لکڑیاں اکٹھی کیں اور آگ جلائی جبکہ لونڈی نے آٹا گوندھا اور گوشت کے ٹکڑے انگاروں پر بھونے، اس دوران میں وہ آدمی مجھ سے باتوں میں مصروف رہا، جب لونڈی روٹی لے کر آئی تو اسکو دو حصوں میں تقسیم کیا لونڈی نے کپی سے اس پر گھی ڈالا، ساتھ ہی صیحانی کھجوریں پیش کیں، اس شخص نے مجھ سے کہا: کھائیے تو میں نے تھوڑا سا کھانا کھا کر ہاتھ روک لیا، اس نے کہا: اور کھائیے تو میں نے حسب ضرورت کھا لیا اس نے پھر کھانے کا تقاضا کیا تو میں نے کہا: محترم میں نے کئی ماہ سے کچھ نہیں کھایا گندم کی روٹی نہ کسی اور چیز کی، لہٰذا مزید کھانے کی سکت نہیں، تو اس نے باقی ماندہ کھانا اور دو صاع کھجوریں توشہ دان میں ڈال دیں، پھر پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں بعد ازاں کہا: خدا کے لئے آئندہ میرے جد امجد کے سامنے شکایت نہ کیجئے، اس سے حضور علیہ السلام کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، دوران قیام تمہیں کھانا ملتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخیریت وطن پہنچا دے، پھر غلام سے کہا: اس بزرگ کو حجرہ اقدس تک پہنچا دو پس میں اس غلام کے ہمراہ ہولیا، بقیع پہنچ کر اس سے کہا: لوٹ جاؤ میں پہنچ گیا ہوں، اس نے کہا: محترم میں آپ کو حجرہ اقدس تک پہنچائے بغیر لوٹ نہیں سکتا، کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے مالک کو اس کی شکایت کریں، پھر مجھے حجرہ اقدس تک پہنچا کر الوداع کہا: اور لوٹ گیا، بعد ازاں اس کھانے کو چار دن تک کھاتا رہا، پھر جب کبھی بھوک لگی وہ غلام کھانا لے کر آ گیا، یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ اللہ نے وطن جانے والی ایک جماعت کا انتظام کر دیا جس کی معیت میں بخیر وعافیت وطن پہنچ گیا، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت تھی۔

ابو اسحاق ابراہیم بن سعید کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا، میرے ساتھ تین درویش بھی تھے، یہاں ہم کو فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر التجا کی، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہمارے پاس کچھ نہیں، کسی بھی چیز کے تین مد ہمارے لئے کافی ہوں گے تو اس التجاء کے بعد مجھے ایک شخص ملا، جس نے عمدہ کھجوروں کے تین مد میرے حوالے کئے۔

امام ابوبکر بن مقری فرماتے ہیں کہ امام طبرانی اور ابوالشیخ میرے ساتھ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے، بھوک کے اثرات ہمارے چہروں پر بہت نمایاں تھے، ہم نے وہ دن صوم وصال کی مانند گزارا، جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سخت بھوک کی حالت میں ہیں، اس التماس کے بعد لوٹ آیا، مجھ سے ابوالقاسم نے کہا: بیٹھ جایئے یا؛ تو رزق ملے گا یا موت آئے گی امام ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے، جبکہ طبرانی کسی مسئلہ پر غور کرنے لگے، اسی اثناء میں ایک علوی جوان نے دروازہ پر دستک دی، دروازہ کھولا تو اس علوی کے ہمراہ دو غلام نظر آئے جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک زنبیل تھی، اور ان زنبیلوں میں کھانے پینے کا کافی سامان تھا، جسے ہم نے بیٹھ کر تناول کیا، ہم نے خیال کیا کہ باقی ماندہ کھانا غلام اٹھا کر لے جائیں گے، مگر انہوں نے وہ کھانا ہمارے پاس ہی رہنے دیا جب ہم کھا چکے تو علوی نے کہا: بزرگو! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فاقہ کشی کی شکایت کی تھی کیونکہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ کھانا حضور علیہ السلام کے فرمان سے ہی آپ کے پاس لایا ہوں۔

ابن الجلاء کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول میں حاضر ہوا، اس وقت فاقہ میں مبتلا تھا۔ قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کا مہمان ہوں، اسی اثناء میں نیند کا غلبہ ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، آپ علیہ السلام نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی، جس کا آدھا حصہ میں نے خواب ہی میں کھا لیا اور جب آنکھ کھلی تو دوسرا نصف میرے ہاتھ میں موجود تھا۔

ایک امیر شخص اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ ایک دکان کے پاس سے گزرا تو دکان میں ایک جواں سال دوشیزہ پر نظر پڑی جس کے حسن نے اس کو وارفتہ کر دیا، مصاحب کو حکم دیا کہ اس دکان کا اتہ پتہ لے لو، اس نے تعمیل کی، وہ جب اپنی اقامت گاہ پر آیا تو اپنے مصاحب سے اس دوشیزہ پر وارفتگی کا ذکر کیا، کہ اس لڑکی سے نکاح ضروری ہے پس اس کا مصاحب گیا اور دکاندار کو بلا لایا، اور کہا: کہ امیر تم کو تمہاری بہتری کے لئے طلب کرتے ہیں، تو اس نے خوشی خوشی آنے کی حامی بھر لی، پھر اس کے ہمراہ امیر کے پاس آیا، جب دربار میں پہنچا تو امیر کو اس کے آنے کی خبر کی گئی، اس نے اسے خلوت خانہ میں باریابی کی اجازت دی، پھر اپنے مصاحب سے کہا: اس سے دریافت کرو وہ لڑکی جو تمہاری دکان میں تھی، تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا وہ میری بیٹی ہے۔ پوچھا: اس کی ماں زندہ ہے۔ کہا: اس کی ماں مر چکی ہے مصاحب نے اس سے کہا: ہمارے آقا تمہاری بیٹی کو شرف زوجیت سے نوازنا چاہتے ہیں۔ اس نے حیرت سے پوچھا: ایک سبزی فروش کی بیٹی کو یہ سعادت کیسے مل سکتی ہے؟ تو اس نے کہا: امیر کا حکم ہے کہ لڑکی کو پیش کیا جائے، چنانچہ اس کو حاضر کیا گیا تو امیر نے اسے اپنی زوجیت میں لے لیا، اور سبزی فروش کو حکم دیا کہ ایک ہزار دینار لے لو اور اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں اقامت گزیں ہو جاؤ، نیز اس معاملہ سے کسی کو خبر نہ کرو، میں اس شہر کے

حاکم کو لکھ بھیجوں گا، تم کو کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی، پس اس نے ایک شہر کا انتخاب کیا اور امیر نے اس شہر کے حاکم کو اس کی کفالت اور رعایت کے لئے لکھ بھیجا، اس شخص نے فوراً ہی اپنا سامان سمیٹا اور اس شہر کی راہ لی، اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دی، حاکم شہر نے اس کا استقبال کر کے بہترین رہائش پیش کی اور اس کی خدمت گزاری کے لئے کچھ آدمی متعین کر دیئے ادھر امیر نے خانگی امور کی مہتمم خاتون کو بلا کر حکم دیا کہ اس لڑکی کو عروسی آرائش وزیبائش کے ساتھ پیش کرے، اس عورت نے کہا: بخدا! یہ لڑکی تو سراپا فتنہ ہے۔ اس کا حسن دلربا ہے، پھر اسے حمام میں لے جا کر نہلایا اور بیگمات کا لباس پہنایا جس سے اس کا حسن اور نکھر گیا کہ کوئی اس کی طرف دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا، پھر اسے اس کے پاس لایا گیا تو اس کے حسن و جمال سے امیر کے ہوش اڑ گئے، اسکی محبت نے امیر کی عقل وخرد کو شکار کر لیا، یہاں تک کہ ایوان میں بیٹھنے اور لوگوں کے معاملات طے کرنے کا عمل بھی ترک ہو گیا، تو مصاحب نے امیر کو اس طرف توجہ دلائی مگر امیر اس لڑکی کی محبت میں خود رفتہ ہو چکا تھا، وہ اس کی دلجوئی کے لئے نئے نئے تحائف پیش کرتا، ایک دن اسے یاد آیا کہ اس کے پاس ایک تاج اور گلوبند ہے جو اس کے باپ نے اس کی ماں کو تحفہ میں دیا تھا، اس نے فوراً لباس کی نگران خاتون کو طلب کیا اور اس صندوق کے لانے کا حکم دیا جس میں وہ تاج اور گلوبند رکھا ہوا تھا، اس نے تعمیل کی اور تاج اور گلوبند نکال کر امیر کے حوالے کئے، تو اس نے یہ دونوں چیزیں دلہن کے سپرد کر کے زیب تن کرنے کی فرمائش کی انہیں پہن کر لڑکی کے حسن میں چار چاند لگ گئے کہ اس پر نظر کرنا محال ہو گیا۔

پھر ایک دن وہ لڑکی جھروکے میں بیٹھ کر شارع عام کا نظارہ کر رہی تھی کہ ایک سائل نے صدا دی، جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت میں اپنی قیمتی چیز صدقہ کرے گا قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کی شفاعت کریں گے، یہ صدا سن کر لڑکی نے کہا: میرے پاس اس تاج سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں، یہی اس کے حوالے کر دیتی ہوں، جب اس کے بارے میں سوال ہو گا تو حیلہ کر کے ٹال دوں گی، چنانچہ اس نے سائل کو ٹھہرنے کا حکم دیا، اور سر سے تاج اتار کر اس کے حوالے کر دیا، امیر نے جب کئی دن تک اس کے سر پر تاج نہ دیکھا جسے دیکھنے سے اس کو سرور ملتا تھا، تو پوچھ لیا کہ تم تاج زیب سر کیوں نہیں کرتیں، اس نے کوئی جواب نہ دیا، پھر پوچھا: تو اس نے پس و پیش سے کام لیا تیسری بار امیر نے زور دے کر دریافت کیا تو اس بار بھی اس نے ٹالنے کی کوشش کی آخر کار امیر نے اس سے کہا: ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ تاج کہاں ہے؟ تو اس نے ساری حقیقت بیان کر دی، یہ سن کر امیر برافروختہ ہو گیا اور لڑکی کو ایک تھپڑ دے مارا اس سے امیر نے لباس اتروا کر سوتی چیتھڑے پہنوا دیئے، پھر چھری سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور طلاق دے کر نکال دیا، وہ وہاں سے اپنے باپ کی دکان پر آئی، مگر دکان بند تھی، سامنے سرائے کے عمر رسیدہ دربان سے اپنے والد کے متعلق دریافت کیا تو اس نے پوچھا: اتنے عرصے تو کہاں رہی؟ تو اس نے گول مول جواب دیا، دربان نے کہا: ہم نے تیرے باپ کو فلاں تاریخ کے بعد نہیں دیکھا؟ نہ اس کا اتہ پتہ معلوم ہے، پھر کہا: عزیزہ! میں ایک عمر رسیدہ درماندہ شخص ہوں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ آ جائے اس صورت میں تیری نظر امیر کے محل پر بھی رہے گی، اس لڑکی نے کہا: مجھے منظور ہے، بعد ازاں کہا: مجھے کچھ گرم تیل، لکڑیاں اور آگ مہیا کریں، وہ یہ چیزیں لے آیا تو

اس نے تیل گرم کر کے اپنا کٹا ہوا ہاتھ اس میں رکھ دیا اور بوڑھے کو اس بارے میں مطلقاً علم نہ ہونے دیا، وہ کئی دن تک اس کے ہاں ٹھہری رہی اسی دوران میں حلب سے ایک قافلہ آیا جس میں تاجر بھی تھا، اور اس سرائے میں آ کے ٹھہرا، ایک دن اس کی نظر اس لڑکی پر پڑی تو اس کے ہوش اڑ گئے، پھر بوڑھے دربان کو بلا کر پوچھا: اس لڑکی سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ کہا میری بیٹی ہے کہنے لگا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور منہ مانگے دینار و اموال دینے کو تیار ہوں، دربان نے کہا مجھے لڑکی سے اذن لینے دیجئے تو لڑکی نے اس شرط پر اجازت دی کہ جب تک وہ اپنے شہر نہیں پہنچ جائے گا اس کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم نہیں کرے گا، تاجر نے یہ شرط بخوشی مان لی، اور تحریری ضمانت دے دی، پھر اسکے پاس ہدیئے اور تحفے بھیجے اسے ایک عالی شان محل میں ٹھہرا کر خدمت کے لئے لونڈیاں اور خادم مہیا کر دیئے، اور عیش کے سارے سامان جمع کر دیئے جب وطن لوٹنے کا لائحہ عمل بنایا تو اسکے لئے محمل کا بندوبست کیا اسے سوار کر کے خدام کی جماعت ساتھ لگا دی، جب شام پہنچے تو لڑکی نے پوچھا: میرے آقا کا شہر یہاں سے کتنا دور ہے؟ بتایا گیا کہ ابھی اتنے دن اور لگیں گے یہ سن کر اس نے آہ و بکا شروع کر دی اور دعا مانگی، اے پروردگار! اس ہستی کے صدقہ میں جس کی بے پایاں محبت میں اپنی گراں بہا چیز دی تھی، میری پردہ پوشی کر، میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور شوہر اس حقیقت سے آگاہ نہیں، میں اس کے اہل وعیال کے پاس کیسے جاؤں گی؟ اس گریہ وزاری میں اسکی آنکھ لگ گئی، اور بخت بیدار ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت ہوئی، فرمایا ''لڑکی تمہارا کٹا ہوا ہاتھ کہاں ہے'' عرض کیا، حضور میرے پاس ہے، تو آپ علیہ السلام نے لے کر اسے اس کے بازو کے ساتھ جوڑ دیا اور اوپر سے لعاب دہن لگا دیا جس کی برکت سے وہ اسی لمحے جڑ گیا، اور لعاب دہن والی جگہ چمک اٹھی، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہاتھ جڑا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر اسکی خوشی کی انتہا نہ رہی، اور بے خودی میں گنگنانے لگی، تاجر نے آدمی بھیج کر سبب پوچھا: تو اس نے اس حیران کن واقعے کی خبر نہ کی، اور گھر پہنچنے تک خاموش رہی، شہر میں وارد ہوئے تو تاجر کے خاندان کی عورتیں استقبال کے لئے نکلیں اور لڑکی کے حسن و جمال سے دنگ رہ گئیں بعد ازاں تاجر نے اس سے تعلق زوجیت قائم کیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تاجر اپنی دلہن کے ہمراہ بالکونی میں بیٹھا تھا اور وہ دونوں شارع عام کا نظارہ کر رہے تھے کہ ایک سائل کی صدا آئی۔

جو آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت میں اپنی قیمتی چیز دے گا تو حضور علیہ السلام اس کی شفاعت فرمائیں گے یہ صدا سن کر اس لڑکی نے کہا: میرے آقا! اگر آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو خدا کے لئے اس سائل کو اپنی قیمتی چیز عطا کیجئے، میں سائل کو رکنے کا کہتی ہوں، تاجر نے کہا: یہ تو معمولی سی چیز سے راضی ہو جائے گا، اس نے کہا: مگر میں کسی حقیر سی چیز پر راضی نہ ہوں گی، تاجر نے کہا جب تک تم مجھ کو سفر کے دوران میں رونے، پھر ہنسنے کا واقعہ بیان نہیں کرو گی میں اسے کچھ نہیں دوں گا پس اس نے سارا واقعہ بیان کیا جسے سائل نے بھی سنا تو تاجر نے اس بات کا اظہار کیا، بخدا! امیر کی دہلیز پر صدا دینے والا سائل تو میں ہی تھا نیچے سے سائل کی آواز آئی کہ جس امیر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ میں ہی ہوں، یہ سنتے ہی تاجر نیچے آیا اور سائل کو محل میں لے گیا اور اس سے اس کا قصہ غم معلوم کیا، اس نے بتایا کہ جب میں

نے لڑکی کا ہاتھ کاٹ دیا تو مجھے شدید صدمہ ہوا، یہاں تک کہ اس غم سے جان نکلنے لگی، دشمنوں نے موقع پا کر مجھ سے امارت چھین لی، اور میں قتل کے خوف سے بھاگ نکلا اس اندوہناک صورت حال میں کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لے سکا جس کی وجہ سے آج گداگری پر مجبور ہوں، تاجر نے یہ روئیداد غم سن کر کہا، محترم میں نے اس تاج سے سوائے ایک نگین کے کچھ نہ لیا، آپ اسے لے لیجئے پس اس نے تاج لے کر بیچ دیا تاجر نے بھی اسے ہدیہ پیش کیا مزید برآں وہ لڑکی بھی اسکے پاس تحفے بھیج کر اس پر احسان کرتی رہی۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں تین سال تک اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہا، کہ وہ میرے لئے حج کے اسباب مہیا فرمائے، آخر ایک دن خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اسی سال حج کرو'' میں نے عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے پاس تو سفر حج کا خرچ نہیں، پھر دوسری بار دیدار ہوا تو یہی ارشاد ہوا، اس کے بعد تیسری دفعہ حضور علیہ السلام نے پھر حج کا تقاضا کیا تو میں نے وہی عذر کیا، فرمایا ''اپنے گھر کا فلاں مقام کھود کر دیکھو، اس میں تمہارے باپ دادا کی ایک زرہ مدفون ہے'' اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے صبح کی نماز پڑھ کر اس مقام کو کھودنا شروع کیا تو اچانک ایک زرہ دکھائی دی گویا وہ تازہ تازہ دفن کی گئی ہو، میں نے اسے نکال لیا اور چار سو درہم میں بیچ کر ایک اونٹنی خریدی اور پھر حج کے لئے رخت سفر باندھا، جب مناسک حج سے فارغ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خواب میں پھر دیدار ہوا، فرمایا ''اللہ نے تمہاری کوشش قبول فرمالی ہے اب عمر بن عبد العزیز کے پاس جا کر کہو ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں، عمر، امیر المومنین اور ابوالیتامیٰ'' پھر بیدار ہو کر ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: تم لوگ اللہ کا نام لے کر واپس چلو میں شام جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، پھر شام جانے والوں کے ساتھ ہولیا، دمشق پہنچ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ ان کے گوش گزار کیا، وہ اندر تشریف لے گئے اور میرے لئے ایک تھیلی لے آئے جس میں چالیس دینار تھے، فرمایا: میرے پاس تقسیم کے بعد یہی کچھ بچا ہے۔ اسی کو قبول کرلو، میں نے عرض کیا، بخدا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیغام پر کوئی ہدیہ نہ لوں گا، پھر الوداع کہہ کر لوٹنے لگا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے گلے لگالیا اور دروازے تک میرے ساتھ آئے اس وقت ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر تنگ دستی کا ایک دور آیا تھا، رمضان شریف کی آمد آمد تھی اور میرے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ تھا، میں نے ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دوست کو لکھ کر ایک ہزار درہم بطور قرض طلب کیئے، تو اس نے چند درہم ایک تھیلی میں بھجوا دیئے، اسی شام ایک دوست نے مجھ سے ایک ہزار درہم مانگے تو میں نے وہی تھیلی اپنے دوست کو بھجوا دی، اگلی صبح وہ دوست جسے میں نے قرض دیا، اس اولادِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شخص کے ہمراہ میرے پاس آیا اور تھیلی نکال کر میرے سامنے رکھ دی، پھر اولادِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شخص نے کہا: ماہ رمضان سر پر تھا، اور میرے پاس سوائے ان چند درہموں کے کچھ نہ تھا، جب تمہارا رقعہ پہنچا تو میں نے وہ درہم تمہارے پاس بھیج دیئے، اور تم کو اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنی ضرورت کے لئے اس دوست سے ایک ہزار

درہم بطور قرض مانگے تو اس نے وہی تھیلی میرے پاس بھیج دی جو میں نے تمہاری طرف بھیجی تھی، اسے دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا اور اس بات کا تذکرہ اپنے دوست سے کیا، پھر فیصلہ کیا کہ ہم اسے تین حصوں میں بانٹ لیتے ہیں تا کہ ہر ایک کو ایک حصہ مل جائے اور ہم گزارہ کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فراخ دستی عطا کرے، واقدی کہتے ہیں کہ ہم نے اس رقم کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا، اور میں نے اپنا حصہ خرچ کر دیا، صرف تھوڑی سی نقدی بچ گئی تو مجھے فکر لاحق ہوئی اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا، آپ علیہ السلام نے مجھے فراخ دستی کی نوید سنائی، ایک صبح اٹھا تو یحییٰ بن خالد برمکی کا قاصد میرے پاس آیا، اور کہا: واقدی! میں نے تم کو خواب میں دیکھا تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے تھے، بتاؤ کیا پریشانی ہے؟ تو میں نے اس کو اپنے حالات سے آگاہ کیا، اس نے سن کر کہا: میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم تینوں دوستوں میں سے زیادہ سخی اور کریم النفس کون ہے؟ پھر مجھے تیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور میرے ساتھیوں کو بیس بیس ہزار درہم دینے کا ساتھ ہی مجھے قضاء کا عہدہ بھی پیش کیا۔

ابراہیم بن مہران کہتے ہیں کہ کوفہ میں ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا وہ قاضی تھا اور ابو جعفر کنیت سے مشہور تھا۔ وہ انتہائی خوش معاملہ شخص تھا، اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کوئی آدمی کسی چیز کے حصول کے لئے اس کے پاس آتا تو وہ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتا، حتٰی کہ قیمتاً خرید کر دے دیتا ورنہ اپنے غلاموں سے کہتا کہ اس رقم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے قرض لکھ لو، ایک مدت تک یہی سلسلہ چلتا رہا، پھر گردش دوراں نے اس کو کنگال کر دیا، جس کی وجہ سے وہ گھر میں بے کار بیٹھے بیٹھے پرانے کھاتے دیکھتا رہتا کہ اگر اس کے مقروضوں میں سے کوئی زندہ ہو تو اس سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کر بھیجے اور اگر فوت ہو گیا ہے تو اس کا نام کاٹ دے، ایک دن حسب معمول گھر کے دروازے پر بیٹھ کر بہی کھاتہ دیکھ رہا تھا، کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور از راہ مذاق کہا: تمہارے بڑے مقروض (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا کیا اس طنز سے وہ بڑا رنجیدہ ہوا، اور اٹھ کر گھر میں داخل ہو گیا، رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار نصیب ہوا، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے آگے آگے چل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے پوچھا ''تمہارے والد گرامی نے کیا کیا'' پیچھے سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہوں، فرمایا ''کیا وجہ ہے اس قاضی کا قرض کیوں ادا نہیں کرتے؟ اسے فوراً ادا کرو'' چنانچہ انہوں نے ایک تھیلی میرے حوالے کی اور فرمایا: یہ رہا تمہارا قرض جو میرے ذمے واجب الادا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بھی فرمایا ''لے لو اور آئندہ بھی اس کی اولاد میں سے کوئی قرض لینے کے لئے آئے تو محروم نہ لوٹانا، آج کے بعد تم کو فقر و فاقہ کا سامنا نہ کرنا پڑے گا'' پھر میری آنکھ کھل گئی تو وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی، میں نے اپنی بیوی کو بلا کر پوچھا: میں حالت خواب میں ہوں یا بیداری کے عالم میں اس نے کہا: آپ تو جاگ رہے ہیں، یہ سن کر میری طبیعت میں کشادگی سی آ گئی، میں نے وہ تھیلی اپنی بیوی کے حوالے کی اور اس کو سارا قصہ سنایا، پھر جب قرض کے بہی کھاتے میں دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کوئی قرض باقی نہ تھا۔

ابراہیم بن اسحاق بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد میں پولیس یعنی انتظامی عہدیدار تھا، ایک رات

خواب میں دیدار مصطفیٰ علیہ السلام سے مشرف ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے ''قاتل کو چھوڑ دو'' میں خوفزدہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور ساتھیوں سے قاتل کے بارے میں پوچھا: انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس قتل کے الزام میں ایک شخص گرفتار ہے، پس قاتل کو طلب کر کے پوچھا سچ سچ بتا کہ اصل معاملہ کیا ہے، اس نے کہا: اچھا بتاتا ہوں، ہمارا ایک گروہ تھا جو ہر روز بدکاری کے لئے اکٹھا ہوتا تھا، ایک بڑھیا ہماری دلال تھی جو عورتیں لایا کرتی تھی، ایک دفعہ وہ ہمارے پاس ایسی عورت لائی جس نے ہمیں دیکھ کر چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑی، میں اسے اٹھا کر الگ کمرے میں لے گیا اور ہوش آنے پر اس سے بے ہوشی کا سبب پوچھا: تو اس نے کہا خوف خدا کرو، اس بوڑھی عورت نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے، اس نے ذکر کیا کہ اسکے پاس ایک بے نظیر موزہ ہے جسے یہ گھر سے باہر نہیں لاتی، میں نے اس بات پر اعتبار کر لیا اور موزہ دیکھنے کی خواہش کی تو یہ عورت مجھے تمہارے پاس لے آئی، میں سیّدہ ہوں میرے نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں، اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں ہیں، خدا کے لئے ان دونوں ہستیوں کی عزت وحرمت کا لحاظ رکھنا، اس شخص کا بیان ہے کہ میں کمرے سے نکل کر اپنے دوستوں کے پاس آیا، اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور انہیں اس سیدزادی سے تعرض کرنے سے منع کیا، اس بات سے وہ مشتعل ہو گئے، اٹھ کر اس عفیفہ کی جانب بڑھے، کہنے لگے تو نے اپنی حاجت پوری کر لی ہے اور اب ہم کو اس سے روکتا ہے، تو میں اس عورت کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو گیا اور کہا: میرے جیتے جی تم میں سے کوئی اس کے قریب نہیں جا سکتا، اس سے ہمارے درمیان تلخی پیدا ہو گئی اور نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی، جس سے میں زخمی ہو گیا، میں نے اٹھ کر بدکاری کے زیادہ حریص شخص کو قتل کر دیا، پھر اس عفیفہ کو بحفاظت باہر لے آیا پڑوسیوں نے شور سنا تو اکٹھے ہو گئے اور میرے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر اور اس شخص کو مقتول دیکھ کر مجھے پکڑ لیا، اور آپ کے حوالے کر دیا، یہ سن کر اسحاق بن ابراہیم نے کہا: میں تم کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی رضا اور ایک پاک دامن عورت کی عزت کی حفاظت کے صلہ میں رہا کرتا ہوں، اس واقعہ کے بعد اس شخص نے اپنے گناہ کی زندگی سے توبہ کر لی اور پھر زندگی بھر اس توبہ پر قائم رہا۔

علی بن عیسیٰ وزیر کہتے ہیں کہ میں اولادِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا اور ہر سال رمضان المبارک کی آمد پر ان کو سال بھر کے لئے لباس اور طعام کا خرچ دے دیتا ان میں ایک عمر رسیدہ شخص جو امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے تھا، سالانہ پانچ ہزار درہم حاصل کرتا، ایک دن میں نے اس کو دیکھا وہ نشہ کی حالت میں شراب کی قے کر رہا تھا، اور زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا، میں نے دل میں کہا: کہ اس جیسے فاسق کو پانچ ہزار درہم دیتا ہوں اور یہ معصیت کے کاموں میں اڑا دیتا ہے، پس ارادہ کر لیا کہ آئندہ اس کو کچھ نہیں دوں گا جب اگلے سال ماہ رمضان آیا تو وہ بوڑھا شخص حسب معمول آ گیا اور سلام کہا میں نے کہا: تم عزت وکرامت کے مستحق نہیں میں تمہیں رقم دیتا ہوں اور تم گناہ کے کاموں میں خرچ کر دیتے ہو میں نے تم کو نشے میں دھت دیکھا ہے۔ اب جاؤ اور آئندہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔

علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں اسی رات سویا تو خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی بہت سے لوگ بھی بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر تھے میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کرنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رخ انور پھیر لیا، اس بے رخی سے مجھ کو شدید تکلیف ہوئی، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں آپ علیہ السلام پر بکثرت درود وسلام پیش کرتا ہوں اس کے باوجود یہ بے رخی اور بے التفاتی سمجھ میں نہیں آتی، فرمایا ''تو نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ کیوں لوٹایا، اور اس کا وظیفہ کیوں روک لیا'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے اسے نشے کی حالت میں دیکھا اور نہیں چاہتا تھا کہ امر گناہ میں اس کی اعانت کروں، فرمایا ''یہ بتا کہ تو اسے یہ وظیفہ اس کی ذاتی خصوصیت کی وجہ سے دیتا تھا یا میری نسبت سے''۔

امام سمہودی نے خلاصۃ الوفا میں فرمایا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے توسل وتشفع اختیار کرنا اور آپ علیہ السلام کی جاہ وبرکت سے دعا کرنا انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت اور سلف صالحین کا طریقہ ہے، امام حاکم نے حکم صحت کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطاء سرزد ہوگئی تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! میں تجھ سے بہ حق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم درخواست کرتا ہوں کہ تو میری خطاء بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم! تم نے محمد رسول اللہ کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا'' عرض کیا، مولیٰ! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور میرے پیکر میں روح پھونکی، تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللهِ لکھا ہوا تھا، پس میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ ایسی ہستی کا نام نامی ملایا ہے۔ جو تیرے نزدیک انتہائی محبوب ترین مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے آدم! تم نے سچ کہا، وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے اسلئے میں نے تمہاری خطاء بخش دی ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اے آدم! میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔''

نسائی اور ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ ایک نابینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا کرے اور میری بینائی بحال کردے، فرمایا: اگر بہتر سمجھو تو میں دعا کر دیتا ہوں، اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر ہی تمہارے واسطے بہتر ہے، عرض کیا، دعا فرمایئے فرمایا: اچھا جاؤ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو:۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پکڑا ہے۔ تاکہ میری حاجت پوری ہو، اے اللہ! تو میرے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت قبول فرما۔''

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دے کر یہ اضافہ کیا ہے کہ جب وہ نابینا دعا مانگ کر اٹھا تو بینا ہو چکا تھا۔

بیہقی اور طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کیا کہ ایک شخص کسی کام کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا اور آپ اس کی طرف التفات نہ فرماتے تھے ایک دن اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے اس سے کہا کہ وضو کا اہتمام کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ (الی آخرہ) پھر اپنی حاجت کا ذکر کرنا، تو اس شخص نے تعمیل ارشاد کی، بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا تو دربان نے اس کا ہاتھ تھام کر اندر پیش کر دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور کام کی نوعیت پوچھی، اس نے اپنی حاجت بیان کی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حاجت پوری کرنے کے بعد فرمایا: مجھے تمہارا کام اس گھڑی تک یاد نہ تھا، آئندہ تم کو کوئی کام ہو تو آ کر بتایا کرو، وہ شخص وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو میرا کام یاد ہی نہ تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو جا کر یاد دہانی کرائی، ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ دعا میں نے تم کو اپنی طرف سے نہیں بتائی بلکہ ایک روز بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر تھا کہ ایک نابینا شخص نے آ کر اپنی بینائی ضائع ہو جانے کی شکایت کی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو یہ دعا سکھائی، اور اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ ہماری مجلس ابھی برخاست بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص دوبارہ ہمارے پاس اس حالت میں آیا گویا اس کو کوئی تکلیف کبھی ہوئی نہ تھی۔

جید سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْ خَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے، اپنے نبی اور گزشتہ انبیاء کے صدقہ میں اسکی قبر کشادہ کر، بے شک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

کبھی کسی محبوب یا معظم ہستی کا تذکرہ قبولیت دعا کا سبب بن جاتا ہے، رسم دنیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے آدمی کا وسیلہ پکڑتا ہے، جو قدر و منزلت رکھتا ہے تو اس کی عزت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا مطالبہ پورا کر دیا جاتا ہے، کبھی کسی ذی مرتبہ شخص کے ذریعے اس سے اعلیٰ شخصیت کی توجہ حاصل کی جاتی ہے۔

جب اعمال کے ذریعے توسل کا جواز ہے جیسا کہ حدیث غار کا مشہور و صحیح واقعہ ہے، اور اعمال بھی مخلوق ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا تو بطریق اولیٰ ثابت ہے، پھر اس میں کوئی فرق نہیں کہ وسیلہ کو توسل، استعانت، تشفع، یا توجہ سے تعبیر کیا جائے، کبھی اس کا مطلب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کی درخواست جیسا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول

تھا، اور یہ بات ممنوع و ممتنع نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سائل کے سوال کا علم ہوتا ہے، پھر بقول امام سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تمام صالحین سے توسل کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا تھا۔

شفا شریف میں جید سند کے ساتھ ابن حمید سے مروی ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور (136ھ۔158ھ) نے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ نے (93ھ۔179ھ) کے ساتھ مسجد نبوی میں مناظرہ کیا تو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا: سورۃ حجرات آیت 2

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو اس نبی علیہ السلام کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔

ایک اور جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: سورۃ الحجرات آیت 3۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک وہ لوگ کہ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرمالیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

اور ایک گروہ کی مذمت ان الفاظ میں فرمائی سورۃ حجرات آیت 4

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں''۔ (حجرات آیت 4)

بے شک حضور رحمۃ اللعالمین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت بعد وصال بھی ویسی ہی ہے جس طرح حیات ظاہری میں تھی، یہ سن کر ابو جعفر نے ادب و احترام کے ساتھ سر جھکا دیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ! قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کروں، فرمایا: آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں روگردانی کرتے ہیں، حالانکہ حضور روز قیامت بارگاہ الٰہی میں آپ کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہوں گے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کر کے شفاعت کی درخواست کریں اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو قبول فرمائے

گا کیونکہ ارشاد ہے۔سورۃ النساء آیت 64

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ
جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ۝

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ، جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، آپ کے پاس حاضر ہوتے اور خدا سے بخشش (معافی) مانگتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش چاہتے (شفاعت فرماتے) تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔''

امام ابن حجر مکی نے مناسک نووی کے حاشیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے توسل کے جواز پر امام سمہودی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا بعض علماء کے نزدیک مستحسن یہ ہے کہ مصنف کے ذکر کردہ سلام کے ساتھ سورۃ الاحزاب آیت 56

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا ۝

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی علیہ السلام پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

کی تلاوت کرے، پھر ستر (70) بار پڑھے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ بعض متقدمین علماء نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ فرشتہ اس سلام گزار کو پکار کر کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فلاَن آج تیری کوئی حاجت باقی نہیں رہی، پھر فرمایا: صحیح یہ ہے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے کیونکہ حضور کو نام کے ساتھ ندا کرنا ناجائز ہے،

امام شہاب رملی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ میں ہے کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر ندا کرنا اس صورت میں حرام ہے جب وہ ایسے قرینے سے خالی ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر پر دلالت کرتا ہو، امام نووی کا ذکر کردہ سلام یہ ہے کہ زائر بوقت زیارت کہے۔

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہ
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْر
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا بَشِیْر اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا طُھر
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا طَاھِر اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْاُمَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ اللعَالَمِیْن اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیّن
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَھْلِ بَیْتِکَ وَاَزْوَاجِکَ وَ ذُرِّیَّتِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْن
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ جَمِیْعِ عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْن

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ آپ علیہ السلام کو ہماری طرف سے بہترین جزادے، جس طرح کسی نبی اوررسول کواسکی امت کی طرف سے دی، اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام پر درود بھیجے جب کوئی ذاکر ذکر کرے یا غافل بھولے، وہ بہترین درود جوساری مخلوق میں سے اس نے کسی پر بھیجا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا، لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور بہترین مخلوق، میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچادیا، امانت ادا کردی امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا جس طرح جہاد کا حق تھا، اے اللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور انہیں اس مقام پر کھڑا کر جس کا تو نے ان کو وعدہ دے رکھا ہے، اور انہیں وہ رتبہ کمال عنایت کر جس کا سائل سوال کرتے ہیں، اے اللہ! اپنے بندے رسول امی نبی علیہ السلام پر درود بھیج اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آل ازواج پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھیجا، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ علیہ السلام کی آل وازواج پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر دنیا میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو لائق تعریف وسزاوار مجد وشان ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک اس سے پہلے اللہ کی حمد وثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود نہ پڑھ لیں، گویا یہ حصول مراد سے پہلے ہدیہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے مطلب برآری سے پہلے ہدیہ پیش کرنا اس کی کلید ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجاتا ہے۔ اور جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہماری حاجت برآری کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 35

''وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ''

ترجمہ:۔ ''اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔''

غور کا مقام ہے حکمرانوں تک رسائی کے لئے تو تمہیں ایسے وسیلوں کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے ہاں قربت اور عزت کا مقام رکھتے ہیں، تمہیں ایسے کارکن درکار ہوتے ہیں جو تمہاری مطلب برآری کے لئے تمہارے ساتھ چلتے ہیں اگر تم بلاواسطہ وہاں جانے کی خواہش کرو تو ہرگز جانہیں سکتے، اسکی توضیح یہ ہے کہ جو لوگ شاہوں کا قرب

رکھتے ہیں وہ ان کے حضور گفتگو کے آداب اور قضائے حاجات کے اوقات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ ہم واسطوں کے متلاشی اسی لئے ہوتے ہیں کہ شاہی آداب کو پیش نظر رکھیں تاکہ جلد مطلب برآری ہو، جب ہماری یہ حالت ہے تو ہم جیسے لوگ بارگاہ خداوندی میں خطاب کے آداب سے کیسے آگاہ ہو سکتے ہیں؟ سید علی الخواص ارشاد فرماتے تھے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے کرو، اور یہ کہو اے اللہ! ہم تجھ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمارا فلاں کام بنا دے، پھر ایک فرشتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے مطلع کر دیتا ہے کہ فلاں آدمی نے آپ علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت کا سوال کیا ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی حاجت پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

امام شہاب احمد مقری اپنی کتاب نفح الطیب، میں ادیب اندلس ابو بحر صفوان بن ادریس سے نقل کرتے ہیں، کہ اس نے اپنی جوان بیٹی کے جہیز کے لئے مراکش کا سفر کیا، اور حکمرانوں کی قصیدہ خوانی کے لئے دار الخلافہ پہنچا، مگر اس کی امید بر نہ آئی اور تعریف و توصیف سے کچھ حاصل نہ ہوا، نامرادی پر پشیمان ہو کر کہنے لگا، کاش! اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتا اور حضور انور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت پاک کی مدح کرتا تو اپنی مراد کو پہنچ جاتا، پھر اللہ تعالیٰ سے گزشتہ لغزش کی معافی مانگی، اسے یقین ہو گیا کہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر بھروسا کیا جا سکتا ہے لہٰذا ان کی طرف ہی قصد کرنا چاہیے، اسکے بعد جب خلیفہ کے دربار میں آیا تو اس نے حاضری کی غرض و غایت پوچھی، اس نے اپنی آمد کا سبب بیان کیا تو خلیفہ نے اسے نقد رقم سے نوازا، اسکے علاوہ عطیات بھی دیئے اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ سب حضور علیہ السلام کی نگاہ لطف کا صدقہ ہے دراصل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفہ کو حکم دیا کہ اس ادیب کی حاجت پوری کرو، چنانچہ وہ بامراد ہو کر لوٹا اور پھر عمر بھر مدحت اہل بیت کو حرز جان بنایا، یہاں تک کہ مداح اہل بیت کے نام سے مشہور ہو گیا۔

دمشق میں مقیم ایک صالح بزرگ احمد حلبی سے روایت کرتے ہیں اور وہ مفتی دمشق علامہ حامد آفندی عمادی سے، کہ ایک دفعہ ایک وزیر نے ان کی گرفتاری کا ارادہ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے وہ رات سخت کرب و اضطراب میں گزاری، خواب میں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ علیہ السلام نے ان کو تسلی دیتے ہوئے درود پاک کا ایک صیغہ سکھایا کہ جب وہ اس کا ورد کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت دور فرما دے گا، چنانچہ انہوں نے بیدار ہو کر یہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی مصیبت کا ازالہ فرما دیا، یہ صیغہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْ لَ اللّٰہِ

بارانِ رحمت

علامہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں بحوالہ امام بیہقی اور ابن ابی شیبہ سند صحیح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن

مالک الدار سے نقل کرتے ہیں کہ عہد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو ایک شخص نے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا

یَا رَسُوْلَ اللہِ اسْتَسْقِ لا مَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا

ترجمہ:۔ ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمایئے وہ ہلاکت کے قریب ہیں''۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خواب میں اس کو حکم دیا کہ

''عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا اسلام دو اور بتاؤ کہ باران رحمت آنے والی ہے، نیز یہ کہ دانائی اور زیرکی سے کام لیتے رہیں''

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔ اے پروردگار! میں اپنے معاملات میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا، البتہ! عاجز آجاؤں تو بات دوسری ہے۔

ابوالجوزاء تابعی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی، فرمایا: حضور انور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روضہ انور کا بالائی حصہ کھول کر روشن دان سا بنا دو، تا کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے، پس اہل مدینہ نے اس حکم کی تعمیل کی تو اتنی بارش ہوئی کہ اس سے زبردست ہریالی ہوئی اور اونٹ اس قدر موٹے ہوئے کہ چربی سے ان کی کوہانیں پھٹنے لگیں۔ اسی وجہ سے اس سال کو عام الفتق کہتے ہیں۔

فقیہہ مقری ابو العباس احمد بن علی بن رفعہ کہتے ہیں کہ سن 653 ہجری میں دریائے نیل خلاف عادت کافی خشک ہو گیا، لوگ اس صورت حال سے چیخ اٹھے، کیونکہ مہنگائی میں بھی بہت اضافہ ہو گیا تھا، میں نے جمعہ 24 جمادی الاخرہ کی رات بہت پریشانی میں بسر کی، اسی بے چینی میں دو رکعت نماز پڑھی، جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ حم سجدہ آیت 29 تا آیت 53 سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ (آیت 53) اور دوسری رکعت میں سورۃ الفتح آیت 29 مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ سے آخر تک تلاوت کی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے استغاثہ کر کے سو گیا، خواب میں ہاتف کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا تمہارا استغاثہ سن لیا گیا ہے، اور تین دن کے بعد لوگوں کی دریائے نیل سے متعلق پریشانی دور ہو جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا تین دن بعد دریائے نیل کی سطح 15 انگل بلند ہو گئی، پھر حضور کی برکت سے اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ معمول کے مطابق بہنے لگا،

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب کا وسیلہ پکڑتے تھے، کیونکہ وہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چچا تھے، تو اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے بارش عطا کرتا تھا، زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کرتے۔

''اے اللہ! میری قوم تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے نبی علیہ السلام کے ساتھ

نسبی تعلق اور شرف حاصل ہے، اس لئے بارش عطا فرما'' اس دعا کے کرتے ہی بادل پہاڑوں کی مانند اٹھتے اور برس پڑتے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی۔

شیخ عارف عتیق کہتے ہیں کہ ہم حاجیوں کے قافلے میں تھے، اہل قافلہ کو شدید پیاس محسوس ہوئی، پانی کم تھا، اس پریشانی میں ایک جماعت نے شیخ ابوالنجاء سالم بن علی کے دامن میں پناہ لی، اوران سے بارش کی درخواست کی، جس کی وجہ سے انہوں نے تنہائی میں جا کر دعا مانگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی بارش عطا کی یہاں تک کہ سارے قافلے والوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

شیخ ابوعبداللہ متھدی فرماتے ہیں جیسا کہ مصباح الظلام میں ہے، کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا، اسی دوران میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا: تو اس نے جواب دیا کہ میں حلہ کے ایک گروہ سے تعلق رکھتا تھا ایک رات سویا تو ایسا معلوم ہوا، گویا قیامت قائم ہوگئی ہے اور لوگ سخت تکلیف سختی اور پیاس کی حالت میں ہیں میں بھی سخت پیاس سے ہوں، اسی پیاس میں حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حوض پر آیا تو وہاں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے، اور لوگوں کو حوضِ کوثر سے پانی پلا رہے تھے، میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ محبت اور اعتقاد فضیلت وتقدیم کے باعث ان کے پاس آیا تا کہ پانی عطا کریں، مگر انہوں نے بے رخی کا مظاہرہ کیا، پھر باری باری اصحاب ثلاثہ کے پاس آیا، مگر انہوں نے بھی روگردانی فرمائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت میدان محشر میں تشریف فرما تھے، اور کچھ بدبختوں کو پیچھے دھکیل رہے تھے، میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں بہت پیاسا ہوں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی کی درخواست کی تو انہوں نے منہ پھیر لیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ تجھ کو کیسے پلا سکتے ہیں جبکہ تو میرے اصحاب سے بغض و عداوت رکھتا ہے'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا میں توبہ کرسکتا ہوں، فرمایا ''کیوں نہیں؟ توبہ کر کے اسلام قبول کر، پھر تجھے ایسا مشروب پلاؤں گا کہ اسکے بعد تجھے کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی'' پس میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور توبہ کی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے ایک جام عطا فرمایا، جسے میں نے نوش کرلیا، جب بیدار ہوا تو مطلقاً پیاس نہ تھی، پھر یہی حالت برقرار رہی کہ کبھی پانی پی لیتا اور کبھی نہ پیتا بعد ازاں شہر حلہ میں اپنے رشتہ داروں کے پاس آیا تو میں نے ان سے بے تعلقی اختیار کرلی، سوائے ان کے جنہوں نے میری دعوت قبول کرلی اور اپنے فاسد عقیدوں سے باز آگئے،

علامہ شیخ علی حلبی شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ''بغیہ الاحلام باخبار من فرج برویا المصطفیٰ فی المنام ''میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بغداد سے مصر کے ارادے سے نکلا تا کہ اپنے بھائی سے ملوں، اس کی بیوی اور چھوٹی بیٹی میرے ہمراہ تھی، ہم سب ایک بڑے کارواں کے ہمراہ تھے، دمشق کے قریب ایک مقام پر پہنچے تو ڈاکوؤں نے راستہ روک لیا، اور لوگوں سے مال و متاع چھین لیا، اس وقت ہم ایک چشمے کے نزدیک تھے،

میں نے ساتھیوں سے کہا: موت ضرور آنی ہے ٹل نہیں سکتی، یہاں پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ نجات اور بچاؤ کے لئے چل پڑیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے گا اور ضرور ہمارے بچاؤ کی کوئی سبیل نکالے گا، پس ہم دو دن اور دو راتیں چلتے رہے، میری بھتیجی میرے کاندھے پر تھی کیوں کہ اس کی ماں تھک گئی تھی، اس وقت ہم سامان خورد ونوش سے تہی دست تھے، کئی ساتھی راستے ہی میں دم توڑ گئے، تیسرے روز ایک گاؤں میں پہنچے تو میں نے وہاں کی ایک عورت سے گزارش کی محترمہ! ہم آپ کی پناہ میں ہیں، بعد ازاں میں نے قرآن حکیم کی تلاوت شروع کر دی جس سے صاحب خانہ کا دل پسیج گیا، پھر اس سے گپ شپ بھی کی تو اس نے پوچھا: آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: ازراہ کرم ایک سواری کا انتظام کر دیں، نیز دمشق تک ہمارے ساتھ چلیں، ہم وہاں پہنچ کر آپ کے احسانات کا بدلہ چکا دیں گے، چنانچہ وہ آمادہ ہو گیا، اس نے ہم تینوں کو کپڑے پہنائے، سواری کا بندوبست کیا اور بقدر کفایت زاد راہ لے کر ساتھ ہو لیا، چند دن کی مسافت کے بعد ہم دمشق پہنچے تو اہل شہر نے باہر نکل کر استقبال کیا، ہر شخص اپنے عزیز یا جان پہچان کے آدمی کے متعلق دریافت کرتا کیونکہ اس قافلہ کی داستان ان تک پہنچ چکی تھی، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے متعلق بھی پوچھ گچھ کر رہا ہے، میں نے با آواز بلند کہا: میں یہاں ہوں، پس اس نے میری سواری کی مہار پکڑ لی اور اپنے گھر لے گیا، گھر کی زیب وزینت صاحب خانہ کی خوشحالی کی آئینہ دار تھی، مجھے اس میں بالکل شبہ نہ تھا کہ وہ میرے بھائی کا دوست ہے ہم دو تین دن اس کے ہاں بڑے آرام اور سکون کے ساتھ رہے، دو دن تک میں نے اس سے کچھ پوچھا: نہ اس نے مجھ سے کچھ دریافت کیا، جب تیسرا دن آیا تو اس دیہاتی نے مجھ سے سفر کی داستان پوچھی تو میں نے ساری کہانی سنا دی، سن کر اس نے کہا: جس قدر دینار تم کو درکار ہوں لے لو، تو میں نے اپنی حاجت کا ذکر کیا، اور اس نے ضروریات کے مطابق دینار دے دیئے، وہ دینار لے کر میں نے دیہاتی بھائی کے حوالے کر دیئے، اس دمشقی نے بہت ساز زاد راہ بھی دیا، پھر پوچھا: تم کو کتنے اونٹوں کی ضرورت ہو گی؟ اور مزید زاد راہ کتنا درکار ہو گا اور کس شہر کا قصد ہے؟ اس سوال سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا، میں نے خیال کیا کہ اگر یہ آدمی میرے بھائی کے ان دوستوں میں سے ہوتا جن کو میں نے اپنے بھائی کی تلاش کے بارے میں لکھا تو اس کو میرے آنے کی غرض وغایت معلوم ہوتی، میں نے حیرت سے پوچھا: میرے بھائی نے آپ کو کتنے دینار دینے کا لکھا؟ اس نے کہا: کون تمہارا بھائی؟ میں نے کہا: ابو یعقوب بن ارزق انباری مصر میں خلیفہ کا کاتب، اس نے کہا: بخدا! میں نے تو اس آدمی کا نام تک نہیں سنا، نہ اس کو جانتا ہوں، اسکے اس جواب پر گویا مجھ پر قیامت ٹوٹ گئی، میں نے کہا: میں تو آپ کو اپنے بھائی کا دوست سمجھ رہا تھا، اور میرا یہی گمان تھا کہ آپ نے میرے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے وہ اسی دوستی کا نتیجہ ہے اس لئے دل کھول کر آپ سے مطالبات کرتا رہا، اب بتائیے کہ اس حسن سلوک کا باعث کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس حسن سلوک کا معاملہ تمہارے بھائی کی دوستی اور تعلق سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ لازم ہے کہ اس کی وضاحت سے تمہاری خوشی اور بے تکلفی میں اضافہ کروں، پھر کہا: جب اس قافلہ کے لٹ جانے کی اطلاع دمشق میں پہنچی تو ہر شخص پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، کیونکہ کسی کو مال لٹ جانے کا غم تھا کسی کو دوست یا رشتہ دار کی فکر تھی، سوائے میرے کہ میرا کوئی عزیز دوست اس قافلہ میں شامل نہ تھا نہ کوئی

مال تھا، یہی وجہ ہے کہ لوگ اس بچے کھچے قافلے کے استقبال کے لئے نکلے اور ان کے اصلاح احوال کے لئے بندوبست کرنے لگے، مگر میں باہر نہ نکلا جب رات آئی تو میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے ''ابو محمد بن ارزق کے پاس جا کر اس کی امداد و عانت کرو اور ایسا انتظام کرو کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے'' چنانچہ میں لوگوں کے ہمراہ نکلا اور آپ کے متعلق دریافت کیا، میری ساری غم خواری اور احسان کا بس یہی سبب تھا، اب بتایئے کہاں کا قصد ہے؟ ابو محمد کہتے ہیں میں اس بندہ پروری پر زار و قطار رونے لگا اور آہوں اور سسکیوں کے سبب کافی دیر تک اس سے بات نہ کر سکا، پھر مصر تک کے لئے زادراہ پر غور کر کے اس کو اپنی حاجت اور ارادے سے آگاہ کیا، تو اس نے زادراہ پیش کیا بعد ازاں میں نے اس سے تعارف پوچھا: تو کہا: ابن الصابونی کے نام سے مشہور ہوں، پھر جب مصر پہنچا تو اپنے بھائی سے ملاقات کی اور اسے ساری روداد سفر سنائی وہ سن کر سخت متعجب ہوا اور زار و قطار رونے لگا، اس کے بعد ابن صابونی کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا، پھر میں دمشق میں آیا تو ابن الصابونی کے حالات تبدیل ہو چکے تھے اسے کئی مصیبتوں نے آگھیرا، میرے بھائی نے اس کے حسن سلوک کے بدلے دمشق میں اسے ایک جاگیر عطا کی جس سے معقول آمدنی حاصل ہوتی تھی،

آل سلجوق کا پہلا بادشاہ طغرل بیگ (429ھ۔455ھ) جب موصل کی طرف روانہ ہوا تو اس کے ساتھ ایک لشکر گراں تھا، اس لشکر کے سپاہی راستے میں دیہاتوں پر غارت ڈالتے چلے جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کو سخت پریشانی اٹھانی پڑی، طغرل بیگ نے خواب میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو سلام پیش کیا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا، فرمایا ''اللہ نے تم کو ملک میں اقتدار دیا اس کے باوجود تم خلق خدا پر نرمی نہیں کرتے، اور خدا کی عظمت اور جلال سے نہیں ڈرتے'' اس تہدید آمیز خطاب سے خوفزدہ ہو کر وہ جاگ اٹھا، پھر اپنے وزیر کو حکم دیا کہ فوج میں عدل و انصاف کا اعلان کروا دیا جائے تا کہ کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کر پائے۔

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)

3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)

5۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 295ھ

6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 305ھ)

7۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 327ھ)

8۔ تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 369ھ)

9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 516ھ)

10۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 410)

11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)

12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)

14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (204ھ۔261ھ)

15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ۔273ھ)

16۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (202ھ۔275ھ)

17۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

18۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

19۔ سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)

20۔ شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1172ھ)

21۔ کتاب شفا۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

22۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

23۔ جذب القلوب۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ)

24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 458ھ)

25۔ شواہد النبوۃ۔ حضرت نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 898ھ = 1492ء)

26۔ مواہب لدنیہ۔ امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 922ھ)

ہجرت مدینہ

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا:

''مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، یہ سنگلاخ اور ریگستانی علاقہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے'' یہ سن کر کچھ لوگوں نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہجرت کے لئے تیار ہو گئے تو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابوبکر! کچھ عرصہ انتظار کرو، امید ہے مجھے بھی عنقریب اس کی

اجازت مل جائے گی۔“

بیہقی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قریش دارالندوہ میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قتل (نعوذ باللہ) کا منصوبہ بنایا۔ اسی اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس منصوبے سے آگاہ کیا اور حکم پہنچایا کہ اس جگہ رات بسر نہ کریں جہاں پہلے گزارتے ہیں، نیز ہجرت مدینہ کی اجازت بھی عطا کی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول کریم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت کے لئے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے، اس وقت کفار دروازے پر کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست اقدس میں مٹی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی طرف پھینکی، اس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سورہ یٰسین کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے ان کے درمیان سے گزر گئے اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھ نہ سکا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ بنت قدامہ اور سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول کریم سرکار دوعالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب مکان سے باہر تشریف لائے تو کفار دروازے پر تھے، پھر حضور بطحاء کی باریک کنکریاں ان کے سروں پر ڈال کر سورۂ یٰسین کی آیات تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے، کسی شخص نے ان سے کہا: تم کس انتظار میں ہو۔ انہوں نے جواب دیا 'محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)' کے انتظار میں“ اس نے کہا وہ تو واللہ تمہارے پاس سے گزر کر چلے گئے ہیں۔ یہ سن کر کافر بولے، بخدا! ہم نے تو انہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب دونوں حضرات غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا، کفار نے ہر چند شدید تلاش کی یہاں تک کہ غار کے منہ تک پہنچ گئے، مگر جالا دیکھ کر کہنے لگے یہاں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی پیدائش سے پہلے کا جالا ہے جس کی وجہ سے واپس چلے گئے۔

قتل کا مشورہ (معاذ اللہ)

امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں باہم مشورہ کیا، بعض نے کہا: صبح ہوتے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو زنجیروں سے جکڑ دو، کسی نے رائے پیش کی کہ انہیں قتل کر ڈالو اور کچھ نے مشورہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جلا وطن کر دو، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس منصوبہ سے آگاہ فرمایا جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام اسی رات ہجرت کر کے غار ثور میں آئے، صبح کے وقت کفار مکہ بھی تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ پہاڑ

کے قریب پہنچ گئے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا، وہ پہاڑ پر چڑھ کر غار کے پاس سے گزرے تو اس کے دہانے پر مکڑی کا جالا دیکھ کر کہنے لگے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اس غار میں داخل ہوتے تو اس کے دہانے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا۔

ابن سعد وغیرہ محدثین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کفار نے غار کے منہ پر دو کبوتر دیکھے جس کی وجہ سے وہ سمجھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سفر ہجرت کی روداد بیان کرتے ہوئے فرمایا "میں اپنی جائے رہائش سے ہیئت بدل کر نکلا تو سب سے پہلے ابو جہل سے ملاقات ہوئی اللہ نے اس کو مجھے اور ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دیکھنے سے محروم کر دیا یہاں تک کہ ہم چلے گئے"

بیہقی، ابن شہاب اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے لکھتے ہیں کہ ہجرت کے موقع پر کفار ہر طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تلاش میں نکلے، انہوں نے کنوؤں اور چشموں کے مالکوں کو بھی کہلا بھیجا، وہ تلاش کرتے کرتے کوہ ثور پر چڑھے جس میں وہ غار ہے جس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قیام فرمایا یہاں تک کہ وہ غار کے اوپر سے جھانکنے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں جن کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خوف کھانے لگے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے" پھر دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم غار میں تھے اور کفار غار کے دہانے تک پہنچ چکے تھے تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو اس کی نظر ہم پر پڑ سکتی ہے، یہ سن کر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللہُ ثَالِثُھُمَا" "تمہارا ان دو ہستیوں کی حفاظت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے"

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو غار کے دہانے کے سامنے دیکھ کر عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) ہم تو اس کی نظر میں آ گئے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے فرمایا "ہرگز نہیں، اس وقت فرشتوں نے ہمیں اپنے پروں کے ساتھ چھپا رکھا ہے" ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آدمی ہماری طرف رخ کر کے پیشاب کے لئے بیٹھ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "ابو بکر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر یہ شخص تمہیں دیکھ لیتا تو ایسا ہرگز نہ کرتا (یعنی پیشاب کے لئے نہ بیٹھتا)"۔

حضرت اُم معبد خزاعیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہوئے قُدید کے مقام پر پہنچے تو اُمِ معبد خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ جس کا مفصّل ذکر ہجرت کے متعلقہ باب

میں کر دیا گیا ہے۔

سراقہ کا واقعہ

سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گیا، میرا گھوڑا پھسلا اور میں گر گیا، پھر اٹھ کر سوار ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آواز سنی، آپ علیہ السلام پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار پیچھے کی طرف التفات کرتے تھے، اس کے بعد میرے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے جس کے باعث میں اس سے گر گیا، میں نے اسے ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا مگر اس کے قدم زمین سے باہر نہیں نکلتے تھے، پھر سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے قدموں سے اٹھنے والا غبار آسمان تک چھا گیا۔ جیسے دھواں اٹھتا ہے، میں نے دونوں کو پکار کر امان طلب کی، تو دونوں حضرات رک گئے، میرے ساتھ جو کچھ پیش آیا اس کی وجہ سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عنقریب غالب آ کر رہیں گے۔

ابن عساکر سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ غار ثور میں تھے کہ انہیں پیاس لگ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''غار کے ابتدائی حصہ میں جا کر پانی پی لو'' وہ گئے اور شہد سے شیریں، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے موکل فرشتے کو حکم دیا ہے کہ وہ جنت الفردوس کی نہر سے پانی مہیا کرے تا کہ تم پیو''

ی

یہودی علماء

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں بہت سی روایات بیان کی ہیں کہ مدینہ کے اکثر علمائے یہود حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوئے اور توریت و زبور میں بیان کردہ بہت سے ایسے امور اور ایسی باتیں دریافت کرتے تھے کہ نبی کے سوا اور کوئی ان کا جواب نہیں دے سکتا تھا، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے صحیح اور درست جوابات سُن کر اکثر یہودی مشرف بہ اسلام ہو گئے اُن میں سب سے مقدم عبداللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

امام احمد اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ انہوں نے کہا ہم آپ (علیہ السلام) سے چند باتیں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا۔

1۔ بتائیے وہ کونسا کھانا ہے جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

2۔ بتائیے کہ نسلِ انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

3۔ بتائیے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

اُن کے سوالات کو سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی رمق باقی ہے تو تم سمجھ لو گے کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدّت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ ہم کو اِس موذی مرض سے شفایاب فرما دے تو ہم رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اِس طرح انہوں نے از خود اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔''

اِس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبدی پجاریوں نے کہا: ''یہ حقیقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ٹھیک فرمایا۔''

اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مَرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور زرد ہے، اِن میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنّت اللہ کے مطابق عملِ تخلیق سے گزرنے والا بچّہ، غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے بَرمَلا کہا'' آپ (علیہ السلام) نے صحیح فرمایا''

بعد ازاں تیسرے اور آخری سُوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''تمام انسانوں پر اور کُل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہ السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔'' یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ مدینہ طیّبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور سید المرسلین سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک درختِ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

''محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے رُوح کے بارے میں پوچھو' دوسرے نے جواب دیا کہ 'مت پوچھو، ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرما دیں جو تمہیں ناگوار ہو۔''

تھوڑے توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا۔ جس کے اندازِ خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا۔ سورۃ بنی اسرائیل (اسراء) آیت 85

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

ترجمہ:۔ ''اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا''

ابن اسحاق و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ''کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟'' ابن صوریا نے جواب دیا۔ ہاں خدا گواہ ہے یہی حکم ہے۔ پھر کہا، اَے ابوالقاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیّت کی بنا پر آپ علیہ السلام سے حسد کرتے ہیں۔

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ وغیرہ نے صفوان بن عسال سے روایت کی کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا آؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے پاس چلیں اور اُن سے (آیۂ کریمہ سورہ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 101

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ
فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے بے شک موسیٰ (علیہ السلام) کو نو کھلی (روشن) نشانیاں دیں۔ تو بنی اسرائیل سے دریافت کرلو کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے اس سے کہا کہ موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم سحر زدہ ہو۔''

روح کے بارے میں پوچھیں پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اُن نُو نشانیوں کے بارے میں سُوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''(1) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (2) سَرقہ نہ کرو، (3) زنا نہ کرو۔ (4) غیر واجب قتل نہ کرو، (5) جادو وغیرہ نہ کرو، (6) سُود نہ لو، (7) کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو نہ سزا دو، (8) عِفّت مآب عورتوں پر تہمت نہ دو، اور (9) ہفتہ کے روز خاص طور پر ظلم وطغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو''۔ اِن جوابات کو سُن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ داؤد علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اَولاد میں نبوّت رہے گی، یہود کا اِس روایت پر پختہ یقین ہے اِس لئے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اُس نے پوچھا جس روز اِس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''پُل کے قریب ظلمت میں۔''

اُس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پل پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''فقراء ومہاجرین۔''

اُس نے پوچھا: جنّت میں داخلہ کے بعد، انکے لئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟

حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''زیادہ تر مچھلی کا جگر ہوگا؟

اُس نے پوچھا: جنّتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''ان کے لئے جنّت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنّت کے چراگاہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔''

اُس نے پوچھا: اُس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا شئے نوش کریں گے؟

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: (سورۃ الدھر آیت 18،19)

عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾

ترجمہ:۔ ''وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں۔ اور ان کے اُس پاس خدمت میں پھرینگے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے موتی ہیں بکھرے ہوئے''۔

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا۔ آپ علیہ السلام نے تمام جوابات درست فرمائے۔ بعدازاں اُس نے لڑکے اور لڑکی کے اسبابِ پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ علیہ السلام نے جواب برحق عطا فرمایا۔

حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ان ستاروں کے بارے میں بتایئے جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز اُن ستاروں کے نام بھی بتایئے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس کے سوال کا جواب نہ دیا۔ اور وہ یہودی چلا گیا۔ اُسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا۔ پس آپ علیہ السلام نے یہودی کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس سے پوچھا: ''اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دیدوں تو کیا تو دعوتِ اسلام کو قبول کرلے گا؟'' اُس نے اقرار کیا۔ پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان ستاروں کے نام بتائے۔

(1) حرثان (2) طارق (3) ذیال (4) کتفان (5) زدالفرع (6) وثاب (7) عمودان (8) قابس (9) ضروح (10) مصبح (11) نیلق (12) ضیاء اور (13) لور،

یوسف علیہ السلام نے آسمان کے اُفق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔

یہودی ماہرِ دینیات نے کہا بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ ایک روز یہودی عالم بارگاہِ نبوی صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوا اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سُورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پڑھ چکے تو اس نے کہا۔ قِصّۂ یوسف علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کس نے بتایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے۔ اِس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اِس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اُس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرے بشرے سے پہچان لیا اور وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مُہرِ نبوّت کو دیکھ سکے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سورۂ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ سلیم الطبع لوگ تھے بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے اُمّتِ مُسلمہ میں شامل ہو گئے۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کچھ یہودیوں سے فرمایا ''اگر تم اپنے دعوے میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنّت میں تمہاری آبادکاری ضروری ہے۔ تو تم کہو'' اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی مَوت دے دے مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ دُعا کرلے تو میں یقین دِلاتا ہوں کہ اُس کا لُعاب گلے میں حائل ہو جائے گا، سانس کی آمد رک جائے گی اور وہ اسی جگہ مر جائے گا''۔ یہودی سہم گئے اور خواہش موت کرنے سے انکار کرنے لگے۔ اِس موقعہ پہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی سورۃ البقر آیات 94،95

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کیلئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔''

عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک جرمقانی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوّت کرتے ہیں۔ میں اُن سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد سمجھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے تو وہ آپ علیہ السلام کے قریب بیٹھا اور کہا اپنی منزلہ کتابِ الہامی سے کچھ مجھے سُنائیے۔ حضور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سُن کر کہنے لگا: وَاللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سماوی تورات اور آپ علیہ السلام کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دعویٰ صادق اور اُس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

یہودی راکھ ہو گیا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی جب موذن کی آواز سنتا تو کہتا اللہ جھوٹے کو جلائے۔ایک دن وہ یہی ہرزہ سرائی کرر ہا تھا کہ اسکی ایک لونڈی آگ کا شعلہ لے کر داخل ہوئی جس سے ایک چنگاری اڑی اور گھر میں آگ لگ گئی، وہ یہودی بھی اس آگ سے جل کر خاکستر ہو گیا۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف
1۔	تفسیر در منثور۔	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2۔	تفسیر کبیر۔	علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)
3۔	تفسیر ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)
4۔	تفسیر طبری۔	علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)
5۔	تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔	علامہ ابراھیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 295ھ)
6۔	تفسیر دیلمی۔	علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 303ھ)
7۔	تفسیر ابن ابی حاتم۔	علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 327ھ)
8۔	تفسیر ابن ابی حبان۔	علامہ ابن ابی حبان رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 369ھ)
9۔	تفسیر بغوی۔	علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 516ھ)
10۔	تفسیر امام ابن مردویہ۔	علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 410 ھ)
11۔	فتوحات مکیہ۔	شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 638ھ)
12۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
13۔	بخاری شریف۔	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)
14۔	صحیح مسلم شریف۔	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (204ھ۔261ھ)
15۔	سنن ابن ماجہ۔	امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ۔273ھ)
16۔	سنن ابوداؤد۔	امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (202ھ۔275ھ)
17۔	البدایہ والنہایہ۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)
18۔	سیرت ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)
19۔	سیرت حلبیہ۔	علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)
20۔	شرح مواہب لدنیہ۔	علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1172ھ)
21۔	کتاب شفاء۔	قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 544ھ)
22۔	خصائص الکبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)
23۔	جذب القلوب۔	علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 855ھ)

24۔	دلائل النبوۃ۔	حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ۔ المتوفی 458ھ)
25۔	سیرت النبی۔	ابو محمد عبد الملک بن ھشام ابن ایوب الحمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 213ھ)
26۔	سنن نسائی۔	امام عبد الرحمٰن ابن احمد ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ہرات کے قریب بجستان 202ھ۔ وفات بصرہ 275ھ)
27۔	معجم البلدان	علامہ شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی الرومی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش روم 576ھ وفات حلب شہر کے قریب واقع خان 626ھ)
28۔	شرح بخاری۔	امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (851ھ۔923ھ)
29۔	معارج النبوت۔	حضرت مولانا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 907ھ)
30۔	دلائل النبوۃ۔	علامہ الحافظ ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ)
31۔	اصح السیر۔	علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975ھ۔1044ھ)
32۔	ترمذی شریف۔	امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ترمذ جیحوں کے قریب 229ھ وفات 279ھ)
33۔	فقہ اکبر۔	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت زوقی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)
34۔	المصنف۔	امام عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (استاذ حضرت امام بخاری (المتوفی 211ھ)
35۔	مسند امام احمد۔	حضرت امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ۔)
36۔	شرح مواہب الدنیہ۔	حضرت امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1172ھ)
37۔	تاریخ طبری۔	حضرت ابی جعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)
38۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)
39۔	الوفا باحوال مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	امام عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)
40۔	روض الانف۔	امام عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی الحسن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (متولد 508ھ المتوفی 581ھ)

41-	مدارج النبوت۔	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (958ھ-1073ھ)
42-	عیون الاثر۔	علامہ حافظ ابوالفتح محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 734ھ)
43-	تاریخ الخمیس۔	حضرت علامہ دیار البکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 966ھ)
44-	فتوحات مکیہ۔	شیخ اکبر محیی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 638ھ)
45-	مرقاۃ المفاتیح و شرح الشفاء۔	علامہ ملا علی قاری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1016ھ)
46-	روح المعانی۔	حضرت محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1270ھ)
47-	قصیدہ بردہ شریف۔	امام شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش بوصیر یکم شوال 608ھ مطابق 7 مارچ 1213ء۔ التوفی سکندریہ 695ھ بمقام فسطاط۔ حضرت امام شافعی کے مزار کے قریب مدفون ہیں)
48-	اوسط طبرانی۔	حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 360ھ)
49-	سنن ابن ماجہ۔	علامہ ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)
50-	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
51-	غنیۃ الطالبین۔	حضرت محیی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات بعمر 90 سال 7 ماہ بغداد 561ھ)
52-	الصارم المسلول۔	امام ابن تیمیہ ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالعلیم بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ (661ھ-728ھ)
53-	السیرۃ النبویہ۔	حافظ الحدیث ابوحاتم محمد بن حبان احمد التیمی البُسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 354ھ)
54-	تاریخ ابن خلدون۔	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 808ھ=1405ء)
55-	الاحکام السلطانیہ۔	حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ)
56-	اعلام النبوت۔	علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ)
57-	شواہد النبوت۔	حضرت علامہ نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 898ھ=1492ھ)
58-	شرف المصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	امام ابوسعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 213ھ)

59۔ شفاء الغرام باخبار البلد الحرام۔ علامہ تقی الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ قاضی مکہ مکرمہ (المتوفی 832ھ)

60۔ مغازی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عروہ بن زبیر بن العوام رحمۃ اللہ علیہ (متولد مدینہ منورہ 22 ھجری المتوفی مدینہ منورہ 93ھ)

61۔ جوامع السیرۃ۔ حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 456ھ)۔

62۔ جواہر البحار۔ حضرت علامہ ابو یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (1265ھ۔1350ھ)

63۔ قصیدہ تائیۃ الکبریٰ۔ حضرت علامہ عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 632ھ)

64۔ ہدایۃ الرسول فی تفصیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 660ھ)

65۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ علامہ محی الدین یحیٰ النووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 767ھ)

66۔ الانسان الکامل۔ شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ جیلی شافعی یمنی (المتوفی 811ھ)

67۔ کتاب الروض۔ علامہ شرف الدین اسماعیل بن المقری رحمۃ اللہ علیہ الیمنی الشافعی (متوفی 839ھ)

68۔ التعظیم والمنۃ۔ علامہ تقی الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 756ھ)

69۔ شرح ہمزیہ۔ (شرح قصیدہ امام بوصیری) الشیخ الشہاب احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 973ھ)

70۔ مکتوبات شریف۔ حضرت الامام الربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1034ھ)

71۔ شرح دلائل الخیرات۔ علامہ شیخ محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ مراکش (المتوفی 870ھ)

72۔ تاریخ القلمی۔ علامہ قطب الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 988ھ)

73۔ الحاوی للفتاویٰ۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

74۔ التنویر فی مولد البشیر النذیر و مراۃ الزمان والمولد العرس حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)

75۔ راح الارواح۔ حضرت الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی رحمۃ اللہ علیہ

76۔ المود الروی فی مولد النبی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مولانا ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1014ھ)

77۔ شرف النبی۔ علامہ ابوسعید عبدالملک بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (المتوفی 407ھ)

78۔ تاریخ ابن خلکان۔ علامہ احمد بن محمد بن ابراھیم بن خلکان قاضی القضاۃ شمس الدین ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ (608ھ۔681ھ)

79۔ وفاالوفا۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 991ھ)

80۔ الجامع الاحکام القرآن۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671ھ)

81۔ جواہرالقرآن۔ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی الطّوسی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت طوس 450ھ وفات بغداد 14 جمادی الآخر 505ھ)

82۔ احیاءالعلوم۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی الطّوسی رحمۃ اللہ علیہ (450ھ۔ 505ھ)

83۔ افضل الفوائد۔ حضرت محمد بن احمد بن دانیال حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلوی (متوفی 725ھ)

84۔ فضائل نعلین حضور علیہ السلام۔ علامہ احمد المقر ی التلمسانی رحمۃ اللہ علیہ

85۔ تاج العروس۔ امام زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 791ھ)

86۔ معالم دارالہجر ت۔ علامہ زین الدین المراغی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1413ء)

87۔ کتاب دارقطنی۔ علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 305ھ وفات بغداد 385ھ)

88۔ مغازی۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 207ھ)

89۔ المدخل۔ علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 737ھ)

90۔ شعب الایمان۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384ھ۔458ھ)

91۔ اھل الاسلام والایمان۔ علامہ شیخ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1044ھ)

92۔ تاریخ دمشق۔ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

93۔ سیرۃ افضل العباد۔ شیخ امام محمد بن صالح یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 942ھ)

94۔ تاریخ الاسلام۔ امام شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

95۔ اعلام الاعلام۔ علامہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 986ھ)

96۔ مروج الذہب علامہ ابی الحسن علی بن حسین المسعودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 346ھ)

97۔ تفسیر زادالمسیر۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)

98۔ الاصابہ۔ امام احمد بن علی بن محمد بن علی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (852ھ)

99۔	شرح مہذب۔	امام ابن زکریا محیی الدین بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ)
100۔	کنز العمال۔	امام علی المتقی بن حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 975ھ)
101۔	لسان العرب۔	علامہ جلال الدین محمد بن مکرم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 771ھ)
102۔	مثنوی مولانا روم۔	مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 5 جمادی الثانی 672ھ)
103۔	انوار التنزیل۔	قاضی امام ناصر الدین بیضاوی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
104۔	نسیم الریاض۔	امام شہاب الدین احمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ)
105۔	اخبار مدینہ۔	امام ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 643ھ=1245ء)
106۔	اخبار المکہ۔	امام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 223ھ)
107۔	تاریخ یعقوبی۔	علامہ احمد بن ابی یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 292ھ)
108۔	دارمی شریف۔	امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ) (امام مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ محدثین ان کے شاگرد ہیں)
109۔	مرۃ الجنان۔	امام زین العابدین ابو حامد محمد بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (مولد بلگرام ہند 1145ھ متوفی 1205ء مصر)
110۔	انسان العیون۔	امام العصر ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ)
111۔	صورۃ من المدینۃ المنورہ۔	خالد مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ قاہرہ۔ مصر۔
112۔	مرۃ الحرمین	ابراھیم رفعت پاشا رحمۃ اللہ علیہ (اشاعت 1908ء) قاہرہ۔ مصر
113۔	موطا امام مالک	امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
114۔	سیرت الکبریٰ	امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 734ھ)
115۔	تفسیر مجاھد بن جبیر۔	علامہ مجاھد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 103ھ)
116۔	موطا امام مالک۔	امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
117۔	کتاب دارقطنی	علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 305ھ وفات بغداد 385ھ)
118۔	کتاب مکہ والحرم۔	علامہ عبید بن شریہ رحمۃ اللہ علیہ (110ھ۔209ھ)

119۔ کتاب اصحاب الکہف۔ علامہ ہشام بن محمد الکلبی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 204ھ=819ء)

120۔ کتاب الحیرۃ۔ علامہ ہشام کلبی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 204ھ)

121۔ زادالمعاد علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (691ھ۔751ھ)

122۔ تاریخ مدینہ منورہ۔ حضرت عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی (وفات 1052ھ)

123۔ آداب المفرد۔ حضرت امام ابومحمد عبداللہ ابن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بخارا 184ھ وفات خرتنگ 256ھ)

124۔ فتوح البلدان۔ علامہ احمد بن یحیٰی بن جابر البشیر بلاذری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ=892ء)

125۔ تتمہ المختصر فی اخبار البشر۔ علامہ ابن الوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 749ھ)

126۔ مسالک الحنفاء۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 911ھ)

127۔ سیرۃ الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 734ھ)

128۔ شرح شفاء۔ علامہ ملاعلی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1016ھ)

129۔ سیرت خلاطی۔ علامہ علاؤالدین علی بن محمد الخلاطی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 708ھ)

130۔ سیرت ابن ابی طے۔ علامہ یحیٰی بن حمیدۃ رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 630ھ)

131۔ روح المعانی۔ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 970ھ)

132۔ جوامع السیرۃ۔ علامہ حافظ ابن جزم ظاہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 456ھ)

133۔ المعجم الکبیر۔ علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الخطمی الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 360ھ)

134۔ احکام القرآن۔ علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 1331ھ)

135۔ التفسیر القیم۔ علامہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 751ھ)

136۔ البحر المحیط۔ اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 745ھ)

137۔ الدارمی۔ علامہ عبداللہ بن عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 869ھ)

138۔ السیرۃ النبویہ۔ علامہ علاؤالدین المعلطائی رحمۃ اللہ علیہ (689ھ۔761ھ)

139۔ بہجۃ المحافل فی السیرۃ والمعجزات والشمائل۔ علامہ یحیٰی بن ابی بکر العامری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 893ھ)

140۔ انوار التنزیل۔ قاضی امام ناصرالدین بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 685ھ)

141۔ دی راجپوت (The Rajput) رانا محمد سرور خان لاہور 2005

درود لکھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَحۡمَۃِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ فَضۡلِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ خَلۡقِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ عِلۡمِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کَلِمَاتِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کَرَمِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ حُرُوۡفِ کَلَامِ اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قَطَرَاتِ الۡاَمۡطَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَوۡرَاقِ الۡاَشۡجَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ رَمۡلِ الۡقِفَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَاخُلِقَ فِی الۡبِحَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ الۡحُبُوۡبِ وَالثِّمَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَآاَظۡلَمَ عَلَیۡہِ اللَّیۡلُ وَاَشۡرَقَ عَلَیۡہِ النَّھَارُ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ صَلّٰی عَلَیۡہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَّ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ لَّمۡ یُصَلِّ عَلَیۡہِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَنۡفَاسِ الۡخَلَآئِقِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ نُجُوۡمِ السَّمٰوٰتِ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ شَیۡءٍ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ط صَلَوٰتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَ اَنۡبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجَمِیۡعِ الۡخَلَآئِقِ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَاِمَامِ الۡمُتَّقِیۡنَ وَقَآئِدِ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ وَشَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِکَ اَجۡمَعِیۡنَ مِنۡ اَھۡلِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِیۡنَ بِرَحۡمَتِکَ یَآاَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ ط وَ یَآاَکۡرَمَ الۡاَکۡرَمِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا دَآئِمًا اَبَدًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ط وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ط

درود تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمِ ط شَفِيْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ ط سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ ط سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِی الدَّارَيْنِ ط صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلٰى الثَّقَلَيْنِ ط اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ط يٰۤاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط

اللہ تعالیٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس کی توفیق و فضل بے پایاں سے سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور رحمت سے راقم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ سیرت سرور کونین علیہ السلام کو عمدہ سے عمدہ پیرائے میں تحریر کیا جائے۔ پر شوق محنت اور جانفشانی سے حاصل کر کے جدید و قدیم تصاویر اور نقشوں کے ذریعہ بھی سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزیّن کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ مقدس و باعظمت اور تاریخی مقامات کے معیّنہ وقوع اور اس کتاب کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو حضور علیہ السلام کے صدقے اور وسیلۂ جلیلہ سے قبول فرمائے اور روزِ محشر شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذرانۂ عقیدت

کروڑوں درود اور کروڑوں سلام در بارگاہِ اقدس خیر الانام علیہ السلام۔ سرکارِ دو عالم ختم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ علیہ السلام کی کریمانہ سرپرستی اور فیض انتساب کے بغیر سیرت سرور کونین علیہ السلام کی تالیف و تکمیل ناممکن تھی۔ اس حقیر و ناچیز غلام کا یہ نذرانۂ عقیدت قبول فرماتے ہوئے دنیا میں اپنے عشق و محبت و غلامی اور روزِ محشر قرب و شفقت اور شفاعت عطا فرمائیے۔

رانا محمد سرور خاں

12 ربیع الاوّل 1428ھ
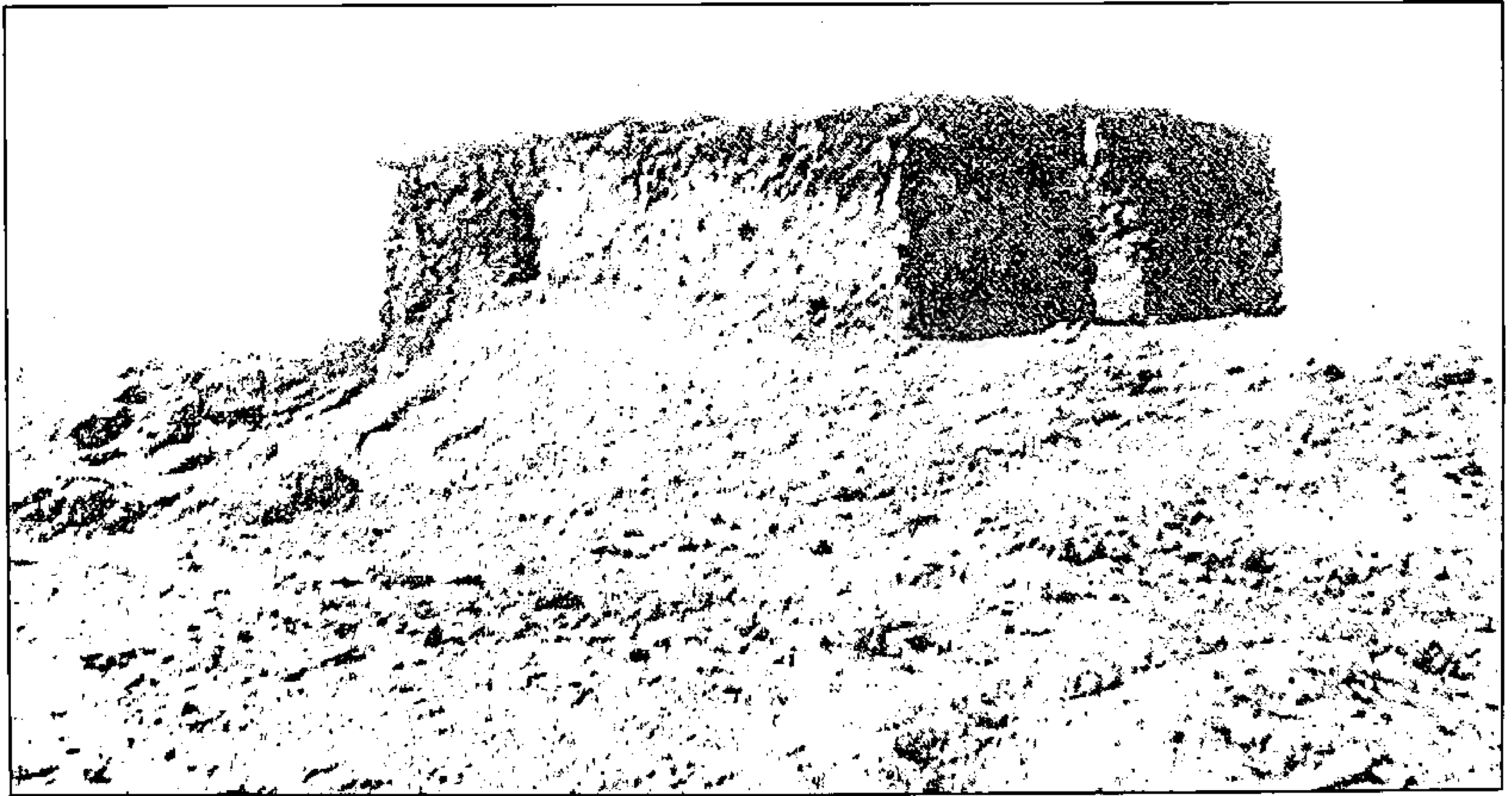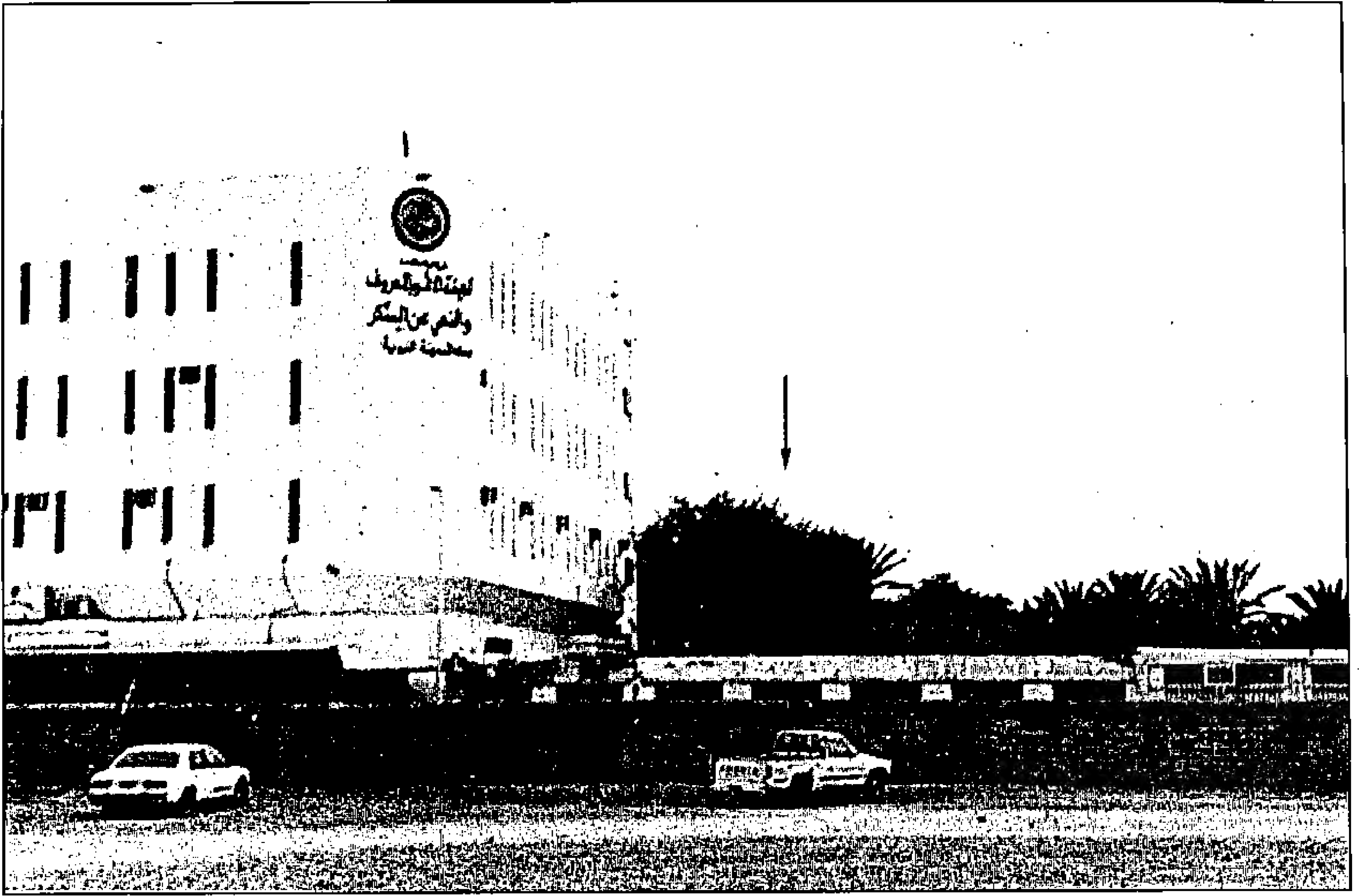
مسجد بنی ظفر: حیث زارالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قبیلة بنی ظفر بمسجدھم ومعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قارئاً یتلو القرآن فقرأ حتی اتی علی الآیة الکریمة (سورة النساء آیت 41) فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ، وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حتی اضطرب لحیاہ وقال ای رب شھید علی من انا بین ظھر انیہ فکیف بمن لم ار.

Masjid bani Zafar: There the Prophet(PBUH) bid one of the Companions recite something of the Qur-an. When the Companion reached the following verse "How then when We bring from each nation a witness and bring you a witness against all of these." (4-41) He(P.B.U.H.) wept and said "I am a witness against those among whom I live, but how (can I be a witness against) those I do not see"?

غـار السجدة: فيه سجد النبی صلی الله علیه و آلهٖ وسلّم شکر اللهِ و ذلک ان معاذاً بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه فلم یجد ہ فابصره ساجداً سجوداً طویلاً فلما فرغ قال: جاء نی جبریل علیه السلام فی هذا الموضع فقال؛ ان الله جل جلالهٗ یقرئک السلام ویقول لک: ماتحب ان اصنع بأمتک؟ قلت : الله اعلم، فذهب ثم جاء نی فقال؛ انه یقول لا اسوئک فی امتک فسجدت.

Al-Sajda Cave; Where the Prophet (PBUH) prostrated himself in gratitude to Allah after Gabriel (A.A.) came to him with the glad news that Allah would not distress him as concerns his nation.
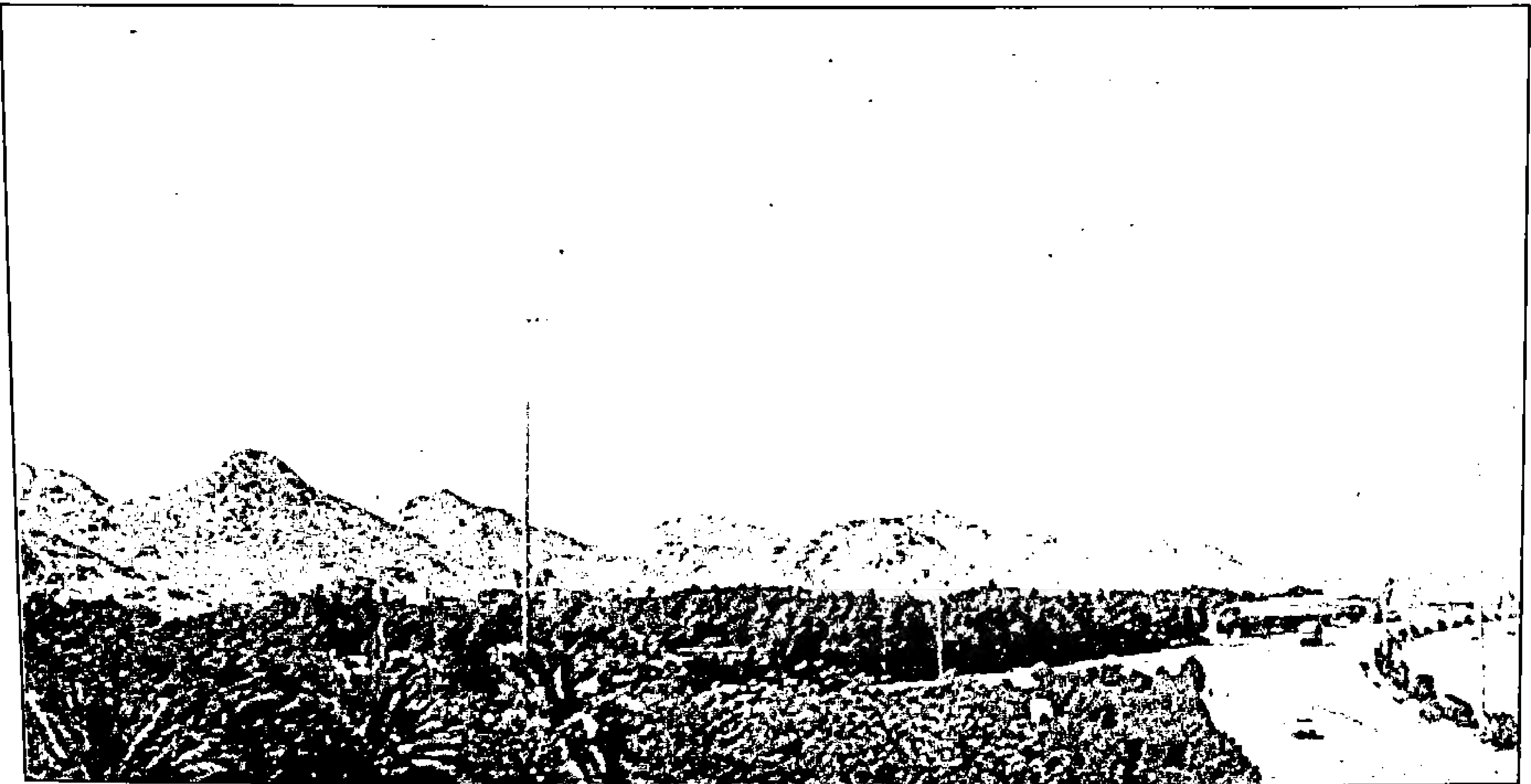
الجرف: مکان نزول المسیح الدجال و جیشه فی آخر الزمان لیغز و المدینة المنورة و هو محرم "علیه دخولها فتصرف الملائکة وجهه ناحیة الشام و هناک یهلک

Al-Jurf: Where the Dajjal, the Impostor of the end of time, will halt, intending to conquer Madina. The angels standing guard around Madina will turn him round toward Syria where he will perish.
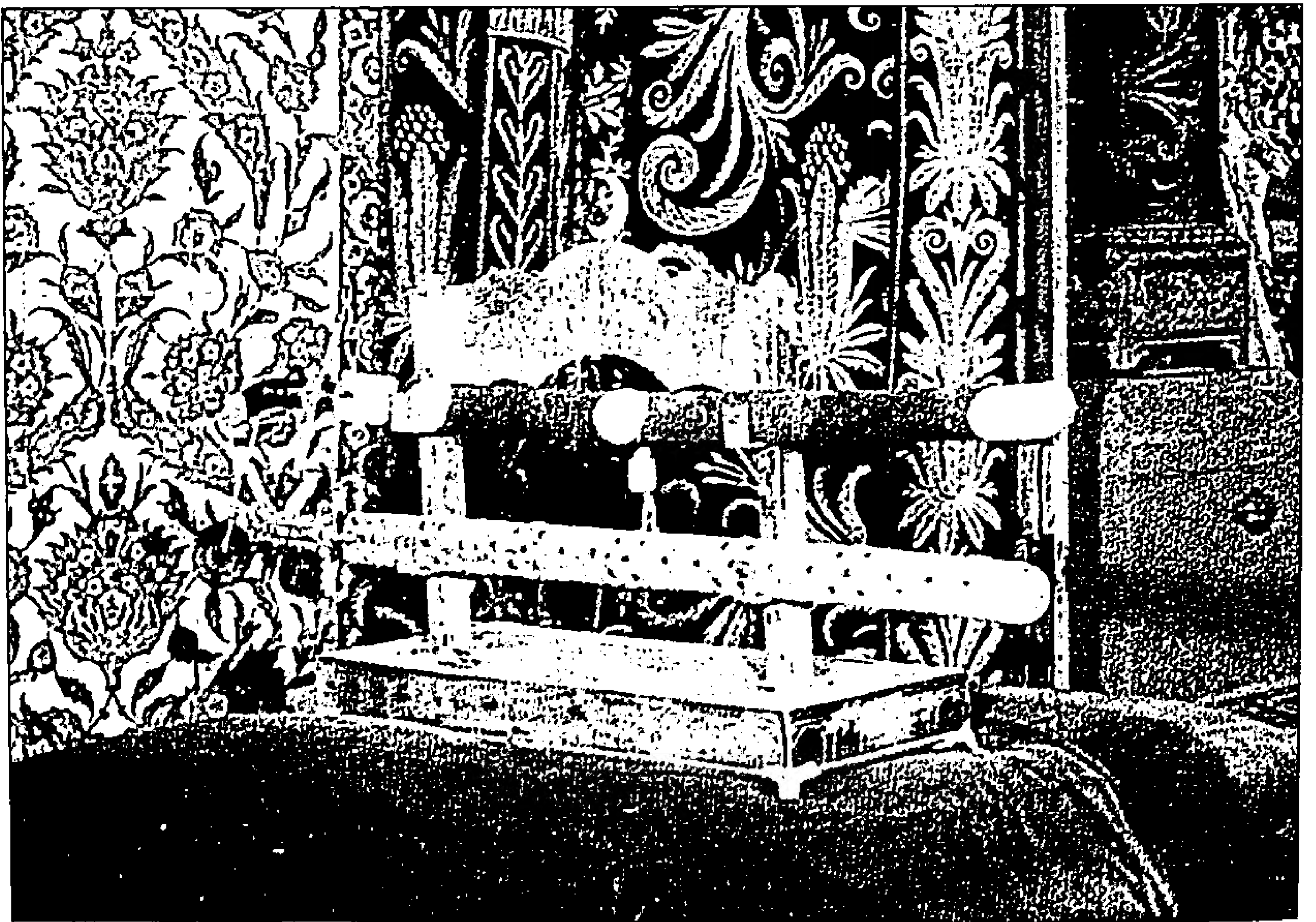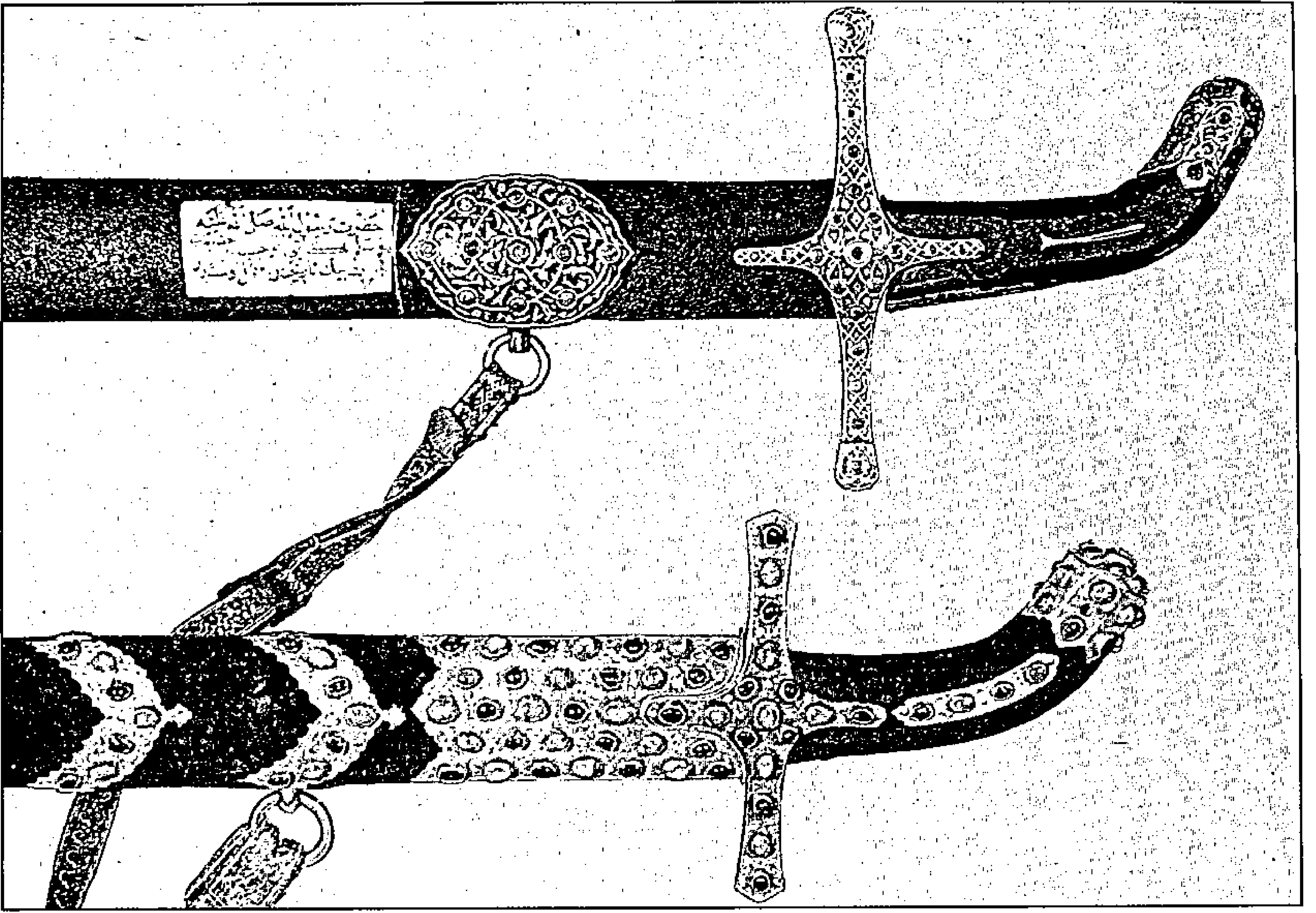
حضور علیہ السلام کی شمشیریں
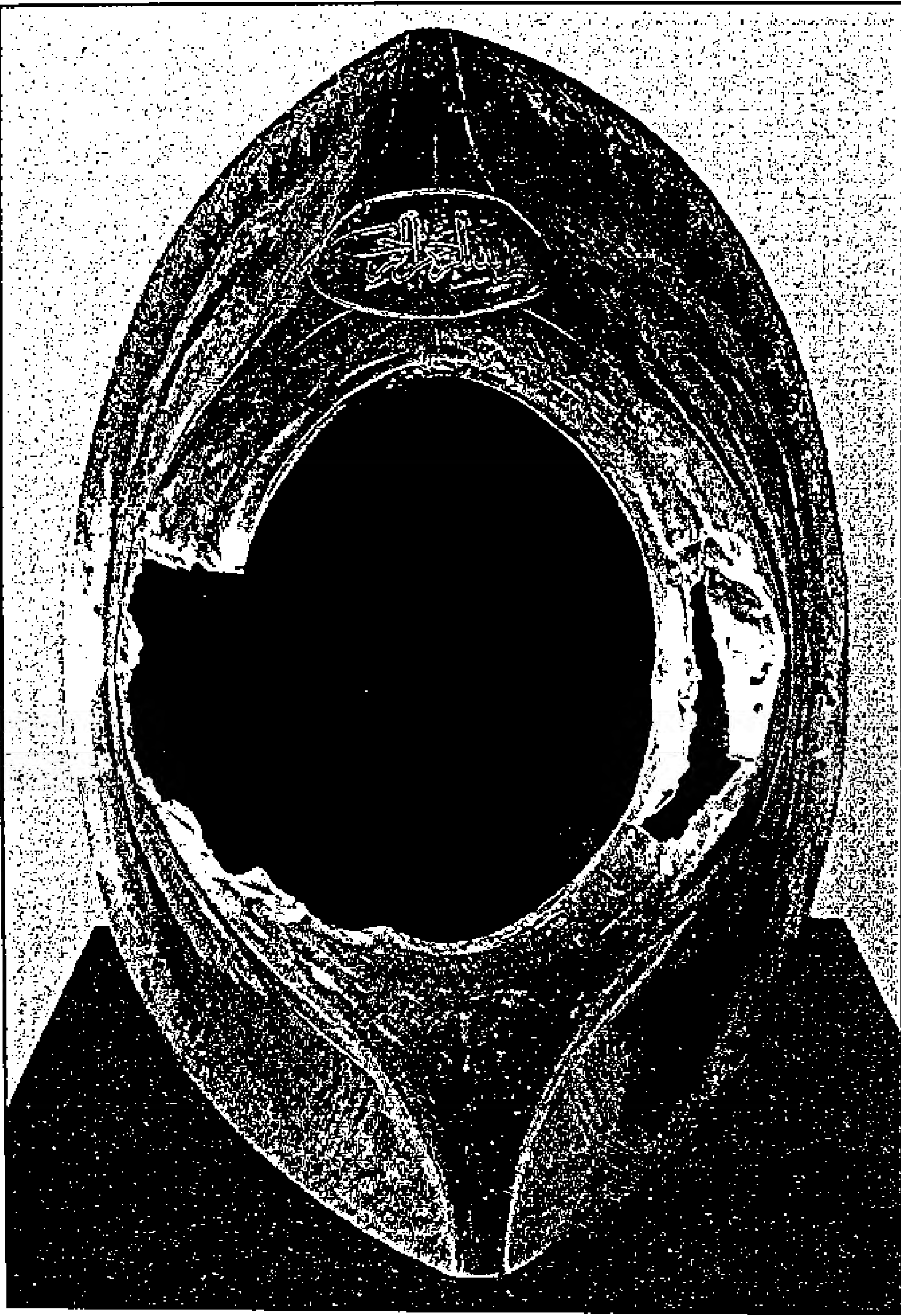
نقش پاءِ مبارک

حجر اسود کا سنہری خول
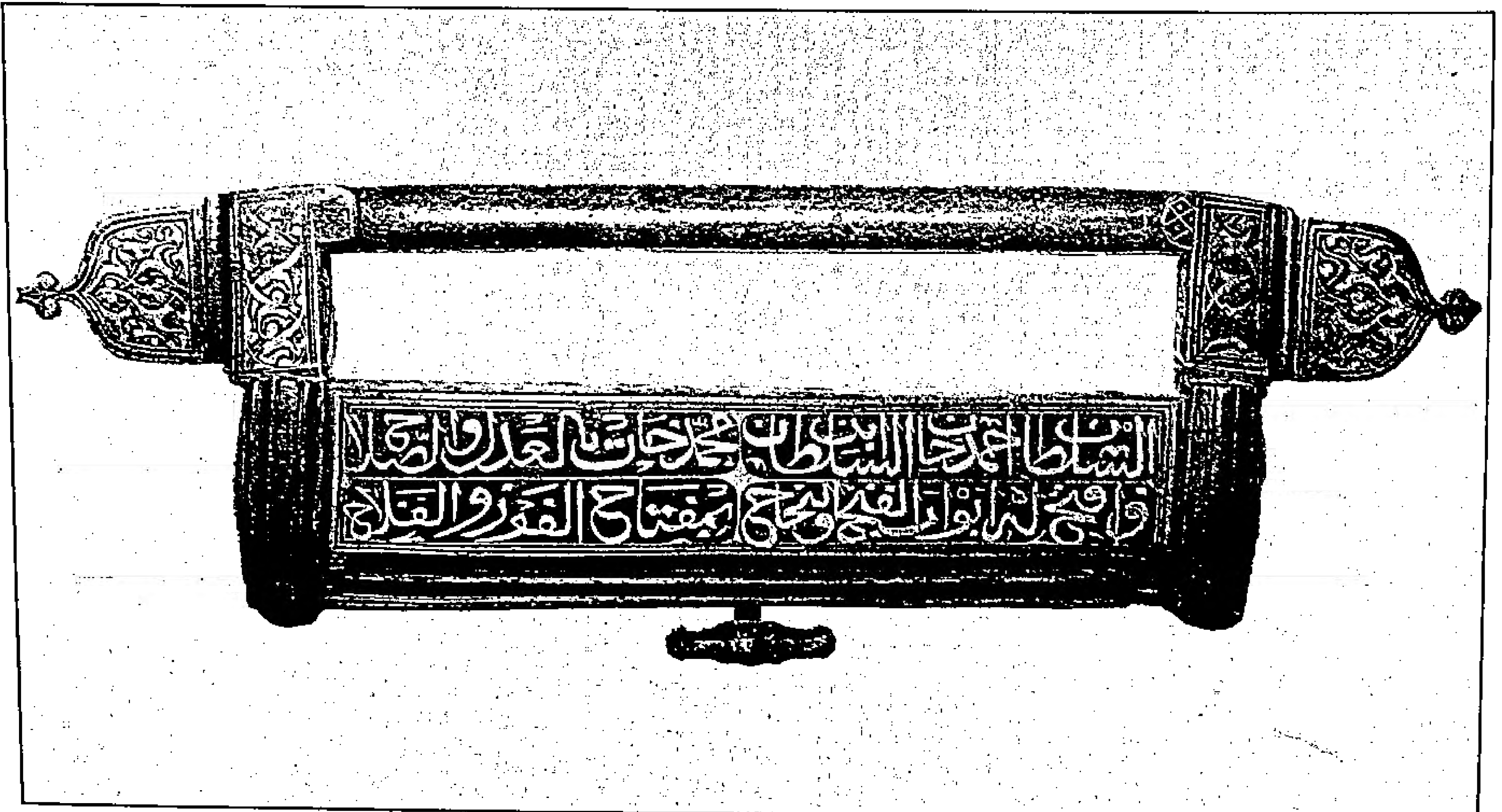
کلید بیت اللہ شریف
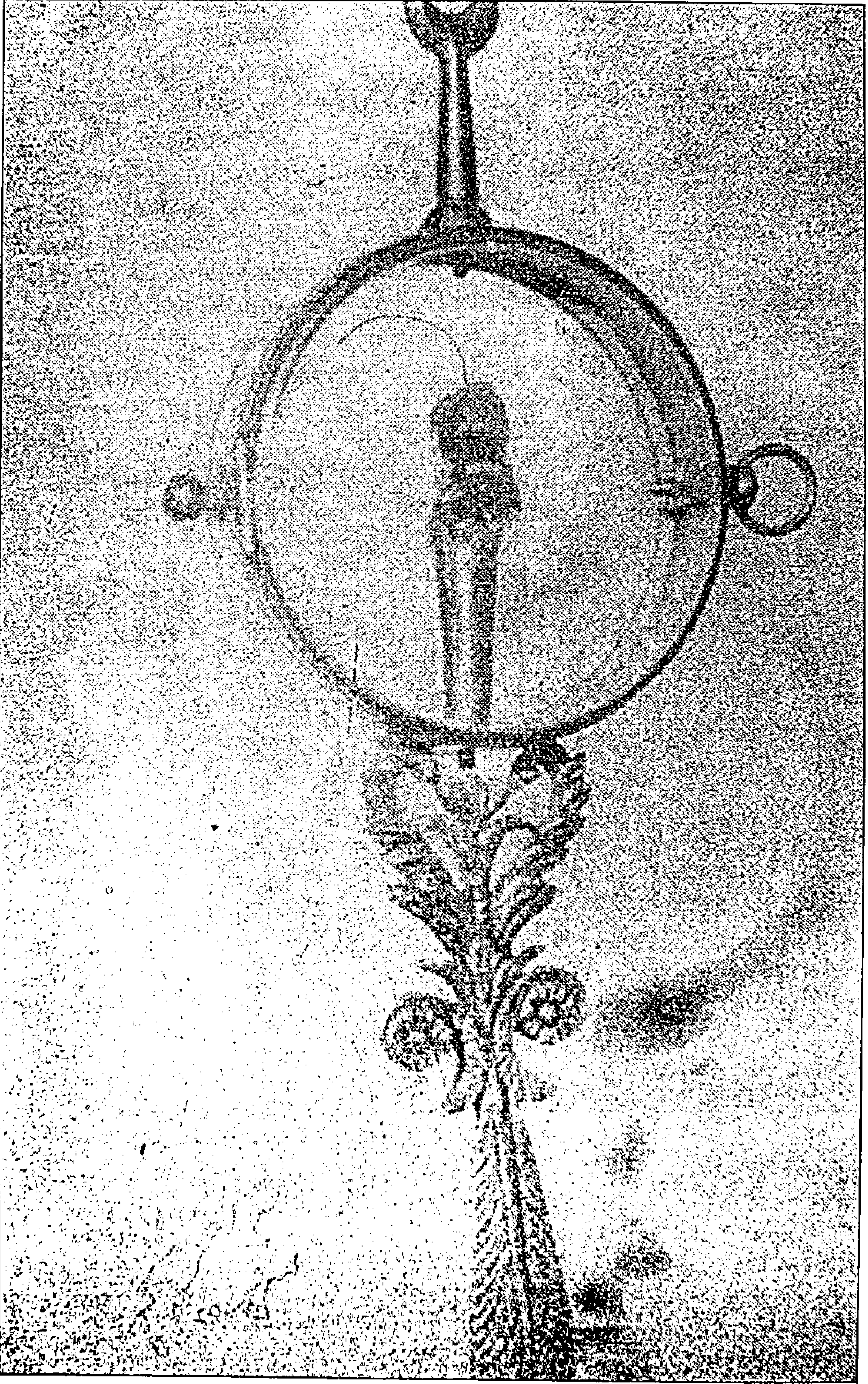
''موئے مبارک'' ٹھوس سونے کے خوبصورت فریم کے شفّاف شیشہ میں ''ریش مبارک'' کا بال نمایاں ہے۔

''موئے مبارک''
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی
ریشِ مبارک کا ایک بال اس قیمتی
دلکش نقرئی صندوق میں محفوظ ہے۔
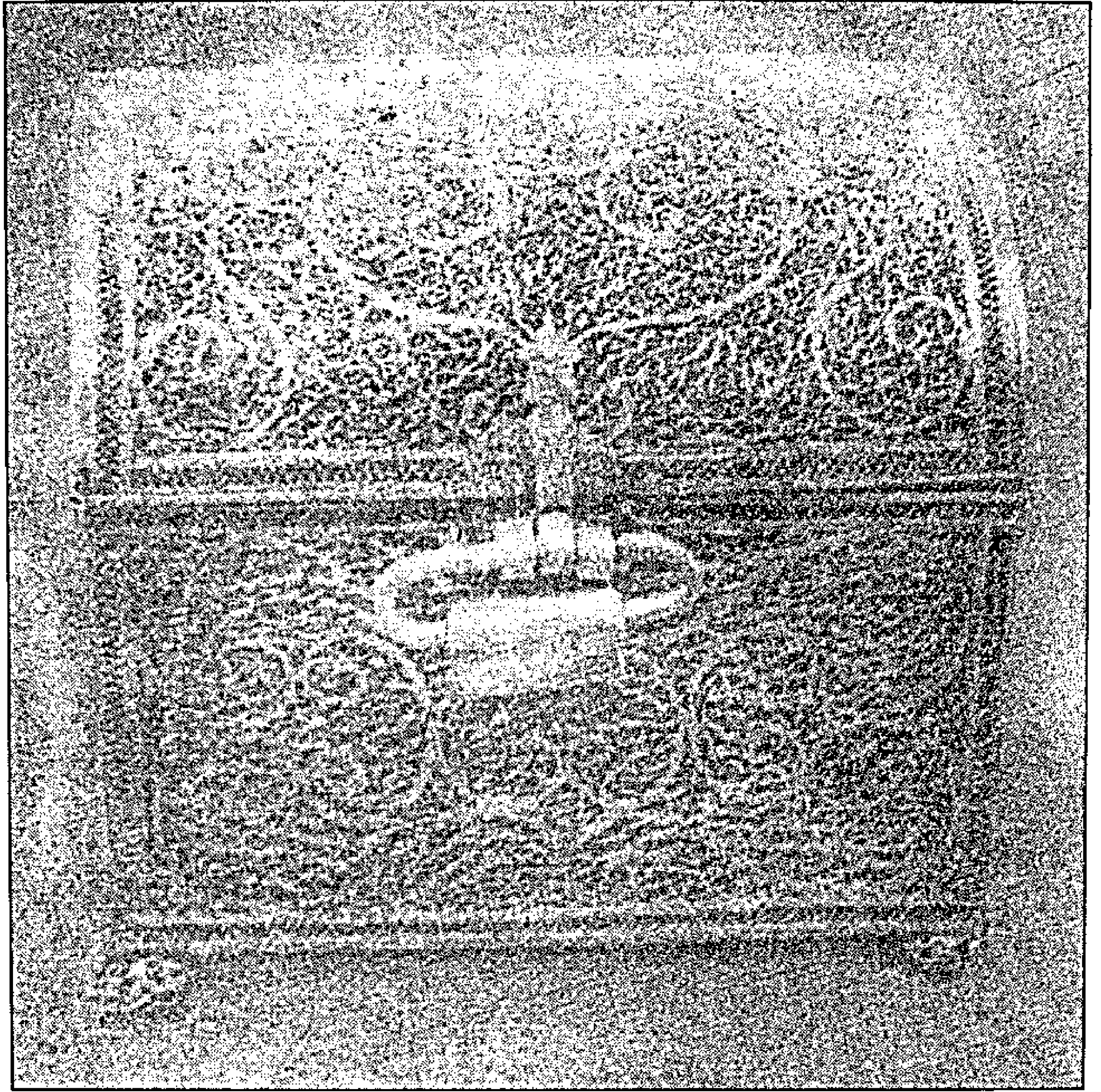
''قدم رسول'' آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
کے داھنے قدم کا نشان شفاف پتھر پر ثبت ہے۔